لہ ما فی السموات و ما فی الارض و ما بینھما و ما تحت الثری

بوستان خیال

جلد پنجم

جو فارسی مین میر تقی خیال کی تصنیف ہے مختلف مترجمون نے ترجمہ کیا اور اب

سید نادر علی سیفی

ساکن لاہور نے بعد غور کرنے قبائح اور طوالت کے اسکے واسطے حفظ ناظرین کے ترتیب کیا اور

شوال المبارک سنہ ۱۳۱۰ھ مطابق ماہ مئی سنہ ۱۸۹۳ع مین

بفضلہ تعالی شانہ

مطبع سیفی لاہور مین سید نادر علی سیفی کے اہتمام سے شائع ہوئی

ہدیہ محقر

یہ جلد جو بوستان خیال کی پنجم جلد ہے جناب سردار یکہ محمد خان صاحب بولیزئی رئیس گجرات کی خدمت میں پیش کی گئی ہے جو اس عاجز کے حال پر اُس وقت سے توجہ رکھتے اور تلطف فرماتے ہیں جبکہ راقم گورنمنٹ سکول ہوشیار پور میں مدرس دوئیم تہا اور سردار صاحب اُس ضلع میں ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدے پر مامور تہے

نادر علی سیفی

ضمیمۂ سر ہند مطبوعہ ۱۴ مارچ ۱۸۹۵ء

بوستان خیال جلد پنجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ایزد بیچون جو شر سے مبرا ہے اور شر کو پیدا کرنے سے محترز بشر بھی بے شر پیدا ہوتا ہے لیکن جس نے شرارت سے انتظام دنیا کی تائید کی وہ اشرف المخلوقات کا مصداق ہوا اور جس نے سفاہت سے خلقت کے امن میں خلل اندازی کی وہ ازل الٰہی مردود ہو گیا

نعت محمد مصطفے اور منقبت آل مجتبےٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین ہمارا دوسرا فخر ہے جو بہتر میں نمونۂ خلائق تھے۔ ہمارے پیارے ہادی نے باوجود سلطنت کبھی جمع نہ چھوڑی اور انکے عزیز نائب نے بحالت خلافت بے پیوند جامہ نہ پہنا۔ اسلئے حضرت کو ہر وقت گرسنگان امت کا خیال رہا اور عالیجاہ خلیفہ کو برہنگان قوم کا لحاظ تھا

پس نادر علی سیفی ولد سید سیف علی مرحوم موسوی نعمت خانی ساکن لاہور عرض کرتا ہے کہ جیسے سابقہ جلدون مین کوئی نہ کوئی بات اہل بصیرت کے لئے عبرت انگیز تھی ایسا ہی جلد پنجم مین شرار و ابرار کا مقابلہ اہل دل کے واسطے نصیحت و پند کا دفتر ہوگا۔ اب ہمارا ممدوح خدا لہ قریہ فردوس مین آتا ہے اور اسکو چند ایسے شخصون کا مقابلہ کرنا ہے جو شرارت مین نظیر نہ رکھتے تھے۔ داوی اپنے قاعدے کے مطابق اول انھین لوگون کو بر روئے کار لائے گا جنسے شاہزادہ معز الدین کو سابقہ پڑیگا

احوال جمشید پلید و فتح عراق و حلب و نصیبین اور حماہ و دمشق مین

ایک شخص محمد نام سلاطین فرغانہ کی اولاد سے بغداد مین رہتا تھا جب سن تمیز کو پہونچا المقتدر باللہ العباسی نے اُسکو شہر دمشق کی حکومت دی۔ وہ اخشید کا خطاب پایا جو اہل فرغانہ کی زبان مین بمعنی شہنشاہ ہے۔ قاہر عباسی نے اُسکو دمشق کے علاوہ ملک مصر کا بھی حاکم کیا۔ محمد کا ایک غلام حبشی کافور نام نہایت معتمد تھا عجب نہین کہ یہ مثل اسی کافور کی وجہ سے تجویز ہوئی ہو

برعکس نہند نام زنگی کافور۔

جب محمد نے رحلت کی کافور نے اُسکے پسر کلان ابو القاسم کو تخت پر بٹھایا۔ ابو القاسم نے پندرہ برس حکومت کی جس وقت اُسکا انتقال ہوا کافور نے اُسکے برادر خورد ابو الحسن کو بادشاہ کیا لیکن ابو الحسن ایسا ناقص العقل تھا کہ تمام امور سلطنت کافور کے قبضہ اقتدار مین آگئے

کافور ایک پسر رکھتا تھا جمشید نام جو زور و قوت کے علاوہ نہایت شریر اور سفاک تھا اُسنے ابو الحسن کو زہر سے ہلاک کیا۔ ہر چند کہ کافور اِس کام مین جمشید کا شریک تھا لیکن جمشید کو سزا دینا بھی مصلحت نہ سمجھا اور چونکہ پہلے سے سلطنت پر قابض ہو چکا تھا بے تکلف تخت نشین ہوا

نواح مصر مین ایک مرد ملحد خدا بیزار بینکوس نام طبعی مذہب رکھتا تھا اور اُسکو علم نجوم و علم طب و نیز نجات و سحر و طلسم مین قدرت تکمیل دستگاہ تھی۔ وہ روز و شب اِس فکر مین مبتلا رہتا تھا کہ کسی بادشاہ ذیجاہ کا مصاحب بنے اور اُسکو طریقہ مذہب کی تعلیم کرے

اُسنے جو جمشید بن کافور کی شرارت کا حال سُنا تاڑ گیا کہ یہ شخص اپنے کام کا ہے بفور اُسکے مصر مین آیا اور جمشید تک رسائی ہوئی جمشید کی صحبت مین خود شرارت کے ساتھ الحاد کی خواہش تھی اُسنے بہت جلد بینکوس کے خیالات کو قبول کر لیا

اُنھیں ایام مین ایک زمیندار کرکان عرہان جدال انگیز نے سرکشی کی کافور نے جمشید کو بہ ...
کو بیٹھک بجہ دیگر سے حرہان کی سرکوبی پر مامور کیا مگر نصیب شکست ہزیمت پائی ضار منکوس کے منشور
سے جمشید نے یہ مہم اپنے نام کرلی اور تخل ترددمیں ج ہان کو قتل اور اسکی سپاہ کو شکست دی
کافور جمشید کے اس نمایان سے خوش ہوا اور اسکو دمشق پر حاکم کیا

ابو الحسن کی دختر سرو دیہی مادر جمشید کی خواہر رضاعی تھی لیکن جمشید کے خیالات ایسے
پلید ہوتے گئے ... سے ... کہ تشویش کرنے لگی جب ضار منکوس کو اسباب کی اطلاع ہوئی تو اُسنے
ہدایت کی کہ جمشید کافور کے روبرو اس امر سے توبہ کرے اور سرو دیہی کو دمشق مین ہمراہ لے جاے
وہان جو منشاء مولیٰ ہو وہ عمل میں لاے تا جمشید نے ہر چند کافور کو راضی کیا کافور نے ایک خلعت
مع اسپ و شمشیر دیکر تین ہزار سوار کی جمعیت سے جمشید کو رخصت کیا۔

جمشید نے اُسی روز اپنے کو جمشید خود پرست خطاب دیا اور باین جلوس و سامان شاہی ضار منکوس
الطبعی اور مالک سرو دیہی کو ہمراہ لیکر دمشق کیطرف روانہ ہوا۔ اثناے راہ مین جس آدمی کو ملحد
ضعیف العقیدہ دیکھتے ضار منکوس کلمات شیطانی اور جمشید پلید بالکلمات خسروانی اپنے مذہب
باطل مین داخل کرتے تھے۔ یہان تک کہ اس عرصہ قلیل مین پندرہ ہزار اشرار بد مذہب بد کردار کی
جمعیت اُنکے پاس ہوگئی۔ ضار منکوس ہر روز صبح کے وقت ہر خسرو دلشہ کو بطریق وعظ یہی تلقین
کرتا تھا کہ مذہب طبعی حق ہے اور اُن مردودون نے علاوہ خود پرستی کے جمشید کو امام الحق بھی
خطاب دیا جو زمانہ سابق مین المستکفی باللہ العباسی کا خطاب تھا

جمشید ملعون باین جلوس و حشمت داخل ہونے کے بعد شہر حران کے نواح مین جو [illegible]
یہودی عاقب نام دس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے حکومت کرتا تھا جب عاقب نے جمشید [illegible]
کی خبر سنی باندازِ علوفہ ملازمت کے واسطے آیا جمشید نے وقت شب عاقب کو بکلمۂ [illegible] کی

اور اثنائے صحبت مین کہا اے عاقب ظاہرا تو ہمین ایک مرد دانشمند آزمودہ کار معلوم ہوتا ہے
پر حیف کی بات ہے کہ باین دانشمندی و فراست خدائے نادیدہ کو سجدہ کرتا ہے۔ ہماری
خوشی ہے کہ تو بھی طریقہ خود پرستی اختیار کر اور طبیعت مجردہ کو واحد ذات شریک سمجھ یہی
ذات خاص فاعل حقیقی ہے۔ قمار سنکوس نے بھی بدلائل و براہین عاقب کو سمجھایا۔ عاقب نے
کہا اے بادشاہ تم اپنے آئین مذہب کی یہ فضیلت بیان کرتے ہو اور ہمارے طریق مین وہ مخلوق
بدترین نوع انسان سمجھے ہے کہ جو باین کارخانۂ رنگا رنگ اور باین نیرنگی ہائے بوقلمون
صانع حقیقی کا وجود نہ سمجھے جمشید کو عاقب کی یہ بات ناگوار گذری اور ملازموں کو حکم
دیا کہ اس احمق کو زندان مین لیجاؤ۔ محافظین محبس نے بخیال بردباری فقط ایک زنجیر سبک
عاقب کے پانون مین ڈالدی اور چندان نگہبانی نہ کی۔ عاقب ایک دہبادر اور عیار پیشہ
تھا ہر وقت سامان عیاری اسکے پاس موجود رہتا تھا وقت شب جب عملۂ و فعلۂ زندان
کو خواب مرگ مین مبتلا پایا زنجیر پا قطع کی اور دلیرانہ خیمۂ زندان سے باہر نکلا۔ بعد ازان
جمشید کو بفن عیاری چادر مین باندہ کر اپنے شہر مین لیکر آیا

صبح کے وقت داروغۂ محبس نے قمار سنکوس طبیبی کو اطلاع کی کہ عاقب عرانی خود بھی زندان
سے چلا گیا ہے اور شاہزادہ جمشید کو بھی بفن عیاری لے گیا قمار سنکوس کو اس اخبار
موحش سے جنون کی نوبت پہونچی اور اسی وقت ایک خط مضمون ذیل عاقب کو لکھا۔
اے بیہودہ برگشتہ بخت شہزادہ جمشید کو جلدی ہمارے پاس بھیجدے ورنہ تیری بربادی
و خرابی مین کوئی دقیقہ اٹھا رکھا نہ جائے گا اگر فورا آحتیر بادشاہ مصر کو اس حال کی خبر
ہوئی تو اسی وقت بالشکر جرار و فوج آتشبار اس طرف نہضت فرمائے گا اور بروقت
پہونچنے بادشاہ کے تجھے کوئی دوست آویزا اپنے عفو قصور کے واسطے ہم تہین پہونچنے کی

ماتقب نے جواب اسکے اپنی بے گناہی کو ذکر کرکے لکھا کہ ضار منکوس تحریر فرقہ اسلام میں نیا
بمنزلہ سامری عالم الضلالت کے پیدا ہوا ہے۔ تو نے ہی جمشید کو مذہب خود پرستی تعلیم کیا ہے
میں خود بادشاہ کو اسنے اور تمہارے حال کی اطلاع کرتا ہوں چنانچہ ماتقب نے ایک عرضی
خلیفہ وقت اور دوسری شاہ کافور کی خدمت میں ارسال کی مگر ضار منکوس نے وہ دونوں
بر آمد شہر کا بخوبی انتظام کیا تھا وہ دونوں قاصد وہاں پہونچتے ہی گرفتار ہو گئے ضار منکوس
نے تمام بردوں کو قید کیا اور ایک سپاہی کا نقدی بجوف ہوا کی اسکی شکل بنائی اور اسی طرح
کہ روغن ملا کے سپاہی کا نقدی کی جلد بعینہ جلد انسان کی مانند ہو گئی اسی طرح جو ہر سکے
شکل و خال بھی درست کیے اور ایک ہی حقیر ذات کو تاو قند دانشمند کو بیکیت جو
میں بٹھلا دیا اور تمام شب بیدار سا کر ہونے بعد اذان اپنے لشکر کے چند سرداروں
کو حکم دیا کہ تم جمعیت معقول لیکر باب سنجھر کی طرف چلے جاؤ اور سپاہ مناسب کے
بعد اول یہ نسخہ جعلی شاہ کافور کی جانب سے ماتقب کو بھیجا اور عقب اسکے اس پیکر کے
کا نقدی کو جو لباس شاہانہ و تاج شاہی اپنا پہن کر فیل پر سوار کرکے بتجمل و جلوس شاہی بسیرے
لشکر میں داخل ہو جانا

ماتقب اپنی موضع ان کے جواب کا انتظار کرتا تھا کہ ناگہاں ایک قاصد آکر فصیل کے
نیچا یا کہ میں شاہ مصر کو لشکر لایا ہوں جان نے ناظر کو شہر کے اندر بلا لیا اور نامہ کو پڑھا
اسمیں لکھا تھا اے ماتقب خبر ہی ملکی حرکت تو نے خفیہ پرواز حالت یعنی جمشید کو خبر دیکر
انشاء اللہ تعالیٰ بمجرد بہت جلد شہر جیران میں پہونچتا ہوں اسی وقت تمہارا اسکی
قید سے رہائی نہ دینا لیکن جمشید کو آپ تمام سے تکلیف نہ ہو ماتقب کو یقین آیا کہ یہ نامہ
بعینہ شاہ کافور کا ہے بہت جواب معقول لکھکر قاصد کو رخصت کیا چند روز کے بعد شہرت

ہوئی کہ کل بادشاہ قلیل لشکر سے یہان داخل ہونگے۔ یہہ بھی مشہور کیا گیا کہ ضمار رسنکوس
بخوف بادشاہ گریز کر گیا ہے۔ دوسرے روز جب وہ بیچارے کاغذی جمشید کے لشکر مین
پہونچی۔ عاقب نے بھی فصیل بند دروازے سے کافور کو دیکھا اور اسی وقت جمشید کو زندان
سے نکال کر اپنے ہمراہ بادشاہ کی ملازمت کے واسطے لے گیا۔ مگر جس وقت قریب سے اُس
بیچارے علی کے سراپا پر نظر کی ہوش جاتے رہے اور سمجھا کہ ضمار رسنکوس بازی لے گیا لیکن
اب سمجھنے سے کیا بنتا تھا۔ چند پہلوانان وجوانان لشکر نے عاقب کو قید کر لیا۔ اور لشکر
جمشید نے بلائے بے درمان کی مانند چار طرف سے شہر پر یورش کی۔ چار ہزار خانہائے یہود
ومسلمان خاک سیاہ وبے چراغ کر دیئے۔ البتہ اُن آدمیون کی جانین محفوظ رہین
جو جمشید اور ضمار رسنکوس کے اغوا سے مذہب الحاد مین داخل ہوئے

جس وقت انتظام شہر سے رخصت پائی جمشید نے عاقب کو روبرو بلا کر کہا اے یہودی ابلہ
ہمین بتا کہ وہ تیرا خدائے نادیدہ کہان ہے۔ فی الحقیقت سخت مکاری تو نے کی تھی لیکن
طبیعت بجز وہ نے ہماری مدد کی۔ اب بھی اگر اپنے عقائد موہوم اور خیالات ظنی سے باز آئی
ہے تجھے اپنے لشکر کا ایک سردار عمدہ مقرر کرین۔ عاقب نے کہا اے شاہ خود پرستان اگر میری
زندگی باقی ہے خدائے برحق بہر صورت تمہارے ہاتھ سے مجھے محفوظ رکھے گا۔ درصورت
دیگر درجہ شہادت میرے واسطے موجود ہے اور بروز قیامت میرا خون ناحق تمہارا
دامنگیر ہوگا۔ جمشید خوب ہنسا اور کہا تو کسقدر بے وقوف اور بے عقل ہے کہ ہر بار قیامت
کا ذکر کرتا ہے۔ تیرے واسطے بھی قیامت ہے کہ مین تجھے قتل کرتا ہون یہہ کہکر جلاد کو
بلا کر عاقب کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ لیکن ضمار رسنکوس نے شفاعت کی اور کہا چندے عاقب کو
قید رکھو۔ مرد زیرک ہوشیار معلوم ہوتا ہے عجب نہین کہ آخر بخواہش نفس ہماری اطاعت

حوالہ کرے

خراسان کے انتظام و انسق کے بعد جمشید حلب مین پہونچا وہان کا حاکم منصور بن قاہر بجنگ و جدال پیش آیا۔ اُسکے ہاتھ سے جمشید کے سر مین ایک زخم آیا لیکن ہنگام کشتی و زور آزمائی جمشید نے منصور کو باندھ لیا اور روبرو بے زبان اُسکو خلوت مین بلا کر مذہب طبعی کی تلقین کی۔ منصور ایک مرد شراب خور و سفیہ مزاج تھا۔ اِس نے شارمنگوس کے کلمات ملحدانہ بگوش جان سُنے اور بہ صفائے نیت شارمنگوس و جمشید کو سجدہ کیا۔ جمشید نے منصور کو خلعت شاہانہ دیا اور کہا اب مین بہ دل و جان تیرا معاون و مددگار ہون

جب حنیفہ والدہ منصور نے پسر کے مرتد ہونے کی خبر سُنی اُسکو کمال قلق ہوا اور دل مین کہا اگر قتل ہو جاتا بہتر تھا۔ بعد فکر دراز ناچار خود مسند ریاست پر متمکن ہوئی اور اکابر لشکر کے مشورہ سے جمشید کو لکھا کہ ہم سے بطریق پیشکش کچھ زر نقد لیکر یہان سے روانہ ہو جمشید کی نظر سے جو حنیفہ کا رقعہ گذرا آتش قہر و غضب سے پا مین مشتعل ہوئی اور لشکر کو یورش کا حکم دیا۔ افواج نامدار نے مثل مور و ملخ ہر طرف سے شہر پر حملہ کیا۔ اہل شہر بھی بہ توپ و تفنگ و [illegible] کی قرار واقعی مدافعت کرتے تھے۔ لیکن خود بدولت ان کا لشکر جو [illegible] شہر کے قریب و تفنگ [illegible] خیال مین نہ لایا اور شہر کے دروازے پر [illegible] سے نامردانہ [illegible] آتش جنگ بعد الگ [illegible] روز چہارم جمشید نے بذات خاص حملہ کیا [illegible] لشکر لب خندق پہونچ گیا اور [illegible] خندق کو بھر دیا۔ جمشید نے چند ضربات گرز سے شکست شہر پناہ مین [illegible] کئے [illegible] لشکر کا ہر طرف سے شہر مین در آیا۔ اہل شہر بھی دست از جان شستہ و کفن بر سر بستہ [illegible] حرب و ضرب مین مشغول ہوئے مگر ایک طرف حنیفہ

شیر زن بھی تمام آلات حرب سے پیکار اپنے تن نازنین پر لگائے ہوئے فوج دشمن کو تیر مار رہی
تھی۔ ناگاہ حنیفہ کی نظر ضار منکوس پر گئی جو اُس وقت لشکر کو ترغیب جنگ کر رہا تھا
حنیفہ نے اسقدر توقف کیا کہ ضار منکوس تیر کی زد پر پہونچا اُس وقت اِس ضرب سے ایک تیر
جان ستان مارا کہ حدقۂ چشم سے گذر کر پشت سر سے نکل گیا۔ جمشید نے جو ضار منکوس کی
یہ حالت دیکھی غیظ و غضب سے زیادہ تر قتل عام کا حکم دیا اور خود کو بھی تمام حنیفہ تک پہونچایا
اُس نے چند ناوک جان ستان مارے۔ اگرچہ ایک تیر جمشید کی پیشانی پر لگا مگر وہ مردود اس
جراحت کو مطلق خیال مین نہ لایا اور برابر جا کر ایک تیغ بیدریغ اِس قوت سے حنیفہ پر لگائی
کہ سینہ تک اُتر گئی۔ وہ عفیفہ اُسی وقت درجۂ شہادت کو پہونچی اور حلب خود پرستون
کے تصرف مین آیا

جمشید نے بعد قتل و غارت حلب مین اپنا نائب مقرر کیا اور منصور کو اپنے لشکر کی
ہمراہی بخشی اور بہ تعجیل تمام موصل مین پہونچا۔ راوی کہتا ہے کہ سعدان بن سعید شہر موصل
کا حاکم ایک مرد مسلمان پاک اعتقاد غلامان اہلبیت سے تھا۔ اُس نے اپنے حسب قدر نزل و
علوفہ بھیجا اور لکھا۔ یہ شہر جناب سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے وقت سے پشت
در پشت میرے باپ دادا کی حکومت مین داخل ہے۔ تمکو لازم ہے کہ میری اِسی قدر
اطاعت کو غنیمت سمجھو۔ جمشید نے ضار منکوس کج چشم کے مشورہ سے جواب مین کہلا بھیجا
اے سعدان ہمین اسقدر اطاعت منظور نہین ضرور ہے کہ ہمارا نائب قلعہ مین رہے
اور تو ہماری خدمت مین حاضر ہو۔ سعدان نے بصوابدید ابراہیم بن حمید جو مختار علیہ الرحمۃ
کی ارشد اولاد سے تھا اور احمد بن محمد مصری اور قیس بن زبیر الکندی کی رائے سے
شہر کے دروازے بند کرا کر برج و فصائل کو توپ و تفنگ سے آراستہ اور خندق

کو پانی سے پُر کرایا۔ جمشید نے مخدوم مصری کو چار ہزار سوار کی ہمراہی سے تسخیر قلعہ پر مامور کیا جلال
اہل قلعہ نے جنگ مردانہ کیا مگر مخدوم اُنکے توپ و تفنگ کو مطلق خیال مین نہ لایا از قلعہ
کے قریب پہونچ گیا۔ سعدان کو جو سردست کوئی صورت بہتر نظر نہ آئی شال ہلائی اور
تین دن کی مہلت حاصل کی

سعدان نے شہر کے علما و صلحا کو جمع کیا اور اُنکو سورہ حدید و دعائے سیفی و دیگر ادعیہ
ماثورہ کے پڑہنے کی جو قرآن مجید و احادیث قدسی مین وارد ہوئی ہین تحریک کی اور خود
تین روز روزہ رکہا اور دن رات سورہ یٰسین پڑہی اور سورہ کے ختم ہونے پر ہر بار
واسطے نجات مسلمانون کے سر برہنہ درگاہ کبریا مین مناجات کی۔ روز سوئم عین ادائے
مین سعدان کی آنکہہ بند ہوگئی۔ عالم واقعہ مین ایک بزرگ نے فرمایا۔ اے سعدان دعا تیری
مستجاب ہوئی جسوقت لشکر حریف قلعہ پر یورش کرے تو دروازہ قلعہ پر استادہ ہو کر
سو بار درود پڑہہ بعد ازان ایک مشت خاک لیکر یہ آیہ جلیلہ وما رمیت اذ رمیت
ولکن اللہ رمےٰ تین بار کف خاک پر دم کر اور کلمہ شاہت الوجوہ کہکر وہ خاک
اُنکی طرف پہینکدے۔ انشاء اللہ تمہارے توپ و تفنگ کا ایک ایک گولہ سو سو گولہ ہوکر
دشمن کے خرمن عمر کو جلائے گا۔ مزید بران آتش و مور چگان ضعیف اُس نمرود ثانی
کے لشکر کو تباہ کرینگے۔ جب حریف کو اِن آفات مین مبتلا پائے مردانہ قلعہ سے نکلکر
اُسکا قلع و قمع کر لیکن تعاقب ممنوع ہے کیونکہ جمشید کا رشتہ عمر ہنوز قطع نہین ہوا ہے
آخر قریہ فردوس مین ایک سید زادہ والا نسب کے ہاتہہ سے قتل ہوگا۔ سعدان نے
پوچہا اے بزرگ تم کون ہو۔ اُس بزرگ نے فرمایا مین تیرے عمل صالح کا موکل ہون جسکا
تو نے تین روز ورد کیا ہے

اِس سوال و جواب کے بعد سعد [illegible] ہوا اور اسی وقت اپنے جامے کو معطر
[illegible] شادان و فرحان لئے عبادت سے باہر نکلا۔ علما و زہاد اور امرا حاضر تھے اور اُنہوں نے
قبل از سوال بشارت خواب کی کیفیت پوچھی اور سب نے متفق اللفظ کہا اے سردار ہمنے
بہ گوش ہوش سُنا کہ کوئی مرد غیب ہم سے کہتا ہے کہ جو کچھ کہنا تھا ہمنے سعدان سے کہدیا
سعدان کو اِس بیان سے اور زیادہ یقین ہوا کہ خواب اُسکا رحمانی ہے۔ پس اُنکو
اپنے خواب کا حال سنایا۔ تمام دلاوروں کی جرات و ہمت صد چند ہوگئی اور فصیل پر آکر
اپنے اپنے مورچال کا اہتمام شروع کیا

یہ حال دیکھکر تلخوم مصری با ساز و سامان جنگ قلعہ کیطرف روانہ ہوا تا حدیکہ اپنے
مورچال مین پہونچ گیا اور حکم دیا کہ جلد خندق کو خاک و سنگ سے بھر دو۔ جس وقت لب
خندق آیا سعدان نے موافق بشارت عمل کیا۔ خدا کی قدرت سے وہ مشت خاک تلخوم
کے تمام لشکر مین پراگندہ ہوگئی اور ہر وقت سر ہونے شاک کے ہر ایک توپ و تفنگ
کے مونہہ سے ہزارہا ہزار گولے نکلے اور ہر ایک گولہ نصیب دشمن ہوا۔ از انجملہ ایک
غلولہ تلخوم کے اسپ کو لگا۔ تلخوم مع اسپ زمین پر گرا۔ مردمان لشکر بہزار خرابی
اسکو میدان جنگ سے خیمے مین لے آئے اور جمشید سے عرض کیا کہ ایسا تماشائے عجیب
کبھی نہین دیکھا یعنی بظاہر قلعے سے ایک توپ یا تفنگ سر ہوتی ہے اور ہمارے لشکر
پر سینکڑون گولے مثل ژالہ آسمان سے برستے ہین۔ جمشید اور اُسکے اُستاد یک حشم
کو اِس بیان کا باور نہ آیا اور جہانسوز مصری کو شریک ہم کیا

دوسرے روز جہانسوز مصری نے بیلدارون کو حکم دیا کہ تم اسقدر نقب عمیق کھود دو
کہ خندق کا پانی اُسمین سما جائے۔ پھر خندق کو بھر دینا کچھ مشکل نہین۔ بیلدارون نے

چند ساعت میں وہ نقب خندق تک پہونچایا اگرچہ [illegible]
باہر آ کر خندق کے اندر سے نکالا اور ایک ساتھ [illegible] میں آگ لگا دی [illegible]
پھر کسی کو خندق کے قریب جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ ناچار جمشید [illegible]
کو لشکر سے مقدم رکھا اور خود عقب میں [illegible]
سعدان نے پھر وہی عمل کیا اور [illegible] قریب [illegible] ہوئی
کہ غدر بانی اُسی طرح ایران کو [illegible] توپ و تفنگ لشکر پر [illegible]
جہانسوز مصری اور دیگر صدہا سپاہی معرض ہلاکت میں آئے۔ لشکر بے ترتیب خوردہ
تمام حال جمشید سے آکر بیان کیا۔ وہ اُسوقت شراب کے نشے میں بدمست و زائل العقل ہو گیا
تھا بے تامل ضارو سنکوس طلبی کی لیکن دراز پر [illegible] ڈالا اور کہا جلد اسکا بیان کر
کہ آتو آپ قلعہ سے کیوں اسقدر ہمارے لشکر کو نقصان پہونچتا ہے۔ ضارو نے کہا حضرت
مت کرا د جو سردار کل اس مہم پر جائے اُسکو حکم ہے کہ شہر کے قریب نہ جاوے اور
قلعہ کے توپ و تفنگ کا دور سے جواب دیں۔ جمشید نے قابوس و منصور حلبی کو اس مہم پر نامزد
کیا۔ منصور کام آیا اور قابوس ناکام میدان سے واپس آیا

پھر تو جمشید کو تاب نہ آئی اور علی الصباح تمام لشکر کی جمعیت سے عرصگاہ میں پہونچی
اور اہل قلعہ کے [illegible] توپ و تفنگ [illegible] کرتا ہوا لب خندق [illegible]
سعدان نے حسب معمول خاک افشانی کی اور سینکڑوں سپاہی ہلاک [illegible]
جمشید کی جو اجل نہ تھی [illegible] سلامت اُس طرف [illegible]
صدا مثل شور محشر بلند ہوئی اور دفعۃً لشکر درہم و برہم ہو گیا۔ جمشید نے پوچھا
یہ کیا شور و فریاد ہے۔ ایک عیار نے کہا اِس وقت ایک آتش غیبی ہمارے لشکر میں

پیدا ہوئی ہے اور اُس نے تمام خیمہ و خرگاہ صاف و پاک جلادئے اور اب قریب ہے
کہ ناہید جنگی کا خیمہ خاص آگ کی نذر ہو۔ راوی کہتا ہے کہ ناہید ضار کی پروردہ اور
تربیت یافتہ ہے اور جنگ نوازی مین یکتا ہے۔ اوائل مین ضار کی منظور نظر تھی
اور اب جمشید کی حرم خاص ہے۔ اِس گفتگو مین قدرے روغن گرم جمشید کی پیشانی
پر گرا اور تمام پوست پیشانی کا جل گیا۔ چار ناچار جمشید تسخیر قلعہ سے دست بردار ہوا۔
وہ آگ بھی خود بجھ و خاموش ہو گئی

جمشید نے ضار منکوس سے کہا کیا حیرت کی بات ہے کہ یہ قلعہ بظاہر مختصر نظر آتا ہے۔
اور پھر کسی طرح فتح نہین ہوتا۔ اگر مین جانتا کہ یہان یہ معاملات استخوان شکن روبکار ہونگے
ہرگز اِس طرف کا قصد نہ کرتا اور بالفرض آیا بھی تھا پھر سعد ان سے کچھ زر نقد بطریق
خراج لیکر دمشق کو روانہ ہو جاتا اب تم کوئی تدبیر کشایش قلعہ کی نکالو۔ ضار منکوس نے
کہا خاطر جمع رکھ مین تیرے رفع ملال کے واسطے آج کی شب ایسا ایک عمل اعمال نیرنجات سے
کرتا ہون کہ تمام قلعہ کی آگ بجھ جاوے اور اہل قلعہ کے کھانے مین کرم ہائے مختلف رنگ پیدا
ہون اور ہر واحد ہر ایک طرح کے مرض کی شکایت کرے۔ لیکن ابھی وہ اپنا عمل تمام
نہ کر چکا تھا کہ خدا کی قدرت سے اُسکی آنکھ بند ہو گئی اور ایک مورچہ زرد نے لب بالا کی
مین کاٹا اُسکی سمیت سے اسقدر ورم پیدا ہوا کہ دونون لب باہم وصل ہو گئے۔ پھر
جمشید کو بھی ایک مورچہ باریک زہر آلود نے کاٹا۔ بلکہ اکثر مردمان لشکر کو مورچون نے
ہر ایک طرح کی اذیت و تکلیف پہونچائی صبح کے وقت جمشید بحال خراب بنظر علاج ضار منکوس
کے پاس آیا یہان بےخبر کو خود درماندہ پایا۔ دوسرے روز اُن جانوران موذیہ کی لشکر
مین ایسی کثرت ہوئی کہ تمام اہل لشکر خیمون سے باہر نکل گئے۔ یا زہم جانور بدن کی

اذیت سے عقب گذاری نہ ہوتی تھی۔ سعدان کو جب اس حال کی اطلاع ہوئی وہ تین ہزار سوار کی جمعیت سے قلعے کے باہر نکلا اور جلورېز لشکر حریف میں در آیا اُس وقت ہر طرف لشکر میں شور محشر بلند ہوا اور بجز بکش بہ بند کے دوسری صدا نہ تھی۔ جمشید سخت جان بحال خراب افتان و خیزان سعدان کے مقابل ہوا اور اُس نے ایک زخم منکر سعدان کے سر پر لگایا لیکن درد سے اسقدر بیتاب تھا کہ پشت مرکب پر بھی سوار ہونے کی قدرت نہ تھی آخر رقص کنان و جست زنان حریف کے روبرو سے بھاگا۔ عیاران لشکر نے غضار منکوس کو بھی ایک شتر عریان پر سوار کیا اور ہنگامۂ جنگ سے باہر لے گئے۔ سعدان کے لشکر نے چار ہزار ملحد خود پرست قتل کیا اور بیشمار مال و اسباب غنیمت ہاتھ آیا۔ سعدان مظفر و منصور نقارہائے شادمانی بجاتا ہوا شہر میں داخل ہوا اور نذر خدا و رسول زر کثیر مساکین و فقرا کو دیا

جمشید وغیرہ جب چار فرسخ موصل سے دور نکل گئے نیش مور چہ کا درد جاتا رہا جمشید نے ایک مقام میں اپنے لشکر ہزیمت خوردہ کے خیمہ و خرگاہ برپا کرلئے۔ عامر مصری اور سالک مصری اے کہ سرداران ممتاز تھے غضار منکوس سے پوچھا تم باین کثرت سپاہ شہر موصل کو فتح نہ کر سکے اسکا کیا باعث۔ غضار نے کہا اُس وقت طبیعت فلکی کا یہی تقضا تھا جیسا کہ شہر حران و حلب میں ہمارے واسطے بھی اتفاق ہوا تھا۔ سالک نے کہا افسون و اعمال سحر جو تم ہزیمت لشکر کے واسطے پڑھتے ہو اُنکا اثر دہندہ کون ہے۔ غضار منکوس نے جواب دیا شخص ورد کنندہ کا اعتقاد و خیال یعنی آخر خیال اسقدر قوی ہو جاتا ہے کہ خواہی نخواہی ایک صورت پیدا کرتا ہے۔ سالک نے کہا۔ موصل میں تمہارے خیال نے برعکس نتیجہ کیوں بخشا طبعی نے کہا۔ آفت مورچگان نے خیال کو بیکار کردیا۔ سالک نے کہا

سور چگان کیا بابا ہے اور کس نے انکو تمہپر مامور کیا اور یہ اہل موصل کو نہ ستا یا ظلیع نے کہا کیا تم مجھسے خوش طبعی کرتے ہو

عامر اور سا اکف کہ نقلین ہو خوش طبعی جواب نہین دیتا اور سعد ان کو خدا نے برق نے فتح و فیروزی بخشی۔ شب کو پانچ ہزار سوار نے جمشید کے لشکر پر شبخون مارا اور بعض کو قتل و زخمی کرنے ایک گروہ کثیر کے جنگ مردانہ کرتے ہوئے آگیا۔ جمشید نے بوقت صبح کو جب یہ واقعہ مفصل سنا استاد سے کہا آنحضرت سات ہزار سوار جنگ موصل مین کام آئے اور پانچہزار ان سرداروں کے ہمراہ چلے گئے۔ اب بیس ہزار کی جمعیت رہگئی ہے وہ بھی خستہ و مجروح۔ ضمار نے کہا طبیعت مجردہ کا تشکر کرنا منافق دفع ہوئے چند روز مین ایسے اتفاقات ہونگے کہ پہلے سے زیادہ لشکر جمع ہو جائے گا۔ مگر اب مین یہ نصیحت کرتا ہون کہ آئندہ سے تجھے کسی واحد کے دین و آئین کا معترض ہونا چاہیے

جمشید وہان سے کوچ بکوچ شہر نصیبین مین پہونچا۔ تمیم بن طلحہ نہروانی ایک مرد شجاع قوام خوارج سے وہان کا حاکم تہا۔ روایت صحیح و معتبر ہے کہ ہنگام واقعہ کربلا اہل نصیبین نے شمر ذی الجوشن کو رشوت معقول دیکر استدعا کی تھی کہ تم ہمارے شہر سے مقتول کا سیر لیجاؤ تاکہ اہل شہر یہ تماشا دیکھکر خوش ہوان۔ تمیم کو جب جمشید کے وارد ہونے کی خبر ملی باتحائف و ہدایا جمشید کی ملازمت کے واسطے آیا جمشید نے کمال عزت و توقیر کی اور اپنے مذہب کا ذکر کیا۔ تمیم نے کہا مین بہرحال مطیع ہون مگر تم مجھسے یہ عہد واثق کرو کہ جہان کہین اولاد رسول اور دوستدار آل رسول کو دیکھو تا ممکن اذیت پہونچاؤ۔ جمشید نے تمیم کی بہر صورت خاطر جمع کی۔ تمیم نے بوقت رخصت کہا اے بادشاہ شہر مین تشریف لیچلو اور میرا آب و نمک قبول فرماؤ ضمار نے کہا۔ بادشاہ بادشاہون کے ہان مہمان جاتے ہین۔ تیری یہ لیاقت

نہین

نہیں کہ جمشید تیرا مدعو ہو۔ تو سامان دعوت ہمارے لشکر میں بھیجدے۔ تمیم کو ضار منکوس کا یہ عذر سخت ناگوار گذرا الا مصلحتاً کہا اے حکیم صاحب۔ بہت اچھا آپ ہی کرم فرمائیں ضار مع چند سرداران دیگر تمیم کے ہمراہ شہر میں گیا۔ اُس نے اُنکو قید کر لیا اور شہر کے دروازے بند کرا دیئے

جب جمشید کو یہ خبر پہونچی نہایت برہم ہوا اور اکابر لشکر سے پوچھا کہ حکیم صاحب کی رہائی کی کیا تدبیر کریں۔ ایک سردار نے کہا بدنیت جنگ کے یہ کام عیاری سے بہ آسانی انصرام پائے گا خصوصاً اس وقت میں کہ نصف سے زیادہ لشکر مجروح ہے اور میری رائے میں عاقب حرانی اس کام کے واسطے بہت لائق ہے۔ جمشید نے اُسی وقت عاقب کو زندان سے بلایا اور خلعت خاص بخشا بعد ازاں کہا مجھے تیرے عقائد سے کچھ سروکار نہیں مگر تو کسی تدبیر سے ضار منکوس کو مجھ تک پہونچا دے۔ عاقب نے بمصلحت یہ مہم اپنے ذمے لی۔ راوی کہتا ہے کہ یکتے یہودی بوقت شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام حران کا حاکم تھا اور وہ حالات شہادت سنکر مسلمان اور شہید ہوا تھا۔ اسکی برکت سے حران کے باشندے مسلم و غیر مسلم ایک قسم کی محبت آل رسول سے رکھتے ہیں۔ گویا عاقب اس وجہ سے بھی اس کام پر راضی ہو گیا کہ تمیم اشد خوارج تھا۔ عاقب نے جمشید سے کہا تم یہ کام بظاہر اپنے عیارانہ بنگاسہ عمری کے سپرد کر دو کہ اس طرح میں جلد کامیاب ہونگا۔ جمشید نے بنگاسہ کو بلا کر سردار ضار منکوس کے لانے کی تاکید کی اور خلعت بخشا

عاقب نے شب کو بہ نیت تعیین کا قصد کیا کہ تمیم کو جمشید کے حوالے کیجیے اور ضار منکوس کو تارک بن تمیمہ کے ہاتھ سے ذلیل کرائیے اور اگر اسمیں کامیاب ہوا تو اسلام کو حق سمجھونگا۔ عاقب نے قلعے کے چار طرف گشت لگایا۔ ایک جانب دیکھا کہ فصیل پر کمند پڑی

ہوئی ہے اور دو شخص کمند کے قریب بیٹھے ہوئے کچھ باتین کر رہے ہین۔ عاقب نے ذرخوں
کے غنچہ مین مخفی ہو کر اُنکی باتین سنین سو دریافت ہوا کہ حیلہ ساز عیار تمیم جمشید کے لانے
کو گیا ہے۔ عاقب اِس اتفاق سے متعجب ہو کر اُن شخصون کی کمین مین بیٹھا۔ اُن مین سے
ایک نفر سو گیا اور دوسرا بہ طریق نگہبانی بیدار رہا۔ قضارا ایک لمحے کے بعد دوسرے
کو بھی غنودگی آئی۔ عاقب نے دونو کو بیہوش کیا اور دست و پا باندھ کر ایک مقام محفوظ
مین رکھدیا۔ بعد ازان اُسی کمند کے وسیلہ سے شہر کے اندر داخل ہوا اور بہزار تلاش تمیم
کی خوابگاہ مین پہونچا۔ اُسکو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اور پشتارہ دوش پر رکھکر
فصیل سے اُتر آیا

عاقب اپنے لشکر کو آرہا تھا۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک شخص سیاہ پوش اُس طرف سے بھی پشتارہ
گران دوش پر رکھے ہوئے خیزاخیز چلا آتا ہے۔ عاقب سمجھا کہ وہی حیلہ ساز عیار ہے پس
اپنا رُخ پھیر دیا اور پھر قلعہ کیطرف قدم اُٹھایا۔ چند لمحہ مین وہ عیار بھی قریب آپہونچا اور
اُسنے عاقب سے پوچھا تو کون ہے اور شہر کیطرف کس واسطے جاتا ہے اور تیرے پشتارے
مین کیا چیز ہے۔ عاقب نے کہا مین ایک مرد غریب تارک بن تمیم کا ملازم ہون اور جمشید
کو لایا ہون۔ حیلہ ساز نے کہا۔ تو کس قرمساق کو جمشید کے شبہہ مین لایا ہے۔ جمشید میرے
پشتارے مین موجود ہے۔ عاقب نے کہا۔ اے مہتر عیاران غلطی تم سے واقع ہوئی کہ جمشید کی
خوابگاہ مین گئے اور کسی اور کمبخت کو لے آئے۔ اُسنے تمہارے خوف سے اِن دنون اپنا
خیمہ ترک کر رکھا ہے۔ مینے کمال تلاش سے اُسکی تبدیل شدہ خوابگاہ دریافت کی اور
جمشید کو لایا۔ حیلہ ساز نے کہا اپنا پشتارہ لا۔ مین بھی دیکھون تو کس کو لایا ہے
عاقب نے اپنا پشتارہ حیلہ ساز کے سامنے رکھدیا۔ اُس نے جھک کر گرہ کھولی عاقب نے

اِس

اس چالاکی سے حیلہ ساز کے حلق میں کمند بند کی کہ آواز تک نہ نکلی اور دست و پا باندھ کر ایک جانب رکھدیا - بعد ازان اُسکے پشتارے کو کھولا - دیکھا کہ فی الواقع جمشید بیہوش ہے - عاقب نے جمشید کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا اور اُسکو سب حقیقت سُنائی جمشید نے حیلہ ساز کو قتل کیا اور عاقب کا شکریہ ادا کرتا ہوا اپنے لشکر میں آیا - عاقب نے اپنا پشتارہ کھولا اور تمیم کو پیش کرکے کہا - ضمار کا مجلس تو مجھے نہ ملا اور تمیم خوش قسمتی سے ہاتھ آگیا - یقین ہے جب تک تمیم تمہارے پاس قید رہیگا اہل جسکیہ صاحب کو قتل نہ کرینگے - جمشید نے تمیم کو کفش کاری کرائی اور زندان میں بھیجدیا

اہل شہر نے جب صبح کے وقت تمیم بستر خواب مین نہ پایا سمجھے کہ نہنگ عیار جمشید اپنا کام کر گیا ارکان ریاست نے تارک کو مسند ریاست پر بٹھایا - عاقب ایک شب زیر فصیل پہونچا اور ایک نگہبان سے کہا مجھے اپنے حاکم کے پاس لیچلو کہ ایک عرض ضرور ہے - تارک نے اُسکو اندر بلا لیا - دیکھا کہ عاقب حرامی ہے - نہایت اعزاز سے بغلگیر ہوا اور کہا فرماؤ اس وقت تمنی کس کام کے واسطے یہان تکلیف کی - عاقب نے کہا - نہنگ مصری چند شب متواتر ضمار مزدور کی رہائی کے واسطے آیا اور جب اُسکا زندان نہ ملا تمہارے پدر بزرگوار کو لے گیا - جمشید نے ایک حالت غضب مین سر دربار تمہارے باپ کو اسقدر پاپوشین لگوائین کہ وہ مغلوب دم بے دم ہو گیا - اُسکے بعد بھی نہنگ نے ضمار منگوس کی رہائی کی تدبیرین کین مگر کامیاب نہ ہوا - آج جمشید نے مجکو اس شرط سے رہائی دی ہے کہ ضمار منگوس کو اُسکے پاس پہونچا دون - لیکن مین اس حکیم مردود کا دشمن جان ہون تمکو چاہیئے کہ اُسکو خوب ایذا دو اور مین موقع پاکر تمہارے باپ کو رہا کردونگا - جب صبح ہوئی تارک نے ضمار منگوس کو شہر کے دروازے پر لاکر بیشمار پاپوشین لگوائین - جمشید نے بچشم خود حکیم کی کفشکاری

دیکھی۔ لیکن بجز اسکے کچھ علاج بن نہ آیا کہ تمیم کا مونھ کالا کر دیا اور تمام لشکر مین با ساز نوا تشہیر کیا۔ تارک نے بھی ضارمنکوس کے ساتھہ یہی عمل کیا

جب ادہر ضارمنکوس اور ادہر تمیم عاقب کے حسب لخواہ خوار و ذلیل ہو چکے وہ ایک شب جمشید کو پشتارہ مین باندہ کر تارک کے پاس لے گیا۔ تارک نے بدین امید کہ پشتارہ مین اسکا باپ ہوگا عاقب کے اشارہ سے خلوت کی۔ عاقب نے گرہ کھولی اور جمشید نے قبل اسکے کہ تارک ہوشیار ہو جاوے نکلکر اسکو قتل کیا۔ عاقب بمجرد قتل ہونے تارک کے دروازہ شہر کو پہونچا اور تیشہ سے دروازہ کی زنجیر قطع کی۔ لشکر جمشید بلائے بے درمان کی مانند شہر مین در آیا اور خفتہ و بیدار کو قتل کرنا شروع کیا۔ ہزارہا مرد و زن ہلاک ہوئے۔ بقیۃ السیف نے امان طلب کی۔ جمشید نے شہر نصیبین کی فتح عاقب کے نام نہاد کی اور شاگرد و استاد دونو نے عاقب کی عزت و توقیر مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ جمشید نے تمیم کو قتل کیا اور عاقب نے کہ رفتہ رفتہ سومن پاک اعتقاد ہو گیا تھا ہزارہا مکانات خوارج خراب و منہدم کر لئے

جمشید نصیبین کے انتظام سے فرصت پا کر پچیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے باسامان و جلوس بے شمار دمشق کو روانہ ہوا۔ رؤسائے دمشق تین فرسنگ استقبال کے واسطے آئے اور جمشید نے شہر مین داخل ہو کر یزید کے تخت پر جلوس کیا اور اسی دن سے نگہداشت فوج شروع کر دی تا اینکہ چند عرصہ مین شمار لشکر چالیس ہزار تک پہونچا

جمشید کو دمشق مین مشغول حکومت رکھا جاتا ہے اور صاحبقران گیتی ستان شاہزادہ معز الدین کا حال مختصر بیان کیا جاتا ہے

جلد چہارم مین شاہزادہ معز الدین کا حال یہانتک بیان ہوا تہا کہ حکیم صاحب کی توجہ سے ثمرۂ الفہیم کہا یا

کہا یا اور بقیہ فیض مین عمل تصفیہ باطن مین مصروف ہوا۔ راوی کہتا ہے کہ جب شاہزادہ نے عمل و اعمال سے فرصت پائی حکیم قسطاس نے آغاز یمون مصری اور حکیم بقراط اور حکیم افلاطون الہی کی کتب حکمیہ کا درس دیا۔ شاہزادے نے خدا کے فضل اور اسمائے الہی کی برکت اور ثمرۃ الفہم کے اثر سے چالیس روز مین اسقدر استعداد پیدا کی کہ اُس لفافے کے حروف کو پڑھ لیا جسمین پروین ابو الحسن جوہر کے ہمراہ قریہ فردوس سے لوح طلسم بیضا کا عکس لایا تہا۔ اس خوشی مین شاہزادے نے جشن عظیم کیا اور زر کثیر فقرا و مساکین کو بخشا۔ بعدہ ابو عامر و ابو حاکم کے نام ایک نامہ لکھا اور ابو المکارم کو منصب سالت پر مامور کیا۔ نامہ کا خلاصۂ مضمون یہہ تھا

بعد حمد الہی و نعت رسالت پناہی و منقبت ائمۂ اطہار بادشاہان قریہ فردوس کو واضح ہو۔ ہمکو ایک سوداگر جہان گرد سے تصویر ملکہ شمسہ تاجدار مغرب البیان حاصل ہوئی اور اُسکے عشق مین ہم اپنے مدار سلطنت افریقیہ مغرب سے اِس سفر کے عازم ہوئے اثنائے راہ مین محکمات عالیہ کو فتح اور عمرانیہ مین نجاشی بادشاہ حبش کو شکست دی بعد ازان جناب حکمت مآب بقراط زمان افلاطون عصر حکیم قسطاس الحکمت کا شرف قدمبوس حاصل کیا اور اُنکی توجہ سے طلسم اہرام و اجسام کا جو بنا کردہ حکیم ارسطوئے الہی وغیرہ حکمائے بافرہنگ کا ہے سیر و تماشا کیا۔ پہر اُنہین کی رہبری سے سرزمین یونان مین جاکر شجرۃ العقل سے ثمرۃ الفہم کہایا اور علوم حکمیہ و طلسمیہ کا مطالعہ کیا۔ اب ہم سمجھے کہ خطہ طلسم کے پڑہنے پر تعاد اہلِ قریہ فردوس کے عازم ہین اور بنظر اطلاع ابو المکارم کو جو ہمارا ندیم خاص اور مرزا ناہی بعنوان رسالت روانہ کرتے ہین تمکو لازم ہے کہ بمجرد ورود نامہ ظفر ختامہ رسائی عوض شروع کردو والسلام علی من اتبع الہدیٰ والصلوۃ علی محمد المصطفی و آل المجتبی

ناظرین داستان نے فراموش نہ کیا ہوگا کہ امیر مجاہد الدین پچیس ہزار سوار و پیادہ
کی جمعیت سے قریہ فردوس کو عمرانیہ سے روانہ ہو گیا تھا اور شاہزادہ کے ہمراہ من کل الوجوہ پندرہ
سو سوار ہیں۔ بعد تیاری نامہ شاہزادے کو فکر ہوئی کہ نامہ بر کے جلوس میں فوج کہاں سے
آئے گی۔ حکیم صاحب نے فرمایا تم ایک سو سوار ابو المکارم کے ہمراہ کر دو آئندہ خدا کارساز ہے
ابو المکارم چار ناچار سو سوار کے ساتھ براہ دریا روانہ ہوا۔ حکیم صاحب نے پروین کو حکم دیا
کہ فلاں مقام تک تو ابو المکارم کے ہمراہ جا

چھ روز ابو المکارم کو دریا میں عافیت سے گذر رہی۔ روز ہفتم دور سے چند کشتیاں
نظر آئیں۔ انہیں بادبانوں پر علامت سبز رنگ تھی جو علامت بارہ ہزار سوار کی تھی۔ ابو المکارم نے
جو اس لشکر جرار کا رخ اپنے سفائن کی طرف دیکھا زرد ہو گیا اور پروین سے کہا کہ صاحب
مرگ ناگہاں پہنچا۔ میں نے چند بار شاہزادے کی خدمت میں عرض کی کہ سفینے تھوڑے ہیں سپاہ قلیل
روانہ نہ فرمائیں مگر شاہزادہ نے میری عرض کو لغو سمجھا اور یہ خیر شاہزادہ تو ناواقف و ناتجربہ کار تھا
حکیم صاحب بھی کس وجہ سے میری ہلاکت کے درپے ہوئے۔ پروین نے کہا اگر تمہارے نزدیک یہ کشتیاں
بہ نیت مخالفت تمہاری طرف آتی ہیں تو تمام مال و اسباب ان کے حوالے کر دینا اور خود
جان سلامت لیجانا۔ ابو المکارم نے کہا ان بھائی تمہیں جز و غیرت نہ ہو وہ ایسا ہی کرے گا
لیکن مجھے بالفعل یہاں سے کوئی صورت نجات کی نظر نہیں آتی۔ خیر تو شاہزادہ معز الدین
کی خدمت میں بعد نیاز میری طرف سے عرض کرنا کہ غلام کو ثواب فاتحہ سے یاد رکھیں۔ پروین
نے اس دفعہ بلند قہقہہ مارا۔ ابو المکارم نے کہا تیرا خندہ بے محل بجا ہے۔ میں اول ہی تیری رفاقت
کا حال ابو الحسن کی زبانی سن چکا ہوں کہ جس طرح تو ابو الحسن کے ہمراہ جبل اعلے کو گیا اور وہاں
رہبان راہب کی خدمت میں تھا اور پھر مجمع میں پہنچ گیا اور بہ ملازمان شاہی

تیرے

تیرے عوض ابو الحسن کو کشان کشان بادشاہ نیمروز کے پاس لے گئے۔ پروین نے کہا خواجہ صاحب
مجھے اسی مقام تک تمہاری رفاقت کا حکم تھا جو مناسب سمجھو کرنا۔ یہ کہکر پروین ایک سرداب
مین تنہا سوار ہوکر اول انکی کشتیون مین گیا بعد ازان باد صرصر کی مانند بقعہ فیض کو راہی ہوا۔
ابو المکارم کو ایسے وقت مین پروین کی بیوفائی پر کمال افسوس آیا۔ آخر تمام سلاح جنگ
جسم مین لگائے اور ہمراہیون سمیت مستعد جنگ بیٹھا۔ اُس طرف سے دہ کشتیان طوفان
بلاخیز کی مانند دریا کو قطع کرتی ہوئی چلی آتی تھین۔ جب قریب آئین اہل کشتی نے ابو المکارم
کا محاصرہ کر لیا۔ اِس اثنا مین سردار لشکر کی کشتی نزدیک آئی ابو المکارم نے دیکھا کہ ایک
جوان رستم توان نقابدار تاج شاہی بر سر اور زرہ سے پا تک دریائے آہن مین غرق تخت زرنگار
پر تمکین بیٹھا اور کئی خدمتگار زرین کمر دست بستہ تخت کے گرد و پیش صف بستہ استادہ ہین
اُس نے بآواز بلند ابو المکارم سے سلام علیک کی اور کہا بسم اللہ تشریف لاؤ۔ ابو المکارم
بادل ناخواستہ اُسکی کشتی مین گیا۔ نقابدار نے بغلگیری مین سبقت کی لیکن ساتھ ہی اپنے
ملازمون کو حکم دیا کہ نواب ایلچی کی کشتیون کا تمام مال و اسباب اپنی کشتیون مین داخل کرو۔
ابو المکارم اُس وقت بے دریافت دشمن و دوست نقابدار کی کشتی پر جانے سے کمال
پشیمان ہوا لیکن خوف سے کچھ دم نہ مارا۔

نقابدار نے بعد تامل ابو المکارم سے کہا۔ نواب صاحب آپ ملول کیون ہین۔ اگر اسباب
کا ملال ہے تو میرا سب سامان حاضر ہے۔ ابو المکارم نے کہا۔ تمہارا سامان تمکو مبارک رہے
لیکن یہ خوب نہ کیا کہ بے تملق بلایا اور بے تجسس سب مال و اسباب لے لیا۔ ایک جنگ کرنے کے بعد
ایسا ہوتا تو عیب نہ تھا۔ نقابدار ہنسا اور ایک رقعہ ابو المکارم کو دیا اور کہا کہ تم ہی دیکھو
اس رقعہ مین کیا لکھا ہے۔ ابو المکارم نے رقعہ کو دیکھا۔ اُسمین بادشاہ نیمروز نے لکھا تھا کہ ہمنے

تجکو ابو المکارم کا تابعدار کر دیا ہے جو یہ صحیفہ رسالت شہر فردوس کو جاتا ہے۔ خبردار کوئی امر اُسکے خلاف حکم نہ ہو۔ ابو المکارم اُس رقعہ کے مطالعہ سے باغ باغ ہو گیا اور پوچھا کہ نویسندہ کون بزرگ ہے۔ نقابدار نے کہا جسنے لکھا تمکو ظاہر ہو جاویگا۔ اب یہ سنو اِن کشتیون مین تمہارے ہمراہ زر کثیر اور جنس و پارچہ اور جواہر وغیرہ اشیا افزون از قیاس بشر موجود ہین اور بیس تین ہزار اسپ عربی اور اشتر راہوار باساز طلائی و نقرئی حاضر ہین جبکو منظور رہے بیتکلف بخشدو اور حتے الوسع خدمت رسالت کو رونق دو۔ ابو المکارم نے اپنے دلمین کہا زہے بلندی اقبال شاہزادہ معز الدین کہ ہر مقام مین اُسکے واسطے سامان شاہانہ غیب سے موجود ہو جاتا ہے۔ آخر ایک عالم تحیر مین نقابدار سے پوچھا اے عالیقدر اصل مین تم کون ہو اور اسم شریف تمہارا کیا ہے۔ نقابدار نے کہا جس وقت تم میری صورت دیکھوگے میرے نام سے بھی آگاہ ہو جاؤگے

ابو المکارم مع نقابدار وہان سے روانہ ہو کر روز یازدہم ساحل مراد پر پہونچا قضارا وہی موقع نظر آیا جہان ابو المکارم کا جہاز طوفان کے صدمے سے غرق ہوا تھا۔ ابو المکارم نے نقابدار سے خوبرو کے روبرو اپنی حقیقت گذشتہ بیان کی کہ اِسی جا سے اسقدر زر و مال میرا دریا برد ہوا اور میری ایک حرم خاص مع طفل شش سالہ جہاز کے ایک تختہ شکستہ پر ایکطرف بہ گئے۔ نقابدار نے پوچھا اُس طفل شش سالہ کے علاوہ اور کوئی فرزند بھی تمہارا ہے۔ ابو المکارم نے کہا ہان ایک طفل سہ ماہہ قسطنطنیہ مین چھوڑا تہا لیکن عرصہ سے اُسکی مرگ و زیست کی بھی اطلاع نہین ملی

نقابدار نے ساحل پر خیمہ زرنگار کے برپا ہونیکا حکم دیا اور ابو المکارم کے واسطے اِس شان کی بارگاہ استادہ کرائی جسکے تھے طلائے احمر کے تھے اور پانسو سوار دن کو

بجا لایا۔ وہ کہ ہمراہ آئے تھے اپنے عربی باساز نقرئی وطلائی اور یراق جواہر نگار بخشے

دوسرے روز ابو المکارم نے ایک رقعہ تشکر سہارا کے ناتھ پادری ایڈورڈس کو بھیجا اور خود بمعیت نقابدار کنارے پر سیر دریا میں مصروف ہوا۔ ناگاہ دور سے ایک کشتی مختصر نظر آئی۔ نقابدار نے ملازموں کو حکم دیا کہ تم اہل کشتی کو لیجا کر علیحدہ خیمہ میں اُتارو۔ ابو المکارم کو بخاطر بہ معلوم ہوا کہ اُس کشتی میں نقابدار کی خواہر آئی ہے۔ روز دیگر ابو المکارم نقابدار کے خیمہ میں گیا۔ نقابدار وہان نہ تہا اور اتفاق سے کوئی ملازم و خدمتگار تک وہان حاضر نہ تہا۔ ابو المکارم بحالت منتظرہ مسند پر بیٹھ گیا۔ ایک لمحہ کے بعد کیا دیکھتا ہے کہ ایک نازنین زہرہ جبین بہ لباس گلنار سراپا جواہر پوش تاج مرصع نگار سر پر رکھے ہوئے بے خبر اُس خیمہ میں آئی جہان ابو المکارم مسند پر بیٹھا تھا اور دو کنیزین زرد پوش لگن لئے ہوئے عقب میں تھیں۔ اُسنے جو ابو المکارم کو دیکھا بے اختیار بولی۔ استغفر اللہ کہان آئی تھی اور کہان آگئی یہ کہکر قدم برگشتہ دوسرے خیمہ میں چلی گئی

ابو المکارم نے جو اس نازنین کو دیکھا باوجود پیرانہ سالی بصد دل و جان مبتلا ہو گیا۔ گیا جب پہران نہا کر اپنی فریفتگی دل کا حال اور وجہ باین سن و سال کسیکے روبرو بیان کرے۔ اِس اثنا میں نقابدار آیا اور ابو المکارم کو سوائے ضبط کے اور کوئی تدبیر نہ سوجھی۔

ابو المکارم کا شاہزادہ معز الدین کے رقعہ کو کہولنا اور اہل فرودگاہ کا صلاح و مشورہ

جب ابو المکارم کا رقعہ پادری ایڈورڈس کی نظر سے گذرا اُسنے وہ روزنامچہ نکلا کر دیکھا جو پشت در پشت اُسکے ہان امانت چلا آتا تہا۔ اُسمین شمول اور حالات کے یہہ بہی مرقوم تہا کہ

جب چوتیس برس ابو عامر اور ابو حاکم کی سلطنت سے گذر جاوینگے ایک شاہزادہ ملک مغرب کا جسکا
زبان عرب مین معز نام ہوگا بداعیہ عقد ملکہ شمسہ تاجدار دختر ابو عامر قریہ فردوس مین آویگا
اور ایک مرد بزرگ عالیقدر سر دفتر حکمائے عصر اُسکا یاور و مددگار ہوگا بلکہ اُسی
بزرگ کے فیض تعلیم سے وہ شاہزادہ خط لوح کو بھی پڑہیگا۔ اُس وقت جو پادری شہر
فردوس مین موجود ہو اُسکو لازم ہے کہ دوسرا روزنامچہ جو اِس روزنامچہ سے مطابق
ہے بادشاہان فردوسیہ کے توشکخانہ مین سے نکلوائے اور دونون روزنامچون کو مطابق کرکے
بعد ازان روزنامچون کی وصیت کے موافق بادشاہون کو سمجہائے کہ جو مرد احمد و محمود لوح طلسم
بیضا کو پڑہے اُس سے ملکہ شمسہ تاجدار کا عقد کردین اور اُسی کا مذہب اختیار کرین سلاطین عالم
مین سے اگر کوئی اور یہ قصد کریگا وہ اپنی سزا کو پہونچے گا

پادری نے شتر سوار کو اپنے مکان مین اُتارا اور خود مع روزنامچہ ابو عامر و ابو حاکم کے
پاس آیا اور اُنکو ابو المکارم کا رقعہ اور روزنامچہ دکہا کر کہا کہ اپنے توشکخانہ سے دوسرا
روزنامچہ نکلواؤ۔ ابو حاکم کا غصہ سے رنگ رخ متغیر ہوگیا لیکن ابو عامر نے کہا اے پادری صاحب
تم اول کسی شخص معتمد کو ایلچی کی خبر کے واسطے بہیجو پہر ہم بہی اُسکی قدر و عزت کے لائق پیش
آوینگے۔ پادری نے سات آدمی مسلمان و نصارا واسطے تحقیق حال روانہ کیے ان میں سے
ایک مہتر زرنگ تندرو ابو عامر کا عیار اور دوسرا ایک مرد شاعر تہا۔ بعد ازان
شتر سوار کو جواب رقعہ دیکر رخصت کیا۔ شتر سوار نے ابو المکارم کا جواب دکہایا۔ اُسمین
لکہا تہا کہ بادشاہان فردوسیہ تمہارے حسب قدر استقبال وغیرہ کی فکر مین ہین۔ شتر سوار نے
اُن سات آدمیون کے روانہ ہونے کا حال بہی سنایا

شاعر جسکا نام لبیب الدین تہا اوضاع و اطوار لشکر دیکہتا ہوا بارگاہ کے دروازے پر

حاضر ہوا اور بوساطت دربگاہ سالار اجازت حاصل کرکے بارگاہ مین داخل ہوا اور قصیدہ پیش کیا جسکے دو شعر یہ ہین

فلک تا باد عنصر خود گشتہ عالم — بغیرے ندیدست چون بوالمکارم

زہے بادشاہے کہ از روے دولت — بود اینچنین شخص او را ملازم

ابوالمکارم نے کہا اس موقوف رکھو ہم انہین دو شعرون سے کمال مسرور ہوئے - یہ کہکر لباس تازہ پہنا اور لباس جو اپنا پہنا تھا مع خنجر یاقوت نگار و جیغہ وغیرہ جواہر جو اوس وقت جسم مین تھا لبیب الدین کو انعام مین دیدیا - بعد ازان شاعر سے کہا - ہمنے سنا ہی کہ چھ آدمی اور متوطن فردوسیہ ہمارے لشکر مین آئے ہین اگر تم انکو ہمارے پاس لاؤ ہم ہر ایک کو علی قدر مراتب انعام و اکرام دین - مہتر زرنگار بصورت مبدل لبیب الدین کے قریب کھڑا تھا - اوس نے خود کو ظاہر کرکے دعاے طویل دی - ابوالمکارم نے لبیب الدین سے دو چند قیمت کا خلعت و جواہر مہتر کو بخشا - مہتر نے باقی پانچ شخصون کو جمع کرکے پیش کیا - ایک بصورت قلندر لشکر مین آیا تھا - اوسنے کہا مجھے مردمان لشکر نے اس قدر زر سرخ و سپید دیا ہے کہ مین لیجا نہین سکتا - جو شخص بصورت بقال آیا تھا اوس نے عرض کیا - جو جنس ایک دینار کی تھی دس دینار کو لشکر مین بیچی - جوہری نے کہا مین جواہر اصلی مین جواہر نقلی ملاکر لایا تھا - داروغہ بازار نے جواہر نقلی کو اصلی سے جدا کیا اور جواہر اصلی کی چار چند قیمت دی - صراف نے کہا مین تمام مال قلب لایا تھا - کسی واحد نے میری جنس کو بہ نظر التفات نہ دیکھا - وقت شب داروغہ نے بلاکر مجھے ایک ہزار دینار دیئے اور کہا قلب مال کا یہان کوئی خریدار نہین - ساتوان شخص رمال کی وضع مین تھا - اوس نے کہا مجھسے کسی نے کوئی سوال نہین کیا - البتہ اس قدر بطور خیرات دیا کہ شام تک میرے پاس ہزار

دینار جمع ہو گئے - ابوالمکارم نے اُن پانچون نفر کو ایک ایک اسپ باساز نقرئی اور ایک ایک خلعت فاخرہ مع ہزار ہزار دینار سُرخ دیکر رخصت کیا

اشخاص مذکور متفق الکلمہ ایلچی کی صفت و ثنا کرتے ہوئے بادشاہون کے پاس آئے اور تمام حقیقت بتفصیل بیان کرکے تمام انعامات اُنکے روبرو رکھدیئے - ابو عامر خوش ہوا مگر ابو حاکم ایک حالت رنج و ملال مین دربار سے اُٹھا اور خلوت مین بیٹھکر نجاشی بادشاہ حبش اور نصرون بادشاہ ربیعہ اور ارشبوط بادشاہ ویلم اور آذرشاہ بادشاہ فرنگ اور سلیمون ملک النوبہ اور القیموس زنگی شاہ بلاد الزنج وغیرہ سلاطین کو نامے بدین مضمون لکھے کہ سلاطین اسلام مین سے ایک شاہزادہ معزالدین نام مدعیہ خوانندن لوح طلسم قریہ فردوس مین آیا چاہتا ہے - اگر اُس سے خط لوح نہ پڑھا گیا خود ذلیل و خوار ہو کر چلا جائے گا بصورت دیگر تمام سلاطین متفق ہو کر اُسکو گوشمالی دین - اگر وہ طلسم تاجدار اور اُسکے جہیز پر متصرف ہو گیا تو ایک ایک سلطنت کا قصد کریگا

ادہر ابوالمکارم نے اپنے یار قدیم حمید زرفشان کو بلایا اور رئیس سے کمال فروتنی سے ملا اور کہا انکے سبب سے مینے قریہ فردوس مین راحت سے ایام بسر کیئے اور جلسہ نوروز دیکھا اُسی کا سبب یہ ظہور ہے - عجب نہین کہ شاہزادہ معزالدین تجکو کوئی منصب اعلے دے

احوال نجاشی بادشاہ حبش اور اُسکے بستر و مرصع نگین کا

جلد سوئم مین یہ بیان ہوا ہے کہ شاہزادہ نصرت قرین معزالدین کے مقابلہ مین غشّادہ خواہر نجاشی قتل ہوئی اور نجاشی نے شکست کہائی - اب راوی بیان کرتا ہے کہ جب نجاشی بحال تباہ اپنے دارالملک مین پہونچا اُس نے اپنے بستر و مرصع نگین سے کہا اے ملعون

تیری شومی طالع سے میںنے اہل اسلام سے شکست کھائی ہسرور کو یہہ کلمہ طعن ناگوار گذرا۔
دوسرے دن بہ بہانۂ شکار شہر سے نکلا اور مسقط کی راہ لی جہاں کا اُسکا بہو پھا بیدین بن
مسقطی شوہر غشادہ حاکم تہا۔ اُسکے پاس پہونچکر تمام حال سنایا۔ اُس نے غشادہ کی بیعت
بجہائی۔ جس وقت بی بی کی تعزیت سے فرصت پائی اپنی دختر بلقا سے سرور کا عقد کر دیا
جو غشادہ کے شکم سے تہی۔ بلقا مانند مادر کی علم سحر مین یکتا اور رمز مدبران بغایت زشت
اور بد قوارہ تہی۔ سرور بظاہر اُس سے مختلط اور دلمین راہ گریز کا متجسس رہا۔ آخر ایک
روز ایک تاقیہ کے ساتہہ جو مسقط سے مغرب کو چاک کو جایا چاہتا تہا بہ تبدیل لباس روانہ
ہو گیا اور مغرب کو چاک مین پہونچکر سلطان شاہ وہان کے بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوا
اور اپنا تمام حال سُنا کر مدد کا طالب ہوا۔ سلطان نے اُسکی سرپرستی قبول کی اور
نجاشی کو لکہا تم بہ تعجیل تمام مع سامان جنگ قریہ فردوس کو روانہ ہو۔ مین بہی تمہارے
فرزند سرور کو ہمراہ لیکر وہان آتا ہون۔ خواہ بخوشی خواہ بہ جبر اُسکی نامزد کو دلوا دونگا
ادہر بیدین مسقطی نے سرور کی تلاش کرائی۔ جب کہین پتہ نہ لگا اُس نے بہی سرور کی
حقیقت نجاشی کو لکہی

یہ دونو نامے اُس وقت نجاشی کو پہونچے کہ وہ ابو حاکم بادشاہ فردوس کا نامہ
دیکہ رہا تہا۔ نجاشی نے تینون نامے پڑہ کر قریہ فردوس کی تیاری کی اور بیدین مسقطی کو
لکہا کہ وہ بہی سرور کی امداد کے واسطے فردوس کو روانہ ہو

بدر عالم اور ادریس نوجوان کا حال

جلد چہارم مین ہمنے بیان کیا تہا کہ بدر عالم اور ادریس نوجوان نے ہنگام سرگذشت

ایک سن کی تفاوت سے عالم مثال سے عالم دنیا مین انتقال کیا اور اپنے اپنے ملک مین پہونچے۔ راوی کہتا ہے اگرچہ بدر عالم کو مادر و خواہر کی ملاقات سے ایک نوع کی خوشی حاصل ہوئی مگر خوشنواز پری معشوقۂ طلسمی کی مفارقت مین کوئی لحظہ اسکو خوش نہ گذرتا تھا۔ اس اثنا مین اسکی مادر ضعیفہ نے رحلت کی۔ بحالت پریشانی ایک روز اس نے اپنا احوال مستقبلہ زائچہ مین دیکھا۔ معلوم ہوا کہ اول ملک نیمروز کو جانا چاہیے۔ وہانسے ادریس نوجوان کو ہمراہ لیکر جزائر خالدات کو روانہ ہو۔ یقین ہے کہ منزل مقصود کو جا پہونچے گا۔ بدر عالم نے توکل بخدا نیمروز کی راہ لی

جب وہان پہونچا دریافت ہوا کہ ناصر شاہ مر گیا ہے اور فیروز پدر ادریس سخت بیماری سے شفا پاکر منصور بن نوح خلیفۂ وقت کے حکم سے بادشاہ نیمروز ہے۔ بدر عالم ادریس سے ملا اور اسکو فیروز زادگی سے درجہ شاہزادگی پر فائز ہونے کی مبارکباد دے کر زائچے کے حکم سے مطلع کیا۔ ادریس نے باپ سے باصرار تمام حج و زیارت کی اجازت لی اور بمعیت بدر عالم دو ہزار سوار کی جمعیت سے بعد حج و زیارت جزائر خالدات کو روانہ ہوا

امیر محمد بن امیر جلال الدین فیروز یمنی کا احوال

یہ بات جلد سوئم مین بیان ہوئی ہے کہ شاہزادہ معز الدین نے محکمات عالیات کی فتح کے بعد عرضداشت مع غنائم امیر نجم الدین کے ہاتھ اپنے پدر بزرگوار المنصور بقوۃ اللہ سلطان اسمعیل کی خدمت مین ارسال کی اور سلطان نے جواب عریضہ امیر محمد کے حوالہ کیا۔ مروی ہے کہ امیر محمد ہزار سوار کی جمعیت سے چند روز مین محکمات

عالیات کی سرحد مین پہونچا۔ لیکن اُس وقت شاہزادہ وہان سے روانہ ہوگیا تھا
اور شرفیل بن سمعیل جو معرکہ جنگ سے گریز کر گیا تھا شاہزادے کی روانگی کی خبر سنکر
سات ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے پہر آن موجود ہوا تھا اور سردار قلعہ نشین
حصاری تھا۔ امیرزادے نے جو یہ سنا معرکہ رزم مین پہونچا اور ایک نعرہ دلیرانہ
مارا۔ ہر چند کہ امیرزادے کا لشکر قلیل تھا مگر ایسی شجاعت و مردانگی کو کام فرمایا
کہ تھوڑے عرصہ مین تمام لشکر کو پراگندہ کر دیا۔ شرفیل جو بجائے خود دعوے پہلوانی
رکھتا تھا ایک جوان پانزدہ سالہ کی دلیری و دلاوری سے متعجب ہوا اور امیرزادی
کے روبرو آکر کہا۔ اے جوان حقا تو فن شمشیر بازی مین بے نظیر ہے۔ اگر کچھ طاقت بازو
بھی رکھتا ہے مجھسے زور آزمائی کر۔ اگر تو غالب آیا مین تیری رفاقت اختیار کرونگا
ورنہ تمہیں حلقہ بگوش ہونا۔ امیرزادہ نے یہ شرط منظور کی اور پشت مرکب سے
اُتر کر شرفیل کے مقابل ہوا۔ دونو دلاور چند ساعت کا زوری کرتے رہے۔ قریب
غروب آفتاب امیرزادہ نے بتائید الہی شرفیل کو سر پر بلند کر لیا اور ایک چرخ
دیکر چاہتا تھا کہ نقش زمین کردے۔ اُس وقت شرفیل نے فریاد کی اے امیر محمد
مجھکو اپنے پنجہ سے رہائی دے مین اپنے اقرار کے موافق تیرا فرمان بردار ہونگا امیرزادہ
نے فرمایا امان بشرط ایمان۔ شرفیل جان کے خوف سے مسلمان ہوا اور لشکر کو بھی مسلمان
ہونے کا حکم دیا

امیر محمد نے وہان چند مقام کیئے اور سردار قلعہ کی تسلی و تشفی کرکے شاہزادی کی
قدمبوسی کی غرض سے مع شرفیل عمرانیہ کیطرف کوچ کیا۔ شرفیل کا ایک عیار نصرانی
نام نہایت چست و چالاک ہے اور شرفیل نے قبل از ورود امیرزادہ نصرانی کو

سمطول گاؤپرست حاکم دریا بار کیطرف بھیجا تھا۔ نصرانی اُس سے وعدہ امداد لیکر محکمات عالیات مین آیا اور وہانسے امیر محمدؐ کے لشکر مین آکر شرفیل سے ملا۔ شرفیل نے اُسکا سب حال سنا کر کہا کہ اطاعت تو دل سے قبول کی تھی مگر مذہب منافقانہ تبدیل کیا ہی نصرانی نے کہا تم امیر محمدؐ کی دعوت کرو۔ گرفتار کرنا میرے ذمے رہا۔ شرفیل کو اُسکا مشورہ بدل پسند آیا اور امیرزادہ کو بہ بہانہ دعوت بلا کر مع افسران لشکر قید کر لیا اس واقعہ کا یہ اثر ہوا کہ سوائے سات سو سوار کے شرفیل کے سب لشکر نے مذہب آبائی کیطرف رجوع کیا مگر اُن سات سو سوار اور اُنکے مشورے سے امیر محمدؐ کے لشکر نے بہ تقیہ شرفیل کا عقیدہ اختیار کیا

شرفیل نے بھی جشن نوروز اہل فردوسیہ کی تیاریان منی ہین اُسنے بصوابدید نصرانی قریہ فردوس کا قصد کیا

روانگی شاہزادہ معز الدین جانب قریہ فردوس اور ملاقی ہونا قنطوبن سمطول شاہزادہ دریا بار سے

جب ابوالمکارم کی روانگی کو بیس روز گذرے حکیم قرطاس الحکمت کے حکم سے شاہزادہ معز الدین نے قریہ فردوس کی تیاری کی۔ شاہزادے کو اُس وقت یہ خواہش ہوئی کہ حکیم صاحب ہمراہ چلین۔ حکیم صاحب نے قیافہ سے شاہزادے کا منشائے طبیعت دریافت کرکے فرمایا۔ خاطر جمع رکھو

گر در یمنی و با منی پیش منی

جس وقت ضرورت ہوگی مین خود بہ خود تمہارے پاس پہونچ جاؤنگا البتہ دو حکیم دانشمند کمل صُبح تمہارے پاس آئینگے۔ اُنکو ہمراہ لیتا اور کوئی امر اُنکے صلاح و مشورہ کے بغیر نہ کرنا

جب

جب شب گذری اور شاہزادے نے نماز صبح سے فراغت پائی حکیم ابو المحاسن اور حکیم اخشیجان شاہزادہ کے پاس آئے اور بغلگیر ہوئے۔ شاہزادے نے اُنسے تشریف آوری کی حقیقت پوچھی۔ حکما نے کہا ہمین نصف شب کے وقت جناب حکیم صاحب کا حکم پہونچا کہ تم قبل از طلوع آفتاب شاہزادہ معز الدین کے پاس جاؤ۔ ہم حسب الحکم حضرت عالی مین حاضر ہوئے۔ اِس گفتگو مین امرا خیمہ عبادت مین داخل ہوئے۔ وہ شاہزادہ کے پاس حکما کو دیکھکر متعجب ہوئے۔ آخر شاہزادے سے عرض کیا کہ یہ بزرگوار کس راہ سے یہان پہونچے۔ ہم بارگاہ کے دروازے پر موجود تھے۔ ہمنے انکو تشریف لاتے نہین دیکھا۔ شاہزادے نے فرمایا تم ان بزرگون کے خصائل ملکوتی سے مطلع نہین انکو خدا تعالےٰ نے ایسی ہی قدرت و دستگاہ بخشی ہے کہ جہان منظور ہو بے تکلف پہونچ جائین۔ شاہزادے نے پھر حکیمون سے ملکہ نوبہار کی خبر خیریت چاہی حکیم اخشیجان نے کہا تمہارے آنے کے بعد ملکہ نوبہار تین روز تک نالہ و افغان کرتی رہی روز چہارم حکیم صاحب سے اجازت لیکر قاف مین اپنے پدر و مادر کے پاس چلی گئی

شاہزادہ ملکہ نوبہار کو یاد کرکے آبدیدہ ہوا۔ بعد ازان مع لشکر کشتیون پر سوار ہوا۔ حکیم صاحب بھی تا لب دریا برسم مشائعت تشریف لائے۔ تین روز بعافیت گذرے۔ روز چہارم ایک ایسی ہوائے تند و تیز چلی کہ کشتیون کو ایک ساعت مین راہ مقصود سے برعکس تین منزل دوسری جانب ایک کوہ کے دامنہ مین لیگئی۔ چند ملاح آب شیرین کے واسطے کوہ پر گئے اور ایک لمحہ کے بعد وہان سے خائف و سراسیمہ چلے آئے اور شاہزادے سے عرض کیا۔ اِس کوہ پر جانے کی ایک ہی راہ ہے اور سر راہ چند انسان مجنون و سرشار بیٹھے ہین۔ اُنہون نے ہمارا نام پوچھا جب جسنے نام بتلایا اُسکو بھی

زد و کوب کی اور جو خاموش رہا اُس سے کبھی با چوب و چماق پیش آئے۔ شاہزادے نے
حکما سے یہ قصہ بیان کیا۔ اُنہون نے کہا۔ تم خود کوہ پر جاؤ جو حال ہے معلوم ہوجائیگا

شاہزادہ ابوالحسن جوہر اور حکما وغیرہ چند آدمیون کو ہمراہ لیکر کوہ پر گیا
دہنہ کوہ پہ چند دیوانے جمع تھے اُنہون نے شاہزادے سے نام پوچھا۔ جوہر نے کہا
ہمارا وہی نام ہے کہ جسکے تم منتظر ہو۔ دیوانون نے یہ بات سُنکر ایک چرخ مارا اور شاہ
آمد شاہ آمد کہتے ہوئے فراز کوہ پر روانہ ہوئے۔ شاہزادہ چند قدم اور چلا۔ دیکھی کہ
ایک درخت عظیم الشان کے سایہ مین لب چشمہ چالیس دیوانے باچوب و چماق ستادہ ہین
اور عجیب وغریب حرکتین کررہے ہین اُن دیوانون نے بھی نام پوچھا۔ جوہر نے وہی
جواب اول دیا وہ دیوانے بھی چرخ زنان وہی کلمہ کہتے ہوئے خیز کرگئے۔ الغرض نو درخت
کے قریب یہی کیفیت گذری

درخت دہم کے سایہ مین دیکھا کہ ایک جوان رعنا بوضع سلاطین زادگان بیٹھا
ہے اور روبرو دو ورق تصویر رکھے ہین اُنمین سے وہ ایک ورق کو اُٹھا کر آنکھون
سے لگاتا ہے۔ بعد ازان حالت غش مین کہتا ہے۔ اے فلان اگر تو پیدا نہوتی مین ایسی
حالت جنون کو نہ پہونچتا۔ پھر بعجز و زاری کہتا ہے تیری تقصیر نہین میری ہی تقدیر کا
نوشتہ ہے۔ بعد ازان دوسرے ورق کو اُٹھاتا ہے اور کہتا ہے اے کامران تو کب تک
آئیگا کہ مین اپنی مراد کو پہونچون۔ تو کیسا غافل و کاہل ہے کہ مین تیرے انتظار مین
قریب ہلاکت پہونچ گیا ہون اور تجکو علم و پروا نہین۔ باقی دیوانے جو چار سو سے
کم نہ تھے اُس جوان کے روبرو دست بستہ خاموش استادہ تھے

اتنے مین ورق دوئم ہوا کے زور سے شاہزادے کے قریب آگیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ

ہو بہو اپنی تصویر ہے۔ شاہزادے نے حکمائے پوچھا یہ کیا اسرار ہے۔ حکیم ابوالحسن نے کہا جو اسرار ہے چند لمحہ مین خود یہ مرد دیوانہ خدمت شریف مین گذارش کریگا۔ الغرض اُس جوان مجنون نے جو اُس ورق کو اپنے پاس موجود نہ پایا اول چار طرف تلاش کیا بعد ازان شاہزادے کے سراپا کو نظر غور سے دیکہکر ایک چرخ مارا اور یہ آواز بلند کہا۔ یار و شاہ آمد شاہ آمد۔ تمام دیوانے اُسکے ساتہہ شریک رقص ہوئے اور اُس کلمہ کی تکرار کرتے تہے۔ چند لمحہ کے بعد یکے بعد دیگرے چرخ کہاکر زمین پر گرے اور بیہوش ہو گئے

ایک ساعت تقریباً بیہوش رہے۔ جب ہوش مین آئے اُنکے سردار نے بدو دست ادب شاہزادے کو سلام کیا اور بلاگردان ہوا۔ شاہزادے نے کہا اے جوان نامدار برائے خدا تو ہمین اپنے حال سے آگاہ کر

اُس جوان نے کہا اے شاہزادہ نامدار مین ملک دریا بار کا شاہزادہ ہون نام میرا قنطور بن ہمطوال ہے۔ مین جب سن تمیز کو پہونچا ملکہ مرجان بادشاہ جزیرہ زرفشان کی دختر یعنی ملکہ گوہربار پر عاشق ہوا۔ بادشاہ جزیرہ زرفشان با جگذار میرے باپ کا ہے لیکن میری شادی میرے چچا مرحوم قمطوال کی دختر سے ہو چکی تہی اور میرا باپ بلا ذریعہ اُسی سے محبت مفرط رکہتا تہا۔ اس سبب سے مین اپنے مطلب برآری کی کوئی صورت نہ کر سکا جب زیادہ تر مضطرب ہوا نصف شب کے وقت دریا کے کنارے پر گیا اور گاؤ عنبر سے جو آبا و اجداد سے ہماری معبود چلی آتی ہے بعجز و زاری دعا کی کہ اے گاؤ عنبر درسے گاؤ آدم بحق آن عطریت جو تیری خلقت مین ہے میری فریاد کو پہونچ۔ چالیس روز تک میرا یہی معمول رہا۔ شب چہلم روشنی مہتاب مین دریا کے اندر ایک کشتی مختصر مجہے نظر آئی

وہ ہوا سے بہی تند تر اِس طرف چلی آتی تھی جب نزدیک پہونچی کیا دیکھتا ہون کہ ایک مرد
ریش سفید فرشتہ صورت کشتی مین سوار ہے اور ایک غلام اُسکی پس پشت دست بستہ استادہ ہے
اُس بزرگ نے مجھسے فرمایا اے مردک کوئی حیوان بھی آجتک معبود ہوا ہے جو کسی کی فریاد
کو پہونچے - اگر تو اپنی حاجت روائی چاہتا ہے معبود حقیقی سے مراد طلب کر جو تیرا اور گاؤ
کا خالق ہے - اِس کلمہ نے میرے دل مین ایسی تاثیر کی کہ مین اُسی وقت اپنے اعتقاد آبائی سے
بدگمان ہوگیا اور اُس بزرگ سے عرض کیا آپ دین حق مجھے تلقین فرمائین - اُن بزرگ
نے فرمایا تو بصدق نیت اور صفائی طبیعت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان
محمد الرسول اللہ و اشہد ان علیا ولی اللہ زبان سے کہہ - مینے باعتقاد کامل کلمہ شہادت
پڑہا - اُس بزرگ نے فرمایا تیرا مطلب حاصل ہونیوالا ہے - فلان کوہ پر جا اور وہان اقامت
اختیار کر - چند روز کے بعد ایک شاہزادہ ہمایون قدم اُس کوہ پر تشریف لائے گا وہ تجھے
منزل مقصود کو پہونچاویگا - بعد ازان اُس بزرگ نے یہ ورق تصویر مجھے دیا اور کہا یہ اُس
شاہزادہ کی تصویر ہے نیز ایک اسم بتایا کہ اِسکو ایک بار اپنے اوپر دم کرنا اور بار دوئم
اپنے رفیقون پر - تو اور جسقدر تیرے رفیق صادق ہین دیوانہ ہو جائینگے اور اِس تدبیر سے
تیرے اعتقاد اور عشق کا اظہار نہ ہوگا تیرے رفیقون کو چاہیے کہ دہنہ کوہ کا انتظام کرین
جو شخص وہان وارد ہو اُسکا نام پوچھین - اگر وہ نام بتلائے اُسکو دخل نہ دین - اور جو شخص
کہے میرا وہی نام ہے جسکے تم منتظر ہو اُسکے مزاحم نہ ہونا اور شاہ آمد شاہ آمد کہنا - اُس وقت
تم اپنی ہیئت اصلی پر ہو جاؤگے - اِس فہمائش کے بعد وہ بزرگ جسطرف سے آیا تہا اُسی
طرف روانہ ہوگیا - مین اپنے مکان پر چلا آیا اور وقت صباح تمام رفقا کو بلا کر جو شمار
مین ایک ہزار تھے اول اپنے پر اور پہر اُنپر اسم دم کیا - اُن مین سے چار سو آدمی دیوانہ

ہوگئے

ہوگئے ما بقا پر کچھ اثر نہ ہوا۔ بنے اُن دیوانون سمیت بے اختیار شہر سے گریز کیا اور جو شخص مزاحم ہوا اُسکو ہلاک کیا۔ خدا کی قدرت سے اُس وقت دریا کے کنارہ پر ایک کشتی موجود تھی۔ ہم سب اُسمین سوار ہوئے اور ریسمان لنگر قطع کردی۔ کشتی خود بخود بغیر ملاح ایک طرف روانہ ہوئی اور روز دوئم اِس کوہ کے قریب پہونچی۔ مینے باوجود دیوانگی کوہ کو پہچان لیا اور کشتی سے اُتر کر یہان اقامت اختیار کی۔ الحمد للہ کہ اب مادہ جنون ہمارے دماغ سے دفع ہوا۔ آئندہ دامن شاہی ہے اور چنگ مراد مند

شاہزادے نے حکیم اخشیجان و حکیم ابو المحاسن سے کہا۔ عجب نہین کہ وہ بزرگ ہمارے حکیم صاحب مدظلہ العالی ہون۔ لیکن عجب حیرت کی بات ہے کہ میری تصویر حضرت کو کہان سے حاصل ہوئی ابو المحاسن نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب کو پہلے سے تمہارا حال معلوم تھا ورنہ مجھے ریگستان سے کیون بلاتے۔ شاہزادے نے حکما سے کہا۔ اب مجھے تفلوس کی خاطر اول جزیرہ بلغزدان مین ملانا لازم آیا۔ حکیم ابو المحاسن نے کہا اے شہریار وقت رخصت جناب حکیم صاحب نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی مراد مند اثنائے راہ مین تمکو ملے اُسکو بھی ہمراہ لیکر اپنی منزل مقصود کو روانہ ہو۔ کیا معنی تمام حاجتمندون کی حاجت کا سوا ہونا بحض تمہاری منزل مقصود کے پہونچنے پر منحصر ہے۔ شاہزادہ حسب الحکم حکیم ہونے مع رفقائے تازہ کشتیون مین سوار ہوکر جبل ملک کو روانہ ہوا

راوی بار دگر ابو المکارم کی داستان بیان کرتا ہے

یہانتک ناظرین قصہ کو پڑھ چکے ہین کہ ابو علم کے حکم سے بادریس ایڈ وڈوس نے سات آدمی ایلچی کے حال و مقام کے دریافت کے لئے بھیجے اور اُنہون نے والیس آکر متفق اللفظ خواب

ایلچی کی صفت و ثنا کی۔ راوی کہتا ہے کہ اُس وقت پادری نے توشکخانہ شاہی سے صاحبقران اعظم خورشید تاج بخش کا روزنامچہ نکلوا کر دیکھا۔ اُس روزنامچے سے پادری صاحب کے بیانات کی تصدیق ہوئی۔ مزید برآن جہان شمسہ تاجدار کے حسن و جمال اور عفت و عصمت کی توصیف لکھی تھی اُسی جائے ملکہ کے زوج کی بھی چند علامتین مرقوم تھین۔ ابو عامر باوجود اسکی رضی نہ تھا کہ ایلچی کا استقبال ہو لیکن پادری نے ابو عامر کی مرضی سے یہ مہم اپنے ذمے لی اور بادشاہون سے کہا کہ میری واپسی تک جو اسباب صاحبقران اعظم کے وقت سے دیوان عام کی آرائش کا امانت رکھا ہے حجرہ سے نکالکر جابجا قرینہ سے آراستہ کیا جائے۔ ابو عامر نے کہا مجھے اُس اسباب کے حال سے اصلاً آگہی نہین۔ پادری نے روزنامچہ کو دیکھکر کہا۔ اسباب مذکور فلان حجرہ مین بند ہے اور اِس اسم کے دم کرنے سے قفل کھل جائیگا۔ فی الحقیقت جب اُس حجرے کا قفل کھولا پردہ ہائے کارچوبی و فرش مخمل کاشانی و زربفتی و تخت جواہر نگار وغیرہ ہر قسم کا سامان و اسباب نکلا

ابو المکارم بعد رخصت جاسوسان فرودگیہ ہر روز ایک میل نہایت شان و شوکت اور کرم و سخاوت سے طے کرتا تھا۔ تین ہزار اسپ با زین طلائی مرصع کار سواری کے ہمراہ تھے اور چارسو یساول و چوبدار باعصا ہائے زرنگار اہتمام زور باش کرتے جاتے تھے اور ہزار نفر آب پاش مشکون مین گلاب خالص اور عرق کیوڑہ بھرے ہوئے آبپاشی کے واسطے مقرر تھے اور دس ہزار سوار با لباس زرنگار و یراق ہائے مرصع کار جلو مین تھے اور جو سائل ملتا تھا اُسکو اسپ عربی و ترکی با ساز و سامان اور زر نقد عطا ہوتا تھا۔ اسطرح تین مقام طے کئے تھے کہ پادری ایڈورڈس پہونچا اور ابو المکارم سے ملا۔ ہنگام بغلگیری پادری کو اُسکی صورت آشنا معلوم ہوئی۔ آخر بوقت صحبت پادری نے اپنا خیال بیان کیا

ابو المکارم نے ملاقات گذشتہ کی شرح کی - پادری بارد دیگر بغلگیر ہوا اور کہا حقا کہ شاہزادہ معزالدین زوج شمستاج ارہے - تمہارا یہاں آنا اور تصویر کا لیجانا اور اب براہ دریا ایلچی مقرر ہو کر آنا روزنامچہ کے بیان کے بالکل مطابق ہے

ابو المکارم اب پادری کے ہمراہ روانہ ہوا - لیکن ہر روز بدستور ایک میل طے کرتا تھا اور کسی وقت اُسکا دست کرم بند نہ ہوتا تھا - ابو عامر یہ حالات سنکر دمبدم خوش ہوتا تہا اور ابو حاکم حسد ذاتی سے ہر لحظہ جلتا تہا - تا آنکہ صفحہ ہائے پست و بلند کے پاس سے گذر کر جہاں جشن نوروز برپا ہوتا تہا ابو المکارم اُس درخت کے قریب پہونچا جسکے سایہ مین یاراول حمید سے ملاقات ہوئی تہی - ابو المکارم نے اُسی میدان مین اپنے لشکر کے خیام برپا کرائے

پادری ایڈورڈس ابو المکارم سے رخصت ہو کر بادشاہون کے پاس آیا اور سب احوال سنا کر روز چہارم کہ روز یکشنبہ تہا اکثر ارکان سلطنت کو ہمراہ لیا اور ابو المکارم کو واسطے ملاقات بادشاہون کے لایا - گذشتہ تین دن بہی ابو المکارم نے داد و دہش مین ختم کئے تہے - لیکن آج تو حاتم طائی کو شرمندہ کر دیا - ابو المکارم اور نقابدار کی اردل مین بیس سردار مرصع پوش تہے اور چند سوار اس خدمت پر متعین تہے کہ اثنائے راہ مین فقرا و مساکین کو زر سرخ اور ریزہائے جواہر مشت مشت دیتے تہے

ابو المکارم اور نقابدار اس خوش شان سے دربار مین آئے کہ تمام مکان اُنکے سلے جواہر نگار اور لباس زرکار کی شعاع سے منور ہو گیا اور اہل دربار پر اُنکا ایسا رعب چہایا کہ جملہ سرداروں نے سرو قد تعظیم دی - پادری ایڈورڈس نے ابو المکارم کو اپنی کرسی تواضع کی جو تمام ارکان کی کرسیون سے بالاتر تہی - جب ابو المکارم و

نقابدار بیٹھ گئے۔ ابو عامر نے کہا تم اپنا حرف مطلب بیان کرو۔ ابو المکارم نے کہا اے بادشاہان فردوس شاہزادہ معز الدین ابو تمیم واجب التعظیم بن سلطان سمعیل المنصور بقوۃ اللہ نے ملکہ شمسہ تاجدار کی خواستگاری مین ایک نامہ تمکو لکھا ہی اور مین وہ نامہ لایا ہون۔ ابو عامر نے کہا وہ نامہ ہمین دو۔ ابو المکارم نے کہا بتعظیم کسطرح نامہ دون۔ ابو عامر نے باوری کی صلاح سے زیر تخت قدم رکہا اور ابو المکارم کے ہاتہہ سے نامہ لیا

جب مضمون نامہ ابو عامر اور۔ ابو حاکم کی نظر سے گذرا۔ ابو عامر اپنے دل مین قائل ہوا کہ جو شرائط ملکہ شمسہ کے زوج کے روزنامچہ مین لکھی ہین وہ شاہزادہ معز الدین مین پائی جاتی ہین۔ لیکن ابو حاکم نے ابو المکارم سے کہا اے مرد یہ مدعا جو امور کہ عقل انسان سے خلاف ہین وہ تیرے شاہزادے نے نامہ مین درج کئے۔ شاید کوئی خواب اس طرح کا دیکہا ہوگا۔ شیران شیر پیکر نے جو ابو حاکم کا سپہ سالار ہی کہا اکثر انسانون کا قاعدہ ہے کہ اگر کوئی کام سہل بھی اُنسے وقوع مین آتا ہے وہ مغرور ہو جاتے ہین سبحان اللہ معز الدین لوح کے پڑہنے کا دعوے کرتا ہے جسکے پڑہنے کے واسطے دانشمندان عالم آئے اور مثل طفلان ابجد خوان منفعل گئے۔ نقابدار نے ابو عامر سے کہا یہ یاوہ گو کون ہے جو بادشاہون کی باتون مین دخل دیتا ہے۔ شیران نے کہا اے روپوش تو کس شیخی پر بولتا ہے۔ تجکو عورتون کیطرح میرے جیسے کسی پہلوان کے گہر مین بیٹہنا چاہیے درباروں مین آنے سے کیا سروکار۔ اگر پہر بولا تیرے خون سے فرش دربار رنگین کردونگا۔ نقابدار نے کہا او نالایق نقابداری کی وجہ یہ ہے کہ تو اپنی ملک الموت کی شکل نہ دیکھے۔ تو تلوار نکال۔ پہر تجہے میرا حال معلوم ہو جائے گا۔ اِس کلمے سے

شیران کی نظر مین تمام دربار تاریک ہوگیا اور شمشیر غلاف سے نکال کر نقابدار پر حملہ کیا
نقابدار نے بہ زور دست و بازو شیران کے ہاتھ سے شمشیر چھین لی اور وہی شمشیر اس ضرب
سے اُسکے سر پر لگائی کہ سینہ تک کہیں جائے بند نہ ہوئی - ابو حاکم نے اپنے ملازمون کو حکم دیا
کہ شیران کا انتقام نقابدار سے لو - لیکن پادری نے ابو حاکم کو تہدید کی اور اہل دربار کو
فساد سے باز رکھا

ابو حاکم ایک عالم بے دماغی مین محلسرا کے اندر چلا گیا - ابو المکارم جو تحائف شاہزادے
کیطرف سے لایا تہا اُس نے ابو عامر کو دیئے - ابو عامر نے وہ تحائف لے لیئے - لیکن حیران
تہا کہ مین ایلچی کو خلعت مین ایسی کیا چیز دون جو اُسکی شان کے لایق ہو - جس شخص نے
صدہا اسپ با ساز و سامان نقرئی و طلائی عوام کو بطریق انعام دیدیئے وہ میرے
خلعت سے کیا راضی ہوگا - پادری ایڈورڈس نے جو ابو عامر کو متردد دیکھا - کہا تم ناحق
فکر کرتے ہو جو مضمون وصیت نامہ مین لکھا ہو اُسکے موافق عمل مین لاؤ - ابو عامر نے
وصیت نامہ کو دیکھا - اُسمین یہہ عبارت لکھی تھی - اُس شاہزادہ دانا کی ایک یہ علامت
بہی ہے کہ جب اُسکا ایلچی شہر فردوس مین آویگا ابو عامر ایلچی کو خلعت دینے کی اپنے
جامہ مین لیاقت نہ دیکھیگا - اُس عہد کے پادری کو لازم ہے کہ وہ طلسم اعظم کے دروازے
پر جاوے - وہان دست راست ایک حجرہ شرقی - و مقفل ہے - حجرے کا قفل کہولے
حجرے کی اندر طاق پر ایک صندوقچہ رکھا ہوگا صندوقچہ کو باہر نکال لائے اور یہ نقش مربع ایک
کاغذ پر لکہکر صندوقچہ پر رکہے - صندوقچہ کا قفل خود بہ خود کہل جاویگا - اُسمین دو ڈبیان
ایک سفید اور دوسری سرخ رنگ رکھی ہین - پادری عصر سرخ رنگ ڈبیا کو اُسی صندوقچہ
مین رکہدے اور سفید کو ابو عامر کے حوالہ کردے - اُس یاقوتی مین دو دانے دُر یتیم

کیے ہونگے - بوعامر وہ نامہ لے ہمراہ ایلچی کو خلعت بین دے
پادری نے وہ درجہ نفت قسطیم کا خراج تہے تو اب ایلچی کو خلعت مین دینے کے لئے ادعاکر
کے حوالے کئے

جمشید بن کافور لخشید اور امیر محمد اور نکاہ بسر تہی کا احوال

جمشید خود پرست کو دمشق مین پہونچکر جیسا لکھ چکے ہین کہ اُسنے فوج کی نگہداشت
شروع کردی حتے کہ چالیس ہزار آدمی اُسکے لشکر مین داخل ہوگیا - اب واضح ہو کہ اُنمین
بیس ہزار آدمی مذہب ملاحدہ رکہتے تہے اور باقی مختلف مذاہب کے تہے

ایک روز جمشید ایک ہزار سوار کی جمعیت سے شکار کو گیا - ضرار عنکوس بطور نائب اور
عاقب بوجہ علالت شہر مین رہا - ہنگ بصری اثنائے شکار مین یہ خبر لایا کہ شرفیل
بن سمعیل نصرانی بادشاہ محکمات عالیات ہزار سوار کی جمعیت سے یہان وارد ہوا
قصد قریہ فردوس کا ہے اور شاہزادہ معز الدین کا ایک سردار امیر محمد اُسکے پاس مقید ہے
جمشید اُنھین ہزار سوار کے ساتھ شرفیل کا سد راہ ہوا اور اُسکو مقابلے کے لئے طلب کیا
شرفیل بھی جو بجائے خویش دعوے پہلوانی رکہتا ہے دریائے آہن مین غرق مقابلہ کیواسطے
گیا - دونو پہلوان چند ساعت تک تو اسی طرح کشش و کوشش مین سرگرم رہے کہ
این را خطر نہ اور ضرر - لیکن آخر کار شرفیل کے دست و بازو کی قوت کم ہوئی
وقت شام بھی قریب پہونچا تہا - شرفیل نے جدا ہو کر کہا - یہ وقت استراحت و آرام
کا ہے کل پہر مین میدان مین آؤنگا - جمشید نے قبول کیا

وقت شب شرفیل نے نصرانی عیار اور سرداران لشکر سے کہا مجھے حریف زبردست

معلوم ہوتا ہے - کیا تدبیر کرنی چاہیئے - نصرانی نے کہا مصلحت وقت یہ امر ہے کہ امیر محمد کو بند قید سے نجات دو اور اُس سے اپنا گناہ و تقصیر معاف کراؤ - شاید وہ زلاوز جمشید کا حریف اور مرد مقابل ہو - شرفیل نے اُسی وقت امیر محمد کو زندان سے بلا کر بدست خود بند قید کھولے اور بعد غدر ہائے بسیار کہا میں اِس مرتبہ بصدق نیت عہد کرتا ہون کہ اگر تونے جمشید کے ہاتھ سے میری جان و آبرو بچائی پھر مین بھی بلا عذر و حجت مسلمان ہونگا - امیر محمد خوب ہنسا اور کہا خیر بہر کیف تیری درخواست قبول ہے

صبح کو امیر جمشید کے مقابل ہوا - چند طعن مین اُسکا نیزہ گرا دیا اور شمشیر و گرز مین طرفین کا مرتبہ برابر رہا - بعد ازان دونو پہلوان فن کشتی مین درآئے - ہرچند کہ امیر زادہ کی کلفت زندان تازہ تہی مگر تا غروب آفتاب کلہ بکلہ جمشید سے سرگرم زور و قوت رہا - اُس وقت جمشید نے التوا کی درخواست کی و امیر زادہ راضی نہ ہوا لاچار جمشید پھر گاؤ زوری مین مصروف ہوا - اُس وقت ضمار ہنکوس اور نعاقب نصرانی مع لشکر رزمگاہ مین پہونچے ضمار نے جو جمشید کی حالت غیر دیکھی امیر زادہ کی ثنا و تعریف کرکے جنگ کو فردا پر ملتوی کرا دیا

جمشید جب اپنے خیمہ مین آیا ضمار ہنکوس سے امیر محمد کے زور و طاقت کی نہایت تعریف کی اور کہا مجھسے حریف مغلوب ہوتا نظر نہین آتا - ضمار ہنکوس نے عاقب سے کہا اگر تو امیر محمد کو شرفیل کے لشکر مین سے بفن عیاری لے آئے گویا خود شاہزادہ سعد الدین کو لایا - عاقب جو ایک مرد باطن الاسلام تہا امیر محمد کی شجاعت و مردانگی کا عاشق ہو گیا تہا اُس نے غدر بیماری کرکے ٹال دیا - اِس گفتگو مین تکلہ حبشی جو عیاری مین یگانہ دہر اور جمشید سے کچھ خویشی و قرابت رکھتا تہا - نیکبارے آیا اور

داخل مجلس ہوا۔ اُس نے یہ مہم اپنے ذمے لی۔

بس وقت علہ عیار امیر محمد کے لانے کو روانہ ہوا عاقب بال دین کو ایک ... ہوئی۔ آخر اُس نے بھی بکسوت عیاری شمرفیل کے لشکر کی راہ لی۔ نصف راہ میں ... دوچار ہوا۔ دیکھا ایک ... کا پشتارہ دوش پر رکھے ہوئے خیز اخیز اچلا آتا تھا۔ عاقب نے باتون باتون مین بگڑ کر اُسکو خنجر مارکر ہلاک کیا اور خود پشتارہ اُٹھاکر جانب کوہستان روانہ ہوا۔ چند قدم کے بعد کیا دیکھتا ہے کہ جمشید ایک پل پر شب مہتاب مین شراب پی رہا ہے۔ عاقب قیاسا سمجھا کہ آجکی شب اِس مرزبوم خود اپنے لشکر کا طلایہ دیا ہے عاقب نیرنگی زمانہ سے حیران ہوا اور بچارہ ناچار جمشید کے پاس جاکر پشتارہ اُسکے روبرو لاکر رکھدیا اور کہا۔ مین تفریحاً لشکر سے باہر نکلا اور شمرفیل کے لشکر کی طرف گذر ہوا وہان دیکھا کہ شمرفیل کے ایک عیار نے تحفہ کو قتل کیا اور پشتارہ اُٹھاکر روانہ ہوا۔ مینے اُس کو ایک تیر جان دوز سے ہلاک کیا اور پشتارہ لیکر چلا آیا۔ جمشید بہت ... خوش ہوا جمشید نے پشتارہ کھولا اور امیر محمد کو قید رکھنے کے لیے ... اور عاقب کو جو لباس بدن مین تھا بخشا۔ بعدازان شمرفیل کے لشکر پر شبخون مارا جب شمرفیل کو معلوم ہوا کہ امیر جمشید کو حریف لیگئے اور خود جمشید شبخون مارنے مین شریک ہے جنگ گریز کرتا ہوا ایک درہ کوہ مین داخل ہوگیا

دمشق مین جو امیر محمد کی جوانی اور حسن وجمال کا شہرہ ہوا ملکہ سروسہی بھی امیرزادہ کی صورت دیکھنے کی مشتاق ہوئی جو جمشید کے ارادہ فاسد کی وجہ سے ہر وقت ملول رہتی تھی۔ آخر ایک روز اِسی تصور مین سو رہی۔ امیر محمد اُسکے خواب مین آیا اور کہا عاقب حرانی کی مدد سے میری تیری ملاقات ممکن ہے۔ ملکہ نے سعادت خواجہ سرا کی معرفت

عاقب

عاقب کو بلایا اور بعد اطمینان اِس بات کے کہ عاقب مسلمان اور امیر کا دوست صادق
ہے اپنا رازِ دل اُس پر ظاہر کیا۔ عاقب جمشید کے پاس آیا اور کہا کہ ملکہ سرو سہی نے کوئی خواب
پریشان دیکھا ہے اور اِس لیئے درخواست کرتی ہے کہ چند بار زندان مین جاکر قیدیون
کو کہانا کھلائے۔ جمشید اِس بات پر ہنسا اور کہا ملکہ کو اجازت ہے اور تجکو مین اِس کام کا
اہتمام دیتا ہون بشرطیکہ ملکہ کو میرے حق مین راضی کر دے۔ عاقب نے زندان مین حکم بہیجا
کہ تمام قیدیون کی آنکہین باندہ دو اور چند آدمیون کی حراست مین ملکہ کو زندان
مین لایا۔ ملکہ نے تمام قیدیون کو طعام و زر سرخ تقسیم کیا۔ آخر مین اُس حجرہ مین داخل
ہوئی جہان تنہا امیر محمد قید تہا۔ ملکہ نے طبق حلوا اور بدرہ زر امیر محمد کے روبرو رکہکر
اُسکی آنکہین کہلوا دین۔ امیر یکبارگی ملکہ پر عاشق ہو گیا۔ ملکہ نے بہ ضبط بسیار اپنا حال
بیان کیا۔ اِسی طرح زندان مین چند ملاقاتین ہوئین

عاقب اب اِس فکر مین لگا کہ امیر محمد اور ملکہ سرو سہی کو کس صورت سے رہائی دلائے۔
ایک دن اِسی سوچ مین اُسکا گذر جبل الشام مین ہوا۔ وہان ایک مختصر لشکر مقیم پایا اور
بعد کوشش دریافت کیا کہ یہ لشکر امیر محمد کا ہے جو بعد مقید ہوتے امیر زادہ کے اور زادہ
شرفین کے بانتظار لطیفہ غیبی اِس کوہستان مین مخفی بسر اوقات کرتا ہے۔ عاقب محمد کریم
اور محمد قیوم سالاران لشکر سے ملا اور اُنکو امیر محمد اور ملکہ سرو سہی کی ملاقات کے حالات
سنا کر مناسب ہدایتین کین۔ وہان سے دمشق مین آیا اور ملکہ سرو سہی سے کہا کہ جمشید کو
اِسی قدر نرمی سے پیش آؤ اور اُس باغ مین قیام کی اجازت لو جو جبل الشام کے
قریب واقع ہے۔ ملکہ نے خود کو بیمار بنایا اور باغ میں اقامت اختیار کی

امیر محمد نے عاقب کی فہمایش سے خود کو مجنون بنایا۔ جمشید نے خدا جانے کیا ...

علاج معالجہ کی تاکید کی اور ضماد منگوائے دوا و غذا کھلانے کی خدمت عاقب کو سونپی چند
روز کے بعد عاقب نے امیرزادے کو ایک سوہن اور اسلحہ پہونچائے اور کہا کل مین ایک
اسپ واسطے سواری کے لاؤنگا دوسرے روز عاقب وقت موعود پر پہونچا۔ اور دربانون
سے گفتگو کرنے لگا۔ امیر محمد نے اپنی زنجیر قطع کی اور ایک خنجر ہاتھ مین لیکر ایک کے سینے مین عاقب کو لگائی
عاقب شور کنان بھاگا۔ امیر محمد نے اسپ پر سوار ہوکر اسکا تعاقب کیا۔ چند دربان امیرزادے
کی گرفتاری کے واسطے دوڑے مگر جو قریب پہونچا تیر جگر دوز کا شکار ہوا۔ رفتہ رفتہ
امیر محمد اور عاقب خلائق کی نظر سے پوشیدہ ہوگئے

عاقب نے امیر محمد کو بہ حفاظت تمام اسکے لشکر مین پہونچا دیا۔ اہل لشکر حسب فہمایش
عاقب کے مستعد اور ہوشیار تھے۔ وہ امیرزادہ کے ہمراہ باغ مین آئے اور پاسدارون کو
قتل کیا اور ملکہ کو کوہستان مین لے گئے۔ ملکہ کے ساتھ وہ چار سو سوار و خادم بھی گئے
جو اسکے متعلق اور اپنے مذہب پر قائم تھے۔ امیر محمد نے شب کے وقت ایک راہ غیر معروف
سے جمشید کے لشکر پہ شبخون مارا اور تخمیناً دو ہزار آدمی قتل کرکے صحیح و سلامت نکل گیا۔
امیر محمد نے اُس وقت نقاب بنفشی پہنا تھا۔ جمشید صبح کے وقت سب احوال مفصل دریافت کرکے
حیران ہوا کہ نقابدار بنفش پوش کون تھا۔ اِس اثنا مین شہر سے خبر آئی کہ امیر محمد نے اپنی
زنجیر کاٹی اور مردانہ و دلیرانہ زندان سے نکل گیا اور عجب نہین کہ عاقب کو قتل کیا ہو
ہمقدم اِس شخص کے دوسرا شخص باغ کے حادثہ کی خبر لایا کہ ایک نقابدار سبزپوش بعد
کشت و خون ملکہ سروسہی کو لے گیا۔ جمشید کی اِن اخبار وحشت سے نوبت بہ جنون پہونچی

جمشید بن کافور اور امیر محمد اور عاقب اور ملکہ طرہ مشکین خال کا حال

کافور اخشید کی دوسری زوجہ صبیحہ مہر رخسار سے جو شاہ ابو الحسن کی ایک کنیز تھی اور شاہ نے کافور کو بخش دی تھی طرۂ مشکین خال تھی جو جمشید سے چار برس عمر مین کلان تھی جمشید اور طرہ کی ماؤن کا پس و پیش اُس وقت انتقال ہوا کہ جمشید بیس سالہ تھا اور پھر طرہ ہی اُسکی غور پرداخت کرتی تھی جس وقت جمشید نے خود پرستی اختیار کی بہنے بھی سُنا اور باپ سے کہا اگر تم اجازت دو مین بھائی کے پاس جاؤن اور اُسے نصیحت کرون کافور نے کہا جمشید پیدائشی خبیث ہی اسپر خدا منکوس کی تلقین طرہ ہوگئی ہے تو اِس سے کچھ امید نہ کر۔ طرۂ مشکین خال نے نہ مانا اور بہ اصرار اجازت حاصل کی اور اُس وقت جمشید کے پاس پہونچی کہ وہ سرو سہی کے رنج مین گرفتار تھا۔ طرہ نے اُسکو طرح طرح سے تسلی و تشفی دی اور چند روز کے بعد اُس سے سوال کیا کہ تو سرو سہی کی نسبت کچھ اور ارادہ رکھتا تھا حالانکہ ہمشیر رضاعی کا درجہ ہمشیر حقیقی کے برابر ہے۔ جمشید نے خواہر کے خوف سے صاف انکار کیا۔ پھر طرہ نے پوچھا تو واجب الوجود کی نسبت کیا اعتقاد رکہتا ہے۔ جمشید نے کہا تم عورت ہو۔ اِن باتون سے تمہین کیا تعلق

عاقب جس وقت سے امیر محمد کے ساتھ گیا ہے ہر شب جمشید کے لشکر مین آتا ہے۔ اتفاق سے اُس وقت بھی ایک کنیز حبشیہ کی صورت سے موجود تھا۔ اُس نے جو طرۂ مشکین خال کا حسن ملیح دیکھا اور مزید بر آن صاحب عقل و شعور پایا بے قرار ہوگیا اور اپنے دل مین یہہ ٹھہرایا کہ قابو پا کر طرہ کو لے جائے

چند روز کے بعد طرہ نے شہر کا قصد کیا۔ عاقب کی درخواست سے امیر محمد بانقاب ہفتشی شہر مین در آیا اور سالار خان نقاب سبز افگندہ ملکہ طرہ کی کمین مین بیٹھا اُس نے تین سو سوار دروازہ شہر پر متعین کیے اور دو سو سوار سے جواہر خانہ مین آیا

اور تمام جواہر نادر و تحفہ سواروں کی کمرین بندہوا دیا۔ بعد ازان شہر سے نکلنے کا قصد
کیا کہ حنظل شاہی حاکم شہر از آقلیع قلعدار اور سالم خان کوتوال نے با فوج کثیر مثل نگین انگشتری
چار طرف سے گہیر لیا

اُدہر جب طرہ مشکین خال کی سواری شہر کے نزدیک پہونچی سالار خان نے پانسو سوار
کی جمعیت سے حملہ کیا۔ اعصار تیغ زن نے جو سواری کا محافظ تہا محافہ ایک جائے محفوظ مین رکہوا دیا
اور ہزار سوار کی جمعیت سے جو اُسکے ہمراہ تہا سالار خان سے جنگ شروع کی۔ عاقب ملکہ کے
پاس پہونچا اور کہا اِس اسپ پر سوار ہو تاکہ مین تجہکو جمشید کے پاس پہونچا دون۔ ملکہ کی بحالت
سراسیمگی نہ جانا کہ وہ دوست ہے یا دشمن محافہ سے نکلکر اسپ پر سوار ہوئی اور جسطرف
عاقب لے گیا روانہ ہو گئی

ہر چند کہ سالار خان کی جمعیت کم تھی مگر اُس نے کوشش مردانہ کی اور اعصار کو قتل
کر کے اُسکے فوج کو پراگندہ کیا۔ بعد ازان امیرزادہ کی امداد کے واسطے شہر مین داخل
ہوا امیرزادہ جسطرف رخ کرتا تہا کشتون کے پشتے لگا دیتا تہا۔ تاہم دشمن ہزارون
اور ادہر دو سو آدمی۔ آخر قوت نے کمی کی اِس اثنا مین سالار خان پہونچا۔ امیرزادہ
کو اُسکے آنے سے اِسقدر فرصت ملی کہ فوج دشمن اور اہل شہر کے ہجوم کو تیغ دو دستی سے
قتل کرتا ہوا شہر سے باہر نکل آیا اور دروازہ کے تین سو سواروں کو ہمراہ لے کر
اُنپر نو جنگ مردانہ شروع کی۔ ایک روز و شب یہ ہنگامہ برپا رہا صبح کو غلوی اشرار
زیادہ تر آیا اور امیرزادہ کی نوبت تباہی کو پہونچی تہی ناگہان بیابان کی جانب سے دو جوان
نقابدار سیاہ پوش و سپید پوش پانچ ہزار کی جمعیت سے پیدا ہوئے اور امیرزادہ
کی کمک کی اور اسقدر کشت و خون ہوا کہ مقتولون کا شمار نہ ہو سکتا تہا۔ بالآخر

امیر زادہ کے ہاتھ سے حنظل اور نقابدار ان سیاہ ۔ سفید پوش کے ہاتھ سے اقلیم و سرام قتل ہوئے ۔ بمجرد دیکھنے اہل شہر ہزیمت خوردہ شہر مین چلے آئے اور دروازے شہر کے بند کر لیے ۔ امیر زادہ نے بھی اُنکا تعاقب کرنا مصلحت نہ سمجھا اور مع لشکر کوہستان مین چلا آیا ۔ دونو نقابدار بھی وہان پہونچے اور گھوڑون سے اُترکر امیر محمد کی رکاب کو بوسہ دیا ۔ امیر زادہ گھوڑے سے اُترکر انسے بغلگیر ہوا ۔ بعد ازان حال پوچھا ۔ نقابدار دونون نے کہا اے امیر عالیجاہ ہم شاہزادہ معز الدین کے غلامون مین سے ہین ۔ جس وقت تم شاہزادے کی خدمت مین پہونچو گے ہمارا حال ظاہر ہو جائے گا

ایک مخبر نے جمشید کو اس ہنگامہ تسخیر کی خبر کی ۔ جمشید نے لشکر کو دمشق کا حکم دیا اور خود روانہ ہوا اور رہروی مین اسقدر تیزی کی کہ جلودار بھی پیچھے رہ گیا ۔ ادہر عاقب نے ملکہ طرہ مشکین خیال کو ایک گلدستہ دیکر کہا ۔ تم اسکو سونگھو تاکہ تفریح رہے ۔ وہ بمجرد سونگھنے کے بیہوش ہو گئی ۔ عاقب نے گھوڑے کو ایک غار کوہ مین باندہ دیا اور طرہ کو چادر عیاری مین باندہ کر روانہ ہوا ۔ ناگاہ دیکھا کہ جمشید چلا آتا ہے ۔ جمشید نے عاقب کو آواز دی ۔ اے عاقب تو کہان جاتا ہے ۔ عاقب دہل گیا مگر اپنے ہوش و حواس درست کیے اور کہا آ بادشاہ تم خوب برسر وقت پہونچے ۔ بہ ہزار دقت میر محمد سے اپنی جان بچائی بلکہ اُسکو لے آیا ۔ تم گھوڑے سے اُترو ۔ مین دو روز و شب سے گرسنہ ہون ۔ کچھ کہالون تو بیان کرو ۔ بعد ازان پشتارہ کو ایک درخت سے لٹکا دیا اور کلیجے نکالکر کہانے شروع کیے بلکہ جمشید کے روبرو بھی رکھے ۔ نصف کلیجہ کہایا تہا کہ جمشید کو دوران سر عارض ہوا ۔ اُس نے عاقب سے کہا دوران سر کی کیا وجہ ۔ عاقب نے کہا ۔ یہ بیخوابی کا نتیجہ ہے جمشید کچھ اور کہا چاہتا تہا کہ بیہوش ہو گیا ۔ عاقب نے رومال بیہوشی جمشید کے دماغ پر مضبوط

باندہا اور اُسکا پشتارہ ایک غار مین رکھ کر طرہ کو امیر محمد کے پاس پہونچایا

امیر محمد نے طرہ کو سرو سہی کے ہمراہ قریہ فردوس کو روانہ کیا اور خود عاقب کے ہمراہ وہان آیا جہان جمشید اور عاقب نے کلچے کہائے تہے۔ عاقب نے امیرزادہ کو پشتارہ مین باندہکر اُسی درخت مین لٹکا دیا جسمین طرہ کا پشتارہ باندہا تہا اور جمشید کو اُس درخت کی سایہ مین لٹا کر فتیلہ رفع بیہوشی رکہا۔ جب دیکہا کہ جمشید ہوش مین آنے والا ہی خود بہی اُسکے برابر دراز ہوگیا۔ ایک لمحہ کے بعد جمشید کی آنکہ کہلی۔ دیکہا کہ عاقب بہی میرے برابر سوتا ہے۔ جمشید نے عاقب کو جگایا اور کہا ہم دونو عجب خواب مرگ مین مبتلا ہوئے۔ جلد امیر محمد کو لا کہ مین اُسکا قصہ پاک کردون۔ عاقب نے امیر محمد کا پشتارہ کہولا۔ امیرزادے نے چادر سے نکل کر عاقب کے ایک طمانچہ مارا اور کہا تو کہان غائب ہوگیا تہا۔ عاقب بہاگا۔ جمشید نے امیر محمد کو نہیب دیا۔ امیرزادہ اُس سے دست و گریبان ہوگیا۔ اُس وقت جمشید کا لشکر بہی پہونچا اور امیرزادہ کا لشکر اور نقابداران سیہ پوش و سفیدپوش بہی آگئے۔ دونو جوان اور بہی دل جمعی سے کشش و کوشش کرنے لگے۔ ناگاہ اہل شہر حنظل و اقلیع و سرام کی لاشین لیکر آئے اور نقابدار نغش پوش کی ستمگاریون کی شرح کی۔ جمشید نے بدحواس ہوکر چاہا کہ الگ ہوجائے۔ مگر امیرزادے نے فرصت نہ دی۔ چند لمحہ کے بعد طرہ مشکین خال کے چند ہمراہی آئے اور نقابداران سبزپوش کے حملہ اور طرہ مشکین خال کے گم ہونے کی کیفیت سنائی۔ جمشید اور فنار منکوس نے اُس وقت بہ لجاجت امیر محمد سے عقب گذاری کرائی۔ امیر محمد نے بعد ملامت جمشید سے کہا تو قریہ فردوس مین آنا۔ مین وہان تیرا انتظار کرونگا

امیر محمد قریہ فردوس کو روانہ ہوا اور جمشید خستہ و ملول دمشق مین آیا۔ ناہید

پنگی نے جو پہلے ضار منکوس کی محبوبہ تھی اور اب جمشید کی معشوقہ ہے بہت تدبیر کی تا
کہ جمشید شگفتہ ہو مگر کامیاب نہ ہوئی۔ آخر ایک روز ضار منکوس کے پاس آئی اور کہا جلد
جمشید کی تسلی کی کوئی تدبیر کر ورنہ وہ خودکشی کرے گا۔ ضار منکوس نے کہا میں عاقب کی
طرف سے نہایت بدگمان ہوں اور یہ تمثال جادو بنائی ہے۔ اسے تا ہید ایک درخت
واق واق نام بحر محیط کے ایک جزیرہ میں ہے۔ اُس درخت کے چوب کی پیکر بنائی
ہے اور اُسپر اعمال سحر طلسم شب و روز دم کرتا ہوں۔ ایک ہفتہ کے بعد عمل ختم
ہوگا۔ اُس وقت جمشید سوال کریگا اور میں اسکا سحر پڑھ ہونگا۔ تمثال ہر ایک
سوال کا صحیح و مفصل جواب دیگی۔ ناہید چاہ خانہ میں گئی اور پیکر کو نظر غور سے دیکھا
اُسکے وسط سر میں ایک مہرہ سیاہ رنگ لگا ہوا تھا۔ ناہید نے مہرہ کی حقیقت
پوچھی۔ ضار نے کہا پیکر کے طلسم کی شکست خاص اسی مہرہ پر موقوف ہے۔ اگر سہل ضرب
بھی مہرہ طلسم پر پہونچے گی پیر اعضائے پیکر جدا ہو جاوینگے اور عمل باطل ہوگا ورنہ
گرز صد منی سے بھی پیکر کو آسیب نہیں پہونچتا
عاقب مدام ضار منکوس کا نگران رہتا ہے چنانچہ اُس وقت بھی بہ تبدیل لباس حاضر
تھا اور تمام باتیں بگوش ہوش سنیں اور وقت کا منتظر رہا
روز ہفتم جمشید نے جشن کیا اور پیکر کو دربار میں منگوایا اور کہا اے تمثال تو نقاب دار
سبز پوش کا حال بیان کر۔ ایک ساعت کے بعد پیکر کے اندر سے آواز آئی وہ نقاب دار
امیر محمد بن امیر جلال الدین تھا۔ حاضرین دربار کو پیکر چوبی کی گویائی سے حیرت
ہوئی اور عاقب دل میں نہایت خائف ہوا۔ لیکن بظاہر اُسکے تصدق ہوا اور ہر قسم
کا تمسخر شروع کیا۔ پیر جمشید نے پوچھا اے تمثال جادو نقاب دار سبز پوش کون تھا

پیکر نے جواب دیا مرتبہ اول وہی امیر حمزہ تہا اور مرتبہ دویم اُسکا ایک مرد لشکر سالار خواجہ تہا۔ جمشید نے پیکر سے پوچہا طرہ مشکین خال مہری خواہر کہان ہے۔ پیکر نے کہا امیر حمزہ کے پاس ہے۔ جمشید نے پوچہا اب امیر حمزہ کہان ہے۔ پیکر نے جواب دیا جبل علے کو روانہ ہوگیا۔ جمشید نے کہا مین بھی اُسکے عقب مین جاؤن۔ پیکر نے کہا۔ امیر حمزہ جبل الصدف کے ایک دره مین بباعث خوبی آب ہوا چند مقام کرے گا تجہے بہی اُسکے عقب مین جانا مناسب ہے۔ جمشید نے سوال کیا۔ امیر حمزہ سروسہی کو کس لئے لے گیا ہے۔ پیکر نے کہا ملکہ سروسہی بخوشی دل اسکے ہمراہ گئی ہے اور دونو باہم عاشق و معشوق ہین جمشید نے پوچہا۔ اے تمثال سرہ کو امیر حمزہ کس لئے لے گیا ہے۔ عاقب نے دل مین کہا اب میرا تمام راز افشا ہوگا۔ پس اول سے زیادہ حرکات مضحکات شروع کیںن۔ جب دیکہا کہ پیکر قریب بولنے کے ہے اُسکے گرد چرخ لگایا اور پس پشت پہونچکر موضع طلسم یعنی اُس مُہرہ پر جو پیکر کے وسط دماغ مین تہا ایک ضرب شمشیر اِس قوت سے لگائی کہ تمام اجزائے پیکر جدا ہوگئے۔ بمجرد اِسکے ایک غبار تیرہ و تار ایک اِس طرح کا متصاعد ہوا کہ زمین و آسمان سیاہ ہوگیا۔ عاقب عیارانہ بارگاہ سے باہر نکلکر قریہ فسحر فزون کو روانہ ہوا

بارگاہ جمشید مین چند ساعت ایک شور محشر برپا رہا۔ پیکر طلسمی کے ہر عضو شکستہ سے شرارہائے آتش نکلتے تھے اور آسمان کیطرف جاتے تہے۔ کوئی مرد غیب ایک کفش کہنہ ضار منکوس کے سر پر مارتا تہا اور بارگاہ کے ہر گوشے سے یہی صدا آتی تہی اے قرمساق تو نے ہمین اسی واسطے قید کیا تہا کہ مقربان درگاہ والی کا احوال غائب ہمسے پوچہے۔ ضار منکوس سمجہا کہ گل میرا باطل ہوا چند شیاطین واسطے رفع ہونے نحوست سلطان عمل کے پڑہے تب جان

سلامت رہی۔ ورنہ وہ چند شیاطین جنکو باعمل سحر تمثال کے جوف مین قید کرکے شکست
طلسم خاص مہرۂ دماغ پر موقوف رکھی تھی اُنہون نے اُسکی ہلاکت مین کوئی درجہ
باقی نہ رکھا تھا

جب وہ ہنگامہ برطرف ہوا جمشید نے دیکھا کہ بجائے تمثال جادو چند چوبہائے خشک
ہر طرف افتادہ ہین اور ضارمنکوس کو اپنے حال کی کچھہ خبر نہین ہے۔ ہرچند طبیبون نے علاج کیا
مگر اُس نے حس و حرکت نکی۔ جمشید نے طبعی کے رنج مین روز و شب کچھہ نہ کھایا۔ تیسرے دن
خود بخود ضارمنکوس کے ہوش درست ہوئے۔ اُس نے بے تکلف ایک دہول جمشید کے سر پر
لگائی اور ہزارہا گالیان مغلظ دیکر کہا تونے اُس بیہودہ بچہ کو اسقدر گستاخ اور مصاحب الوقت
کیا کہ اُس نے مجھے بوکالان طلسم کے ہاتھ سے ہلاک کروا دیا ہوتا۔ جمشید نے کہا۔ تم ناحق میرے حال پر
عتاب و خطاب فرماتے ہو تمہین نے تو اول اول اُسکی سفارش کی تھی ورنہ مین تو قتل کرتا تہا
لیکن وہ شکست پیکر کے وقت سے غائب ہے۔ یقینی شیاطین طلسم نے اُسکو زندہ نہ رکھا ہوگا۔
ضار نے کہا تیرا یقین غلط ہے۔ شیاطین مجھسے ناراض تھے جسنے اُنکو قید کیا تہا چنانچہ مجھکو
اذیت دی۔ عاقب کے تو وہ شکر گذار رہے ہونگے۔ اُسکے سبب سے اُنکو نجات ملی عاقب
طرہ مشکین خال کے پاس قریہ فردوس زمین پہونچا

جمشید نے نہایت مسرور ہو کے برادر خورد کلناگ سے فرمایا۔ اگر حکیم صاحب کا قول درست
ہے تو بہا۔ عاقب کہین نہ کہین ملجائیگا جسطرح ممکن ہو تم عاقب کو گرفتار کر کے میرے
پاس لاؤ۔ کلناگ بصورت قلندر اہل جہان گرد بہت دنون تک جستجو کرتا ہوا عاقب کی تلاش
مین ایک کوہستان کے اندر پہونچا اور ایک درخت کے سایہ مین بیٹھکر کچھ کھانے
لگا۔ ناگاہ ایک آہوئے تر خوردہ [illegible]

تاکہ مرد تیرزن کو دیکھے۔ اتفاق سے وہ آہو عاقب کا شکار تھا۔ چنانچہ وہ بھی اسکے تعاقب مین
وہان پہونچا اور اُس ہرن کو ایک اور تیر مارا۔ اِس دفعہ ہرن زمین پر گرا۔ عاقب نے ہرن
کو ذبح کرکے واسطے صاف کرنے کے شاخ درخت مین لٹکا دیا اور خود ہیزم خشک کی تلاش
مین گیا۔ دو چار ہی قدم وہان سے دور ہوا تھا کہ کلنگ عیار نے کمال چالاکی سے تمام ہرن
پہ داروے بیہوشی چھڑک دیا۔ عاقب جو پھر آیا دیکھتا ہے کہ ایک مرد بہ لباس قلندری
اُس درخت کے سایہ تلے بیٹھا ہوا ہے۔ آواز دی اے درویش تو کون ہے اور اِس
درخت کے نیچے کیون آیا اور اب کہان جاتا ہے۔ کلنگ نے عاقب کے پاس چلا آیا اور کہا
مین ایک مرد قلندر آزاد سیر کرتا ہون۔ آج اتفاق سے یہان گذر ہو گیا۔ مدت سے گوشت
کی صورت نہ دیکھی تھی اِس سبب درخت کے سایہ مین آگیا تھا کہ گوشت کھاؤن۔ لیکن مالک گوشت کے
موجود نہ ہونے کے سبب وہان سے جدا ہوا کہ اُسکی تلاش کرون۔ عاقب جو بازبان ترکی القلب
تھا اُس نے قلندر کی بات پر اعتبار کیا اور کہا مین کباب تیار کرتا ہون۔ باتفاق کباب بننے لگے
جب کباب تیار ہوئے۔ دونو نے کھانا شروع کیا۔ عاقب نے دیکھا کہ قلندر احتیاط سے کھاتا ہے
اور اسکے ساتھ ہی دماغ مین داروے بیہوشی کی بو آئی۔ بلکہ کباب کے ہر لقمہ سے بھی دغا کا
شک ہوا۔ آخر کلنگ سے دو زانو ہو کر پوچھا اے فقیر سچ بتا تو کون ہے۔ قلندر نے
کہا۔ بابا جو میری حقیقت تھی سب تیرے روبرو بیان کر دی۔ اِس گفتگو مین عاقب کو شعور ان
سے عارض ہوا۔ سمجھا کہ ضرور کوئی عیار ہے اور جمشید کا فرستادہ ہے۔ نہایت چالاکی سے
اُسکو گرفتار کیا۔ اِس کشمکش مین کلنگ کی ردائے عیاری ایک طرف سے گر گئی۔ تمام
سراق عیاری اُسکے بدن مین آراستہ نظر آئے۔ اب عاقب کو کچھ شک نہ رہا
خنجر کمر سے نکال کر اُس نے کلنگ کے پہلو مین مارا کہ دل و جگر کے پار نکل گیا لیکن ساتھ ہی عاقب

اور ملک نصیروان اور بادشاہ مصر اور التقیہ بادشاہ بلاد الزنج اور سلطان ہون تاجدار
ملک الشام اور سلطان شاہ عین و بادشاہ جزائر حبشی و فوج شہر میں پہنچے۔ ابو حامد نے
ابو حاکم سے پوچھا۔ ان بادشاہوں کو بھی بلایا ہے اور اگر بلایا ہے تو کیوں بلایا
ابو حاکم نے کہا۔ ہاں یہ بھی سب کی تحریک سے آئے ہیں اور انکی مہمانی اور خاطرداری
بھی ضرور ہے اور غرض یہ ہے کہ اگر شاہزادہ عزالدین کسی طرح سے بگڑ گیا اور یہ
سر جنگ نے شرارت کی تو چند بادشاہ ہماری امداد کے واسطے موجود ہوں۔ پادری نے ابوحاکم
سے کہا تو کیا منظور الٰہی یہ ہے کہ بارہ بادشاہ صاحب فوج و لشکر تیری دختر کے
جشن عروسی میں جمع ہوں۔ اور انجام اسکا بربادی ہوگا۔ اسکے سبب بہ زور فتح کا ان کی
بعض اسکے ہاتھ سے قتل ہونگے اور بعض کو صعوبت زندان نصیب ہوگی
مگر شہزادی ملکہ بانو اپنی لونڈیوں سے بہت اضطراب کا حال کہتی اور در وقت یہ
کہتی تھی اس ہنگامہ کا انجام نتیجہ کیا نکلیگا اور باوجود اسکے شاہزادہ جسکا
ایلچی بن کے ہو آیا سامان سب اسی کے مشکل ہوا جو عقل سے کہتے ہیں کہ کیا
ہے یہ درد دل کا کیا علاج۔ دایہ نے کہا۔ یقیناً یہ شاہزادہ وہی ہے جسکی تصویر پر
تم فریفتہ ہوئی ہو۔ میں اس شخص سے جو شہر میں جاوینگی ضرور کسی سے کہونگی کہ شاہزادے
کے لشکر میں بھیجونگی اور شاہزادے کی تصویر منگوا دونگی

جب چند روز گذر گئے ابوالمکارم پادری اندوروس یہ متقاضی ہوا کہ جواب نامہ
جلد عنایت فرمائیے۔ پادری نے ابوعامر سے کہا۔ اس نے بدین خلاصہ جواب لکھوایا
تم تشریف لائو اگر دامادی کے واسطے چند شرط لکھے ہیں۔ اول وہ پیغمبر آخر الزمان کی
اولاد سے ہو۔ دوم ایک معمر دانشمند شجاع اسکا رفیق ہو۔ سوئم ایک ایسا حکیم

بزرگ دانش اُسکا مربی ہو جو استقلینوس الٰہی کا ہم مرتبہ سمجھا جائے۔ چہارم شجرۃ العقل
سے ثمرۃ الفہم کھایا ہے۔ پنجم قوم آتشی بھی اُسکے ہمرکاب ہو۔ ششم الفرمادمندوں کی
حاجت روائی کی ہے۔ ہفتم جبل الصفا کے درہ سے قریہ فردوس میں پہونچے۔ ہشتم بیابان سبع
سباع میں داخل ہوا اور شجرۃ الاراک سے جو مسواک سلیمانی سے سبز ہوا ہے ملکہ شمسہ تاجدار
کے واسطے مسواک لائے۔ علاوہ اِسکے تین سوال ہمارے ہیں اُنکا بھی قبل از تشریف آوری
جواب ہو۔ اول تمہاری کتاب بزرگ کے موافق حضرت عیسٰے کی پیدائش کسطرح ہوئی ہے
دوئم بعد وفات حضرت عیسٰی کے قوم نصاریٰ میں چند فرقے ہوئے اور اُنمیں سے کون
فرقہ راہ سنت پر قائم رہا۔ سوئم حضرت عیسٰے کی امامت میں کس شخص نے تفرقہ اندازی کی
ابو عامر نے زیر نامہ اپنی مہر کی لیکن ابو عاکم سے ہر چند کہا گیا اُسنے ختم کا عذر کیا اور کہا
میری مہر کے عوض بھی پادری صاحب اپنی مہر کر دینگے۔ پادری نے پہلے لفافہ پر مہر کی پھر
ابو عامر نے ابو المکارم کو دربار میں بلا کر جواب نامہ دیا اور وہ روانہ ہوئے۔ دریتیم جو
قیصر روم کے خزانہ سے نکلے تھے انمیں سے ایک سرپیچ یاقوت نگار جو وزن میں پانچ مثقال
تھا ابو المکارم کو اور ایک اسپ عربی با ساز و سامان مرصع کار نقابدار سرخپوش
کو بطریق خلعت عطا فرمایا۔ نقابدار نے بپاس خاطر شاہزادہ معز الدین کے قبول کر لیا
ورنہ اُسکی شان اُس خلعت سے ارفع تھی

ابو المکارم اور نقابدار سرخپوش کشتیوں میں سوار ہو کر جس راہ سے شہر فردوس
میں آئے تھے اُسی راہ سے اردوئے معلےٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب اُس مقام میں
پہونچے جہاں نقابدار سرخپوش کی ابو المکارم سے ملاقات ہوئی تھی نقابدار نے
کہا اے خواجہ سلامت اب میں خدمت عالی سے رخصت ہوتا ہوں۔ مجکو اِسی

قدر تمہاری تابعداری کا حکم تہا۔ ابو المکارم نے بادل ناخواستہ نقابدار کو رخصت کیا اور رخصت ایک مرتبہ اور نقابدار کی خواہش کے حسن عالم سوز کے دیکہنے کا اتفاق ہوا جس نے ابو المکارم کی آگ کو اور بہڑکا دیا

تین روز و شب ابو المکارم کو دریا مین گذرے۔ روز چہارم شاہزادہ کی سواری نظر آئین۔ ابو المکارم نے حاضر ہو کر جواب نامہ نظر اشرف سے گذارنا اور تمام احوال نقابدار کی تابعداری اور پادری ایڈورڈس کے اخلاص اور ابو عامر کی شرافت اور ابو حاکم کی شرارت کا گوشگذار کیا۔ شاہزادہ شکر الہی بجالایا اور سوالات دینی کے جواب لکہنے کا کام بہ نگرانی حکما علامہ شیخ احمد کے سپرد کیا جو ایفریقیہ سے ہمراہ آیا تہا اور فضلاے لشکر کے منصب پر مامور تہا

دوسرے روز وہان سے کوچ کیا۔ حکیم ابو المحاسن نے جو رہبر طریق اور معلم ناخدا کے افسر تہے حکم دیا کہ کشتیان سمت جنوب کی طرف روانہ ہون تاکہ جبل الصفا کی راہ سے جبل اعلی مین پہونچین۔ شاہزادے نے پوچہا جبل الصفا سے جبل اعلی چند منزل ہے۔ حکیم ابو المحاسن نے کہا مع الخیر ہم وہان سے روز چہارم قریہ فردوس مین جا پہونچینگے

راوی احمد یہ کلمے امیر مجاہد الدین دلاور کے حال کی گذارش کرتا ہے

جلد سوئم مین یہ بات ہمنے لکہی تہی کہ شاہزادے نے حکیم صاحب کی خدمت مین روانہ ہونے سے قبل امیر مجاہد الدین دلاور کو پچیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے براہ خشکی عمرانیہ سے قریہ فردوس کو روانہ کیا۔ راوی کہتا ہے کہ امیر مجاہد الدین بعد قطع مراحل و منازل چند روز کے بعد جبل الصفا مین پہونچا۔ جبل الصفا اس طرح کا ایک کوہ عالیشان

ہے جسمین بعد دو کے مین باہر ہر درہ ایک ملک کی راہ ہے اور تمام راہین جبل اعلےٰ
کو منتہی ہوتی ہین۔ جبل الصفا سے جبل اعلےٰ کامل سات منزل ہے اور جبل الصفا جبل اعلےٰ
کا دربند اور وہان کا حاکم بادشاہان فیروس کا باجگذار ہے جبل الصفا کے کوہستان
مین آب شیرین کی نہایت قلت ہے اس سبب سے ان درون کی راہ سے قریہ فردوس پر
فوجکشی مشکل ہے۔ البتہ ایک راہ مخفی ہے وہان چشمہ ہائے آب شیرین اور درختان میوہ دار
کثرت سے ہین مگر وہ ایسا تنگ ہے کہ اگر کوئی بادشاہ وہان کے حاکم صفوان کی
بے اجازت اُس طرف سے جانے کا قصد کرے فقط سو آدمی تفنگچی روکنے کیلئے کافی ہین
جب امیر مجاہد الدین کو مختلف درون کا حال معلوم ہوا صفوان کو ایک عیار کے ہاتھہ
کہلا بہیجا کہ اُس درہ کی راہ سے لشکر کو گذرنے دے جسمین آب شیرین ہے صفوان نے
جواب دیا۔ دیگر درون سے تم جاسکتے ہو اور اُس رہ خاص سے تو وہی شخص جاوے گا
جسکی تصویر پشت در پشت ہمارے ہان امانت چلی آتی ہے۔ علاوہ تصویر کے ایک خنجر
یاقوت نگار میرے پاس امانت ہے اُسکے قبضے پر بزبان انجیل مین صاحب تصویر کا نام
لکھا ہے۔ امیر نے تصویر طلب کی صفوان نے انکار کیا۔ آخر نوبت بہ جنگ پہونچی اور
صفوان امیر کے ہاتھہ سے مغلوب ہوکر گرفتار ہوگیا صفوان نے بوقت گرفتاری اپنے
لشکر کے سرداروں سے کہا۔ یارو مین حریف کے ہاتھہ گرفتار ہوگیا۔ اب تم جنگ و جدل
سے دست بردار ہو اور جلد تر دربند کا انتظام کرو۔ خبردار کسی واحد کو دربند سے
گذرنے نہ دینا۔ جب تم میری ہلاکت کی خبر سنو میرے پسر تمیم کو صفوان خطاب دیکر
قلعہ صفوانیہ مین حاکم کر دینا۔ فوج اُسکی دربند کے اندر داخل ہوگئی

دوسرے روز امیر مجاہد الدین نے صفوان کو دربار مین بلاکر کہا۔ مسلمان ہو

اور

اور ہمکو درہ قریب آباد کی راہ سے گذرنے دے ورنہ درصورت دیگر ہتھے عمداً بدسے ہلاک کرونگا۔ صفوان نے کہا۔ جس وقت قصر اخضر کی بنیاد جبل اعلےٰ پر رکہی گئی۔ تلعہ صفوانیہ بہی جبل الصفا پر تعمیر ہوا۔ بانی مبانی ان دونو مکانون کی صاحبقران اعظم کی ذات باصفات تھی جسکا خورشید تاج بخش بہی لقب ہے۔ صاحبقران اعظم نے قلعہ صفوانیہ کی حکومت میرے جد اعلےٰ صفوان بزرگ کو تفویض کی اور وصیت فرمائی کہ کسی بادشاہ کو اس درہ خاص سے گذرنے نہ دینا۔ الا اُس بادشاہ کو جسکی یہ تصویر ہے کہ وہ صاحبقران روزگار ہوگا بلکہ یہ خنجر باقوت نگار اُسکی نذر کرکے مع فوج اُسکے ہمراہ ہونا اور اُسکا دین اختیار کرنا۔ صفوان بزرگ نے اپنے فرزند حارث صفوان دوئم کو اور اُسنے اپنے پسر محارب صفوان سوئم اور محارب نے میرے پدر واقف صفوان چہارم کو اور اُس نے مجکو یہی وصیت کی۔ مین تصویر دکہانے سے بہی ممنوع ہون۔ مین ہر روز اُس تصویر کو دیکہتا ہون۔ جب والاشان آئیگا مین فوراً پہچان لونگا

امیر نے پہر اُسکو کچہ نہ کہا اور زندان مین بہیجدیا اور درہ بند کے فتح ہونے کی تدبیرین سوچنے لگا

امیر محمد اور طرہ مشکین خال اور عاقب اور شریفیل اور جمشید پرست کے حالات

امیر محمد دمشق سے روانہ ہوکر کوہ ختلان کے ایک درے مین پہونچا جو جبل الصفا سے ملحق تہا۔ اُسی درہ مین سالار خان اور ملکہ سرو سہی اور طرہ مشکین خال مقیم تہین امیر محمد نے عاقب حرانی کے انتظار مین چند مقام کئے

اتنا کہ طرہ مشکین خال علیحدہ خیمہ مین تہی اور اُسکو کچہہ معلوم نہ تہا کہ کون لایا اور

اُس کے لشکر میں سے نہیں ہیں جو اسکی خدمت میں ہیں اسوقت بہی یہ رنگ زیادہ دلال
نہ بتلاتی تہین کہ مسلمانون کا لشکر ہے۔ اب امیر محمد نے ملکہ سرو سہی کو کہا کہ طرہ مشکین خال کو
بلوا اور اُسکو عاقب کے لیئے راضی کرو۔ ملکہ سرو سہی نے طرہ مشکین خال کو بلا کر ملاقات
کی۔ طرہ بنظر شاہزادگی ملکہ سرو سہی کی قدمبوس ہوئی۔ ملکہ نے بہی طرہ کو گلے سے لگایا
اور جمشید کی خباثت اور نیت بد اور امیر محمد کے ساتھہ برضا و رغبت آنیکی سب داستان
سُنا کر طرہ کو عاقب کی نیت سے آگاہ کیا۔ طرہ بظاہر خاموش ہو رہی لیکن دل مین
کہا اگرچہ عاقب حران کا حاکم تہا لیکن جمشید کے پاس بطور عیار کے رہا ہے۔ ایسے شوہر
کی زندگی سے مرگ بمراتب بہتر ہے ایک حالت غم و غصہ مین اپنے خیمہ مین چلی آئی اور نصف
شب کے وقت خیمہ سے نکلی بسبب اتفاق امیرزادہ [illegible] پاس [illegible] جو کہ دروازہ
خیمہ پر موجود تہا اور اُس وقت بہ تکیس بہی بے خبر سوتا تہا۔ طرہ نے آہستہ سے [illegible]
جلدی سے اسپ قطع کی اور مرکب پر سوار ہوکر ایک طرف سر زیر دامن نکل گئی۔ رات بہر رفتہ رفتہ
صُبح کے وقت ایک تکیہ مین پہونچی۔ جو ایک درہ کوہ کے متصل واقع تہا۔ فقیر بالائے
تکیہ بتواضع پیش آیا

اُس درہ کوہ مین تیس بدمعاش کی تین ہزار غلام کے ساتھہ ایک قلعہ مین رہتے
تہے اُنکے سردار کا نام ملک قیسی تہا فقیر کہ درویش سلوک اُسکا نام تہا طرہ مشکین خال
کا حال سُن رہا تہا نہ کہ ملک اپنے بیٹے قحطبہ کے تکیہ مین داخل ہوا۔ قحطبہ نے
جو طرہ کو دیکہا فریفتہ ہوگیا۔ گہوڑا مع ساز و سامان فقیر کو بخشا اور طرہ کو قلعہ مین
لیجا کر اپنی مادر کے حوالہ کیا۔ طرہ نے خود کو جن زدہ بنایا۔ تاکہ قحطبہ کے ہاتھہ سے محفوظ
رہے۔ اِس وقت اُس نے دعا کی خداوندا عاقب کو بہیج کہ ان ہشترون کے ہاتھہ سے مجکو

بخانہ نشستے

راوی کہتا ہے جب شب طرہ شکین جمال الشکر سے نکلی اسکی صبح کو عاقب وہان پہونچا۔
امیرزادہ ابھی افسوس مین تہا اور عیارون کو چار طرف روانہ کیا تہا۔ عاقب نے جو
یہ حال سنا عرصہ دراز تک سرگردان رہا۔ بعد ازان امیرزادہ سے رخصت ہوکر بہ گردش
گدائی طرہ کی تلاش مین بسبب سحر انکا ورس لیتا ہوا فقیرون کے تکیہ مین پہونچا اور گوشہ
کو دیکھکر یہ پوچھا کہ امیرزادہ کی سواری کیسی ہے آخر درویش سے پوچھا۔ یہ آسیب غریب کی
کس کا سبب ہے۔ درویش نے کہا چند روز ہوئے ایک نوجوان عورت جو خود کو قسمت کی
شاہزادی بتلاتی تھی کسی سبب سے آوارہ ہوکر اس تکیہ مین پہونچی تھی۔ اسکو فرزانہ
لے گئے اور [illegible] اب معلوم ہے کہ وہ جن زادہ ہے اور شاید
اسکا عاشق علاج کے لیے بار بار امیرزادہ منگیر ہوتا ہے

اسی اثنا مین قحطبہ تکیہ مین آیا اور اس نے ایک فقیر تازہ کو دیکھکر طرہ کا حال
سنایا۔ عاقب نے بعد انکار بسیار کہا۔ علامات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسپر صخر اجنی
عاشق ہے جو بڑا زبردست جن ہے۔ خیر فقیر بقدر عود و عنبر و زعفران و بارود
جمع کرے مین چند روز محنت کرکے اسکو جلا دونگا۔ عاقب نے زیر قلعہ ایک گڑھا
اُس نے کہدوایا اور اسپر عزیمت خوانی کا سامان جمع کر دیا۔ شب کو اس مغاک کے گرد
نقب کہودتا تہا اور دنکو عزیمت خوانی کرتا تہا۔ جب روز مقررہ آیا قحطبہ سے
کہا۔ تمہاری قوم کے سب لوگ مع آسیب زدہ کے آئین۔ الغرض وہ نقب کو چلا گیا
تہا اور قحطبہ مع تمام مردمان موجودہ کے طرہ کو ایک محافہ مین سوار کرکے لایا۔
عاقب نے محافہ کو دم نقب رکھوا دیا اور انکو نقب کے اوپر بٹہایا۔ ہر لحظہ عمل کرکے بعد طرہ

کے پاس بہ بہانہ دم کرنے کے جاتا تہا اور پہر اپنے مقام پر چلا آتا تہا۔ جب طرہ کو
اپنے حال سے آگاہ کر چکا اور اس بات سے بہی مطمئن ہو لیا کہ ملکہ اپنی حرکت گذشتہ
سے پشیمان اور اب اُسکے حال پر مہربان ہے۔ عین عزیمت خوانی مین قراولون
کی نظر سے پوشیدہ ایک قارورہ آتش نقب کے اندر مار کر خود معافہ کے پاس چلا آیا۔
اُس قارورہ نے تمام بارود کو روشن کر دیا اور اِسطرح کا زلزلہ شدید آیا
کہ ہر قطعہ زمین نے بیخ و بن سے کندہ ہو کر آسمان کی راہ لی۔ اُن مردودون کی لاشین
اُس طوفان سیاہ مین مثل جانوران ہوائی ہر طرف پرواز کرتی تہین

عاقب نے طرہ کو چادر عیاری مین داخل کیا اور پشتارہ دوش پر رکہ کر مثل باد
صرصر روانہ ہوا

اہل قلعہ اِس شور قیامت سے ہراسان ہو کر اُس جگہ آئے جہان عزیمت کا ہنگامہ برپا تہا
اور وہان معافہ کو خالی اور ہاک کے پسر و دختر با کو سوختہ و مردہ پا کر شکار گاہ مین ہاک
کو خبر پہونچائی۔ ہاک نے نالان و افغان کنان عاقب کا تعاقب کیا

عاقب ہنوز دو فرسخ کوہستان سے جدا ہوا تہا کہ پشت سر سے سوارون کی گرد
نظر آئی۔ عاقب نے پشتارہ ایک جائے مخفی کر دیا اور خود ایک جائے بلند پر قائم ہو گیا
اور تیر مارنے لگا۔ کئی غلام ہاک کے ہدف تیر عاقب ہوئے۔ لیکن آخر اُنہون نے
عاقب کا محاصرہ کیا۔ تب عاقب نے خنجر سے کام لیا اور کئی غلام اور قتل و مجروح کیے۔
حتے کہ عاقب کو کوفت و کسل معلوم ہونے لگی اور متعدد زخم آئے۔ عاقب نے بہ تضرع درگاہ
کبریا مین مناجات کی۔ ناگاہ پردہ بیابان سے ایک گرد تیرہ و تار بلند ہوئی اور
دامنہ گرد سے دو نقابدار نارنجی پوش و سبز پوش تین ہزار سوار جرار کی جمعیت سے

باہر نکلے۔ ہر چہون پر بخط جلی کلمہ طیبہ لکہا تہا۔ وہ نقابدار جلو ریز فوج ہالاک پر حملہ آور ہوئے۔ عاقب نے جو فرصت پائی میدان جنگ سے طرہ کے پاس آیا۔ مگر ایسا بیہوش ہوکر گرا کہ اپنے حال کی کچہہ خبر نہ رہی۔ اُس وقت طرہ زار زار روئی اور اپنے دامن سے عاقب کے زخموں کا خون پاک کیا

نقابداروں نے ہالاک کے لشکر کا اتنا کشت وخون کیا کہ اُسکا دل خون ہوگیا۔ آخر ہالاک نے نقابدار نارنجی پوش کو اپنے مقابلہ کے واسطے طلب کیا۔ نقابدار نے بعد جنگ نیزہ و شمشیر ہالاک کے کمربند مین ہاتہہ ڈالکہ سر بلند کر لیا اور چاہتا تہا کہ نقش زمین کردے پر ہالاک نے امان چاہی۔ نقابدار نے کہا اے امروز مال بشرط ایمان ہے ہالاک مع سواروں کے مسلمان ہوا

نقابدار عاقب کے پاس آئے اور جراحوں کو عاقب کے علاج کا حکم دیا جب عاقب کے ہوش درست ہوئے نقابداروں نے اُسکی اور طرہ کی حقیقت پوچہی۔ عاقب نے بلاکم وکاست ماجرا عرض کیا اور پہر اُنکا حال پوچہا۔ نقابداروں نے کہا ہمارا اصلی وطن خراسان ہے اور بالفعل قریہ فردوس کا قصد ہے۔ اثنائے راہ مین ہمنے سوداگروں کے ایک قافلہ کو زخمی دیکہا۔ اُنکو ہالاک نے غارت کیا تہا۔ ہمنے اُنکی امداد کے واسطے ہالاک کے قلعہ کا قصد کیا۔ تکیہ پر پہونچکر یہہ سُنا کہ وہ ایک عیار کے تعاقب مین گیا ہے۔ ہم ادہر چلے آئے

ہالاک نے سوداگروں کا تمام مال و اسباب واپس کرکے خود تین ہزار سوار کی جمعیت سے نقابداروں کی رفاقت اختیار کی اور قلعہ تمیمیہ مین اپنے پسر خورد تمیم کو حاکم اور درویش سلوک کو اُسکا اتالیق مقرر کیا

ان کاموں سے فارغ ہوکر نقابدار نے پنج ہزار سوار خوش اسپ خوش سلاح عاقب کے
ہمراہ کئے اور خود قریہ فرندوس کو روانہ ہوئے

جمشید منزل بمنزل امیر محمد کے تعاقب میں چلا آتا تھا۔ اثنائے راہ میں نہنگ مصری
عیار نے جمشید کو خبر کی کہ امیر محمد فقط ہزار سوار کی جمعیت سے کوہ ختلان میں مقیم ہے
اور درہ کوہ بھی بہت تنگ ہے یعنی بجز اس راہ کے جس طرف سے تم چلتے ہو اس درہ کی اور
کوئی راہ نہیں ہے۔ اگر تم کسی سردار لشکر کو میرے ہمراہ کر دو میں اس طرح اسکو
دہنۂ درہ پر پہونچا دونگا کہ امیر محمد کو خبر نہیں ہوئیگی۔ جمشید نے تلخوم مصری کو پانچ ہزار
سوار سے کوہ ختلان کی مہم پر نامزد کیا

تلخوم نے اسقدر تعجیل کی کہ شبا شب دہنۂ کوہ پر پہونچ گیا صبح ہوتے ہی محمد کریم خان
جو امیر زادہ کیطرف سے دہنۂ درہ کا محافظ تھا اور تلخوم مصری میں جنگ سنگ و تفنگ
شروع ہوئی۔ جب امیر زادے کو یہ خبر پہونچی سامان خورد و نوش کیطرف سے فکر
پیدا ہوئی کہ دہنہ رک گیا ہے۔ اگر اس ہنگامہ کو طول ہوا اہل لشکر فاقہ کشی سے مرجاینگے
لاچار سالار خان کو ہدایت کی کہ ہمارے سب ہمراہی نصف آذوقہ کھائیں۔ باوجود
اسکے ایک ہفتہ کے بعد غلہ تمام ہوگیا

اُدھر تلخوم ہر روز یورش کرتا تھا اور اُسکے اہل لشکر کوہ والوں کے ہاتھ سے ہلاک
ہوتے تھے۔ روز ہشتم امیر زادے نے کہا فاقہ کشی کر کے مرنا خوب نہیں۔ بہتر ہے
کہ کوہ سے نکلکر جنگ کریں۔ پس سو سوار سالار خان کے ماتحت ملکہ سرو سہی کی حفاظت
کے واسطے چھوڑ دئے اور باقی فوج کے ساتھ درہ سے نکلکر ایک ایسا نعرہ اللہ اکبر
مارا کہ تمام کوہستان لرز گیا اور مثل شیر نیستان لشکر حریف میں در آیا۔

اُس وقت ہر طرف سے صدائے ابر بند و بکش آتی تہی - امیر زادہ جس طرف حملہ کرتا تہا لشکر حریف کے پانو اُٹھ جاتے تہے مگر تلخوم کی آواز پر دوسری جانب سے ہجوم کرتے تہے جب امیر زادہ نے دیکھا کہ اِس طرح معاملہ جنگ یکسو نہین ہوتا تلخوم کو مقابلہ کے واسطے بلایا - اُسنے تو نہ مانا لیکن مرارہ اُسکا بیٹا امیر زادہ کے مقابل ہوا اور چند ضربات گرز و شمشیر امیر زادہ کے سر و سینہ پر متواتر لگائین - امیر زادہ نے فضل الہی سے وہ ضربات سخت سپر آہنی پر ردکین انگاہ ایک ہی ضرب تیغ بے دریغ مین مرارہ کو تا کمر مع زنجیر کمر دو پارہ کر دیا - پسر کے قتل سے تلخوم کی نظر مین عرصہ کارزار سیاہ ہو گیا - اور لشکر کو نہیب دیا کہ امیر زندہ جانے نہ پائے - لشکر نے پہر جنگ مغلوبہ کی اور اِس ہنگامہ رستخیز مین ایک زخم تیر امیر زادہ کی بہی پیشانی پر پہونچا - ملکہ سرو سہی دمبدم امیر محمدؐ کی خبر منگواتی تہی - اُسنے جو امیر زادہ کی مجروح ہونے کی کیفیت سنی جام زہر ہلاہل اپنے واسطے تیار کیا - سالار خان نے زرخیمہ پر جا کر کہا - زخم آیا ہے لیکن کاری نہین ہے چنانچہ امیر زادہ نے بدست خود زخم کو باندہ لیا ہے اور بدستور حرب و پیکار مین سرگرم ہے - یہ وقت دعا ہے نہ موقع اضطراب

امیر زادے نے حرب مین اِس قدر سعی و کوشش کی کہ دست و بازو مین مطلق طاقت باقی نہ رہی - لیکن سوائے اِسکے کوئی چارہ نہ دیکھتا تہا کہ ہاتہ سے شمشیر زنی اور دل مین مناجات کرتا تہا

اب شہزادی فیروز کا حال سنو کہ جس وقت سے امیر محمدؐ نے بے توقف اُسکے جمشید سے جنگ کی شہزادی فیروز وقت یہی کہتی تہی کہ مین امیر زادے سے شرمندہ ہون - ایسے جوانمرد نہیں

پیدا ہوتے ہین۔ واقعی وہ مرد میدان ہے اور اُسکا دین بھی حق ہے مجہسے اُسکے
حق مین کوئی خدمت وقوع مین آئے تو سرخرو ہو کر ملون اور دین حق محمدی اِس دفعہ
بصدق دل قبول کرون۔ اِسی خیال سے اکثر نصرانی عیار کو امیر محمد کی خبر د
اخبار کے واسطے بہیجتا تہا۔ ایک دن نصرانی خبر لایا کہ امیر محمد کوہ ختلان کے ایک
سربستہ درہ مین مقیم ہے اور جمشید کے ایک سو ہزار نے اُسکو محصور کر رکہا ہے شرفیل
نے اِس موقع کو غنیمت سمجہا اور امیر محمد کی فتح و نصرت کی دعا کرتا ہوا سات ہزار سوار
کی جمعیت سے کوہ ختلان کو روانہ ہوا اور اُس وقت میدان جنگ مین پہونچا کہ امیر کو شکستگی
و کسلی ہو رہا تہا۔ شرفیل حال دریافت کر کے چار طرف سے اُن ملاحدہ پر حملہ آور ہوا
بروقت پہونچنے شرفیل کے اُن دشمنان دین کا جو ہجوم امیر زادہ کے گرد تہا
تہا پراگندہ ہوگیا۔ محمد کریم خان امیر زادہ کو حربگاہ مین سے ایک گوشہ عافیت
مین لایا اور زخم پیشانی پر مرہم رکہا

شرفیل بن سماعیل کا یہ حال تہا کہ بذات خود تیغ خونچکان ہاتہ مین لیئے ہوئے
دشمنون کو قتل کرتا تہا۔ تلخوم یہ دیکھکر شرفیل کے مقابل ہوا اور بغیر آگاہ کیئے حریف
کے ایک ضرب شمشیر آبدار اِس قوت سے شرفیل کے سر پر لگائی کہ بعد چاک کرنے
دامن سپر کے چار انگشت سر و پیشانی مین اُتر گئی۔ شرفیل نے باستقلال تمام ضرب
شمشیر روکی۔ بعد ازان ایک ہی ضرب گرز مین تلخوم کے اعضا ہمہ سا کر دیئے۔ پہر
لشکر خود پرستان کو مجال استقامت نرہی۔ جس طرف راہ ملی بے تحاشا گریز کی
شرفیل امیر محمد کے پاس آیا۔ اول دست بستہ اپنی تقصیر کا عذر و گناہ کیا۔ بعد ازان
بصدق دل مسلمان ہوا۔ نصرانی عیار نے بہی اسلام قبول کیا اور امیر زادہ نے اُسکا

تمام اسلام یہ کہا
ناگاہ کوہ کی ایک طرف سے پھر نقارہ حربی کی صدا آئی - امیر سمجھا کہ دشمن کا لشکر
تازہ پہونچا - پس بہ مقتضائے مصلحت ملکہ سرو سہی کو سالار ریحان کے ہمراہ قلیل جمعیت سے
قریہ فردوس کو روانہ کیا اور خود مع لشکر بار دیگر کمر بند ہوا

تلخوم کے اہل لشکر ہزیمت خوردہ ادہر ادہر آوارہ ہو رہے تھے انمین سے چند
اشخاص ہیطل بن ہیطال شامی کے لشکر مین پہونچے جسکو جمشید نے تلخوم کی کمک کے واسطے
بھیجا تھا - اسنے جو تلخوم کے قتل و شکست کی خبر سنی بہ تعجیل تمام جنگ گاہ مین پہونچا اور
اس مردود نے آتے ہی غلوہ کر دی - لیکن شرفیل کے لشکر کے سبب سے امیر محمد کی جمعیت
زیادہ تھی - اس لئے ہیطل نے مقابلہ چند ساعت کے بعد موقوف کیا اور یہ معلوم کر کے کہ
امیرزادہ مجروح ہے اسکو اپنے مقابلہ کے واسطے طلب کیا - ہر چند شرفیل اور محمد بن [illegible]
نے امیرزادے کو روکا مگر امیر نے نہ مانا اور بے تکلف ہیطل کے مقابل ہوا - بمقتضائے فنون
سپاہ گری نیزہ بازی سے شروع ہوا - امیر محمد نے ہیطل کے ہاتھ سے نیزہ چھین لیا اور شمشیر
اسکی اپنی شمشیر کی ضرب سے زمین پر گرا کر اس سے کشتی مین مشغول ہوا - حتّے کہ شام ہو گئی
ہیطل نے چاہا کہ بہ بہانہ استراحت اپنا پیچھا چھوڑا لے لیکن امیر محمد نے نہ مانا اور مشعل و مہتاب
کی روشنی مین دونو پہلوان زور آزمائی کرنے لگے - ہنوز آفتاب طلوع نہ ہوا تھا کہ جمشید
بھی مع لشکر حربگاہ مین پہونچا اور یہ سنکر لرز گیا کہ امیر محمد بحالت زخمداری دو روز و شب
سے برابر جنگ کر رہا ہے اور پھر اسکے بشرہ سے کسی طرح کی کوفت و کسل ظاہر نہین
امیرزادے نے جسوقت جمشید کو دیکھا خون شجاعت نے زیادہ تر جوش کھایا اور ہیطل
سے فرمایا ہمارا اب لگاو زوری سے دم گھبرا گیا تو میرے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا

زور کر کہ مجہے سر سے بلند کرنے دیہر مین زور کرونگا ہیطل نے امیرزادے کی زنجیر کمر مین ہاتہہ
بند کرکے اِس قدر قوت کی کہ آنکہ اور ناک سے دہوان نکل گیا لیکن امیرزادے نے جنبش
تک نہ کہائی - اُسی طرح امیرزادے نے ہیطل کے بھی زنجیر کمر مین اپنا ہاتہہ بند کیا اور اول
تین بار نعرہ یا حیدر و صفدر مارا ناگاہ بہ آہستگی تمام سر سے بلند کر لیا اور چاہتا تہا کہ فرش
زمین کردے کہ چند پہلوانون نے امیرزادے پر حملہ کیا - امیرزادے نے اُسی ہیطل کو
بجائے حربہ اِس قوت سے اُنکے سر پر مارا کہ اکثر دن کے مغز مانند خربوزہ پاش پاش
ہوگئے اور مع ہیطل جہنم مین پہونچے

جمشید نے جو امیرزادے کی ضرب دست دیکھی طائر ہوش نے قفس دماغ سے پرواز
کی اور لشکر کو حکم دیا خبردار امیرزادہ زندہ و سلامت نہ جاوے - کل لشکر با تیغ و تبر امیرزادے
پر حملہ آور ہوا - وہ بہی شیر غران یا پیل دمان کی مانند فوج حریف مین آیا بعد محمد کریم ان
اور شرفیل مع کل فوج جنگ مین شریک ہوئے - لیکن جمشید کی فوج کی کثرت اور اپنی فوج
کی قلت کے سبب بجز جان دینے کے اور کوئی مفر نظر نہ آتا تہا - ناگاہ بہ مدد غیبی دو
نقابدار سپید پوش و سیاہ پوش دس علم کے ساتہہ جو دس ہزار سوار کی علامت تہے
نقارہ حربی بجاتے ہوئے آئے اور جلو ریز جمشید کے لشکر پر حملہ کیا - کچہہ عرصہ کے بعد دوسری
طرف درہ کوہ سے ایک گردباد متصاعد ہوا اور سات علم زرین گرد مین سے نکلے اور علمون کے
عقب مین ایک تخت روان چار شتر عرابی کی پشتون پر بندہا ہوا تہا اور اُس تخت پر
ایک نقابدار گلگون پوش تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے باستقلال و بکبر و جلال متمکن تہا
اور پیش پیش تخت کے دوسرا نقابدار پلنگینہ پوش مسلح و مکمل ایک اسپ پری پیکر پر
باین صلابت و شوکت سوار تہا کہ جسکی صورت دیکہنے سے رستم کا زہرہ آب ہوجاوے

نقابدار پلنگینہ پوش نے بھی نقابداران اول کی طرح اپنے لشکر کو بے دینوں کے قتل و
استیصال کی تاکید کی اور خود بہ چالاکی تمام حرب کرتا ہوا جمشید کے روبرو آیا اور بہ آواز
مہیب کہا اے مردود خود پرست و اے ملحد بدمست سنا ہے کہ تو غوث صاحبقرانی رکھتا
ہے۔ ہمارے مقابل ہو تا کہ تیری صاحبقرانی کا تجھکو مزا چکھاؤں۔ جمشید نے کہا اے آزادہ گو
تو شریف نہیں ہے جو اس طرح بدزبانی کرتا ہے۔ نقابدار نے کہا اے غلام زادے تو ہی
شریف سہی جمشید نے غضبناک ہو کر شمشیر آبدار نقابدار کے سر پر لگائی نقابدار نے اس طرح
کی جست کی کہ برق خاطف کی مانند پشت مرکب پر سے زمین پر آیا اور وہ شمشیر مرکب کی زین
کی گردن پر لگی۔ نقابدار نے جو دیکھا کہ میری سواری کا مرکب ہلاک ہوا جمشید کے قریب
آیا اور اسکے پانو کو اس قوت سے کھینچ دیا کہ وہ بھی پشت مرکب پر قائم نہ رہ سکا اور
بے اختیار زمین پر گرا۔ نقابدار بہ چالاکی تمام جمشید کے مرکب پر سوار ہوا اور اس اسپ
کوہ پیکر کو جمشید پر جولان کر دیا۔ اگر زرہ اور چار آئینہ وغیرہ سلاح جنگ جمشید کے جسم
میں نہ ہوتے تمام استخوانہائے بدن ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ بازہم اس طرح کا صدمہ
سخت دل و جگر پر پہونچا کہ بیہوش مطلق ہو گیا

نقابدار جمشید کے مرکب پر سوار وہاں آیا جہاں مغلوبہ ہو رہی تھی اور بہ آواز بلند
فریاد کی۔ اے دلاوران اسلام جمشید کو میں نے خاک معرکہ میں ملا دیا۔ ان ملاحدہ میں سے
ایک متنفس کو زندہ نہ جانے دو۔ لشکر جمشید نے جو اسپ خاص جمشید کا نقابدار کی زیر ران
دیکھا اُنکو جمشید کے قتل ہونے کا یقین کامل ہوا اور میدان جنگ سے گریز کر گئے
ضارہنکوس کو بھی اُس وقت اور کچھ نہ بن آئی کہ جمشید کو اُسی حالت بیہوشی میں
لے کر گریز کی

الماس مخم بی عیار نے از سر نو امیرزادے کے زخمون کو دہو کر انپر مرہم رکہا۔
اس اثنا مین شیر فیل اور نقابدار پلنگینہ پوش بہی امیرزادے کے پاس آئے۔ امیرزادے
نے نقابدار سے کہا اے دلاور معاف کرنا کہ میرے تن مجروح مین بباعث جراحت شدید
تعظیم دینے کی طاقت نہین۔ نقابدار نے اپنے چہرے سے نقاب بلند کی اور کہا آپ پر
میری تعظیم واجب ہی نہ تہی۔ امیرزادے نے دیکہا کہ عاقب حرانی ہے۔ بے اختیار سینہ سے
لگاکر فرمایا اے برادر مرحبا۔ خدا تعالی نے یہ فتح بہی تیرے نام مقرر کی تہی۔ بارے بیان کر
طرۂ مشکین جال کا سراغ ملا۔ دیگر لوگ تو ناکام واپس آئے۔ عاقب نے تمام سرگذشت بیان
کر کے کہا۔ نقابدار تخت نشین طرہ ہی تہی۔ تب مجہے دریافت ہوا کہ جمشید مین اور امیرون مین
جنگ ہو رہی ہے۔ مین اپنے ہزار سوار لیکر اسی شان سے آیا کہ ساٹھ ہزار سوار
معلوم ہون۔ امیرزادہ طرہ کی تمہید سازی پر خوب ہنسا اور کہا اسے نانت بی بی
بہی عیار نکلی

جمشید خود پرست اور شاہزادہ بلند اقبال معزالدین کا احوال اور انمین ایک سرسری مقابلہ ہونا اور شاہزادے کو خنجر یاقوت کا ملنا

ضار سنکوس نے ایک منزل قطع کر کے مقام کیا اور جمشید کے سینہ اور دیگر اعضا کے درد
رفع کرنے کے واسطے ادویات نافع اور معاجین مقوی کہلائین۔ اس عرصہ مین لشکر
ہزیمت خوردہ بہی جمع ہو گیا۔ جب جمشید بالکل تندرست ہو گیا جبل الصفا کی طرف
کوچ کیا اور نہنگ عیار کو خبر اخبار کے لیئے بہیجا

نہنگ عیار بہ تیز روی جبل الصفا مین پہونچا اور امیر مجاہد الدین اور صفوان جبل الشیر کی معرکہ آرائی اور جواب و سوال کی حقیقت سنکر اپنے لشکر کی طرف مراجعت کی۔ قضارا وقت بازگشت اُس درہ مین گذر ہوا جسمین سالار خان اور ملکہ سرو سہی امیر محمد کے انتظار مین پوشیدہ تہی۔ نہنگ اس اتفاق سے خوش ہوا اور بوقت شب لشکر مین داخل ہوکر دربانون کو بیہوش کیا اور ملکہ کے خیمہ مین داخل ہوکر اُسکو چرا لایا۔ سالار خان کو ہنگام صبح ملکہ سرو سہی کے گم ہونے کی خبر ملی۔ اُس نے چار طرف عیار و جاسوس دوڑائے

نہنگ مصری نہایت مسرور ملکہ سرو سہی کا پشتارہ دوش پر رکھے ہوئے نعرا خیز بہاگا جاتا تہا کہ عاقب سے دوچار ہوا۔ امیر محمد نے بہی عاقب کو واسطے دیکہنے منازل راہ اور بغرض دریافت احوال جمشید کے بہیجا تہا۔ اُس وقت نہنگ کے دل پر عاقب کا خوف ایسا غالب آیا کہ ملکہ سرو سہی کا پشتارہ زمین پر رکہکر گریز کی۔ عاقب نے اول نہنگ کا تعاقب کیا۔ جب وہ دور نکل گیا پشتارے کو آکر دیکھا۔ کیا دیکہتا ہے کہ ملکہ سرو سہی بیہوش چادر مین بندہی ہوئی ہے۔ عاقب اول لرز گیا بعد ازان سجدہ شکر ادا کرکے مع پشتارہ امیر محمد کے لشکر کو روانہ ہوا

نہنگ عیار سحر ہوتے ملول جمشید کے پاس آیا اور ملکہ سرو سہی کے دستیاب ہوکر کہو جانے پر افسوس کیا۔ جمشید کو اسقدر رنج ہوا کہ مضطرب ہو گیا۔ عیار منکوس نے کہا اے جمشید پراگندہ خاطر نہ ہو جبل الصفا مین شاہزادہ معز الدین پر تجکو غلبہ حاصل ہوگا اُس وقت سب کام تیرے بدرستی ہو جائینگے۔ جمشید نے جبل الصفا کو کوچ کیا اور نہنگ سے کہا تو صفوان کو امیر مجاہد الدین کی قید سے نکال لا۔ مین فلان کوہ پر جو جبل الصفا اور امیر کے لشکر سے متصل ہے شکار کرونگا۔ جس وقت مجہے

دیکھیے گا ضرور خنجر پیش کریگا

نہنگ مصری بہ لباس فقرا امیر مجاہد الدین کے لشکر مین آیا اور اُس خیمہ کو دریافت کیا جہان صفوان نظر بند تہا۔ نہنگ نے بہ آسانی دخل پایا اور صفوان کو بیہوش کر کے لے گیا۔ امیر مجاہد الدین کو صفوان کی گمشدگی سے حیرت ہوئی

نہنگ نے کوہ موعود پر صفوان کا پشتارہ جمشید کے روبرو رکہدیا اور اُسکے حکم سے صفوان کی بیہوشی رفع کی۔ جب صفوان کے ہوش درست ہوئے جمشید نے کہا۔ اے صفوان آگاہ ہو جس صاحبقران روزگار کا سالہاے دراز سے تجکو انتظار تہا وہ میری ہی ذات خاص ہے اب تو وہ امانت مجہے دیدے جسکا پشت در پشت امانت دار رہتا آیا ہے صفوان نے کہا

شیر قالین دگر و شیر نیستان دگر ست

جمشید نے کہا۔ کیا شیر نیستان تجہے مراد ہے۔ صفوان نے کہا۔ جب شیر نیستان پیدا ہوگا مین بہی دیکھ لونگا اور تو بہی۔ جمشید نے کہا۔ تو دام اجل مین گرفتار ہے لیکن زبان درازی سے باز نہین آتا۔ صفوان نے کہا

بے اجل ہرگز نمیرد ہیچ کس   شیر بیکار است پیکان نیز ہم

مین بزرگون کا بشارت یافتہ ہون کہ میری عمر سو برس کی ہوگی۔ از انجملہ پچاس گذرے پچاس برس باقی ہین۔ جمشید نے صفوان کو دست و پا بستہ ایک درخت مین سرنگون لٹکا دیا اور کہا اگر خنجر پیش کرے اور درہ آب شیرین سے مجکو گذر دے تو بہتر ورنہ ابہی تیرے بزرگون کا قول غلط کئے دیتا ہون۔ صفوان نے کہا جو امر شدنی نہین اُسکا کیونکر اقرار کیا جائے اور تو غور کر کہ اگر صاحبقرانی اُس ردائی سیاہ پر منحصر ہوتی تو تمام جیش صاحبقرانون سے پر ہوتا۔ جمشید کو غضب

دامنگیر ہوا اور ایک سنگ کلان اس زور سے صفوان کے سر مین مارا کہ سر اسکا مثل
خربزہ شق ہو گیا اور ایک جوے خون دماغ سے جاری ہوئی صفوان نے ایک بلند قہقہہ
مارا اور آسمان کیطرف دیکہا جمشید نے کہا اب ہم سمجہے تو مجنون و سرشار ہے جو وقت مرگ
بہی ہنستا ہے صفوان نے کہا چند لمحہ مین معلوم ہو جائے گا کہ مین دیوانہ ہون یا تو کافر
ہے۔ جمشید نے ایک حالت غضب و غصہ مین ایک تیر جان ستان خانہ کمان مین رکہا اور
چاہا کہ صفوان کو مارے۔ بقدرت کاملہ ربانی گوشہ کمان پر سے چلہ اُتر گیا۔ دو تین
مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ جب بار چہارم تیر کمان مین رکہا کوہ کی ایک طرف سے یہ صدائے
مہیب آئی۔ اے مرد خبردار ہاتہ اپنا قائم رکہ۔ جمشید اور ضارینکوس اس صدا سے حیران
ہوئے صفوان نے کہا یہ صدا اُسی جوان مرد صاحبقران روزگار کی ہے جسکے قدوم مبارک
کا مین منتظر ہون۔ جمشید نے کہا خیر کوئی ہو مین تیرا قصہ اول پاک کرتا ہون۔ یہہ کہکر کمان
کو کشش دی۔ اِس سے کمان کے دو حصے ہو گئے اور چند اشخاص روبرو سے نمودار ہوئے

ہمنے اسی جلد مین ذکر کیا ہے کہ ابو المکارم کے حاضر ہونے کے بعد حکیم ابو المحسن
نے کشتیون کو جبل الصفا کے قصد سے جانب چپ روانہ کیا۔ راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ
مع حکما خشکی مین اُتر کر کوچ بکوچ اُس وقت اُس کوہ کی سرحد مین پہونچا کہ جمشید اور
صفوان مین یہ ہنگامہ آرائی ہو رہی تہی۔ حکیم اخشیجان نے جو ہر روز بہ علم نجوم شاہزادہ
کا روزنامچہ مستقبلہ لکہتا تہا تمام حال صفوان اور جمشید کا سنایا۔ شاہزادہ بہ عجلت
حکما اور ابو الحسن جوہر کے ہمراہ متوجہ کوہ ہوا اور زیر کوہ ایک نعرہ اللہ اکبر کا
بعد اذان اس موقع واردات پر تشریف لایا۔ ابو الحسن نے نیمچہ سے صفوان کے بند قطع کیے
اور شاہزادے نے بچشم خشم ہو کر جمشید سے کہا۔ یہہ بہی کوئی بہادری ہے

جو صفو ان کے حق مین تو بہت رہا ہے - جمشید نے کہا - اگر تو اُسکا حامی ہے میرے مقابل ہو
یہ کہکر شمشیر آبدار غلاف سے نکالی - شاہزادے نے بھی تیغ علم کی - شام تک
دونونے اِس خوبصورتی سے تیغبازی کی کہ خود شمشیرین جوہر دونسے سراپا چشم
بن گئی تہین - جمشید نے کہا - اب خورد و نوش اور آرام کا وقت ہے صبح پہر جنگ میدان
اور یہی لگی ہے - شاہزادے نے کہا - مین تو فارغ ہوکر کہاتا اور آرام کرتا ہون - اگر
تو ایسا ہی بندہ شکم ہے - اِسی جگہ کہانا منگوا کر کہالے

جمشید نے طعام کہایا اور شراب زہر مار کی اور شاہزادہ نے مغرب و عشا کی نماز ادا کی
بعد ازان دونو بدستور تیغبازی مین لگ گئے - شاہزادے کو سفر کی تکان تہی اور
ایک روز و شب شکم خالی مقابلہ کرتا رہا جس وقت صبح کی نسیم خوشگوار چلی آنکہین بند
ہونے لگین - جمشید نے موقع پاکر بیدرنگ ایک شمشیر باین قوت لگائی کہ بعد چاک کرنے
خود و مغفر کے چار انگشت کاسۂ سر مین در آئی - اُس وقت شاہزادے کی غنودگی رفع
ہوئی اور بہ چالاکی ضرب تیغ دفع کرکے ایک نعرہ جگر شگاف مارا - جمشید نے اِسقدر
غلبہ غنیمت سمجھا اور بے محابا شاہزادے کے روبرو سے بہاگا اور اپنے لشکر کو حملہ کرنے کا
حکم دیا - جمشید کے ہمرکاب شکار مین دو ہزار سوار تہے - باقی لشکر امیر مجاہد الدین کے لشکر
کے مقابل خیمہ زن ہوا تہا - وہ فوج شاہزادے کے محیط ہوگئی - شاہزادے
اور ابوالحسن نے اکثر مخمدون کو خاک و خون مین ملا دیا - اِس اثنا مین شاہزادے کا لشکر
بہی آگیا - مگر اُسکی تعداد کم تہی - ناگاہ امیر محمد نقاب افگندہ دس ہزار سوار کے
ساتھہ پہونچا اور شریک جنگ ہوا

نہنگ نے جمشید کے باقی لشکر کو طلب کیا - امیر مجاہد الدین کو جو ان اندنون عیاری

نے جو امیر کا کارگذار عیار رہتا اس ہنگامہ کی اطلاع کی۔ وہ بھی مع لشکر [illegible] میں
پہونچا۔ سات ہزار سوار کے ساتھہ نقابداران سیاہ پوش و سپید پوش بھی آ گئے
قصہ مختصر لاکھ ڈیڑھ لاکھ فوج دونوں طرف سے جمع ہو گئی اور ایسی جنگ مغلوبہ واقع ہوئی
کہ کسی کو اپنے ہنگامہ کی خبر نہ تھی۔ امیر مجاہد الدین اور امیر جلال الدین اور امیر نہال نے
جمشید کے کئی سرداران نامی جیسے علقمہ مصری اور ہشام مصری اور اسلم شیر پیکر کو
قتل کیا۔ اس سے جمشید کا دل خون ہو گیا اور بے اگاہ کئیے ایک تیغ بے دریغ امیر جلال الدین
کے سر پہ لگائی جو بعد چاک کرنے خود کے دو انگشت کاسہ سر میں اُتر گئی۔ امیر محمد نے
جو دیکھا کہ اُس مردود نے میرے پدر بزرگوار کو مجروح کیا ایک حالت غیظ و غضب
میں جمشید کے روبرو آیا اور کہا اے روسیاہ یہ کیا شیوہ نامردی تو نے اختیار کیا ہے
کہ مردان عالم کو بے خبر زخمی کرتا ہے۔ یہ کہکر ایک گرز کوہ شکوہ اس قوت سے جمشید کے
سر پہ مارا کہ اکثر جانے سے مغز شق ہو گیا اور زخم ہائے سر سے اسقدر خون بہا کہ جسم ناپاک کی
قوت بالکل سلب ہو گئی۔ نوبت بجائے رسید کہ زین مرکب پر سر رکھہ کر بیہوش مطلق ہو گیا
مرکب نے جو دیکھا کہ عنان میرے سوار کے ہاتھہ میں نہیں ہے جنگاہ سے گریز کی۔ بعد گم ہونے
جمشید کے ضار منکوس کو اپنے لشکر کی شکل بد نظر آئی وہ بھی بھاگا اور اُسکے حکم سے لشکر
نے بھی فرار اختیار کی

جب یہ فتنہ و آشوب رفع ہوا۔ امیر مجاہد الدین نے مع سرداران لشکر کے ملازمت
حاصل کی اور نذریں پیش کیں۔ شاہزادے نے امیر الاجاہ کا سر سینہ سے لگا لیا اور
نہایت نوازش فرمائی۔ پھر امیر محمد نے حاضر ہو کر نقاب اپنے چہرے سے بلند کی۔ امیر
جلال الدین نے جو دیکھا کہ میرے پسر نے جمشید سے میرا انتقام لیا بغایت مسرور ہو۔ شاہ

نے امیر محمد کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اُسکی شجاعت کی کمال تعریف کی۔ شاہزادہ پہر امیر
محمد سے سرگرم گفتگو تہا کہ نقابداران سیاہ پوش و سپید پوش حاضر ہوئے اور پایۂ تخت
کو بوسہ دیا اور کہا ہمارا نام عامر مصری اور سالک مصری ہے۔ کافور نے ہمکو جمشید کے
ہمراہ روانہ کیا تہا۔ جب اُس نے مذہب خود پرستی اختیار کیا ہم ایک شب اُسکے لشکر پر
شبخون مارکر علیحدہ ہوگئے۔ امیر محمد نے اُن دونو برادرون کی امداد و اعانت کا شاہزادے
سے مذکور کیا۔ شاہزادے نے عامر اور سالک کو خدمت ہائے لائق سے سرافراز فرمایا
امیر محمد نے جب اپنی سرگذشت ختم کی عاقب حرانی کو پیش کیا اور تابمقدور اُسکی مدح
اور سفارش کی۔ شاہزادے نے عاقب کو یعقوب خطاب دیا اور نوازش ہائے سلطانی
سے سرافراز فرمایا۔ ابوالحسن نے بہی یعقوب کو خلعت گرانمایہ دیا اور اُسکی کرسی محمود حرانی
سے بالادست بچھوائی

پہر امیر محمد نے شرفیل کو پیش کیا۔ شاہزادے نے اُسکو منصب لائق دیا۔ الواح
بن التوم نے اپنے بادشاہ کے مسلمان ہونے پر سجدۂ شکر ادا کیا

شاہزادے نے اُسی جلسے اپنے لشکر کی ترتیب کی۔ امیر مجاہد الدین کو سپہ سالار دست
راست اور امیر جلال الدین فیروز زمینی کو سپہ سالار دست چپ کیا اور امیر خلیل اور امیر سلطان
اور امیر یوسف اور امیر کبیر الدین اور امیر نجم الدین ثانی و شرفیل و الواح و سالک
و عامر وغیرہ کو دیگر منصب اور عہدے تفویض کیے

اِس اثنا مین ابوالحسن جوہر نے صفوان جبل نشین کو حاضر کیا۔ اُس نے دست بستہ کہا
اے صاحبقران روزگار اول حضور مجھکو کلمۂ طیبہ تلقین فرمائین۔ شاہزادے نے
صفوان کو شرائط دین تعلیم کین۔ صفوان بصفائے نیت و حسن عقیدت مسلمان ہوا

اور عرض کیا اے امیر مجاہد الدین کی قلعہ مین ایک شب اسی خیال مین میری آنکھ بند ہو گئی
کہ صاحبقران موعود کب تشریف لائے گا۔ خدا کی قدرت سے اُسی شب حکیم اقلیمونس
الٰہی عالم واقعہ مین تشریف لائے اور فرمایا اے جوان صاحبقران موعود جلد تشریف
لانے والا ہے لیکن اول ایک بادشاہ لعل حبشی الاصل جمشید نام اپنے عیار کے ہاتھ
تجھکو طلب کریگا اور تجھسے کہیگا۔ مین وہی صاحبقران ماہ اک خنجر یاقوت ہون تو اُسکو جواب
صاف دینا۔ وہ تجھکو ایک درخت مین لٹکا کر ایک سنگ گران تیرے سر مین مارے گا کہ
سر تیرا شق ہو جائے گا۔ اب وہی ساعت صاحبقران کے تشریف لانے کی ہے
ابوالحسن نے حکیم اخشیجان سے پوچھا۔ اے حکیم صاحب تمنے زائچہ مین شاہزادے کا زخمی ہونا
بھی دیکھا تھا۔ حکیم اخشیجان نے کہا۔ ہان مجھے معلوم تھا۔ مگر مینے اُسکا اظہار مناسب نہ سمجھا۔
بحمد اللہ فضل الٰہی سے انجام بخیر تھا

شاہزادہ وہان سے دوسرے روز جبل الصفا مین تشریف لایا صفوان نے اپنے بیٹے
تہم اور سرداران کو حاضر کیا۔ وہ سب مسلمان ہوئے اور دور بند فردوس اسلام آباد ہوا
شہزادہ قلعہ پر گیا نہایت مستحکم اور شاداب تھا۔ یہ قلعہ مرتفع تھا جسکے فصائل و بروج ثابت شکنجہ سے ہموار
تھے۔ صفوان شاہزادے کو قلعہ مین لے گیا اور ایک مکان وسیع بہشت آئین مین لایا
اسمین ایک تخت جواہر نگار بچھا تھا۔ صفوان نے کہا۔ حضور اس تخت پر جلوس
فرمائین۔ یہ تخت بھی حضور کے واسطے مخصوص چلا آتا ہے۔ شاہزادہ تخت پر متمکن
ہوا۔ چار طرف سے نقارے شادمانی کی صدا بلند ہوئی۔ صفوان نے جلوس تخت کی
مبارکباد دی اور جواہر گرانبہا نذر گذرانا۔ اُسکے بعد تمام سرداران و عمائد شہر نے
حسب مراتب و مناصب اشرفی و جواہر نذر کیا

جب شاہزادے نے مبارکباد سے فرصت پائی۔ صفوان نے ورق تصویر پیش کیا۔ وہ شاہزادے کی تصویر تھی اور طرفہ تر یہ کہ اُسی لباس میں کشیدہ تھی جو اُس وقت زیب بدن تھا۔ اِس مشاہدے سے شاہزادہ اور تمام اہل مجلس حیرت سے تصویر بن گئے۔ حکیم اخشیجان نے کہا حکمائے متقدمین جو خداپرست تھے عقل اول سے موید تھے۔ اُنکی صنعتہائے سنویہ کو معمولی عقل کے بشر دریافت نہیں کر سکتے۔ پھر صفوان زر خالص کا ایک صندوقچہ لایا اور ایک کلید زرین سے اُسکا قفل کھولا۔ اُس سے خنجر نکالا۔ اُسکے قبضے کی شعاع سے جو ایک پارچہ یاقوت بے جرم کا تھا تمام دربار منور ہوگیا۔ شاہزادے نے صفوان کے ہاتھ سے خنجر لیکر اُسکے قبضہ کو ملاحظ فرمایا۔ قبضہ پر بہ خط جلی یہ عبارت کندہ تھی "صاحبقران اعظم سلطان البیضا خوریشیہ تاج بخش نے یہ خنجر بطریق ہدیہ اُس صاحب اقبال کے واسطے انتشار کیا ہے جو اُسکے باندہنے کے لایق ہو۔ اگر کوئی نالایق شخص باندہے گا اُسکو موکلان غیب اذیت دینگے۔ صاحبقرانی کی علامت اول و ملکیت خنجر کی قوی دلیل یہ ہے کہ اُسکے نام کے اعداد سے خطاب کے اعداد میں بقدر اعداد ابجد تقاوت ہوگی اور وہ اُسی قدر ہونا نلطہ کر کے آیا ہوگا جسقدر حاصل تفریق کے اعداد ہیں"۔ شاہزادے نے یہ تحریر حکما کو دکھائی۔ حکیم اخشیجان نے فرمایا۔ تمہارا مشہور نام معزالدین ابو تمیم ہے اور خطاب تمہارا صاحبقران اکبر ہوگا۔ نام کے عدد سات سو گیارہ اور خطاب کے چھ سو پچھتر۔ اِن دونوں رقوم کا حاصل تفریق سی و شش یا چھتیس ہے اور یہی اعداد ابجد ہیں اور شمار کروگے تو الف قریہ سے تا جبل الحلی چھتیس منزلین ہیں۔ حکیم صاحب کے اِس بیان سے صفوان کا یقین مضبوط ہوگیا کہ بجز شاہزادہ معزالدین کے اور کوئی دوسرا خنجر یاقوت کا مالک بالاستحقاق نہیں ہے۔ شاہزادے نے خنجر کمر میں رکھا اور دوگانہ

شکر ادا کیا۔ ابرو کمان نے بار دیگر مبارکباد دی اور اُس وقت سے شاہزادہ نے بہت توقیر
کا خطاب صاحبقران اکبر قرار پایا

صفوان نے اُسی صندوقچہ میں سے دو اور چیزیں نکال کر پیش کیں۔ ایک ورق تصویر
تہا دوسرا ایک کتاب مختصر الاوراق۔ اُس ورق پر صاحبقران اکبر اور ملکہ شمسہ تاجدار
کی تصویریں بالمقابل کہنچی تہیں اور عنوان کتاب پر بطور خطبہ زبان عربی میں یہ عبارت
لکہی تہی کہ یہ کتاب لاجواب نوادر عالم حلقۂ عیاران روزگار اور مہتر سرہنگان خنجر
گذار مہتر توفیق نامدار صاحبقران اصغر شاہزادہ بدیع الزمان کے عیار کی طرف سے امانت رکہی
ہے جب صاحبقران اصغر نے طلسم فریدون فتح کیا اُس طلسم میں سے یہ کتاب بہی ہاتہ آئی صاحبقران
اصغر نے کتاب مہتر توفیق کو دی۔ اور مہتر توفیق نے یہ کتاب حکیم سقلینوس الہی کے اشارہ
سے ابوالحسن جوہر کے واسطے امانت رکہی جو زوج ملکہ شمسہ تاجدار کا ہمشیرزادہ عیار ہوگا
ابوالحسن نے اُس کتاب کو ہاتہ میں لیکر دیکہا۔ ایک حرف بہی سمجہ میں نہ آیا۔ حکیم صاحبان سے
عرض کیا۔ اِس بات سے تو خوش ہوا کہ میں بہی بزرگوں کو یاد آیا۔ لیکن مہتر توفیق ہی
یہ کتاب مجکو پڑہائے گا۔ حکیم صاحبان نے کہا۔ تم اجرت مہیا کرو۔ ہم سبق دینگے

اِس مقام میں علامہ شیخ احمد نے مسائل دینی مستفسرہ کا جواب صاحبقران اکبر کی نظر اشرف
سے گذارا۔ صاحبقران اکبر نے امیر عبد العظیم میر منشی سلطانی کو تحریر خط کا حکم دیا جسکا
خلاصہ مضمون یہ ہے

"الحمد للہ ہم پیغمبر آخر الزمان کی اولاد سے ہیں اور ہمارا ہمشیرزادہ سلطان ابوالحسن جوہر
عالم و عاقل و شجاع و سرآمد عیاران روزگار ہے۔ اِس مرتبہ اُسی عالیقدر کو بخدمت امر رسالت
پر مامور کیا ہے۔ اُمید کہ اُسکی تواضع و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے

شرط سوئم و چہارم کا جواب نامہ اول مین درج ہے۔ شرط پنجم و ششم کا جواب یہ ہے کہ
طلسم اجرام و اجسام کی سیر مین ہمنے جن و پریزاد کو اپنا مطیع کیا اور اکثر مراد مندون
کی اعانت کی۔ وہی جن و پریزاد بیرون طلسم بھی ہمارے لشکر مین داخل ہونگے۔ شرط
ہفتم کو اب ہم پورا کیئے دیتے ہین یعنی جبل اصفاکی راہ سے قریہ فردوس مین
پہونچینگے۔ چنانچہ صفوان نے باجازت حکیم سقلینوس الہی و بعد یقین ہماری اطاعت قبول کی
اور خنجر یاقوت اور تخت جواہر نگار اور تصویر اینجانب اور ورق تصویر راز و نیاز جسمین
ہماری اور ملکہ تمتہ اجدار کی تصویرین بالمقابل کشیدہ ہین اور کتاب مستطر توفیق ہماری نذر
کی جسمین سے کتاب حسب وصیت مستطر مرحوم سلطان ابوالحسن کے حوالے کی گئی ہے۔ انشاء اللہ
قریہ فردوس مین پہونچکر ہم طلسم سبع سماع کو فتح کر کے اراک سلیمانی لائینگے۔ اب تم
کتاب اللہ کے موافق اپنے سوالون کا جواب سنو حضرت عیسے علیہ السلام اسی طرح بے پدر
پیدا ہوئے جسطرح حضرت آدم علیہ السلام کو خدا نے بے پدر و مادر پیدا کیا تھا۔ جس وقت حضرت عیسے
فلک چہارم پر تشریف لیگئے انکی امت کے تین فرقے ہوئے۔ ایک نے کہا فرزند خدا ہے اور دوسرے
نے کہا خود خدا ہے۔ یہ دونو فرقے کافر ہین۔ فرقہ سوئم راہ راست پر رہا جسنے انکو بندۂ خدا
اور رسول خدا کہا۔ لیکن اب اس فرقہ کی بھی دینداری اور خدا شناسی تبھی مسلم ہے کہ شرع متین
محمدی کا قائل ہو"

جب نامہ تیار ہوا۔ شاہزادے نے سلطان ابوالحسن جوہر کو ایلچی گری
تفویض کی اور امیر محمد دلاور اور سلاک مصری اور عامر مصری اور دیگر چند سرداران
کو پندرہ ہزار سوار جرار کی حشمت سے مع اسباب سلطنت و جلوس شاہی
کے ہمراہ رکاب کیا

پہونچنا ابوالحسن جوہر کا قریہ فردوس مین بطلب مہر ملت اور آنا شطوط دیلمی کا فردوس مین بطلب ابو حاکم

ابو الحسن بہ تزک تمام شہر فردوس کی طرف روانہ ہوا۔ گاہی بادشاہون کی مانند بہ جلوس وحشمت قطع راہ کرتا تہا اور کبہی بطریق عیاران بادیہ پیما پیادہ پا لشکر سے جدا کسی طرف نکل جاتا تہا۔ ایک شب جو بعد ماندگی سو گیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک قصر عالیشان ہے اور ایک مکان کے صحن کی کرسی پر ایک تخت مرصع نگار بچھا ہے۔ جوہر بے تکلف اُس درخت پر دراز ہو گیا۔ چند لحظہ کے بعد ایک نازنین حور لقا ماہ پیکر وہان آئی جب تخت کے قریب پہونچی ابو الحسن نے دیکہا کہ ملکہ خلدانہ ماہرو ہے۔ ابو الحسن نے بے اختیار تخت پر سے جست کی اور خلدانہ کو مثل جان عزیز بغل مین لے لیا۔ خلدانہ نے بہی جوہر کو سینہ سے لگا لیا اور ابر نو بہار کی مانند زار زار روئی۔ ابو الحسن نے کہا۔ یہ محل گریہ نہین بلکہ مقام شکر ہے لیکن یہ کہو کہ عمرانیہ سے اِس مکان مین کسطرح پہونچین۔ خلدانہ نے کہا ایک ظالم ناخدا ترس نے مجکو وطن سے نکالا مگر خدا کے فضل سے اُسکے ہاتہہ سے نجات پاکر اِس جگہہ کی اقامت نصیب ہوئی۔ خاتون صاحب خانہ کی خدا عمر دراز کرے کہ وہ خواہر عزیزہ کی مانند میری مدارات و دلجوئی کرتی ہے۔ اب بجز تیری مفارقت کے اور کوئی درد نہین تجکو چاہیے کہ جلد میری خبر لے۔ ابو الحسن کچہہ جواب دیا چاہتا تہا کہ ایک کنیز نے فریاد کی۔ اے خاتون ہوشیار ہو جاؤ۔ ملکہ عالم تشریف لاتی ہین۔ ابو الحسن اور خلدانہ سراسیمہ ہو گئے اور چاہتے تہے کہ تخت پر سے اُتریں کہ یکایک جوہر کی آنکہہ کہل گئی اور اُس قصر و باغ کا

نشان تک نہ پایا اور یہہ شعر پڑہتا ہوا ایک طرف کو نکل گیا

از یک حدیث لطف کہ آن ہم دروغ بود ما امشب ز دفتر گنہ صد باب شستہ ایم

ایک فرسنگ طے کرنے کے بعد ایک ایسے مقام مین پہونچا جہان ایک مختصر لشکر فروکش تہا
ابو الحسن اُس لشکر مین داخل ہوا جس وقت چارسو بازار مین پہونچا خالد بن علقمہ وزیر عمران شاہ
کو بلباس سیاہ سوار جاتے دیکہا۔ ابو الحسن نے ایک شخص سے لشکر کا حال پوچہا۔ اُس نے کہا یہ
لشکر عمران شاہ کا ہے اور قصد قریۂ فردوس ہے۔ سیاہ پوشی کی علت یہ ہے کہ خلدانہ
ماہرو کو ایک پنجہ غیب اُٹہا کر لیگیا لیکن ایک منجم کا بیان ہے کہ خلدانہ صحیح و سلامت ہے
تمسے قریۂ فردوس مین ملے گی۔ ابو الحسن کو جو پریشانی خواب سے لاحق ہوئی تہی وہ اِس خبر سے
دہ چند ہوگئی۔ مگر بجز اِسکے کوئی چارہ کار نظر آیا کہ کوچ در کوچ جبل اعلے مین پہونچا
جب ابو الحسن جبل اعلے کے دامنہ مین پہونچا۔ پادری انگزوڈس کو جاسوسون نے آگاہ کیا
اور اُس نے بادشاہون سے کہا۔ سلطان ابو الحسن صاحبقران اکبر معز الدین ابو تمیم کا
برادر رضاعی بہ جمعیت کثیر تمہارے نامے کا جواب لایا ہے اور یہ جوانمرد صاحبقران کا وہی
رفیق ہے جسکا حال روزنامچہ بزرگ مین درج ہے۔ مناسب ہے کہ ابو حاکم اُسکے استقبال
کو جائے۔ ابو حاکم نے کہا۔ پادری صاحب مجہے یہ توقع ہرگز نہ رکہنا۔ مین کیا میرا کوئی
اہلکار بہی نہ جائے گا۔ معز الدین ابو عامر کا داماد ہے۔ وہی معز الدین اور اُسکے
رفقا کی عزت و تکریم بجا لائے۔ پادری نے کہا۔ اے ابو عامر ناچار مین اور ابو شیر
تمہارا عندیہ رسم استقبال بجا لاوینگے۔ تمکو مین اس امر کی تکلیف نہین دیسکتا کہ تمہاری
صاحبقران سے کسو قسم کی قرابت ہونے والی ہے

اِسی اثنا مین اشبوط بادشاہ ویلم کا عیار شباط نام دربار مین آیا اور کہا ایسا

بادشاہ تیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے آیا ہے۔ ابو حاکم اشبوط کے استقبال کو روانہ ہوا
منزل چہارم مین ابو حاکم اور اشبوط کی ملاقات ہوئی۔ ابو حاکم نے ہنگام صحبت اشبوط
سے کہا ہے بادشاہ ویلم تم نے کمال مہربانی ہیسے حال پر فرمائی ہے تمکو چاہیے کہ
فرقہ اسلام کو ایسی گوشمالی دو کہ پھر وہ قریہ فردوس کیطرف منہہ نہ کرین۔ ابو عامر ایک
مسلمان کو اپنی دختر دیا چاہتا ہے جو کسی طرح مناسب نہین ہے۔ اشبوط نے پوچھا تیرا دین و
آئین کیا ہے۔ ابو حاکم نے کہا۔ ہم حضرت عیسے علیہ السلام کی امت ہین۔ اشبوط نے
کہا مجھے شمہ تا جدار سے سروکار ہے اور نہ معز الدین سے عداوت۔ تیرے حسب الطلب
آیا ہون۔ جو کہے گا اُسپر عمل کرونگا لیکن تو اول خداوند ویلم کو سجدہ کر۔ ابو حاکم نے
کہا۔ تمہارے ارکان مذہب کیا ہین۔ اشبوط نے کہا۔ خالق ارض و سما و آفرنیدہ جملہ
اشیا خاص خداوند ویلم ہی کی ذات پاک ہے اور اُسکے مرسل قدیم الایام سے ملک
ویلم کے بادشاہ ہوتے آئے ہین جسطرح درینوا مین ہم بادشاہ و ہم پیغمبر خداوند ہون
تیس ہزار فوج میرے ہمراہ ہے اور ایک لاکھ فوج ویلم مین موجود ہے۔ جس وقت تو
خداوند کے دو دست قدرت کا قد و قامت اور زور و قوت دیکھے گا جو درینوا میرے
لشکر کے سپہ سالار ہین خداوند کی عظمت اور میری سطوت بخوبی تجہپر ظاہر ہو جائیگی
ابو حاکم نے کہا۔ تم خداوند کے دستہائے قدرت کو دربار مین بلاؤ۔ مین بھی اُنکو
دیکھون۔ اشبوط نے اُنکو طلب کیا۔ راوی کہتا ہے کہ اشبوط کے دونون سپہ سالار فی الحقیقت
نہایت دراز قد اور تنآور ہین بلکہ تمام ملک ویلم مین یہ روایت مشہور ہے کہ
دونو پہلوان جنکا نام دشخوار فیل قوت اور شخوار مینار قامت ہے عاد کی نسل سے ہین
ابو حاکم نے جو اُن پہلوانون کو دیکھا ہوش جاتے رہے۔ اشبوط نے ابو حاکم

زور و قوت کے اظہار کے واسطے ایک شیر صحرائی منگوا کر رہا کر دیا۔ شنخوار اور زنخوار نے فقط ایک مشت اس ضرب سے اس شیر کے سر پہ مارا کہ مغز اسکا مثل آب ناک کی راہ سے بہ گیا۔ اشبوط نے دستہائے قدرت سے ابو حاکم کا حال کہا۔ انہون نے خداوند کا بت آہنی منگوایا جو بلندی مین پندرہ گز سے زیادہ اور ایک تخت پر نصب تھا اور کہا اے ابو حاکم اسکو سجدہ کر۔ پھر تیرا کوئی عقدہ لاینحل نہ رہے گا۔ معز الدین کیا شے ہے ہم کل اہل عالم سے تیری خاطر لڑین گے۔ اُس روسیاہ نے بہ عداوت اہل اسلام اُس بت کو سجدہ کیا۔

ابو حاکم اشبوط کو شہر مین لایا اور شہر سے دو فرسنگ جانب شمال اشبوط کے لشکر کے خیمہ و خرگاہ برپا کرلئے اور اُسکو مع دستہائے قدرت دربار مین لے گیا۔ ابو عامر نے باکراہ تمام تعظیم دی اور اپنے تخت کے پہلو مین دو مشتر تخت پر بٹھایا۔ شنخوار و زنخوار از خود تمام سرداران دربار سے بالا دست کرسیون پر بیٹھ گئے۔ اشبوط نے اثنائے صحبت مین ابو عامر سے کہا ہم کو تحقیق سنا ہے کہ تم ایک قوم غیر کفو و غیر مذہب سے اپنی دختر کا رشتہ کیا چاہتے ہو ہمارے نزدیک یہ بات تمہاری بدنامی اور رسوائی کا موجب ہوگی۔ ابو عامر نے جواب دیا۔ اے صاحب مین اُس دختر کے معاملہ مین بیدخل محض ہون۔ اُسکے نیک و بد کا پادری ایڈوروس کو اختیار ہے جو صاحبقران اعظم کے وقت سے پشت در پشت ہمارے خاندان کا وکیل مطلق اور مدار المہام ہوتا آیا ہے

اتنے مین سرغان جلد رفتار عیار نے خبر دی کہ پادری صاحب سلطان ابو الحسن کو لاتے ہین۔ ابو عامر نے تا دربارگاہ ابو الحسن کا استقبال کیا اور دست بدست دربار مین لایا۔ ابو حاکم نے مطلق تعظیم نہ دی۔ ابو عامر نے ابو الحسن کو ایک نیم تخت پر اوس

امیر محمد وغیرہ کو کرسی ہائے طلائی پر بٹھایا۔ ابوالحسن نے بعد تعظیم و نثار صاحبقران اکبر کا نامہ ابو عامر کو دیا۔ ابو عامر نے پادری کے حوالے کیا۔ پادری نے مضمون نامہ بہ آواز بلند حاضرین کو سنایا۔ بعد ازان ابو عامر سے پوچھا۔ تمنے اپنے سوالون کے جواب مطابق پائے یا کچھ فرق ہے۔ ابو عامر نے کہا۔ اب کوئی حجت شرعی باقی نہ رہی۔ تم بہ آئین شائستہ سلطان ابوالحسن کی مہمانی کرو۔ اور شاہزادے کے نامے کے جواب مین میری طرف سے یہ شعر لکھدو

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست   کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

امیر محمد کی کرسی بشنخوار سے بالا تر تھی۔ انہوں نے اس رنج مین امیر محمد سے چھیڑ شروع کی۔ اول اول تو امیر محمد نے کچھ نہ کہا۔ لیکن جب انہوں نے نامے کے مضمون پر تمسخر شروع کیا (اور کہا کہ معزالدین کے ساتھ جو لشکر یزدان کا ہوگا اسکا نمونہ (امیر محمد کیطرف اشارہ کرکے) یہ سادہ لوح ہے امیر محمد نے ایکسا چوب دست اس قوت سے بشنخوار کی اس انگشت پر ماری جس سے اشارہ کیا تھا کہ انگشت کو ضرب شدید آئی۔ بشنخوار بے تاب ہو کر اٹھا۔ امیر محمد نے اسکے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا اور بہ زور خداداد اس منار قامت قیل جسم کو دربار کے صحن مین لے آیا۔ انگاہ سے بلند کرکے باین قوت زمین پر مارا کہ نقش ہو گیا اور بلا توقف اسکی روح ناپاک نے جہنم کو پرواز کی۔ نشنخوار نے جو اپنے بھائی کو مقتول دیکھا واسطے انتقام کے حرکت کی۔ مگر اشبوط نے روکا اور کہا اہل اسلام سے میدان جنگ مین انتقام لینگے۔ یہ کہکر اشبوط دست برادر مین دئے ابو عامر کے دربار سے اپنے لشکر مین چلا آیا۔ ابو حاکم نے بھی مع پندرہ ہزار فوج کے اسکی رفاقت اختیار کی۔ لیکن جب ابو حاکم شہر سے باہر نکلا اسکے تمام کارخانون مین خود بہ خود آگ لگ گئی اور تمام اسباب کو خاک سیاہ کرکے بجھی

الغرض جو زمانہ میں ابو حاکم اور اشبوط کے روانہ ہونے کے بعد ابو عامر کے تمام سرداروں
نے خوانہائے زر امیر زادہ کے سر پر سے نثار کیے اور کہا آج دلاوری یہ بخشش تیری زمین بزرگ
کی تائید ہے کہ باین سن و سال ایک غول صحرائی کو قتل کیا۔ ابو عامر نے بھی امیر حمزہ کے زور
و قوت کی تعریف کی اور ابو الحسن کو مع اسکے رفقا کے نہایت عزت سے رخصت کیا

اشبوط نے ایک روز اپنے عیار شباط سے کہا تو لشکر اسلام میں جا کر بفنون عیاری
دستخوار کے قاتل کو میرے پاس لا۔ مجھے وحی نازل ہوئی ہے کہ تو کامیاب ہوگا اور
اس صورت میں تجکو دستخوار کا منصب دیا جائیگا۔ شباط اسوقت نصف شب لشکر اسلام میں
آیا اور امیر زادہ کے پاسبانان خیمہ کو بحکمت عملی بیہوش کر کے اندر گیا۔ امیرزادہ
بے غل و غش سوتا تہا۔ شباط نے ہفت بند عیاری میں داروئے بیہوشی بہری اور امیرزادہ
کے موہنہ کے پاس لے گیا۔ خدا کی مہربانی سے امیرزادے کی آنکھ کہل گئی اور سمجہا کہ لشکر
مخالف کا عیار درپے ہے۔ اپنے کو دانستہ اور خواب آلود کیا اور نے عیار ہی کو موہنہ پر
دبا لیا۔ اس حرکت سے شباط کی زیادہ تر خاطر جمع ہوئی۔ مگر جس وقت شباط نے پہونکنے کا
قصد کیا اُس طرف سے امیر زادے نے باین چالاکی نے کو دم کیا کہ برعکس تمام داروئے
بیہوشی شباط کے حلق میں داخل ہوئی اور چرخ کہا کر زمین پر گرا۔ امیر زادے نے
یعقوب کو بلا کر کہا۔ اس عیار کو ہوش میں لا اور اسکا قصد دریافت کرو۔ یعقوب
شباط کو ہوش میں لایا۔ وہ صحیح حال بیان کر کے منافقانہ مسلمان ہوا۔ امیرزادے
نے اُسکی خطا معاف کی۔ مگر وہ عند الفرصت اشبوط کے پاس پہونچا۔ اور اسکے وحی
کی مذمت کی۔ اشبوط نے کہا۔ تو آزردہ نہو۔ ایسی وحی کو وحی راجع کہتے ہیں۔ مگر جس شخص
کے حق میں وحی راجع نازل ہوتی ہے آخر کار وہ مرتبہ اعلےٰ پر پہونچتا ہے

ملکہ شمسہ تاجدار اور خلدانہ ہاہر و کا احوال اور ابوالحسن جوہر کی عیاری

جسوقت ملکہ شمسہ تاجدار نے سنا کہ شاہزادہ معزالدین کا دوسرا ایلچی آیا ہے اور شاہزادہ خود جبل الصفا مین پہونچا ہے اور صفوان نے اطاعت قبول کر کے خنجر یاقوت اُسکی نذر کیا ہے دایہ سمن بانو سے فرمایا۔ اب تو حسب دعدہ جا اور شاہزادے کی تصویر لا۔ مین دیکھون کہ وہ شاہزادہ وہی ہے جسکی تصویر حجرے سے نکلی ہے یا کوئی اور ہے

سمن بانو شہر مین گئی اور اپنے برادر زادہ احمد بن اسمٰعیل سے کہا۔ تو سلطان ابوالحسن کے پاس جا اور جس طرح بنے اُس سے شاہزادہ معزالدین کی تصویر لا۔ ورنہ اُسی کو اپنے ہمراہ لے آنا۔ مین فلان باغ مین انتظار کرونگی۔ احمد سلطان ابوالحسن کے لشکر مین آیا اور موقع کا منتظر رہا

جوہر نے ایک شب پہر خلدانہ کو خواب مین دیکھا اور صبح کو اسی وحشت مین تنہا ایک طرف نکل گیا۔ احمد ابوالحسن کے عقب مین ہو لیا۔ ابوالحسن نے زیر کوہ ایک درخت کے سایہ مین دم لیا اور خلدانہ کے تصور مین زار زار رویا جب اُسکو گریہ وزاری سے فرصت ہوئی۔ احمد نے بادب تمام بعد سلام اپنا مطلب ظاہر کیا۔ ابوالحسن نے کہا سچ بتا کہ شاہزادے کی تصویر تجھسے کس نے طلب کی ہے۔ احمد کو اُسوقت بجز اسکے اور کچھہ کہنے نہ بنا کہ میرے ساتھہ فلان باغ تک چلو۔ سلطان ابوالحسن اُسکے ہمراہ دایہ سمن بانو کے پاس آیا۔ اور پوچھا اصل طالب تصویر کا کون ہے۔ دایہ نے بعد بہت سے پس وپیش کے کہا۔ خود ملکہ شمسہ تاجدار نے شاہزادہ معزالدین کی تصویر طلب کی ہے

ابو الحسن نے کہا۔ تم مجھے ملکہ کی خدمت مین لے چلو۔ دایہ نے کہا۔ مین تمکو کس تقریب سے قصر طلسم مین لیچلون جہان بے اجازت ملکہ پرندہ بھی پر نہین مار سکتا۔ ابو الحسن نے کہا۔ خیر مجھے نہ لیجاؤ۔ میری ایک خواص معتمد علیہ ہے مین تصویر اُسکو دیدونگا وہ محل مین جاکر میری طرف سے ملکہ کی نذر کردے گی۔ سمن بانو نے کہا۔ البتہ یہ بات میرے قیاس مین بھی آئی۔ مگر مین اول ملکہ کا استمزاج کر لون۔ تم کل صبح کے وقت اپنی کسی معتبر کو میرے پاس اسی باغ مین بھیجدینا

دوسرے دن علی الصباح محمود خراسانی اُس باغ مین گیا اور خواص کے واسطے اجازت لایا۔ ابو الحسن نے ساعت زہرہ مین روغن ہفت رنگ اپنے چہرے پر ملا اور بشکل ایک نازنین کے محافہ مین سوار ہو کر محمود کے ہمراہ اُس باغ کے دروازہ پر پہنچا سمن بانو اُس نازنین کو قصر اخضر مین لے گئی۔ ملکہ نے جو اُسکو دیکھا مثل تصویر نگران رہگئی۔ اور دل مین کہا۔ اِسی باعث سے ابو الحسن نے خلدانہ ماہرو کو فراموش کر رکھا ہے کہ ایسی حسین بسم اُسکے دل بہلانے کو موجود ہے۔ اُس نازنین نے ملکہ کو کمال ادب اور سلیقہ سے سلام کیا۔ ملکہ نے اُسکی پشت پر ہاتھہ رکھا اور روبرو بیٹھنے کا حکم دیا بعد ازان پوچھا۔ اے نازنین تیرا نام کیا ہے اور ابو الحسن کی صحبت و رفاقت کو کسقدر مدت گذری۔ اُسنے کہا۔ میرا نام حُسن افروز ہے اور سن شعور کو نہ پہونچی تھی کہ ابو الحسن نے مجکو خرید اتھا۔ ملکہ نے ایک کنیز سے فرمایا۔ خلدانہ کو بلالا۔ ابو الحسن نے جو خلدانہ کا نام سنا۔ سمجھا کہ قول منجم درست ہے۔ جس نے عمران شاہ سے کہا تھا کہ خلدانہ سے جبل اعلے مین ملاقات ہوگی۔ خلدانہ ملکہ کے حسب الطلب حاضر ہوئی۔ ابو الحسن نے جو مدت کے بعد خلدانہ کی صورت دیکھی قریب تھا کہ بیہوش ہو جائے لیکن بمشکل ضبط کیا۔

ملکہ شمسہ تاجدار نے تخت کے روبرو خلدانہ کے واسطے کرسی بچھوائی اور حسن افروز
علی سے پوچھا۔ تیری نسبت ابوالحسن کا کیا حال ہے۔ حسن افروز نے کہا۔ اے ملکہ عالم
مین مثل سایہ کوئی لحظہ ابوالحسن سے جدا نہین ہوتی۔ ملکہ نے فرمایا۔ تو غلط کہتی ہے
سال گذشتہ جو ابوالحسن جشن نوروز کی خبر و اخبار کے واسطے قریہ فردوس مین آیا
تہا تو اُس وقت کہان تہی حسن افروز نے کہا مین ہمراہ تہی۔ جس نے حضور سے
یہہ کہا ہے کہ ابوالحسن کے ہمراہ مین نہ تہی وہ ابوالحسن کا رازدار نہ ہوگا۔ ملکہ نے کہا
اگر تو ہمراہ تھی تو خلدانہ ماہرو بہی تجکو دیکہتی۔ حسن افروز نے کہا۔ مین ہمراہ تہی اور
خلدانہ نے مجہے دیکہا بلکہ مین نے خلدانہ کے پلنگ پر آرام کیا۔ ملکہ شمسہ تاجدار حسن افروز
کے اِس بیان سے متعجب ہوئی اور خلدانہ کی طرف دیکہا خلدانہ نے نظر غور سے ابوالحسن
کی صورت دیکہی اور گردش چشم اور اشارہ ابرو سے سمجہہ لیا کہ یہ حسن افروز
نہین بلکہ خود جوہر ابوالحسن ہے اور اِس نے مجکو بانقش طراز بنا لیا ہے دل بیتاب سے آخر
ایک عالم بے اختیاری مین ہائے کا نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئی

ملکہ شمسہ تاجدار خلدانہ کی بیہوشی سے مشوش ہوئی اور حسن افروز سے پوچھا
تو نے کیا ایسا اشارہ دلشکن کیا کہ اِس عاجزہ کی یہ نوبت پہونچی۔ حسن افروز
نے کچہہ جواب نہ دیا اور بہ چالاکی شاہزادہ کی تصویر پیش کی۔ ملکہ نے [illegible]
تصویر بنظر امتیاز دیکہی اور اپنے یہان کی تصویر سے مطابق پایا۔ [illegible]
خود بہی خلدانہ کی مانند بیہوش ہو گئی۔ جب ملکہ شمسہ تاجدار اور خلدانہ [illegible]
ہوش مین آئین۔ خلدانہ نے ملکہ کے کان مین کہا۔ تم کس خیال مین [illegible]
خود ابوالحسن ہے اور اُس نے یہہ جرات [illegible]

کی مستورات مرد پوشش نہین ہوتین۔ ملکہ یہہ سُن کر متعجب ہوئی اور خلد رانہ سے کہا۔ تم اُسکو اپنی خلوت خاص مین لیجاؤ۔ مین اُسکو وہان آکر صورت اصلی مین دیکھونگی خلد رانہ نے اہل مجلس کو غلطی دینے کے لیئے کہا۔ رشک حسن افروز جس حال مین تو میرے مطلوب کی منظور نظر تہی مجہہ پر تیری تو قیر و عزت کرنی لازم آئی اب تو میرے مکان مین چل۔ ابوالحسن خلد رانہ کے مکان مین آیا۔ کیا دیکہتا ہے کہ یہہ وہی باغ و مکان ہے جو خواب مین دیکہا تہا۔ خلد رانہ نے اپنا قصہ اور ابوالحسن نے اپنی سرگذشت بیان کی جب کہنے سے فارغ ہوئے ملکہ شمسہ تاجدار تشریف لائی اور فرمایا اے برادر عالیقدر۔ تو عجب حکمت عملی سے میرے پاس پہونچا۔ اب اپنے شاہزادے کا حال بیان کر۔ ابوالحسن نے شاہزادے کی کل سرگذشت سُنائی۔ ملکہ نے کہا۔ یہ بہی تو کہو کہ طلسم مین کئی عقد شاہزادے کے ہوئے اور ملکہ نوبہار پر عاشق ہوکے کہین سے ہمین پہونچا۔ ابوالحسن نے کہا۔ اسمین شاہزادے کی تقصیر نہین ہے۔ مشیت طلسمی اسی طرح واقع ہوئی تہی اور وہ عشق عارضی تہے اور تمام عقد بے اعتبار

غرض تمام شب انہین حرف و حکایات مین گذری۔ صبح کے وقت ابوالحسن نے پہر اپنی ہئیت تبدیل کی اور بہ این وعدہ رخصت ہوا کہ گاہے ماہے عاضر خدمت ہوتا رہونگا۔ ملکہ شمسہ تاجدار نے چند جواہر بیش بہا ابوالحسن کو دیئے اور ایک انگشتری زمرد کی مقطع شاہزادے کے واسطے ابوالحسن کے حوالے کی کہ تا ہنگام مواصلت بطرق یادگار اپنے پاس رکہے

ابوالحسن جس وقت اپنے لشکر مین پہونچا تمام سرداروں نے اپنے اپنے خیمون سے نکل کر آداب مجرا کیا۔ ابوالحسن نے یہ قاعدہ مقرر کیا تہا کہ جب بہ لباس عیاری

لشکر یہ تھا کہ یہیں رہتا تھا کوئی واحد اسکو سلام نہ کرتا تھا البتہ ہر وقت سعادت اہل لشکر آداب بجا لاتے تھے - ابوالحسن ہر ایک کا سلام خنجر لیتا ہوا اپنے خیمہ خاص میں آیا - اور خلوت میں امیر محمد دلاور اور یعقوب سمرقندی اور محمود خراسانی کو تمام احوال سنایا

دوسرے دن ابوالحسن امیر محمد کو اپنی جگہ مقرر کر کے بصاحبقران اکبر کی خدمت میں روانہ ہوا اور محمود خراسانی کو ہمراہ لیا

وارد ہونا آذر شاہ بادشاہ فرنگ اور سلیمان [illegible] کا جلد [illegible] فردوس میں اور زخمی ہونا امیر محمد دلاور کا اور [illegible] خبر [illegible] نشتخوار [illegible]

نشتخوار کے قتل ہونے سے اشبوط جیسے پہلے فقط ابوحاکم کی اطاعت سے [illegible] دشمن تھا اب بوجہ خواہش مسلمانوں کا عدو جانی بن گیا ہے - ایک دن دونو گرم صحبت تھے کہ ایک عیار خوزکن نام آیا اور اس نے اطلاع دی کہ آذر شاہ بادشاہ فرنگ اور سلیمان تاجدار بادشاہ دیار نوبہ واسطے دیکھنے جشن نوروز کے آتے ہیں - آذر شاہ کا [illegible] سلطنت [illegible] سلیمان کا [illegible] دشمن [illegible] تھے - دونوں کا لشکر جمعیت مجموعی ستر ہزار سوار و پیادہ ہے - اشبوط نے پوچھا اے ابوحاکم ان دونوں بادشاہوں کو بھی تم نے کبھی دیکھا ہے اور انکا دین و مذہب کیا ہے - ابوحاکم نے کہا ہاں میں نے دیکھا ہے اور وہ تو عیسائی ہیں مگر آذر شاہ حضرت عیسی کو خدا اور سلیمان پیغمبر جانتا ہے - لیکن ہمکو کسی کے عقیدہ سے کیا غرض ہے چلو استقبال کریں اور [illegible] مسلمانوں

جنگ کرنے پر اپنا شہر یک بنا ہیں۔ اشبوط نے کہا پیغمبر کو کیا بادشاہ کے استقبال سے کیا واسطہ۔ لیکن مجکو وحی نازل ہوئی ہے کہ ابوحاکم بندہ خاص ہے۔ اُسکے کہنے پہ عمل کرنا چاہیئے

جب اشبوط اور ابوحاکم اُن بادشاہون کے لشکر مین پہونچے آزرشاہ و سلیمون نے تا در بارگاہ استقبال کیا۔ ابوحاکم نے ہنگام صحبت وہی تمہید اُن بادشاہون سے بیان کی جو اشبوط کو سنائی تھی۔ آزرشاہ نے اسلیمون سے کہا۔ ابوحاکم کو جواب شافی ہو۔ اسلیمون تاجدار نے کہا۔ اسقدر صبر کرو کہ معزالدین یہان آجائے۔ اگر وہ لوح کو نہ پڑھ سکا خود بے نیل مرام چلا جائے گا اور شاید معزالدین نے لوح کو پڑھ دیا پھر اُس وقت جنگ و صلح کے باب مین جو امر مصلحت وقت ہوگا عمل مین لایا جائیگا

چارون بادشاہون کے درمیان اسی تجویز پر عہد واثق ہوا اور بالاتفاق فرودگاہ مین آئے۔ فتنخوار منار قامت اور سمطور لشکر شکن اور مجاول دشمن شکار باہم پہرے ہوئے کشتی و ورزش بھی ایک جا کیا کرتے تھے اور شکار کو بھی متفق جاتے تھے ایک دن حسب عادت تینون پہلوان ایک کوہ پر گئے۔ سمطور و مجاول نے ایک درخت کے سایہ مین آرام لیا اور فتنخوار سیر کرتا ہوا ایک طرف نکل گیا۔ اُس روز امیر حمزہ بھی شکار کو نکلا اور ایک ہرن کے تعاقب مین ہمراہیون سے جدا ہوکر اُس کوہ پر پہونچا اور ہرن کو شکار کر کے کباب پزی مین مشغول ہوا۔ قضارا فتنخوار کا اُس جگہ گذر ہوا اُس نے اِس موقع کو غنیمت سمجھا اور نہایت آہستہ قدمی سے قریب آکر عقب سے ایک ضرب تیغ سر پر اُس قوت سے امیرزادہ کے سر پر لگائی کہ بعد چاک کرنے خود و مغفر کے دو انگشت سر مین دُھنس گئی۔ فتنخوار نے بعد مجروح کرنے امیرزادہ کے وہان سے

خیز کی

خونریزی اور پیکار [illegible] اور اُنھون نے کمال سختی سے
اپنا کارنامہ بیان کیا۔ مجادل اور مظور نے لشتخوار کو ملامت کی کہ دغا بازی جوانمردون
کا کام نہین ہے

ہر چند کہ زخم کاری تھا مگر امیرزادے نے بمقتضائے نشۂ دلاوری اپنے زخم سر کو
مضبوط باندھا اور مرکب پر سوار ہو کر لشتخوار کی تلاش مین اُسی جلسے آیا جہان مظور
اور مجادل اور لشتخوار باہم یہ گفتگو کر رہے تھے۔ لشتخوار نے جو امیر محمد کو دیکھا وہان سے
بھی گریز کی۔ اتفاق سے اُس روز جس مادیان پر لشتخوار سوار تھا اُسکا دم مظور
کی زیر ران تھا۔ ہر چند مظور نے روکنا چاہا نہ رکا۔ فقط مجادل دشمن شکار وہان رہ گیا تھا
اُس نے امیرزادے کی شجاعت کی تعریف کی اور کہا دشمن اپنے لشکر مین پہونچ گیا
تم بھی لشکر کا قصد کرو جب صحت پا جاؤ گے میدان جنگ مین روبرو حریف سے انتقام
لینا۔ امیرزادے نے قبول نہ کیا۔ مجادل نے سمجھا کہ یہ طفل نا آزمودہ کار بغیر تنبیہ
معقول متنبہ نہین ہونے کا۔ اِسکو اور طرح سمجھانا چاہیے۔ پس کہا۔ تو جو باوجود
مجروحی مرکب غضب پر سے زمین پر قدم نہین رکھتا اور بہادری و دستی کی قدر نہین
کرتا آ۔ اول مجھی سے اپنے زور کا امتحان کر لے۔ امیر محمد نے کہا بسم اللہ۔

دونو جوان چار ساعت متصل کشتی و کوشش مین سرگرم رہے۔ اُس وقت امیرزادے
نے خدائے توانائی بخش کو بہزار و یک نام یاد کیا اور مجادل کی زنجیر کمر ہاتھ
ڈال کر سر سے بلند کیا۔ مگر چونکہ زخم کاری تھا اور خون بشکل ناودان جاری تھا
ضعف و ناتوانی کے باعث اُس وقت اُس حریف کا دو دانا ... بیہوش ہو کے
بدستور ہو کر زمین پر گرا۔ مجادل نے اپنے دل مین انصاف کیا اور دوڑ کے امیرزادے

کا مطیع ہوا اور امیرزادے کی جوانی کو دیکھ کر اسکی آنکھ سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے
اس اثنا میں امیرزادے کے ہمراہی اور مجادل کے رفقا بارا سے کو وہ پہنچے۔ یعقوب نے
کسوت عیاری سے مرہم زنگاری نکال کر امیرزادے کے زخم پر رکھا۔ دو ساعت کے بعد
امیرزادے نے آنکھ کھولی۔ مجادل مع اپنے لشکر کے جو دس ہزار آدمی تھے بصدق
دل مسلمان ہوا

یعقوب نے مرہم رکھی اور لشکر کے جراحوں اور اطبا نے بھی مختلف تدبیریں کیں مگر
امیر کا زخم زہر آلود مندمل ہوتا نظر نہ آیا۔ لاچار یعقوب ارقند معلے کی طرف روانہ
ہوا تا کہ حکیم انیشجان سے مرہم شافی لائے

ملک سلیمون تاجدار کو مجادل کی ترک رفاقت سے ملال دامنگیر ہوا نشخوار نے کہا
تم بہتر وہ ہو۔ مجادل کو میرے مقابلہ کے واسطے طلب کرو میں اسکو گرفتہ وبستہ
حاضر کرونگا۔ ملک سلیمون نے یہی پیغام مجادل کو بھیجا اُس نے منظور کیا۔ دوسرے
روز پانچوں لشکروں نے صف بندی کی اور دونوں پہلوان مقابل ہوئے۔ عین شمشیر زنی
میں نشخوار نے کہا۔ اے مجادل ہم سنتے تھے کہ امیرزادہ زخم سر کی تکلیف سے قریب المرگ
ہوگیا ہے مگر دیکھا کہ وہ معرکہ جنگ میں موجود ہے۔ مجادل نے پس پشت نظر کی۔
نشخوار نے فوراً شمشیر زہر آلود مجادل کے سر پر لگائی جو دو انگشت کاسہ سر میں در آئی
مجادل سمجھا کہ نشخوار مردود نے مجھسے بھی دغا کی اور چاہا کہ اُسکی ضرب کا جواب دے
مگر نشخوار نے عنان مرکب منعطف کر دی۔ مجادل اُسکی اس حرکت سے زیادہ تر برافروختہ
ہوا اور ایک تیر خانہ کمان میں رکھ کر نشخوار کو مارا۔ مگر اُس مردود کی اجل نہ تھی
کہ وہ تیر گردن پر سے پوست مال گذرا۔ اس دفعہ نشخوار نے نیز زیادہ تر گریز کی۔ مجادل

سے

ئے۔ روہتہ اثیر ادا سعدہ الشنجوار کے مرکب کو رنگا اور الشنجوار کا مرکب دونون زمین پر گرے
عیاران شعبدہ الشنجوار زخمی ہوکر اُنکو اٹھا کر لیگئے اور بوق بازگشت بجا دیا

حال بدمآل جمشید خجستہ سیرت بن قورہ کا

جمشید کے مرکب مطلق العنان نے جو جنگ مغلیہ سے رم کی دو روز و شب کہین دم نہ لیا
تیسرے روز ایک ندی پر پہونچکر پانی پینے کے واسطے گردن جہکائی۔ جمشید پشت
مرکب پر سے زمین پر گرا۔ وہان ایک مردار خوار ارجیف نام کا اُسی وقت گذر ہوا
اُسنے چاہا کہ ایک ہی ضرب شمشیر سے جمشید کا کام تمام کردے اور اسباب و اسلحہ جواہر نگار
اپنے قبضہ مین لائے۔ لیکن گرنے کے صدمہ سے اُسی وقت جمشید کی بہی آنکھ کھلی تہی چنانکہ
جمشید مین جراحت و خستگی کے سبب نشست و برخاست کی طاقت نہ تہی۔ بازہم موت کے
خوف سے اسقدر جرات و ہمت کی کہ ارجیف کے ہاتہ سے شمشیر برہنہ چہین لی اور
اُس سے کہا اگر تو میرا علاج کرے مین تجہے تیرے حوصلہ سے زیادہ انعام دون۔ بعد ازان
اُسکو اپنے رتبے سے مفصل مطلع کیا۔ ارجیف جو دہ حماران کا باشندہ تہا جمشید کو اپنے
گہر لے گیا اور جراح سے علاج کرایا اور معالجے کے حکم سے روز و شب جانوران مردہ کا
گوشت کہلایا

ارجیف کی ایک دختر جیفہ نام ناپاک برص مین مبتلا تہی۔ اُسکو ارجیف نے جمشید کا تیماردار
بنایا تہا۔ جمشید بوجہ فرومایگی اُس سے بہی نہ بچ سکا اور اُسکے فیض صحبت سے جمشید کی
پیشانی ظلمانی پر ایک داغ مدور پیدا ہوا۔ جمشید نے اُس داغ سپید برص کو تمغہ حسن و جمال
سمجہا۔ جیفہ کا ایک بہائی ارجاس تہا اور اُس وقت کے مردار خوارون مین پہلوان

سمجھا جاتا تھا۔ جمشید نے صحت پائی اُسکو دو روز کی کشش و کوشش مین مغلوب کیا اُنہون
کہا خاطر جمع رکھ رفتہ رفتہ تجکو اپنے لشکر کا سپہ سالار کرونگا

حملان قریہ فردوس کی قلمرو مین داخل تھا ارقاہر حملانی اُس قصبہ کا حاکم تھا جمشید
ارجاس اور چند دیگر مرزار خوارون کو ہمراہ لیکر اُسکے دیوانخانے مین گیا اور
اطاعت طلب کی۔ اُسنے کہا۔ اگر تو صاحبقران ہے۔ اِس قصبے کے نواح مین طلسم ثعبان جادو
ہے اُسکو شکست کر۔ جمشید وہان گیا۔ گنبد کی پیشانی پر یہ عبارت لکھی تھی

"اُس گنبد کا گنبد قوت اور طلسم ثعبان جادو نام ہے اور ثعبان جادو نے ایک شئے
عجیب تہ خانہ گنبد مین امانت رکھی ہے۔ جسکو دعوے صاحبقرانی ہو گنبد کے اندر جائے۔
اُسکی سقف مین ایک زنجیر طلائی آویزان ہے۔ وہ شخص ایسی جست کرے کہ زنجیر اُسکے
ہاتھہ مین آجائے۔ ہر چند زنجیر زمین سے چار گز بلند ہے مگر اُسی کے ہاتھہ مین آئے گی جو
اُسکی اپنے جامہ مین قابلیت رکھتا ہوگا"

جمشید نے قاہر سے پوچھا کسی نے زنجیر کے پکڑنے کی کوشش کی۔ قاہر نے کہا بہتیرون
نے مگر زنجیر ہاتھہ نہین آئی۔ جمشید گنبد مین داخل ہوا اور ایک ہی جست مین زنجیر
ہاتھہ مین آگئی۔ مگر زنجیر کا قلابہ گنبد کی سقف سے نکل آیا اور جمشید مع زنجیر اِس طرح زمین
پر گرا کہ پشت و کمر مین ضرب شدید پہونچی۔ قاہر حملانی اور اُسکے پسر محمود بدست
اور ارجیف وارجاس وغیرہ نے جمشید کے دست ناپاک کو بوسہ دیا اور کہا اب ہمین
تمہاری صاحبقرانی مین کچھہ شبہ باقی نہ رہا۔ اُس وقت گنبد کے پہلو مین تہخانہ
کا در ظاہر ہوا جمشید اُسکے اندر گیا۔ اُسمین ایک دیگ مس سربستہ رکھی تھی اور
اُسکے کنارے پر یہ عبارت کندہ تھی

ہو گرد

ایک دن جمشید کو خبر ملی کہ ایک پہلوان نامی شاکول سنگ انداز دس ہزار سوار کی جمعیت سے حسب الطلب ابوحاکم قریہ فردوس کو جاتا ہے۔ جمشید اسکا سد راہ ہوا اور مغلوب کر کے اپنا رفیق بنایا۔ اسی دن نہنگ مصری تماشہ کنان پہونچا۔ جمشید نے بے اختیار نہنگ کی سرو قد تعظیم دی اور طبعی اور لشکر کا حال پوچھا۔ نہنگ نے کہا۔ اب لشکر تمہارا جو پراگندہ ہو گیا تھا ایک جائے جمع ہے اور حکیم صاحب دو غلامان خورد سال جوزا اور سنبل کو ہمراہ لیکر چاہ بابل کو گئے ہیں تاکہ ہاروت و ماروت فرشتگان مغضوب سے اعمال سحر کی تکمیل کریں۔ انہوں نے روانہ ہوتے وقت تمہارا زائچہ طالع دیکھا اور کہا جمشید صحیح و سالم ہے فلان طرف چلا

جمشید نے نہنگ کو بھیج کر سب جائے لشکر کو طلب کیا اور شاکول سنگ انداز اور حرمان جدل انگیز کو دست راست اور دست چپ کی سپہ سالاری دی اور قریہ فردوس کی طرف کوچ کیا۔ اب پھر جمشید کے پاس چالیس ہزار فوج جمع ہو گئی ہے

پہونچنا ابوالحسن جوہر کا صاحبقران اکبر کی خدمت میں اور سرفراز ہونا ان کا نشتخوارہ کا اور آنا عمران کا اور

معرکہ جنگ میں اور واقع ہونا جنگ مغلوبہ کا

ابوالحسن قریہ فردوس سے صاحبقران اکبر کی خدمت میں روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں بہ عمران شاہ کے لشکر کو دیکھا۔ ابوالحسن جوہر کے حکم سے محمود خراسانی عمران شاہ کے پاس گیا اور ابوالحسن کے وارد ہونے کی اطلاع دی۔ خالد بن علقمہ وزیر استقبال کے واسطے آیا اور

ابوالحسن کو عمران شاہ کے پاس لے گیا۔ بادشاہ نے خلدانہ ماہرو کی گمشدگی کی کیفیت مفصل سنائی اور کہا۔ مینے نیت کی ہے کہ اگر خلدانہ نے پہر زندہ و سلامت مجھسے ملاقات کی یا اُسکی سلامتی کی صحیح خبر ملی مین اُسی وقت مسلمان ہونگا۔ ابوالحسن جوہر نے عمران شاہ سے کہا۔ خلدانہ قصر اخضر مین ملکہ شمسہ تاجدار کے پاس بعزت وحرمت موجود ہے۔ بعد ازان اپنی ملاقات کا حال سنایا۔ عمران شاہ مع لشکر اُسی وقت مسلمان ہوا۔ ابوالحسن جوہر نے اُسکو بانتظار صاحبقران اکبر اُسی جائے مقیم رہنے کی ہدایت کی اور خود صاحبقران اکبر کی خدمت مین حاضر ہوا

جب صاحبقران اکبر کو ابوالحسن جوہر کی زبانی یہ دریافت ہوا کہ ملکہ شمسہ بہی فی الواقع میری عاشق زار ہے اور خلدانہ ماہرو قصر اخضر مین بعیش و آرام بسر کرتی ہی شکر الہی بجالایا۔ اس اثنا مین یعقوب حرانی آیا اور امیر محمد کے مجروح ہونے کی کیفیت سنائی۔ صاحبقران اکبر اس خبر سے ملول ہوا اور فی الفور حکیم اخشیجان کو امیر محمد کے لیکر یعقوب کے حوالہ کیا اور خود بہی وہان سے کوچ کرکے منزل بمنزل اُسی جائے پہنچا جہان عمران شاہ خیمہ کش تہا۔ صاحبقران اکبر نے عمران شاہ کو خلعت فاخرہ دیا اور کوئی دقیقہ تعظیم و تکریم کا باقی نہ رکہا

ابوالحسن صاحبقران اکبر سے رخصت ہوکر قریہ فردوس مین آیا۔ اُسی روز نشنحوار نے مجادل دشمن شکار کو بہی شمشیر زہر آلود سے زخمی کیا تہا۔ یعقوب نے اُسکے بہی وہی مرہم نافع رکہا جو امیر محمد کے لئے حکیم اخشیجان سے لایا تہا

سمطورث لشکر شکن سپہ سالار آذر شاہ مانند مجادل کی نشنحوار کو ہردم دغابازی کا الزام دیتا تہا اور طعن و تشنیع سے اُسکا دم بند کر رکہا تہا۔ نشنحوار نے مجادل سے جو

کرنے کے بعد اُسکو جنگ کی دعوت کی- اُس نے قبول کیا- اشبوطا اور آذرشاہ نے ہرچند
سمجھایا کہ باہم فساد اچھا نہیں مگر نشخوار نے نہ مانا- آخر دونو بادشاہون نے یہ قرار دیا
کہ دونو پہلوان زور آزمائی پر تابع رہین- اِس قرارداد کے بعد طبل جنگ بجنے
کا حکم دیا- تمام لشکرون مین طبل بجا- جوہر ان دونو کا حال سُنکر اُسی وقت صاحبقران
اکبر کی خدمت مین روانہ ہوا- صاحبقران امیر خلیل و امیر سلطان و امیرزادہ سیف الدین
وغیرہ چند سردارون کے ہمراہ تبدیل وضع صبح کے وقت معرکۂ کارزار مین پہونچا
نشخوار و سمطور دونو پہلوان فن کشتی مین در آئے- اُن پہلوانون کی کشش و کشمکش
کو ایک ساعت سے زیادہ عرصہ گذرا تھا کہ ایک عقرب سیاہ زہردار نے سمطور کی ساق مین
ایسا نیش مارا کہ وہ اِس صدمہ کا متحمل نہ ہو سکا اور بے اختیار زمین پر گرا- نشخوار اُسکے
سینے پر سوار ہوا اور چاہتا تھا کہ خنجر آبدار سے اُسکا سر جدا کرے مگر اشبوطا اور آذرشاہ
کے سرداران لشکر بہ تعجیل تمام میدان مین پہونچے اور سمطور کو لے گئے
نشخوار نے اُسی گرماگرمی مین لشکر اسلام سے ہم نبرد طلب کیا- امیرزادہ محمد کا ایک
رفیق سعدان عرب اُسکے مقابل آیا- بعد رد و بدل ضربات نشخوار نے ایک ہی ضرب
شمشیر مین اُسکا کام تمام کیا- اُسکے بعد محمد کریم خان اور چند دیگر سردار نشخوار کے
ہاتھ سے زخمی ہوئے- اُس وقت نشخوار نے بآواز بلند کہا اے محمدیان خیرہ سر مجھے
تمہاری دلاوری و بہادری کا حال معلوم ہو گیا- بہتر ہے کہ دو دو شخص متفق ہو کر میرے
مقابلہ کے واسطے آؤ- امیرزادہ سیف الدین کو نشخوار کی یہ لاف زنی سخت ناگوار
گذری اور صاحبقران کی نظر سے پوشیدہ سمند جہان پیما کو میدان کین مین جولان
کر دیا اور نشخوار کے روبرو جا کر اِس طرح کا ایک نعرہ جان شگاف مارا کہ اُسکے

[illegible] رہا [illegible]۔ اس زمانہ میں [illegible]

کرتا ہے اور امیر زادہ لاف و گزاف بکتا ہے۔ شہزادے نے ایک نیزہ امیر زادے کے سینے
پر مارا۔ امیر زادے نے شہزادے کے ہاتھ سے بآسانی نیزہ چھین لیا۔ شہزادے نے کہا
شاید تو عرب زادہ ہے کہ میرے ہاتھ سے نیزہ چھین لیا۔ یہ کہکر ایک گرز مثل کوہ
البرز بقوت تمام امیر زادے کے سر پر مارا۔ امیر زادے نے ضرب گرز بچا کے گرز پھیر
دیا۔ شہزادے نے امیر کا گریبان پکڑ لیا اور کشتی شروع کی۔ امیر زادہ بھی کشتی
میں سرگرم ہو گیا۔ دونوں پہلوان دوپہر کامل کشتی زور آزمائی کرتے رہے۔ قریب
غروب آفتاب امیر سیف الدین نے ایک نعرہ اللہ اکبر مارا اور اسقدر زور کیا کہ شہزادے
کو [illegible] بلند کر لیا۔ [illegible] زمین
پر مارا کہ تمام عضو بدن [illegible]

بر وقت قتل ہونے شہزادے کے اشبوط نے اپنے لشکر ابتر کو حکم دیا۔ خبردار شہزادے
کے قاتل کو زندہ نہ جانے دینا۔ تمام لشکر مثل موج دریا امیر زادہ
سیف الدین پر حملہ آور ہوا۔ صاحبقران اکبر نے مع سرداروں کے امیر زادے کی
اعانت کی۔ ابو الحسن سالار خان کے پاس آیا اور کہا تو نے سنا ہے شہزادے
کا قاتل امیر زادہ سیف الدین تھا اور صاحبقران مع فلاں فلاں سردار کے
مشغول حرب ہے۔ سالار خان نے اپنے لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیا۔ طرف ثانی سے
بھی اکثر لشکروں نے اشبوط دیلمی کی مدد کی۔ لشکر اسلام کمال بہادری سے دشمنوں
کا استیصال کر رہا تھا لیکن قلت کے سبب آخر کار مغلوب ہونے لگے۔ اتنے میں دو
نقابدار سینہ پوش نارنجی پوش دو ہزار سوار کی جمعیت سے ایک درہ کوہ سے

باہر نکلے اور لشکر اسلام کی اعانت کی۔ مگر دو ہزار آدمی کیا کام کر سکتے تھے۔ بدستور
اہل اسلام پر عرصہ کارزار تنگ تھا۔ ناگاہ صاحبقران اکبر کا لشکر ظفر اثر جو حکیم
اخشیجان کے حکم سے قدم برداشتہ چلا آتا تھا ہنگام جنگ مین پہونچا اور اسنے رزم
معرکہ رزم کو رونق بخشی۔ اب ہر طرح لشکر اسلام کو غلبہ حاصل ہوا۔ ابو حاکم نے
جب صورت دگرگون دیکھی بوق بازگشتی بجوا دیا۔ حسب قاعدہ تمام لشکرون مین طبل
بازگشتی بج گیا

شاہزادہ مظفر و منصور اپنے لشکر مین آیا۔ امیر محمدؐ کو ہنوز کامل صحت نہ ہوئی تھی
لیکن اسقدر مسرت قلبی ہوئی کہ خود صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوا۔ وہ نقابدار
سپید پوش و نارنجی پوشش بھی بے نقاب آئے اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا۔ صاحبقران
نے دیکھا کہ ادریس نوجوان اور بدر عالم نجم ہین۔ اُنکو خلعت و منصب سے سرافراز
فرمایا

صاحبقران اکبر نے عصر کے وقت بارگاہ کا سراپردہ بلند کرا دیا اور مراۃ الغیب
مین ملکہ شمسہ تاجدار کی صورت زیبا کا مطالعہ شروع کیا۔ اُس وقت مرزا غالب
مرحوم کے ان شعرون کے ہم مضمون اشعار صاحبقران کی زبان پر جاری ہوئے

تا در آب افتادہ عکس قد دلجوئیش — چشمہ ہمچو آئینہ فارغ از روانیہاست
در کشاکش ضعفم نگسلد روان از تن — این کہ من نمی میرم ہم ز ناتوانیہاست

اُدہر ملکہ شمسہ نے لشکرون کے سیر و تماشا کا قصد کیا۔ ایک کنیز سرو نازنے کہا جس
حجرے سے تصویر صاحبقران کی نکلی تھی اُسی کے ایک طاق پر کل سے ایک شے مثل
دوربین رکھی ہوئی نظر آتی ہے۔ ملکہ نے کہا۔ لاؤ۔ دیکھون کیا شے ہے۔ سرو ناز وہ دوربین

... بالائی ... [illegible] ... ایک چوب جو ہر نگار ہے اور ایک عبارت بخط
خفی زبان غیر معروف میں اس پر کندہ ہے۔ قصہ کہ ایک غرفہ میں آئی اور دوربین
چشم مشتاق پر لگائی۔ ملاحظہ کیا تو صاحبقرانی فاصلہ پر تہا مگر زیر غرفہ نظر آیا بلکہ
طرفہ تر یہ کہ اہل لشکر کے شور و غل کی آواز بہی ملکہ کے کان میں آئی۔ متعجب و متحیر ہو کر
دایہ سے فرمایا۔ اول تو تصویر کے طرح یک بیک دوربین کا پیدا ہونا بہی حیرت انگیز
ہے۔ لیکن نادر صفت اس دوربین میں یہ ہے کہ دور کی چیز دکہانے کے ساتہہ ہی
فاصلہ کی باتیں بہی سنی جاتی ہین۔ دایہ نے عرض کیا۔ دور کی چیز کا دکہانا تو دوربین
کی عرفی صفت ہے۔ آواز کا سننا اسمائے اعظم کی برکت سمجہو۔ دگر یہ خاصیت اسمین نہوتی
حکمائے با فرہنگ تمہارے لئے امانت نہ کرتے

ملکہ نے دوبارہ دوربین لگائی اور صاحبقران اکبر کی بارگاہ تماشہ کی۔ کیا دیکہتی
ہے کہ شاہزادہ عز الدین ایک کرسی جواہر نگار پر متمکن اور ایک آئینہ مختصر ہاتہہ میں
لئے ہے اور ابو الحسن جوہر سے کہتا ہے میں ملکہ شمسہ کے سودائے عشق میں کہاں سے کہاں
پہونچا اور کیا کیا شدائد و مصائب اٹہائے۔ خدا جانے اس خورشید نگار کو بہی مجہہ سے
کچہہ محبت ہے یا نہین۔ ابو الحسن نے کہا حضور کیا فرماتے ہین کوئی معشوق جہان میں
ایسا ہے جو اپنے عاشق صادق سے التفات باطنی نہ رکہتا ہو۔ ملکہ شمسہ نے صاحبقران اکبر
اور ابو الحسن جوہر کی گفتگو دایہ کو سنائی اور کہا تو احمد کے ہاتہہ ایک رقعہ جوہر کو
لکہہ اور دریافت کر کہ یہی باتیں ہوئی ہین یا کچہہ فرق ہے۔ احمد نے رقعہ ابو الحسن
کو پہونچایا اور اس نے شاہزادے کو دکہایا۔ خادم و مخدوم دنگ رہ گئے اور
احمد سے کہا۔ واقعی یہی گفتگو تہی۔ لیکن کیونکر ملکہ کو خبر ہو جاتی ہین۔ ملکہ نے

جواب بقدر حوصلہ کر کے حکمائے پیشین کی نشست پر تسلیمیں آذریان کی
اشبوط دیلمی اور آذر شاہ اور سلیمون تاجدار اور ابو حاکم نے شکست کی اسلئے کی
شب کو ایک ہی خیمہ مین جمع ہوئے۔ اور ابو حاکم اور اشبوط نے اپنے اپنے بخت ناساز گار
کی شکایت شروع کی۔ ناگاہ ابو حاکم کا عیار حمدونہ خبر لایا کہ نبیرہ خاندان مسلمہ کذاب
یعنی ملک نصردان بادشاہ ملک ربیعہ پہلوانان نامدار اور ایک لاکھ پچاس ہزار
سوار کی جمعیت سے آیا ہے۔ صبح کو ابو حاکم اور اشبوط اسکے استقبال کو گئے اور اُس سے
ابو عامر اور معز الدین کا شکوہ کیا۔ نصردان نے کہا مین تمسے زیادہ تر اس قوم متقلب
کا دشمن ہون سفرائے اسلام نے میرے جد بزرگوار سے ذلت اٹھائی ہے

یہان ابو الحسن ایک شب احمد بن اسمٰعیل کی وساطت سے شہر اخضر مین ملکہ شمسہ تاجدار
کی خدمت مین گیا اور صبح کے وقت اپنے لشکر مین آکر دوربین طلسمی کی کیفیت صاحبقران
کو سنائی

صاحبقران اکبر کا کوہ طوطی پر جانا اور طوطی کا گواہی دینا اور حکیم فسطا الحکمت کے حکم سے دعوت کواکب شروع کرنا

جب پادری ایڈورڈس کو صاحبقران اکبر کی تشریف آوری کی خبر ملی ابو عامر
سے شاہزادے کی مہمانی کی اجازت لی اور چند خوان جواہر بے بہا پیشکش اور
نذر کے واسطے ہمراہ لئے۔ صاحبقران نے امیر معظم الدین اور ابو المکارم کو پیشوائی
کے واسطے بھیجا۔ پادری سلام گاہ تک مع آداب و تحیۃ بجا لائے۔ صاحبقران نے

اپنے بادشاہ کو اپنے حال کی خبر کی۔ تمام بادشاہون نے اُس مجمع میں شاہ جینے
کی استدعا کی۔ پادری نے اُنکو لکہا۔ کوہ طوطی ایک کوہ طلسم ہے۔ اگر نیت مین فساد
نہو جانے کا مضائقہ نہین

روز پنجشنبہ جو کوکب مشتری سے تعلق ہے ساعت زہرہ مین صاحبقران اکبر کا کوہ طوطی
پر جانا مقرر ہوا۔ قضائے کردگار شب پنجشنبہ صاحبقران نے ملکہ نوبہار کو بہ لباس
سیاہ اشک ریز نہایت خستہ حال دیکہا۔ پادری ساعت مقررہ مین شاہزادے کو
قریب درخت اور زیر میل لایا اور موافق احکام کتاب بعلامات اسم خوانی شروع
کی۔ لیکن اُس وقت شاہزادہ کیفیت خواب اور ملکہ نوبہار کے خیال مین ایسا مستغرق
تہا کہ اپنے حال و استقبال کی خبر نہ تہی۔ ایک ساعت نہ گذری تہی دو طوطی زمردی
آسمان کی طرف سے نازل ہوئے اور اُس درخت عجیب الخلقت کی شاخ پر بیٹھ گئے
حاضرین معرکہ نے نہ اِس طرح کا درخت نمونہ روزن عجیب رنگ دیکہا تہا اور نہ اِس طرح
کے طوطی خوش رنگ منقش کاہے کو نظر سے گذرے تہے۔ ایک لمحہ کے بعد مادہ نے نر سے
سوال کیا اے اخضر شاہ بادشاہ طوطیان عالم مین تجہسے یہ سوال کرتی ہون کہ
اِس وقت صاحبقران اکبر ملکہ شمسہ تاجدار کا زوج اِس کوہ پر موجود ہے یا نہین
نر نے شاخ درخت پر سے پرواز کی اور تمام حاضرین مجمع کے گرد سر چرخ دیا۔
اُنکا میل آہنی پر جا بیٹھا صاحبقران پہر بہی ہوشیار نہ ہوا۔ مادہ نے پہر نر سے
سوال کیا۔ نر نے بدستور چرخ مارا اور کچہہ جواب نہ دیا جب بار سوئم مادہ نے
پوچہا۔ نر نے بزبان فصیح انسانی کہا۔ اے خضر اصاحبقران اکبر بدولت و اقبال
اِس سر زمین مین وارد ہوا ہے مگر اِس وقت یہان موجود نہین

یہ کلمہ کہکر نرہ مادہ نے پرواز کی اور طرفۃ العین میں خلائق کی نظر سے غائب ہوگئے
طوطی کے اِس جواب سے پادری سکے ہوش و حواس جاتے رہے بلکہ تمام مجمع میں شور و غل
مچا اور ہر ایک نے کہا کہ طوطی طلسم نے معز الدین کی صاحبقرانی کی گواہی دی شور
خلائق سے خواب غفلت سے صاحبقران کی بہی آنکہہ کہلی اور ابو الحسن جوہر سے طوطی
کے جواب و سوال کی کیفیت سنکر متنبہ ہوا کہ واقعی میں اِس وقت اپنے حال میں نہ تہا
صاحبقران اکبر ملول و منفعل اپنے مصلے میں تشریف لایا اور حکیم الخشیجان و حکیم
ابو المحاسن کے مشورہ سے تین شبانہ روز عبادت پروردگار میں مشغول رہا اور
روز چہارم اشراقیون کی مانند حکیم قسطاس الحکمت کی حضرت میں توجہ کی حکیم صاحب
نے عالم مکاشفہ میں فرمایا اے فرزند آگاہ ہو۔ جس وقت طوطی طلسم نے تمہارے گرد
سر چرخ مارا اور تمہارے اصل حال کی طرف نظر کی اُس وقت تمکو ہمہ تن ملکہ نوبہار
کے خیال میں مبتلا پایا لہذا اظہار مجمع سے نہ سمجہا۔ یہ امر محض تمہاری تنبیہ کے واسطے
وقوع میں آیا کہ تم بار دگر بجز خیال شمسہ تاجدار اور کسی طرف متوجہ نہو۔ اب میں نے
سہیل کو تمہارے پاس بہیجا ہے۔ وہ بعض اشیا جو صاحبقرانی کی علامت ہین
تمکو دے گا اور زبانی بہی کچہہ کہے گا۔ تم بروقت پہونچنے اُن اشیا کے پادری ورڈ بر
کو کہلا بہیجنا کہ ایک بار پہر کوہ طوطی پر چلو۔ اِس دفعہ طوطی طلسم جو گواہی دے واقعی جانو
شاہزادے نے یہ حال دونو حکیمون اور ابو الحسن جوہر کو سنایا اور بلے انتظار سہیل
پادری کو یعقوب کے ہاتہ رقعہ بہیجدیا۔ پادری نے بر جواب اُسکے لکہا حکیم اقلیموس
الہی کو مینے خواب مین دیکہا۔ اُنہون نے فرمایا اے ایڈ ورڈس صاحبقران موعود
اور شمسہ تاجدار کا زوج شاہزادہ معز الدین ہے جو عالی قدر اُس وقت کہیں الہ

تھا جو طوطی نے اُسکے موجود ہونے کی گواہی نہ دی۔ پس میں حسب بشارت خواب جس
روز مرضی مبارک ہو کہ وہ طوطی پر حضور کے ہمراہ چلنے کو حاضر ہوں

ابو حاکم اور اشبوط وغیرہ کی جرات طوطی کی گواہی نہ دینے کے سبب شاہزادہ
معز الدین کے حق میں المضاعف ہو گئی۔ حتیٰ کہ ابو حاکم کے وزیر گرشیر کے بیٹے طارق
نے جو نشتخوار سے فن مبارزت کی تعلیم پائی ہے اپنے نام طبل جنگ بجوایا اور صبح کو میدان
میں آکر لشکر اسلام سے مرد مقابل طلب کیا اور شیرزہ مشرقی کو مجروح کیا اور دوسرے
دن پانچ پہلوان اسلام کے گرفتار کیے۔ لیکن شب کو اشبوط کے عیار قسباطہ نجو بند
سے طال رکھا ہے ان پہلوانوں کو رہا کیا اور در زندان پر قفل محمود خراسانی لگایا
روز سوم امیرزادہ سیف الدین طارق کے مقابل ہوا اور اسکو مغلوب کر کے
باندھ لیا طارق نے اُسی وقت منافقانہ اسلام قبول کیا اور جس وقت شب کو امیرزادہ
نے آرام فرمایا طارق نے اپنی قوت سے ایک ضرب شمشیر لگائی کہ دو انگشت کامل
سینہ میں اُتر گئی۔ امیرزادہ وقت بیدار ہو کر جو تیغ پہلو میں رکھا تھا اسکا قبضہ ہراسگی
کلابت کے اکرا دا۔ طارق نے تیغ کی ضرب دو کی اور بے سر دیا ہوا گیا۔ امیرزادہ نے
شب ہی جو کی سمند پر سوار ہو کر طارق کا تعاقب کیا۔ اُس وقت اشبوط دیلمی
اور ابو حاکم اور نصروں ایک ہی خیمہ میں بیٹھے تھے۔ طارق بد نہاد اُسی خیمہ کی طرف
پہونچا۔ امیرزادہ بھی اُس خیمہ میں داخل ہوا اور ایک ہی ضرب شمشیر میں طارق کو
دو حصے کیا۔ ابو حاکم اور اشبوط نے حکم دیا کہ بہادران قاتل طارق زندہ نہ جانے پائے
مگر سمطور دلاور نے بآواز بلند اہل دربار سے کہا اے سرداران نامدار زنہار تم کسی طرح کی
جرات کو کام نہ فرمانا۔ کمال نامردی کی بات ہے کہ تم ایک بہادر سے ایک مکار

"...رز کا منتظر ہو۔ بعد ازان امیر زادے سے کہا۔ ہرات اسی کا نام ہے۔ لیکن اب آپ خیر سے تشریف لیجائیے۔ کسی روز مین تم سے میدان مین حرب کرونگا۔ امیر زادہ اپنے لشکر مین چلا آیا۔ صاحبقران اکبر نے امیر زادہ کو اس بے احتیاطی پر ملامت کی۔ بعد ازان ملبوس خاص عطا فرمایا

صبح کو صاحبقران نے تخت فتح جہانبانی پر جلوس فرمایا اور جملہ ارکین سلطنت و اکابر لشکر حاضر ہوئے۔ محمود خراسانی نے اطلاع کی کہ جناب حکیم قسطاس الحکمت کا غلام دربارگاہ پر حاضر ہے۔ الرحمن حسب الحکم اسکے استقبال کو گیا۔ سہیل نے بعد ادائے آداب تسلیمات پایہ تخت کو بوسہ دیا۔ صاحبقران نے سہیل کے حال پر اس قدر نوازش فرمائی کہ اہل دربار کو حیرت ہوئی۔ سہیل نے حکیم اشتیمان اور حکیم ابوالمحاسن اور سلطان ابوالحسن سے کہا کہ صاحبو تمکو بھی جناب جلیل نے دعا فرمائی ہے۔ بعد ازان صاحبقران اکبر کی خدمت مین تحفہ نیوکتی اور زر صد مثقالی تحائف طلسم ابرام و جبام اور ایک خط سربمہر پیش کیا۔ حکیم ابوالمحاسن نے صاحبقران کے حکم سے خط کھولکر پڑھا۔ بسم اللہ کے بعد تحریر زائد یہ مضمون مرقوم تھا

"اے معز الدین ابوالقدر تجکو گردش فلک اور تاثیر کواکب سے ظاہر ہوا ہے کہ جمشید نام ایک مرد بد ترتیب جسکی الاصل تیرا دشمن قوی ہے اور اسنے اپنے تئین صاحبقران خطاب دیا ہے فی الحقیقت وہ ایسا ہی صاحب زور و قوت ہے کہ کوئی بادشاہ عصر اسکا حریف و ہمسر و مقابل نہیں ہو سکتا۔ خصوص جسوقت سے اس نے ثعبان جادو کی بجوان کرمان کہا ہے قوت اسکی مرتبہ اول سے دو چند ہو گئی ہے۔ وہ مرتبہ با لشکر جرار و سامان شیری حرب کے واسطے قریہ فردوس مین آنے والا ہے۔ اسی وجہ سے ہمنے یہ آلات

صاحبقرانی ارسال کیئے ہین۔ بلکہ دعوت ہفت کواکب اور تسخیر موکلان علوی کی ترکیب
بھی لکھی ہے۔ تم سات امرائے جلیل القدر کو ہمراہ لے کر کوہ طوطی پر جانا اور خشیجان
اور ابوالمحاسن کی فہمائش کے مطابق عمل کرنا۔ روز شنبہ کوکب زحل اور یکشنبہ شمس اور
دوشنبہ قمر اور سہ شنبہ مریخ اور چہارشنبہ عطارد اور پنجشنبہ مشتری اور جمعہ کوکب
زہرہ کی دعوت کے واسطے مقرر ہے۔ طلسم اجرام و اجسام مین تو ہفت کواکب کے
موکلون نے تمہارے فرمان پر مہر کی تھی لیکن کوہ طوطی پر تم ہر کوکب کے منظور نظر یافتہ ہوگے
اور ہر کوکب کا موکل تمکو زور و قوت بخشے گا بلکہ امرا تمہارے بھی علی قدر مراتب ایک ایک
دو دو کوکب کی نظر سے بہرہ مند ہونگے۔ بجز ابوالحسن جو ہر چند کہ اسکو مہتر توفیق کی کتاب حاصل ہوئی
ہے" یہان تک پڑھ کے حکیم ابوالمحاسن خاموش ہو گئے۔ ابوالحسن نے جو یہ سنا اپنے غصہ کو
روک نہ سکا اور صاحبقران سے عرض کیا۔ اے شہریار۔ خدا جانے مجھسے جناب عالی
کی خدمت مین ایسا کیا قصور سرزد ہوا ہے کہ مجکو محروم الحق رکھا۔ حکیم اخشیجان نے
کہا۔ اے ابوالحسن۔ مہتر توفیق کی کتاب نادر زمانہ ہفت اقلیم کی دولت و سلطنت
سے بھی بہتر ہے۔ تمکو حکیم صاحب سے اور زیادہ امید نہ رکھنی چاہیئے۔ ابوالحسن نے کہا اس
کتاب کے مضامین کا ہنوز تجربہ نہیں ہوا۔ قطع نظر اسکے اسمین حکیم صاحب کی مروت
کو دخل نہیں ہے۔ اگر مجکو دعوت کواکب مین شریک نہ کیا گیا تو مین لقمۂ فیض تک
پہونچونگا۔ سہیل نے حکیم ابوالمحاسن سے کہا۔ اِس حریص کی جلد ہی خاطر جمع کیجیئے۔
حکیم ابوالمحاسن نے باقی عبارت رقعہ کی پڑہی۔ "شاید ابوالحسن کو یہ امر شاق گذرے
اسکو کوکب قمر کی دعوت تسلیم کرنا۔ اور اس پر بھی بس نہ کرے تو کوکب عطارد کی
دعوت کی بھی اجازت دینا" ابوالحسن اب خوش ہوا اور کہا خیر جناب عالی نے مجھے

پہنچا

کہ ایسا ایسا کہیں گے کہ بخشندہ عطا ہمند ... ہے ایسا اور دو کوکبون کی نظر سے تو دیگر امرا بھی فیضیاب ہونگے

صاحبقران عالیشان نے بہت سے دعوت کواکب کی ترکیب حاصل کی اور بروز جمعہ ابوالحسن جوہری و امیر مجاہد الدین و امیر جلال الدین فیروز زمینی و امیرزادہ سیف الدین اور امیر محمد و امیر خلیل و امیر سلطان امیر یوسف کل آٹھ سردارون کی معیت سے کوہ طوطی پر نشست فرمائی حکیم ابو المحاسن نے صاحبقران اور ابوالحسن جوہری اور باقی سات امیرون کے لئے ایک ایک گوشہ علیحدہ تجویز کر دیا اور وقت رخصت کہا اے شہریار بلند اقبال آگاہ ہو کہ جناب حکیم صاحب مد ظلہ العالی نے بذات خود تمہاری طرف سے دعوت کواکب کی زکوۃ دی ورنہ سات برس مین بھی یہ کام تم سے انجام کو نہ پہونچتا جو بالفعل ایک ہفتہ مین انصرام پائے گا صاحبقران اکبر نے کہا جناب عالی کے کس کس احسان کا مین شکریہ ادا کرون کوئی فرزند حقیقی سے بھی یہ سلوک نہ کرتا ہوگا۔ خدا انکو سلامت رکھے اور انکے ایمان مین ترقی دے

یعقوب سرانی کی عیاری اور جمشید اور سلطان شاہ اور بخاشی بیدین مسقطی کے اسیر ہونیکا حال اور جمشید کے مقتول ہونیکا احوال

ایک روز یعقوب سرانی بطریق بالادوی شہر فردوس سے تیس فرسخ دور نکل گیا رفتہ رفتہ جمشید کے لشکر مین پہونچا اور ایک زن مطربہ کی شکل سے جمشید کی خدمت مین حاضر ہوا جمشید اسپر مہربان ہوا کہ اس وقت ساقی گری اسکو تفویض

کی یعقوب نے تمام حاضرین جلسہ کو داروے بیہوشی سے بیہوش کیا اور بجز جمشید کے ہر ایک
کی ریش و بروت کی قرار واقعی اصلاح کی۔ انگاہ دربارگاہ پر عمل یعقوب حرامی لکھ کر
روانہ ہوا

صبح کے وقت جب جمشید کی آنکھ کھلی اور تمام کیفیت سنی اور دیکھی اپنی جان کی سلامتی
سے خوش ہوا۔ اسی وقت ہنگ عیار آیا جو لشکر صاحبقرانی کی خبر و اخبار کے واسطے
قریہ فردوس کو گیا تھا۔ اس نے عرض کی شاہزادہ معز الدین کے حق میں طوطی نے
شہادت نہ دی اور اب وہ کوہ طوطی پر مع چند امراء اسکے تسخیر کو گیا
گیا ہے جمشید نے کہا طوطی ہماری صاحبقرانی کی گواہی دے گا۔ اثناے گفتگو
میں ہنگ کے رخسار پر ایک زخم تازہ نظر آیا جمشید نے اس زخم کی علت دریافت
کی۔ ہنگ نے کہا جب میں جبل الطے کو روانہ ہوا ایک کوہستان کے اندر ایک
شیر قوی الجثہ سے مقابلہ ہوا۔ اس نے ایک پنجہ میرے منہ پر مارا۔ اور قریب تھا کہ وہ
مجھے ہلاک کرے۔ مگر میرے مساعدت طالع سے ایک مرد بزرگ اس وقت غیب سے میری
مدد کو پہونچا اور اس نے اپنا عصا نہایت زور سے شیر کے سر پر مارا۔ شیر نے پھر میری طرف
ہرگز توجہ نہ کی اور براہ راست کوہ کی راہ لی۔ وہ بزرگ بھی اسکے عقب میں روانہ
ہوا۔ جب میرے حواس درست ہوئے میں نے اس بزرگ کو تلاش کیا۔ ایک جا دیکھتا
کیا دیکھتا ہوں کہ دو سنگ باہم متصل ہو کر بعینہ حجرے کی شکل ہو گئے ہیں اور وہ
مقبول خداوند طبیعت مجردہ بطریق مراقبہ آنکھ بند کیے ہوئے وہاں تشریف
رکھتا ہے۔ میں نے کمال ادب سے فقیر صاحب کو سلام کیا اور دست بستہ پوچھا حضرت
کا مذہب و طریق کیا ہے۔ اس بزرگ نے کہا۔ کیا تمہارا نام ہنگ نہیں ہے اور تم

[illegible] درویش نے پیر و ضمیر [illegible] دیکھ کر قدمبوس ہوا اور پوچھا تمہیں رشد
ہے یا نہیں۔ درویش نے فرمایا۔ داغ سپیدی سے زیادہ روشن اور کیا تمغہ صاحبقرانی
ہو سکتا ہے جو جمشید کی پیشانی پر ظاہر ہوا ہے۔ بعد ازان روز تولد تمہاری
سرگذشت سنا کر کہا کل ہی رات کا ذکر ہے کہ عاقب حرانی ایک زن رقاصہ کی صورت
جمشید کی مجلس میں آیا اور اُس نے تمام حاضرین مجلس کو بیہوش کرکے سوائے جمشید
کے سب کی ریش و بروت تراشی۔ یہ اثر صاحبقرانی ہی کا سمجھو۔ ورنہ وہ قتل بھی کر دیتا
تو کوئی روکنے والا نہ تھا

جمشید نے کہا۔ واقعی عاقب نے بیہوش کیا اور بے شبہ مجھے قتل کر سکتا تھا لیکن سطوت
صاحبقرانی مانع ہوئی۔ اب تو مجھے بہ تبدیل ہیئت اُس بزرگ کے پاس لے چل۔ نہنگ
اور جمشید دونو بصورت مبدل فقیر صاحب کے پاس پہونچے۔ نہنگ نے قدم بوس ہو کر کہا
اے مرشد کامل یہ غریب شخص حاجتمند ہے۔ درویش نے ایک قہقہہ مارا اور کہا
غریب ہے یا بادشاہ تو اُس غار کوہ مین جا۔ وہان درخت ہٹے ہوئے یعنی کیلے کے
درخت ہین۔ اُنمین ایک درخت نہایت سربلند ہے اُسکے چار پتے ہمین لا دے
نہنگ پتے لایا۔ درویش نے جمشید سے کہا۔ اُس گدھے کا خون لا جو سامنے چر رہا ہے
جمشید خون لایا۔ درویش نے ایک پتہ نہنگ کو دیا اور کہا قدرے خون اس پر مل
نہنگ نے جو پتے پر خون ملا۔ ایک لحظہ کے بعد چند سطرین بہ خط جلی ظاہر ہوئین
لکھا تھا۔ جمشید بن کافور صاحبقران عصر ایک عصر سے خروج کرے گا اور بعد فتح کرنے حلب
و نصیبین وغیرہ کے دمشق مین پہونچے گا۔ فقیر صاحب نے پھر دوسرے پتے پر خون ملوایا
اُسمین یہ مضمون ظاہر ہوا۔ جمشید دمشق سے جبل اعلے کو نہضت کرے گا اور اثنائے

[illegible] سے ظاہر ہو گئے۔ برگ سوم پر یہ عبارت ظاہر ہوئی۔ شہر و محل میں جمشید کو ذلت اور شکست ہوگی لیکن اقبال صاحبقرانی سے جمشید کی جان کو کوئی صدمہ نہیں پہونچنے کا۔ برگ چہارم پر یہ عبارت ظاہر ہوئی اگر جمشید کو واقعی بوس صاحبقرانی بجانا منظور ہے بلا خوف و وسواس بیابان سبع سباع میں جاوے

جمشید فقیر کے بلاگردان ہوا اور کہا مجھے آج پہنی صاحبقرانی کا یقین ہوا لیکن یہ شرائط کیا ہیں کہ شوہر شمسہ پیغمبر آخر الزمان کی اولاد سے ہوگا اور ایک حکیم نیک دوست کی مدد و معاونت سے قریہ فردوس میں پہونچیگا اور ایک مرد دلاور جہان کا عیار نہ زمان اسکا رفیق ہوگا اور وہ حاجتمندوں کی برلانے والا درویش نے کہا۔ شاید تجھے خود پیغمبری کا دعوے ہے اور باقی شرطیں تو بلا تامل تجھ پائی جاتی ہیں یعنی حکیم فنا ہنگوس تیرا مربی اور نہنگ مصری عیار تیرا رفیق ہے اور تو نے ملک سبز وسہی کو امیر محمد اور طرہ مشکین جال کو عاقب کے حوالے کیا اور یہ بات تیرے دل میں ہوگی کہ جب طلسم سبع سباع سے نکلے تو شمسہ معز الدین کو بخشدے جمشید بے غیرت نے کہا۔ حضرت درست فرماتے ہیں۔ مگر یہ فرمایئے کہ عاقب میرا کیوں دشمن ہے۔ درویش نے کہا وہ ایک متلون مزاج شخص ہے۔ یہودی سے مسلمان کیوں ہوگیا اور یاد رکھ کہ جب تو طلسم سبع سباع سے واپس آئیگا۔ عاقب تیرے پاس آجائیگا

جمشید نے کہا حضرت کا اسم مبارک کیا ہے۔ درویش نے یہ رباعی پڑہی

جمشید بہ عالم سحر و شام تو ہیچ — ہم لشکر و ہم جلوس و اعلام تو ہیچ
از نام چہ مے پرسی جز گمنامی — ہم نام لغات ہیچ ہم نام تو ہیچ

آگاہ ہو میرا نام درویش ہیچ دیوچ ہے - بعد ازان درویش نے اپنی کسوت درویشی
مین سے ایک فتیلہ عنبر نکالکر روشن کیا اور کہا تم دونو خانہ زاد مخدوم فتیلہ کی لو مین
اپنی صورت دیکہو تاکہ تمکو میرے کمالات کا زیادہ تر یقین آئے - ایک لمحہ کے بعد
فتیلہ کی بو نے اُنکے دماغ مین ایسی تاثیر کی کہ بیہوش مطلق ہو گئے - جب ہوش مین
آئے فقیر صاحب کا وہان نشان تک نہ پایا بلکہ وہ برگ ہاے درخت بھی غائب تہے
جمشید نہایت سے درویش کے اخلاق اور کشف و کرامات کا ذکر کرتا ہوا اپنے لشکر مین
آیا اور دوسرے روز وہان سے جبل الطے کیطرف کوچ کیا

یعقوب اِس کارروائی کے بعد جس سے غرض یہ تھی کہ جمشید طلسم سبع سباع مین جائے
اپنے لشکر مین آیا اور امیر معظم الدین کو جو امیر مجاہد الدین کا ابن عم اور اُس وقت
سالار لشکر تہا جمشید کے حال و مقال کی اطلاع دی - صاحبقران اکبر کو کوہ طوطی پر
گئے دو دن گذرے تہے کہ جمشید قریہ فردوس مین پہونچا - اُسی دن نجاشی بادشاہ حبش
اور سلطان شاہ چشمہ نشین بادشاہ ممالک مغرب کوچک اور بہیدین مقطی بہی دریا کے
راہ سے وارد ہوئے - ابو حاکم اور اشبوط ویلمی اِن بادشاہون کو بہی کمال اعزاز سے
لائے

اُسی روز مشعل فارس ہمشیرہ طارق ابن گرشیر وزیر ابو حاکم ایران سے آئی - مشعل اپنے
خالو اسفندیار کے پاس رہتی تہی - اُس نے جو سنا کہ اُسکا برادر عزیز قتل ہوا براہ راست
باپ کے پاس آئی - ابو حاکم اور اشبوط ویلمی مع گرشیر وغیرہ کے اُسی وقت بادشاہان
تازہ وارد کے استقبال سے واپس آئے تہے اور ایک ہی خیمہ مین جمع تہے - مشعل رو
حسن و جمال کے علاوہ جوہر شجاعت بہی رکھتی ہے اور فن پہلوانی مین اپنے استاد کی شاگرد ہے

اور اسکے بعد اگر یہ دونون باپ بیٹے کہین چھپے طارق کے قاتل کا نام بتا دیکھین اُسکو بلا
نے کے واسطے طلب کرون۔ گرشیر نے کہا۔ تو محلسرا مین جا اور چند روز آرام کر۔ اُسکا
قاتل فی الحال اپنے لشکر مین موجود نہین۔ دو چار روز مین آجائے گا۔ اُس وقت حسب
مناسب عمل کرنا۔ ناچار ناگزیر محلسرا کو روانہ ہوئی۔ مگر روانگی کے وقت شعلہ کا نقاب بند
ایک طرف سے کہل گیا۔ اُسکا عارض ماہ مثال جو اُسنے دیکہا مثل مرغ نیم بسمل
بے قرار ہوا اور اپنا حال خیال ابوحاکم اور گرشیر سے کہا۔ اُنہون نے کہا۔ اُسکا غم
نہ کر ہونے دو پہر دیکہا جائے گا۔

سلطان شاہ جو دیگر بادشاہون سے جلیل القدر تہا تمام بادشاہ اُسکی ملاقات
کے واسطے آئے۔ ابوحاکم نے اُس سے بہی مسلمانون کی تخریب کی درخواست کی۔
سلطان شاہ نے کہا۔ مجہے مسلمانون سے کوئی پرخاش نہین۔ البتہ ہمسرور مجہہ سے التجا
لایا ہے۔ اِس لیئے خلدانہ کا اُس سے عقد کرانا ہوگا۔ اِسکے لیئے اگر جنگ کی نوبت
بہی پہونچے گی دریغ نہ ہوگا۔ ابوحاکم نے کہا۔ عمران شاہ مسلمان ہوگیا ہی اور شاہزادہ
معزالدین کے لشکر مین موجود ہے۔ نجاشی کو چاہیئے اُس سے خلدانہ طلب کرے۔ نجاشی
نے اُسی وقت عمران شاہ کو نامہ بہیجا اور ہرقز جسکے باپ ارتغز فیلگوش کو عمرانیہ
مین امیرزادہ سیف الدین نے قتل کیا تہا نامہ لیکر دربار مین آیا اور عمران شاہ
کو دیا۔ عمران شاہ جواب مین متامل ہوا۔ الوراح بن التوم نے عمران شاہ کے
ہاتہہ سے نامہ لیکر پڑہا اور ہرقز سے کہا اپنے بادشاہ سے جاکر کہدے کہ ملکہ خلدانہ
اب عمران شاہ کے قبضہ مین نہین ہے۔ ہرقز نے زبان سے کچہہ جواب نہ دیا اور
اِس ارادہ سے شمشیر غلاف سے نکالی کہ الوراح کو مارے۔ طیفور نیزہ باز عمرانی

نے

سے بیشتر قزاقی یہ حرکت دیکھی اور اسکو گرفتار کر کے نذر کو بسبب کرتا ہوا بارگاہ سے
باہر سے آیا اور گوشہ ہائے ہنگامہ برپا لشکر سے نکال دیا۔ نجاشی نے اپنے نامہ بر کا یہ
حال دیکھ کر طبل جنگ کا حکم دیا مگر سلطان شاہ نے روکا کہ شاہزادہ معزالدین کی
غیر حاضری میں اُسکے لشکر سے جنگ کرنا مناسب نہیں

ایک روز شمکول گرانڈیل دلاور نجاشی کا ایک پہلوان شکار کو گیا۔ جمشید کے
پہلوان مخمور بن قاہر کی ایک آہو پر اُس سے ٹکر ہو گئی کہ وہ بھی اُسی طرف
صید افگنی میں مصروف تھا اور دونوں میں جنگ ہوئی۔ شمکول نے مخمور کو زنجیر کر کے
باندھ لیا اور اپنے لشکر میں لے آیا۔ نجاشی نے نقارہائے شادمانی بجوائے۔ جمشید نے
جو یہ سنا اُسی وقت سوار ہو کر نجاشی کی بارگاہ میں آیا اور شمکول سے کہا۔ ہمارا
پہلوان ہمارے حوالے کر۔ شمکول نے بے درنگ ایک ضرب شمشیر جمشید کے سر پر لگائی
جمشید نے ضرب تیغ روکی اور عوض میں خنجر آبدار اِس قوت سے شمکول کے سینے
میں مارا کہ دل و جگر کے پار گذر گیا۔ نجاشی نے اُس وقت یہی بات مصلحت وقت سمجھی
کہ جمشید کے دست ناپاک کو بوسہ دیا اور بہ اعزاز تمام تخت پر بٹھایا۔ جمشید نے کہا
اے بادشاہ حبش میرا باپ تمہارا ہموطن ہے اور تم سے رشتہ قریبی رکھتا ہے۔ گویا تم
میرے عم ہو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ بزور بازوئے جہانگیر و بتائید
اقبال صاحبقرانی اہل اسلام سے خلد انہ لے دونگا۔ نجاشی اُسی وقت مع بیدین مسقطی
کے جمشید کے لشکر میں چلا گیا۔ الا مختصر وہ کہ اُس نے سلطان شاہ کا دامن دولت
نہ چھوڑا

ایک دن ابو حاکم اور شبوط اور دوزدگر آذر شاہ اور سلیمون تاجدار جمشید

کی ملاقات کے واسطے گئے۔ جمشید بھی اُنسے کمال تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ انکی رخصت ہونے کے بعد جمشید نے نجاشی سے کہا۔ اکثر بادشاہ بیرستہ تیرے کو آئے لیکن بعض بادشاہ نہیں آئے۔ خیر وہ مجھے صاحبقران گمان نہ کرتے ہونگے۔ مگر طرفہ بات یہ ہے کہ تیرا بیٹا مسرور بھی حاضر نہیں ہوا۔ حالانکہ میں اُسکی مہم کا متکفل ہوا ہوں۔ نجاشی نے اپنے پسر کو رقعہ لکھا۔ مسرور نے جواب میں تحریر کیا۔ مجھے تمہارا صبح و شام لعنت و نفرین کرنا بہوا نہیں کہ سلطان شاہ کی رفاقت ترک کروں۔ خصوص اس سفر میں اُس سے جدا ہونا کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا۔ تمنے بھی اچھا نہیں کیا کہ بے سبب اُسکی رفاقت ترک کی۔ جمشید مسرور کا جواب پڑھکے سلطان شاہ کے لشکر میں گیا اور مسرور سے کہا۔ میرے ہمراہ اپنے باپ کی خدمت میں چل۔ مسرور نے انکار کیا۔ شاکول ناوک انداز کو جمشید نے مسرور کے باندھ لینے کا حکم دیا۔ شاکول مسرور کی طرف دست دراز کیا چاہتا تھا کہ مسرور نے بچالاکی تمام شاکول کا ایک ہاتھ شمشیر سے قلم کیا۔ جمشید خود مسرور کے پاس آیا۔ اول اُسکے ہاتھ سے شمشیر چھین لی۔ بعد ازاں اس زور سے کلہ پر تپانچہ مارا کہ ایک آنکھ مسرور کے حدقہ سے باہر نکل آئی اور اس صدمہ سے بیہوش ہوگیا۔ ارجاس مردار خوار نے مسرور کو باندھ لیا۔ سلطان شاہ نے چاہا کہ جمشید سے اُسکی اس حرکت کا انتقام لیا جائے۔ مگر اسلیمون تاجدار درمیان آیا۔ جمشید نے اپنے لشکر میں آکر مسرور نجاشی کے حوالہ کیا۔ نجاشی کو پسر کی آنکھ جاتی رہنے سے رنج ہوا۔ مگر جمشید کے خوف سے دم نہ مارا

جنگ کرنا سلطان شاہ مغربی کا جمشید سے اور بدعو عنان عفراتی قتل کرنا جمشید کا

دربار نوکلو اور عیار حرناباد ہون کا آنا شاہون کا بعد ازان جمشید کا طلسم مین داخل ہونا

ہر چند سلطان شاہ سمرور کی گرفتاری کے وقت ملک النوبہ کی فہمایش سے جمشید کا
معترض حال نہ ہوا لیکن اُسکا غصہ رفع نہ ہوا اور شب کے وقت طبل جنگ بجوایا۔
حسب معمول تمام لشکرون مین کوس حربی بجا اور صبح کو تمام لشکر صف آرا ہوئے
سب سے اول القوم شیر افگن ایک مبارز نامی سلطان شاہ کے لشکر کا میدان رزم
مین آیا اور اُس نے بعد لاف و گزاف جمشید کے لشکر سے مرد مقابل طلب کیا۔ شلخوبر
بن جانسوز مصری جمشید خود پرست کے لشکر کا ہراول اُسکے مقابلہ کے واسطے گیا۔
القوم نے چند زخم شدید شلخوبر کے سر و گردن پر لگائے۔ بعد ازان ایک اور
پہلوان آیا۔ وہ بھی القوم کے ہاتھ سے مجروح ہوا

سلطان شاہ شادان و فرحان اور جمشید خشک دماغ اپنے قیامگاہ پر آیا اور
نہنگ سے کہا تو اسی وقت یعقوب کے پاس جا اور دوستانہ ملاقات کر اور بعد دعا و
سلام پوچھ کہ تو جو بشکل زن مطربہ میرے دربار مین آیا اور بعد بیہوش کرنے
کے بجز میرے تمام حاضرین کی ریش و بروت قطع کی۔ کون امر تجکو میری بے ادبی
اور اذیت سے مانع ہوا۔ نہنگ یعقوب کے پاس آیا اور کمال ادب سے سلام کیا۔
بعد ازان جمشید کا سلام و دعا کہکر سوال مذکور کیا۔ یعقوب سمجھا کہ جمشید میرے
فریب مین آگیا۔ نہایت نرم زبانی سے کہا۔ اے نہنگ یہ بات راز کی ہے لیکن
چونکہ جمشید کا احسان مند ہون اور اُسکی ہمشیرہ میری مونس و محرم راز ہے
اِس لئے صحیح صحیح بیان کرتا ہون۔ خبردار جمشید کے بغیر کسی سے نہ کہنا ورنہ پشیمان ہوگا

اگرچہ یوسف جمشید کے قتل مین کچھ باقی نہ رکہا تہا - یکایک یہ آواز غیب سے
کان مین آئی - اے یعقوب حاسد و ولشناس خبردار صاحبقران مصری کا
یا ہلاکت کے درپے نہ ہونا - مین پابرہنہ بارگاہ جمشید سے بہاگا

نہنگ نے یعقوب کا بیان جمشید کو سنایا اور تصدیق صاحبقرانی کی مبارکباد
دی - جمشید نے نجاشی سے کہا - تمنے میری صاحبقرانی کی تصدیق سنی - کل مین خود
میدان جنگ مین جاونگا - تم اس وقت ایک فیل مست یلہ کر دینا - مین اسکو قتل
کرکے ایک لشکر کے پہلوان کو طلب کرونگا - اسی طرح ہر روز ایک درندے کے قتل
سے اپنی صاحبقرانی کے جوہر دکہاونگا - بعد طلسم سبع سیاح مین داخل ہونگا
بموجب اسکے شب کو سب قبل لشکر جمشیدی مین کوس حربی بجا اور اسکی نسبت لشکر
نے پیروی کی - صبح کو بعد صف آرائی افواج جمشید میدان مین آیا اور فقرات شب
کو جو نجاشی سے کہے بسر عام زبان پر لایا - اس اثنا مین فیلبانون نے ایک فیل
مست جمشید کے مقابل کر دیا - اسنے اسپ سے اتر کر ایک ضرب تیغ آبدار اس قوت و
توانائی سے کلہ پر لگائی کہ نصف کلہ مع خرطوم و دندان صاف قلم ہو گیا اور فیل
دیوار کہنہ کی طرح مردہ زمین پر گرا - جمشید نے کہا - اے سلطان شاہ لازم ہے کہ
میری رکاب کو آکر بوسہ دے ورنہ کوئی مرد مقابل بہیج - سراوق رعد آواز سلطان شاہ
سے اجازت لیکر آیا اور قتل ہوا - اسکے بعد دس پہلوان زخمی ہو کر گرفتار ہوے
دوسرے روز جمشید نے ایک گمرگ قوی الجثہ کو قتل کرکے مالک النوبہ سے مرد مقابل
مانگا اور اسکے چند پہلوانان نامی قتل و گرفتار کیے

تیسرے روز ایک پلنگ شیر پیکر کو قتل کرکے آذر شاہ کے لشکر سے

حریف

حریف طلب کیا سمطور نامی اُسکے مقابلہ مین آیا اور تا شام کلہ بکلہ حرب و ضرب کا ہنگامہ
اور آخر وہ بھی زخمی ہوکر گرفتار ہوا۔ جمشید نے مشعل جنگ روشن کرا کر اور پہلوان
مانگے اور نصف شب تک آذر شاہ کے پانچ اور سردار جنگی و آزمودہ کار زخمی و
قتل کیے۔ جب کوئی سردار اُس لشکر سے نہ نکلا جمشید نے بھی آرام کیا

چوتھے روز ایک غنیم کو قتل کرکے نوبت آذر شاہ بادشاہ شرگان کی آئی جمشید نے زخمی کیا اور
اُسکے چند عیار بہزار خرابی اپنے لشکر مین لیگئے

شب کو ابو حاکم و اشرف بوطہ و نصرون آذر شاہ کی عیادت کو گئے۔ جمشید نے روز پنجم اُنکی
اس حرکت کو دشمنی پر محمول کرکے بعد قتل کرنے ایک شیر ببر کے اُنکے لشکر سے ہم نبرد طلب کیا
نصرون کا سپہ سالار سافیل مقابلہ مین آیا۔ جمشید نے چند ساعت مین اُسکو دستگیر کر لیا
اسی طرح تا غروب آفتاب پندرہ پہلوان قتل و اسیر ہوئے۔ اُس وقت نصرون خود میدان
مین گیا اور کہا اے جمشید خدا کو واحد اور مسیلمہ صدیق کو اُسکا پیغمبر جان۔ تو نے میرے
چند پہلوانان عالی قدر کو قتل و اسیر کیا ہے۔ لیکن مین تیرے حق مین دعائے خیر کرونگا امید
خدا تجکو واقعی صاحبقران عصر بنادے گا اور تیری مستورات کو سجاح کاہنہ کا رتبہ دے گا
جمشید نے کہا۔ مین خدا کا ہی قائل نہیں ہون پس تیرے اُس مسیلمہ مکار و دغا باز کو کیا
سمجھونگا۔ باقی رہی سجاح اُسکو دو چار شب کے لیے قبول کر لونگا۔ نصرون آیا تو تھا
دعا کرنے۔ مگر جمشید کی فحش باتون نے اُسکو برافروختہ کر دیا اور بے محابا شمشیر خون
آشام غلاف سے نکال کر جمشید کے سر پر لگائی جمشید نے دستانہ آہنی سے ضرب شمشیر
روکی اور ایک گرز شبیہ کوہ البرز بامن قوت نصرون کے سر پر مارا کہ سر مثل
خربوزہ شق ہوگیا۔ نصرون کے سرداران لشکر بحال خراب اُسکو اُٹھا لائے

روز ششم جمشید نے ایک خوک اور ایک میمون کو قتل کیا اور شیطنت سے ایک سو
پہلوان مارا۔ اس اثنا مین ضابطہ بن اشبوط مع پہلوانان خنجر گذار معرکہ مین پہنچا
اُنمین نشخوار و دشنخوار کا پدر پرکار سنارہ گردن بھی تھا۔ اُس نے بعد ازان ضابطہ بن اشبوط
سے پوچھا وہ جوانان اجل رسیدہ کون ہین جنہون نے میرے نورچشمون کو قتل کیا۔
اشبوط نے کہا۔ وہ بھی ایک دو دن مین آجائینگے فی الحال تو اُس حبشی بچہ کو قتل
کرو پیغمبر خداوند ولیکن بے ادبی کرکے پیکار جمشید سے متوجہ ہوا [illegible]
آفتاب شمشیرزنی کی۔ ناگاہ جمشید نے موقع پاکر ایک شمشیر بے پناہ اس قوت سے پیکار
کے سر پر لگائی کہ قاش زین تک کسی جائے بند نہ ہوئی۔ اسی طرح پانچ پہلوان نامی
پس و پیش جمشید کے ہاتھ سے زخمی اور اسیر ہوئے۔ اتنے مین صبح ہوئی اور خود ضابطہ
بن اشبوط جمشید کے روبرو آیا اور تین پہر کامل حرب وضرب کی۔ آخرکار زخمی ہوا

ضابطہ کے بعد کوئی پہلوان نہ آیا۔ جمشید نے لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہو کر کہا
اے محمدیان تیرہ فطرت وائے دلاوران صاحب شوکت مین محض اس لئے تمسے فی الحال
حرب نہین کرتا کہ تمہارا بادشاہ موجود نہین۔ کل مین طلسم مین جاؤنگا۔ وہان سے پھر آکر
تمہارے بادشاہ سے فیصلہ کرونگا

یہہ کہکر جمشید اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور نہنگ کے ہاتھہ اس مضمون کا رقعہ پادری
ایڈورڈس کی خدمت مین بھیجا "تم براہ مہربانی مجکو بیابان سبع سباع مین داخل
ہونے کا طریق ارشاد کرو اور اس حال سے بھی آگاہ فرماؤ کہ اُس طلسم مین حیوانات
درندہ اسی جنس کے ہین جنکو مینے میدان جنگ مین ہلاک کیا یا اُنکی کچھہ اور قسم ہے"
پادری نے بجواب اُسکے کہلا بھیجا۔ "اے صاحبقران خود پرستان جانوران

شنسپ کے نام سے تو اسی قسم کی ہمین، تم یہان سے اس اپنے لشکر سے مشرق کی طرف دو فرسخ جاؤ وہان ایک مینار سبز رنگ بہ گنبد دیکھو گے اور مینار پر ایک عبارت بہ خط جلی لکہی ہوگی اس عبارت کو پڑھنا بعد ازان تنہا درہ کوہ مین داخل ہو جانا جو منار کے روبرو ہے بیابان سبع سباع مین جا پہونچوگے

جمشید بہت خوش ہوا اور سردار درباسے کہا۔ تمنے سنا کہ پادری ایڈورڈس نے بہی مجہے یہی بتایا ہے صاحبقران کہا۔ بعد ازان سرداران سقید کو بلایا اور خلعت بہت سے انعام دیکر رخصت کیا

صبح کے وقت جمشید نے لباس پرتکلف پہنا اور سلاح جواہر نگار قامت پر لگائے اور ایک مرکب برق رفتار پر سوار ہو کر بیابان سبع سباع کی طرف روانہ ہوا۔ اپنے سرداران سے گپ لگاتا ہوا اس مینار کے قریب پہونچا جو پادری ایڈورڈس کی نشاندہی کے موافق ایک درہ کوہ کے مونہہ پر واقع تہا۔ منار کے کتبہ مین یہ دو شعر بہ خط جلی لکہے ہوئے تہے

اندرین دشت پر ز بیم و امید — غیر صاحبقران قدم نزند
زانکہ در بارگاہ قیصر و زہ — جز شہ خاوران علم نزند

جمشید نے یہ شعر پڑہے اور اپنے سرداروں اور نہنگ عیار سے کہا۔ اگر مین صاحبقران نہوتا مرشد کامل شاہ ہیچ پیچ مجہے بیابان طلسم مین جانے کا حکم نہ دیتے۔ بہر حال اب رخصت ہوتا ہون لشکر سے خبردار رہو۔ بعد ازان جمشید اس درہ کوہ مین داخل ہوگیا

احوال صاحبقران اکبر شاہزادہ معزالدین اور امراکا جو کوہ طرطی یا مقام الدعوت مین قسمت آزمائی کر رہے ہین

جب حکیم ابوالمحاسن نے صاحبقران اکبر اور ابوالحسن جوہر اور باقی سات امرا کے
واسطے ایک ایک گوشہ علیحدہ تجویز کر دیا اور سب مراتب سمجھا دیئے۔ خود زیر کوہ چلا آیا
خدا کی قدرت سے اُس کوہ پر چشمے شیریں اور درختان سایہ دار اِس کثرت سے
تھے کہ ایک ایک چشمہ اور ایک ایک درخت ہر ایک شخص کے حصے میں آیا

روز دیگر کہ روز شنبہ تھا علی الصباح صاحبقران اکبر نے دعوت زحل کا بخور جلایا
اور لباس سیاہ پہنا اور حکیم ابوالمحاسن کے حسب الارشاد نیمچہ زنگیش بھی اپنے
قریب رکھ لیا۔ ازانگاہ اوراد میں مشغول ہوا۔ ہنوز ساعت ہشتم شروع ہوئی تھی کہ اس طرح
کی اشکال مختلفہ مہیب و خوفناک جانوران درندگی نظر آئیں کہ قلب سینہ کے اندر ہلنے لگا
مگر بفضل الٰہی استقلال مزاج قائم رہا جو جانور دائرہ کے قریب آتا تھا اُسکو نیمچہ زنگیش
سے ہلاک کرتا تھا اُس وقت اُس جنس کے باقی جانور خود بخود غائب ہو جاتے تھے
ناگاہ کوہ کے ایک گوشہ سے گرد تیرہ و تار متصاعد ہوئی اور دامنہ گرد سے ایک
نقابدار سیاہ پوش اسپ مشکی پر سوار نیزہ خطائی ہاتھ میں لیئے ہوئے بصلابت
تمام و مہابت مالاکلام دائرہ کے قریب آیا اور اُس نے شاہزادے سے کہا کہ
اے خیرہ سر تیرہ روزگار تیرا اِس کوہ اجل پر کیا کام تھا۔ اگر تجھ میں کچھ نشاء دلاوری
ہے ہمارے مقابل ہو۔ حکیم اخشجان اور حکیم ابوالمحاسن نے شاہزادے کو سمجھا دیا تھا
کہ اگر روز شنبہ کی ساعت ہشتم میں ہنگام عزیمت خوانی کوئی مرد جنگجو اِس شکل کا تجھے
حرب کے واسطے بلاوے اُس سے بے مضائقہ حرب کرنا۔ لہذا شاہزادہ دائرہ سے باہر نکلکر
اسپ پر سوار ہوا اور کہا اے جوان بسم اللہ بگو تا بگردیم۔ نقابدار نے نیزہ دوری
شروع کی صاحبقران اکبر نے حتے الوسع کوئی درجہ فن نیزہ بازی میں باقی نہ رکھا

مگر

مگر نقابدار نے بہ آسانی شاہزادہ کے ہاتھ سے نیزہ چھین لیا۔ آج تک کوئی شخص
نیزہ بازی میں شاہزادے پر غالب نہ آیا تھا۔ کمال غصہ آیا۔ نقابدار نے کہا تو نے
نیزہ بازی میں میرا اعلیٰ کمال نہ دیکھ لیا۔ اب آ اور تو شمشیر بازی میں ہاتھ دکھا
شاہزادے نے شمشیر غلاف سے نکالی۔ نقابدار نے بعد دو چار شمشیر بازی کی آخر شمشیر
کی ضرب سے زمین پر گرا دی۔ بعد ازاں اسی طرح خنجر و گرز وغیرہ آلات حرب میں غالب آیا۔
بعد ازاں نقابدار نے کہا اے معز الدین تمہارے علاوہ جو تمہارا
[illegible] تین ضرب اس نے کیا۔ اسی طرح ہر ایک آلہ حرب سے متعلق [illegible]
اب میں وہ سب تجکو تعلیم کرتا ہوں چنانچہ اُس نے چند ساعت میں نیزہ وری تیراندازی
و تیغ بازی و اسپ دوانی وغیرہ اسلحہ کے متعلق تمام فنون تعلیم کیے۔ بعدہٗ تین بار بغلگیر
ہوا۔ صاحبقران کو ہر بغلگیری میں اپنا زور سابق سے دہ چند محسوس ہوا۔ نقابدار
نے کہا۔ اب ہم تجھ سے فرمائش کرتے ہیں کہ اُس درخت تناور کو جو روبرو نظر آتا ہے بقوت
دست و بازو مع بیخ زمین سے نکال لے صاحبقران نے درخت کو بغل میں لے کر ایسا زور کیا
کہ درخت مع بیخ زمین سے نکل آیا۔ نقابدار نے آفرین کی اور صاحبقران کو ایک باغ
فردوس نشان میں لایا۔ اُس باغ کے تمام مکانوں کا فرش و فرو شمع اور سامان
و اسباب سیاہ مطلق تھا یہاں تک کہ ظروف خورونوش بھی سیاہ تھے۔ نقابدار نے
بدست خود شراب مشک افزا کے تین جام صاحبقران کو پلائے۔ اُن جاموں کے
پینے سے قوت کو سہ چند ترقی ہوئی اور اُسی کیفیت میں سو رہا۔ صبح کو نقابدار نے
صاحبقران اکبر کو مقام دعوت میں پہنچایا اور کہا۔ آگاہ ہو میرا نام دیوائیل ہے
میں کوکب زحل کا موکل ہوں۔ حکیم قسطاس نے تمہارے عوض نصاب دعوت کو ختم کیا

اور مجکو مامور کیا کہ تمکو تمام فنون سپاہ گری سکہاؤن اور زور و قوت بخشون اسیکے بعد
تمکو ہر ترکیب ہوکل زور بخشیگا اور دیگر سکہائیگا

بعد بیان کرنے اس حال کے نوائیل ہوکل تیر شہاب کی مانند نظر سے غائب ہوگیا صاحبقران
اکبر نے یکشنبہ کی ساعت اول مین دعوت آفتاب شروع کی بعد ظاہر ہونے اشکال
مہیب اور اصوات مخوفہ کے ایک نقابدار لباس زرین تاج یاقوتی سر پر رکہے ہوئے
اسپ عربی پر سوار قریب دائرہ کے آیا صاحبقران نے دائرہ سے نکلکر اُس سے بہی
تمام فنون جنگ و حرب حاصل کیے۔ نقابدار نے وہ تاج یاقوتی اپنا شاہزادے کے
سر پر رکہدیا اور ایک درخت جو درخت دیرونہ سے زیادہ تر بہنا اور تنومند تہا
کندہ کرایا۔ بعد ازان ایک باغ دلکشا مین لایا جسکا تمام سامان زرنگار تہا
وہان شراب زعفرانی پی صبحکو صاحبقران اکبر کو نقابدار مکان دعوت مین لایا اور
وقت رخصت کہا میرا نام شمسائیل ہے اور یہ تاج اصل مین ایک درخت کا برگ ہے
جبتک یہ برگ اس ہیئت پر رہیگا تمہاری بہی قوت اقبال و زندگی مین فتور نہین
آنیکا۔ البتہ امر ناگزیر مین پژمردہ ہو کر یہ برگ ہائے مغفر کی صورت ہو جائیگا۔ بعدہ شمسائیل
ہوکل مثل سلاطین نامدار و بادشاہان باوقار حرب کرتا تہا بلکہ اُسکے حرب کی ترکیب
مردان اقلیم چہارم سے بالکل مشابہ تہی صاحبقران نے اُس تاج کا تاج انجم نام رکہا
روز دوشنبہ کو بعد اختتام دعوت ایک سوار نقابدار سبز پوش اسپ سبز رنگ
پر سوار نہایت چابک چالاک پہونچا اور اُس نے بہی بعد تعلیم فنون حرب ایک ستون
درخت کندہ کرایا اور ایک باغ مین مہمانی کی اور صبح کو ایک انگشتری زمرد کی
دی اُسکا نام قمرائیل تہا

چشمے کا پانی پلانا جو باغ کے دروازہ پر ہے۔ یقین ہے کہ وہ اُسی وقت اپنی حالت
اصلی پر آجاوینگے

بعد روانہ ہونے تورانشاہ کے نازنینان جہاں سب باغ صاحبقران کی خدمت میں حاضر
ہوئیں اور انہوں نے مجلس عیش و طرب آراستہ کی۔ صاحبقران نے اُن پریچہرہ
حسینوں سے چند بار پوچھا کہ اصل میں تم کون ہو اور اس باغ میں کس تقریب سے
آئیں وہ تبسم فرماتیں کچھ جواب نہ دیتی تھیں اور صاحبقران کو نظر تیز تیز کر
دیکھکر ہنستی تھیں

صبح کے وقت صاحبقران اکبر شکار کو گیا۔ مگر اُس کوہ کو کوہ طوطی سے مشابہ نہ دیکھا
چند قدم کے بعد ایک گوشہ سے مختصر گرد نظر آئی اور تتق گرد میں سے امیر مجاہد الدین
دلاور مسلح باین صلابت و مہابت نکلا جسکے روبرو عفریت بھی ایک پشہ ضعیف کا
حکم رکھتا تھا۔ جب قریب پہونچا اُس نے شتاب صاحبقران کے سینہ پر ایک نیزہ
مارا اور کہا اے خیرہ سر تیرہ روزگار تو کون ہے جو میری اجازت کے بغیر اس
کوہ پر آیا۔ صاحبقران نے بمشکل ضرب نیزہ روکی۔ امیر صاحبقران سے دست و گریبان
ہوگیا اور دوپہر کامل کلہ بکلہ اور دست بدست جنگ مردانہ کرتا رہا۔ آخر کار صاحبقران
مجاہد الدین کو کمند سے باندھ کر باغ میں لے آیا۔ امیر مجاہد الدین کو اپنے حال کی
کچھہ خبر نہ تھی اور کلمات بیہودہ زبان سے بکتا تھا۔ صاحبقران نے اپنے چہرہ آفتاب
مثال سے پردہ نقاب دور کیا اور فرمایا امیر تم مجھے بھی پہچانتے ہو۔ امیر نے
کہا۔ ہاں میں تجھے خوب واقف ہوں کہ تو میرا حریف ہے۔ صاحبقران نے اُس
چشمے کے پانی کا ایک جام امیر کو پلایا۔ ہنوز نصف جام حلق سے اُترا تھا کہ مجاہد الدین

بیہوش ہوگیا۔ جب ہوش مین آیا۔ بہ ادب تمام سلام کیا۔ صاحبقران نے فرمایا
یا امیر کبیر مجھے تمہارے حال مین نہایت حیرت ہے۔ تمہاری مانند انسان دانشمند
اسقدر از خود رفتہ ہو کہ اپنے حال و استقبال کی کچھہ خبر نرہے اور اپنے بیگانے
کو نہ پہچانے

امیر مجاہد الدین نے کہا اے شہریار عالی وقار مین دعوت زحل مین مشغول تھا کہ
ایک نقابدار سیہ پوش مسلح و مکمل دائرہ کے قریب آیا اور اُس نے مجھے فنون
پہلوانی و سپاہگری تعلیم کئے اور بعد کندہ کرانے ایک درخت تناور کے باغ مین
لے گیا اور کہا تو پنجشنبہ تک اسی باغ مین اوقات گذار۔ بروز پنجشنبہ اپنے دائرہ
دعوت مین جا پہونچے گا۔ اِس دفعہ مشتری کی عزیمت شروع کیا۔ مینے پنجشنبہ تک چند بار
باغ سے نکلنے کا قصد کیا لیکن کسی طرف راہ نہ ملی۔ بروز پنجشنبہ صُبح کے وقت جو
آنکھ کھلی اپنے کو دائرہ عزیمت مین پایا۔ مینے دعوت مشتری شروع کی ساعت
ہشتم مین قوس اہل موکل مشتری حاضر آیا اور اُس نے بھی فنون حرب سکھائے
اور زور بخشا۔ بعد ازان ایک باغ مین لے گیا اور شراب صندلی رنگ کے دو جام پلائے
جب میرا کیفیت شراب سے گرم ہوا موکل نے یہ آیہ کریمہ اِہْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
عَدُوٌّ تین مرتبہ روبرو پڑھی۔ اِس آیہ کے سُنتے ہی میری حالت مجنون کی سی ہو گئی
اور اُس وقت بجز اس خیال کے کچھہ دوسرا خیال نہ تھا کہ کسی مرد جنگجو سے محاربہ کرنا چاہیے
آخر مرکب پر سوار ہو کر باغ سے باہر نکلا چند قدم کے بعد ایک سوار مسلح کو ایک درخت
کے سایہ مین استادہ دیکھا۔ مینے اُسکو مقابلہ مین بلایا۔ اُس نے کہا۔ مین خود تین
روز سے مرد جنگی کی تلاش مین آوارہ پھرتا ہون۔ مین آمادہ ہون پھر کا [illegible]

ترتیب وہ ترتیب میں مصروف گرم رہے الا کسی کو غلبہ میسر نہ آیا۔ اسی اثنا میں ہم دونو کو اشتیاق
اُنکا غالب ہوا کہ ہمارے دست و پا سست ہو گئے اور جنگ کو ملتوی کرکے ایک
درخت سے میوہ خوری شروع کی۔ لیکن ہنگام میوہ خوری بھی ایک دوسرے کو نگاہ
تیز دشمنانہ سے دیکھتا تھا۔ ناگاہ ایک جوان ہماری ہی شکل و وضع کا وہان پہونچا
اور ہم اُس سے تعرض کرنے لگے۔ اُسنے کہا شائستہ حریف کی تلاش میں ہوں مجھکو فرصت ہو تو جنگ
کرو۔ ہمنے کہا ہم فیصلہ کر لین پھر تجھسے حرب کرینگے۔ اس گفتگو میں جوان چہارم
دست و تیغ چشم کف کو ہم سے جدا کر کے اُسی صورت کا وہان پہونچا اور اُس نے بھی حریف
مانگا۔ وہ جوان اول اُس سے جنگ و پیکار میں مصروف آیا۔ ہم دونو اُنکے محاربہ کا تماشا
دیکھتے رہے۔ ہنوز باہم اُنکا فیصلہ ہوا تھا کہ ایک ہوائے تند و تیز اس شدت کی چلی
کہ گرد و باد ہو گیا۔ اُس تاریکی میں ہمنے مرکب گرم کی اور ایک طرف لے گیا جب
تاریکی سے نکلا حضور سے مقابلہ ہوا۔ اب مجھے گمان گذرتا ہے کہ وہ دونو ناخلف جنگجو

سیف الدین اور امیر محمد تھے

صاحبقران اکبر تمام شب امیر مجاہد الدین سے حرف و حکایت میں گذار کے
صبح کو مع امیر شکار کو گیا۔ جب زیر کوہ پہونچے اُسی طرح ایک گرد نظر آئی اور گرد
میں سے امیر جلال الدین اس صلابت و مہابت سے نکلا کہ اُسکی صورت سے خوف آتا تھا
جس وقت اُس نے امیر مجاہد الدین کو دیکھا ایک نعرہ مردانہ مارا اور کہا باش اے
مردِ گریز پا تیری تلاش میں تمام کوہ کو درہم و برہم کر دیا۔ امیر مجاہد الدین نے کہا اے
جلال الدین ہوش کر اور مجھے پہچان۔ مسلمان نے مسلمان سے اور دوست نے دوست سے
کہیں جنگ کی ہے۔ امیر جلال الدین نے کچھ نہ سنا اور ایک نیزہ بقوت تمام امیر مجاہد الدین کو مارا

امیر مجاہد الدین صاحبقران کے اشارے سے ایک طرف ہو گیا اور صاحبقران
سے جنگ میں مشغول ہوا۔ امیر جلال الدین نے دو ساعت تیغ صاحبقران سے جنگ
مردانہ کی۔ بالآخر اسکو بھی کمند میں باندھ کر باغ میں لے آیا اور چشمے کا پانی پلایا
جب امیر جلال الدین کے ہوش درست ہوئے اُسنے بعد قدمبوسی عرض کیا۔
مجھکو روز یکشنبہ عزرائیل نے اور روز دوشنبہ حملائیل نے فنون پہلوانی تعلیم کیے
اور روز آخر الذکر نے یہ آیہ کریمہ میرے سراپا پر دم کی :- اِدفعُوا الغضبَ بعد
میں دیوانہ وار باغ سے باہر نکلا۔ روز چہارم امیر مجاہد الدین سے روبکاری ہوئی۔ باقی
حقیقت حضور نے امیر مجاہد الدین سے سنی ہوگی

روز سوئم بمعیت امیرزادون کے صاحبقران اکبر کوہ کرہنہ میں پہونچا۔ رد بقضا
ایک آہوے تیر خوردہ آیا۔ اُسکے پہلو میں دو تیر لگے ہوئے تھے۔ صاحبقران نے
اُس آہو کو شکار کر کے سرا بستہ کر کے شب میں امیر سیف الدین عفریت بدبخت کی پشت
وہان پہونچا اور بار دیگر اُسنے امیر مجاہد الدین تنہا سے جنگ کی مگر آخر کو
صاحبقران سے دست و گریبان ہو گیا۔ صاحبقران اُسکو بھی باندھ کر باغ میں
لایا اور چشمے کا پانی پلایا۔ امیرزادہ سیف الدین نے بیان کیا۔ میرے تیر بیدرنگ
تو بے اثر گذرے البتہ سہ شنبہ کو حملائیل نے اور چہارشنبہ کو قوسائیل نے مجھکو زور
و قوت بخشا اور آیۂ شریفہ سنائی اور میں نے اِن دونو بزرگون سے کہا بعد
امیر محمد سے جنگ کی بعد دور ہوئے تاریکی کے یہ ہرن ہمارے روبرو سے گذرا۔ ہم دونو
نے جنگ ملتوی کر کے بلا فاصلہ ہرن کو تیر مارا اور اُسکا تعاقب کیا۔ میں ابھی
قریب سے حضور کی خدمت میں پہونچا۔ معلوم نہیں امیر محمد اثنائے راہ میں کہان

کر دن لیا

روز چہارم امیر محمدؐ سے روبکار ہوئی۔ وہ امیرزادہ سیف الدین سے حرب کرنا چاہتا تھا لیکن صاحبقران اُسکے مقابل ہوا اور ایک فصل جنگ آلات کے بعد بزور بازو اُسکو مغلوب کر کے باندہ لیا اور باغ مین لاکر پانی چشمے کا پلایا۔ امیر محمدؐ نے عرض کیا مجکو شمسائیل اور جلائیل نے فنون جنگ تعلیم کیئے اور جب مینے اور امیرزادہ سیف الدین نے ہرن کا تعاقب کیا ہے تب آپنے ایسی سکندری لگائی کہ مین پشت مرکب سے زمین پر گرا۔ اِس عرصے مین سیف الدین میری نظر سے غائب ہو گیا۔ صاحبقران نے امرا سے فرمایا ہمنے اِس کوہ کا نام عرفات المجاہدین رکہا

روز پنجم صاحبقران اکبر نے امیر خلیل و امیر سلطان کو کہ بکلمہ جنگ کرتے ہوئے زیر کوہ پایا۔ دونو کو مغلوب کر کے باندہ لیا۔ جب دونو کے ہوش درست ہوئے معلوم ہوا کہ امیر خلیل جلائیل کا اور امیر سلطان شمسائیل کا نظر کردہ ہوا اور دونو تلاش حریف مین تہے کہ دوچار ہوئے اور باوجود باہم برادر ہونے کے مانند دشمنون کی جنگ شروع کی

روز ششم [illegible] امیر عبدالاحد اشکار کو گیا۔ امیر سلطان نے ایک ہرن کو تیر سے مارا اور ذبح کیا چاہتا تہا کہ دفعۃً برو سے ایک مرد دیوانہ پشتارہ گران دوش پر رکہے ہوئے پیدا ہوا اور اُس نے اسقدر چالاکی اور تیز دستی کو کام فرمایا کہ اُس ہرن کو امیر سلطان سے چہین لیا۔ امیر سلطان کو اُسکی اِس حرکت سے کمال غصہ آیا اور ایک حالت غضب مین نیزہ مارا۔ دیوانہ نے ضرب نیزہ خالی دی اور بایں چالاکی کمند حلقہ در حلقہ امیر سلطان کے کمر مین بند کی کہ پشت مرکب پر سے زمین پر گرا دیا بعد ازان چادر مین باندہ کر دوسرے پشتارے کے برابر رکہدیا۔ قضا را

امیر [illegible] وہان پہنچا اور اُس دیوانہ سے لڑ پڑا۔ [illegible]
گرفتار ہوا۔ اُس نے کہا جسطرح اب تجکو دستگیر کرونگا۔ امیر خلیل سے ضبط نہو سکا
اور بے اختیار اُس دیوانہ سے دست و گریبان ہو گیا۔ دیوانہ نے امیر خلیل کو بھی بآسانی
تمام کمند سے باندھ کر اُنہیں پشتارہ اُن کے برابر رکھدیا۔ اسیطرح امیر مجاہد الدین و
امیر جلال الدین و سیف الدین و امیر محمد نوبت بہ نوبت وہان پہنچے اور اُس مرد
عیار کے ہاتھ گرفتار ہوئے۔ اسی اثنا میں صاحبقران کا بھی اُدہر گذر ہوا اور یہ حال
معلوم کرکے اُس دیوانہ کو تہدید کی اور فرمایا باش اے جوان مجہول الاحوال
تو کون بلا ہے کہ میرے سرداران نامدار کو جو ہر ایک بجائے خود رستم وقت ہے
گرفتار کیا۔ اُس نے کہا۔ مین باش اور نہ باش کو نہین سمجھتا جو شخص مجھسے مقابلہ کریگا
مین اُسکو بھی اسی طرح کمند سے باندھونگا۔ صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ میرے مقابل ہو
مین بھی بغیر آلات حرب عیارون کی مانند تجھسے جنگ کرونگا۔ دیوانہ نے کہا تیری
کیا قدرت ہے جو مجھسے بغیر آلات حرب مقابلہ کرسکے۔ صاحبقران نے فرمایا۔ تیار
ہو بیٹہن۔ دیوانہ نے کہا۔ آج والی ہوشیار رہنا۔ یہ کہکر وہی کمند نہایت چالاکی
سے صاحبقران کی کمر مین بھی باندہی۔ اگرچہ کمند صاحبقران کی کمر مین بندہ گئی
مگر صاحبقران نے رشتہ کمند خنجر سے قطع کیا۔ دیوانہ نے جو دیکھا کہ کمند سے کچھ
کاربراری نہوئی عنبر ہوش ہاتھہ مین لیکر ایسی جست کی کہ صاحبقران کے
مونہہ کے قریب آیا۔ صاحبقران نے ایک ہاتھہ سے دماغ بند کرلیا اور دوسرے ہاتھہ
سے اُس دیوانہ کے ہاتھہ کو اس زور سے پیچ دیا کہ زمین پر گرا۔ بعد ازان اُسیکی کمند سے
دیوانے کے ہاتھہ باندہے اور اپنے امرا کو ہوش مین لایا۔ جب پشتارہ ہفتم کو کھولا

جوانی سے اُس مرد کے وہ شخص بیچ رہا اُس میں سے امیر یوسف نکلا۔ اور امیر یوسف اُن مجنون کو باغ میں لائے۔ صاحبقران نے ایک ایک جام چشمہ کے پانی کا پلایا۔ امیر یوسف نے ہوش میں آکر عرض کیا مجھے تو سائل موکل اشتری نے زور بخشا اور یہ آیہ شریفہ بتائی میں مجنون وار مرد مقابل کی تلاش میں باغ سے باہر نکلا اور اس مرد سے دوچار ہوا میں نے اسکو ایک نیزہ جان گداز مارا۔ اُسنے میری کمر بند نیزہ پر لیکر اور ڈال کر مجھے کمند سے باندھ لیا

اُس مرد مجنون کا مزاج بھی اصلاح پر آگیا تھا اور خاموش سر نگوں امیر یوسف کی حقیقت سن رہا تھا۔ صاحبقران نے اُس سے فرمایا اے مہربان تم بھی سرگذشت اپنی بیان کرو۔ امیر مجاہد الدین نے کہا۔ اِس مرد کی ترکیب بعینہ ابوالحسن کی معلوم ہوتی ہے۔ صاحبقران نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ شاید ابوالحسن کو مرادوں کے باغ سنجیت کی نوبت پہنچی ہے۔ اسی اثنا میں ہیئت خود بخود زائل ہونی شروع ہوئی اور چند لحظہ میں ابوالحسن ثابت ہو گیا۔ صاحبقران نے پوچھا۔ اے برادر عزیز القدر تیرے سر پر کیا مصیبت و راحت گذری۔ ابوالحسن نے کہا۔ یا صاحبقران نامدار میں روز دوشنبہ کو کوکب قمر کا منظر کردہ ہوا اور قمرائیل موکل نے مجھے ہنر عیاری اور فنون سپہ گری بھلوانی تعلیم کیئے بلکہ ایک تعویذ بھی میرے بازو پر باندھا اور کہا۔ یہ تعویذ جلد رفتاری اور سریع السیری کے واسطے کام آئے گا۔ چہارشنبہ کو جونرائیل موکل نے مجھے فنون حرب اور ہنر مکاری و فیلسوفی سکھائے۔ بعد ازاں ایک غنچہ ہفت رنگ جو میری کسوت عیاری میں موجود تھا ساعت عطارد میں میرے چہرے پر ملا۔ فی الفور میری صورت مبدل ہو گئی اور حواس خمسہ میں فتور کامل پیدا

اُسکی

اس طلسمات نیرنگی مین باغ سے باہر نکلا اور شیر یوسف سے مقابلہ ہوا شیر سراپا پیکر
سنگ آیہ شریفہ دم نہین کی

اب صاحبقران نے امراکو اپنی حقیقت سنائی اور شب اُن نازنینون کے رقص و سرود مین
ختم کی۔ جب صبح کو بیدار ہوئے کر وطوطی کو اُسی ہیئت اصلی سے دیکھا صاحبقران
امرا سے کلمہ و کلام کرتا ہوا اور دست مشاکی طرف روانہ ہوا

ضابطہ کا اظہار عشق شمسہ پر اور ابو الحاکم کا ہمکانی دروازہ قصر خضر پر پہونچکر حرب و ضرب کرنا اور بر وقت صاحبقران اکبر کا پہونچنا و دیگر متفرق حالات

جس وقت ضابط بن اشبوط نے اُس زخم سے صحت پائی جو جمشید کے ہاتھ سے پہونچا تھا
اپنے باپ اشبوط سے اور ابو الحاکم سے شمسہ کی خواستگاری کی۔ ابو الحاکم نے کہا بحق
معز الدین کے کہ مسلمان ہے مجھے ہر ایک شخص سے شمسہ کی تزویج منظور ہے لیکن یہ امر میرے
دست قدرت مین اور نہ ضابط امر تیرا آنجی نظر آتا ہے کہ لوح طلسم بیضا کو بہم
اشبوط کے وزیر ابو الخدج نے کہا۔ اے بادشاہ فرزند سعید تو اول مشہور کر کہ مین دنیا
کو ترک کرتا ہون اور شمسہ کو اپنی جائداد کا وارث کرونگا بعد ازان ایک شان ہمارے
اور اپنے لشکر کے پہلوانان چیدہ کو صندوقون مین بند کرکے قصر خضر کے اندر داخل
کر کے چل۔ امید ہے کہ تیری برادر زادی تجکو اندر بلالے گی۔ اُس وقت قصر کا انتظام
کرنا کچھ مشکل نہ ہوگا اور شمسہ بزور ضابطہ کو ملجائے گی

ابو حاکم نے دوسرے ہی روز لباس شاہی اُتارا اور خرقہ درویشی پہنا اور جب سمجھا کہ یہ خبر اطراف مین بخوبی شہرت پا گئی ایک دن پانچسو صندوق کلان مین پہلوانون کو بند کیا اور جبل الثلج کو راہی ہوا۔ جب زیر کوہ پہونچا پاسبانان قلہ کوہ جو چار ہزار آدمی کے قریب تھے صعود کوہ سے مانع ہوئے۔ لیکن اُنکے سردار نے ملکہ سے اجازت منگا کر ابو حاکم کو رستہ دیا اور اُس نے صنادیق دروازہ اول کے اندر رکھوا کر حمالون کو رخصت کیا۔ چند کنیزان حبشیہ قوی ہیکل محل کا دوسرا دروازہ کھولکر باہر نکلین اور ایک صندوق کو اندر لیجانے کے لیئے اُٹھایا۔ قضارا اُسمین ضابط بن اشبط بند تھا اور بے اختیار اُس وقت ضابط کے شکم سے باد خارج ہوئی۔ کنیزین سمجھہ گئین کہ اصل حال کیا ہے اُنہون نے صندوق کو پھینک دیا اور شور و غل کرتی ہوئین قصر مین چلی گئین اور اندر سے دروازہ بند کر لیا

ابو حاکم کو ضابط کی اِس بے اعتدالی پر کمال غصہ آیا اور جلد جلد پہلوانون کو صندوقون سے نکال کر دروازہ اول پر قبضہ کیا اور دروازہ دویم کو گرز اور بیل و تبر و کلند کی ضربات سے توڑنا چاہا۔ ملکہ ہشمتہ التاجدار حیران تھی کہ انجام کار کیا ہوگا۔ زیر کوہ اشواک بن فارس اشبط کا ایک سردار قلیل فوج کے ساتھہ منتظر وقت کھڑا تھا۔ اُس نے پاسبانان قلہ کوہ پر حملہ کیا۔ محارب بن حارب پاسبانون کے سردار نے نصف تابعین کو زیر کوہ اشواک کے مقابل کیا اور نصف فوج کو دروازہ پر بھیجا۔ غرض دونو طرف ایسی جنگ مغلوبہ واقع ہوئی کہ خون بہا نکلا اسی اثنا مین محارب بن حارب کام آیا۔ حارب کو فرزند کے انتقال سے کمال صدمہ ہوا مگر بتقاضاے نمکحلالی ثابت قدم رہا

حریفوں کے انبوہ میں در آیا اور اپنی [illegible] جنگ [illegible]
کشت و خون کیا کہ دشمن کو فکر پیدا ہوئی - ضابطہ بن [illegible] نے اپنے خیال باطل کے
موافق صاحبقران کو [illegible] سمجھا تھا صاحبقران اکبر کے مقابل ہوا اور ایک ضرب
شمشیر [illegible] سر مبارک پر لگائی - صاحبقران نے ایک ضرب شمشیر سپر فولادی پر دفع
کی اور جواب میں [illegible] ہو گیا

ہنگامہ جنگ [illegible]
ایک مادیان عربی پر سوار رستم شان [illegible] سیماب کی مانند [illegible] اسلام [illegible]
امیر یوسف اسکے مقابل آیا اور کہا میری طرف متوجہ ہو - نقابدار نے نہایت چالاکی
سے شمشیر خون چکان امیر یوسف کے سر پر لگائی - امیر یوسف نے قبضہ شمشیر [illegible]
ہاتھ ڈالکر اس زور سے پیچ دیا کہ شمشیر نقابدار کے ہاتھ میں سے نکل آئی [illegible]
اسکے [illegible] ہو کے اسکو رشتہ کمند سے باندھ لیا

اس اثنا میں لشکر اسلام [illegible] خبر ہوئی اور چند سردار [illegible] پہنچے
اور انہوں نے بقیۃ السیف لشکر کا استیصال کیا - ابو ملکم نے [illegible] اور چند
خستہ و مجروح کے ہمراہ کوہ پر سے گریز کی - اور ابو الخدع اسیر ہوا - زیر کوہ جو فوج
انکی جنگ کر رہی تھی اس نے بھی بوق بازگشت بجوا دیا - حارب بن جنید سردار
نگہبان قصر صاحبقران اکبر کی خدمت میں حاضر ہوا اور کلمہ طیبہ پڑھا - صاحبقران نے
فرمایا اے حارب اب تک تو ابو عامر کی طرف سے قصر کا نگہبان تھا آج سے ہم نے
تجکو خدمت پاسداری عطا فرمائی - تیرا اور تیرے ماتحتوں کا وظیفہ آئندہ ہمارے
خزانہ سے ملیگا

[illegible] پادری کے اِس [illegible] کی خبر پہونچی اُسی وقت حکیم اقلیمون الٰہی
[illegible] پادری کو [illegible] گیا - [illegible] قیصر [illegible] حاکم
اور صاحبقران کی [illegible] ایک [illegible] تہا [illegible] بہی شاہزادہ [illegible]
کی صاحبقرانی کی ایک دلیل یہ بہی اُسی موقع پر روزنامچہ مین لکہا تہا کہ صاحبقران
تین بار کوہ طوطی پر جائے گا - بار اول بدین علامت کہ صاحبقران کسی دوسرے
خیال مین مبتلا ہوگا - طوطی [illegible] دیگا اور بار دویم دعوت کو ایک کیلیئے
[illegible] تشریف لیجائے گا تو طوطی بصراحت گواہی
دیگی - پادری [illegible] ابو عامر کی [illegible] روزنامچہ سے [illegible] جمع ہوگئی وہ
اُنہون نے اِس سلسلہ فتح و نصرت کی مبارکباد کہلا بہیجی بلکہ ملکہ شمسہ تاجدار نے بہی دایہ سمن بانو
کے ہاتہ چند خوان جواہر بطریق نثار صاحبقران اکبر کی خدمت مین بہیجے

صاحبقران اکبر نے ابو الخدع وزیر شبوط کو اسلام کی ہدایت کی اور وہ بہ نفاق
مسلمان ہوا

اُدہر امیر یوسف نے شاہزادہ کے حکم سے خلوت مین اسیر نقابدار کے چہرہ پر سے
پردہ دور کیا - اِس شکل و شمائل اور حسن و جمال کی ایک نازنین شعلہ رو دیکہی جسکے
ضیائے حسن اور پرتو جمال پر نظر قائم ہو سکتی تہی - ناوک نظر اُس ابرو کمان کا تیر
مژہ امیر یوسف کے سینہ بے کینہ سے درگذرا - اوائے یہ تہا ایک حالت از خود
رفتگی مین اُسکی صورت دلپذیر دیکہا کیا - آخر بہ ان عجز و نیاز پوچہا - تو کس گلستان
آرزو کی نخل مراد ہے اور باوجود اس حسن کے جنگ [illegible] کیا کام - اُس نازنین
پیکر نے سرنگون جواب دیا - مین گرفتہ پنجہ [illegible] وزیر ابو حاکم کی دختر ہون [illegible]

یہان نازرو ہوئی ہوان اپنے بہائی کے قاتل امیرزادہ سیف الدین سے مقابلہ
کرنے کی فکر مین تہی۔ اسی اثنا مین قصر اہنضر کی ابوحاکمہ اور اشبوط نے تیاری کی
مین بہی اپنی خواہش طبیعت سے ایک صندوق مین بند ہوئی۔ باقی رہا تمہارے
ہاتہہ میرا اسیر ہونا یہ ایک راز کی بات ہے۔ امیر یوسف نے کہا۔ اے فتنہ عالم تو
اسیر نہین ہوئی بلکہ مجکو اپنے دام زلف مین تو نے اسیر کیا اور براہ عنایت راز
[illegible] مجہے۔ شعلہ نے [illegible] ہے۔ اگر مین ہنگام مقابلہ تمہاری صورت
پر فریفتہ نہ ہوتی اسطرح میرا اسیر ہونا بہی محال تہا

وہ شب محب و محبوب نے حرف وحکایات مین گذاری اور صبح کو باجازت صاحبقران
اکبر امیر یوسف نے شعلہ فرسیہ کو ملکہ سرو سہی کے پاس بہیجدیا

اودہر اشبوط گاہے پسر کے قتل کے سبب نوحہ ہاے سوز گداز کرتا تہا اور کبہی شعلہ
کی گرفتاری کے صدمہ سے زار زار روتا تہا۔ نصروان نے اپنے عیار تیزتگ کو
اشبوط کے دردودل کے علاج کی تاکید کی۔ تیزتگ ایک زن گلفروش کے لباس مین
محلسرا کے اندر پہونچا اور گل ہاے بیہوشی سے تمام مستورات محل کو بیہوش کرکے شعلہ
فارسیہ کو لے آیا۔ اشبوط نے اُسی وقت شعلہ کو قلعہ خلخال کیطرف روانہ کیا جو دریاے
شور پر واقع ہے اور اُسی قلعہ سے ملک دیلم کی سرحد شروع ہوئی ہے

دوسرے دن امیر یوسف کو شعلہ کے گم ہونے کی خبر ہوئی۔ صاحبقران اکبر نے عیارون
کو مامور کیا کہ بلاد شاہان نازر و فردوسیہ کے لشکر وان مین شعلہ کو تلاش کرو

صاحبقران اکبر نے مقام الدعوات کی سرگذشت حکیم اخشیجان و حکیم ابوالمحاسن
کے روبرو بیان کی۔ حکیم اخشیجان نے کہا اے شہریار عالم مدار۔ وہ سامان خلاف عقل

مخفی رہے کہ انہوں نے شہر سے تینتیس داخلہ فرمایا اور اسقدر وسعت کو ہمسلیم ہوگی
ورنہ وجہ کہ ... شہر ... وقت ... آیۂ شریفہ جو ... باہم ...
وجدل کرتے تھے اسمین یہہ رمز تھی کہ اہل یمین اور اہل یسار باہم امور سلطنت
اور ارکان شریعت کو حریفانہ انجام دین یعنی اگر اہل یمین کے ہاتھہ سے ایک
مشرک قتل ہو اہل یسار دو دشمنان دین کو قتل کرین۔ مگر شکر کی یہ بات ہے کہ ہم لوگون
نے وہ آیۂ کریمہ بہ خندہ پیشانی امراکو سنائی جو انمین باہم خصومت حقیقی پیدا نہوئی
اور فقط شجاعت و نامداری کے خیال سے آپسمین حرب کرتے رہے۔ نعوذ باللہ اگر
وہی آیہ بہ چشم غضبناک سنائی جاتی پہر تمام عمر ایک کے دل سے دوسرے کی عداوت نہ جاتی
اور ایک دوسرے کو قتل کرکے صبر کرتا

اِس کلمہ وکلام کے بعد صاحبقران اکبر نے کوہ طوطی پر چلنے کا سامان کیا اور
پلوری ایڈورڈس کو اپنے عزم سے آگاہ کیا۔ پادری نے ابوعاص سے کہا اِس مغنی
تم کو بہی کوہ طوطی پر چلنا مناسب ہے

احوال جمشید بدانجام کا جو طلسم سبع سباع مین گیا ہے

جس وقت جمشید خود پرست یعقوب ہمدانی کے اغوا سے جس نے اپنا نام شیخ ویوچ
ظاہر کیا تہا بیابان سبع سباع مین داخل ہوا۔ چند قدم راہ تاریکی مین طے کی بعد ازان
ایسے صحرائے پر بہار وسیع الفضا مین پہونچا جہان چشمہ ہائے آب شیرین ہر طرف
روان اور تا حد نگاہ سبزہ وگل اور درختان ثمردار کے سوا اور کچہہ نظر نہ آتا تہا
مگر حیرت کی یہ بات تہی کہ جلوۂ زمان و گردش مہرومہ کا نشان اس طلسم مین نایاب تہ

[illegible] ہوا [illegible] دیکھا [illegible]
[illegible]
[illegible] آتا [illegible]
سوزش تہی کہ مرغ سوختہ ہی کباب ہوتا تہا۔ جمشید اور اسکے مرکب [illegible]
تشنہ کامی اور خشکی حلق سے ایسا حال غیر ہوا کہ زبانین باہر نکل آئین۔ ہر چند جمشید
نے ہر طرف آب شیرین کی تلاش مین سرگردان پہرا لیکن اُس بیابان بے گیاہ
مین کہین [illegible] البتہ آب شور [illegible] تلخ [illegible] تہا۔ [illegible]
مرکب دونو اُس بے سوزان پر گرے۔ مجبور جمشید جلیے [illegible]
پیادہ پا ایکطرف روانہ ہوا۔ ہر قدم اپنے کو نفرین کرتا تہا کہ کونسے بے سلیقگی
کی کہ حکیم [illegible] منکوس کی بے صلاح ایسے بیابان پر آفت و بلاخیز مین آیا۔
ناگاہ دور سے ایک بگولہ نظر آیا اور تیتق گرد مین سے ایک فیل سیاہ
دراز دندان مگر کوتاہ قد باہر نکلا۔ اور براہ راست جمشید کے مقابل آیا جمشید نے
جو اِس فیل حقیر القامت کو دیکھا دل مین بہت خوش ہوا اور کہا کی اب مجہے
شاخ اراک کے لیجانے کی بہی کچہہ حاجت نہ رہی۔ فیل طلسم کے یہ دندان
نشان کے واسطے کافی ہین۔ غرض بہ اطمینان تمام ایک تیر ترکش مین سے نکالا
اور خانہ کمان مین رکہکر اِس قوت سے ہاتہی کو مارا کہ اگر سنگ خارا پر بہی لگتا
صاف گذر جاتا۔ مگر فیل طلسم کے جسم پر مطلق کارگر نہ ہوا جمشید نے اور دو چار
تیر مارے اُنہون نے بہی کچہہ کام نہ کیا اور وہ ہاتہی اسی شکل سے نشانہ پر
استادہ تہا جمشید نے مجبور ہو ایک ضرب شمشیر آبدار کمالی قوت سے [illegible]

ہیئت اکثر خدا پرستون کو گوشمالی ہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تو بہی مجہسے گوشمالی کا
خواستگار ہے۔ اُس نے کہا میری یہی گوشمالی ہے کہ تو اپنی سواری کا مرکب مجہے
دیدے۔ جمشید سے اِس وقعہ ضبط نہ ہو سکا اور بے محابا اُس جوان کی گردن پر
ایک مکا مارا۔ اُس نے جمشید کے پانو کو اِس زور سے پیچ دیا کہ بے اختیار مرکب پر سے
زمین پر گر پڑا۔ برق کی طرح اُٹھنے جمشید کے وہ جوان مرد مرکب پر سوار ہو کر چلتا ہوا نظر سے

جمشید نے بادلِ بریان بچشمِ گریان نہر سے پانی پیا اور پیادہ پا شہر بند کی راہ لی
مگر دل میں پشیمان تہا اور اپنے کو سو سو نفرین دیتا تہا اور کبہی اپنے مرشد کامل شاہ
ہیچ و پوچ کو یاد کرتا تہا اور یہ کہتا تہا یا مرشد برحق مین محض تمہاری ہدایت سے تم تک
آیا ہون اِس صورت مین تمکو بہی میری مدد کرنی واجب ہے

چند ہی قدم ندی کے کنارے سے روانہ ہوا تہا کہ ایک اور جوان اسپ عربی پر سوار
لیکن بے سلاح جمشید کے پاس آیا اور کہا اے پیادہ تو چشم کے رستے دیکھتا ہے کہ مین بے سلاح
ہون اور تیرے پاس تمام آلات حرب موجود ہین پس لازم ہے کہ بخوشی دل سلاح
اپنے مجہے دیدے۔ جمشید نے پوچہا تو کس دعوے سے میرے سلاح مانگتا ہے۔ جوان نے کہا
تو نے ایک مرد پیادہ پا کو اپنی سواری کا مرکب دیا پہر مینے تیرا کیا گناہ کیا ہے کہ
مجہے سلاح نہین دیتا حالانکہ تو دیکھتا ہے کہ مین بے سلاح ہون۔ جمشید نے کہا۔ وہ مرد
زبردستی میرا مرکب لیگیا ہے۔ اُس نے کہا۔ خاطر جمع رکھ مین بہی اُسی طرح سلاح لونگا
وہ سوار مرکب سے اُتر کر جمشید سے دست و گریبان ہو گیا۔ جمشید بہی شام تک
اُس سے زور آزمائی کرتا رہا۔ ہنگام غروب آفتاب اُس جوان نے جمشید کو پچہاڑا
اور تمام اسلحہ کمر سے کہول لیے۔ بعد ازان مرکب پر سوار ہو کر تیر شہاب کی مانند

ایک طرف روانہ ہو گیا

جمشید نے نہ العنت ایسی ہوا جہانگیرانی اور طلسم کشائی پر۔ ناگاہ اُسکے دماغ مین یخنی کی بو پہونچی۔ بے قرار ہو گیا اور اُس طرف روانہ ہوا۔ دیکھا کہ ایک شہر مختصر دریا کے متصل واقع ہے [illegible] دریا کے کنارے پر بیٹھے ہوئے نان یخنی کہا رہے ہین جمشید [illegible] اپنا احوال بیان کر کے کہا مجھے ایک پارچہ نان اور قدرے یخنی [illegible] کی صورت دیکھی اور کہا اے بے غیرت تجھے [illegible] مانگتے ہوئے شرم نہین آتی۔ خیر غریب الوطن ہے یہ [illegible] گھر پہونچا دے پھر ہم بھی تیرا شکم سیر کر دین گے۔ جمشید ناچار بہ دشنام پیش آیا۔ دہوبیون نے اسقدر زد و کوب کی کہ بے دم ہو گیا۔ بعد ازان قدرے نان و یخنی بہی دی۔ جب اُس بے غیرت نے شعلہ اشتہا کو بجہا لیا دہوبیون نے تمام پشتارے مثل خر جمشید کی پشت پر باندہے۔ جمشید نے چند بار پشتارے زمین پر پہینک دیئے اور دہوبیون سے مشت مشت کرنے لگا اُنہون نے بھی چوب چماق سے جمشید کے پشت و پہلو خوب نرم کیئے۔ جمشید نے اُس وقت اپنے کو اسقدر کمزور و ناتوان پایا کہ گویا ہاتہہ پانو مین مطلق طاقت نہ تھی۔ یہہ نہر الذہول کے پانی مین کا اثر ہے جسکے کنارے اِس مردود نے اپنے اسپ و سلاح چہوڑے۔ اُس پانی نے اُسکی قوت بالکل زائل کر دی اور جبن و شرارت و حماقت نے اول سے زیادہ ترقی کی۔ اُس نہر کا ایک نام نہر معرف بہی ہے

دہوبی اسی طرح جمشید کو لگد کوب اور جوتی پیزار کرتے ہوئے اپنے گہر مین لائے۔ مہتر گاذران نے دو ستکرزن اپنی تمام قوم کو جمع کیا اور کہا۔ یارو یہ ایسا

جوان حیوان خصائل سے اپنی دختر شوران کا عقد کیا چاہتا ہوں۔ تمہاری کیا
صلاح ہے۔ دہوبیون نے کہا۔ مناسب ہے۔ مگر یہ نالایق کچھ ملول معلوم ہوتا ہے
تم اپنی دختر کو مجلس مین بلاؤ تاکہ اسکی خاطر جمع ہو۔ بہتر نے آواز دی اے فرزند شوران
تو بھی ایک نظر آکر دیکھ کہ ہم تیرے واسطے اس شکل کا ایک جوان تنا در زبردست
لائے ہین کہ دن کو دس گدہون کا بوجہ اپنی پشت پر رکہہ کر دریا پر لیجائیگا اور
وقت شب تیرے آشنائے قدیم سگ سپید کی جائے تیرا مونس و غمخوار ہوگا شوران
جست کنان و جہمک زنان مجلس مین آئی اور کہا اے پدر یہ اخلاق میرا شوہر کونسا
ہے۔ اخلاق نے کہا وہ جوان سیاہ رو جسکی پیشانی پر ایک داغ سپید ہے جمشید نے
جو عروس کو دیکھا ہوش بجا نہ رہے یعنی ایک ایسی زن عفریتہ بہشت رو دیکھی
جسکی ظلمت چہرہ کے روبرو اپنی بہی رونق حسن بہول گیا۔ اخلاق نے جمشید سے پوچھا
ہے کہ تجھے اپنی منکوحہ کی صورت بہی پسند آئی۔ جمشید نے چین بہ جبین ہوکر کہا اگر
تمہے بجائے عروس ملک الموت کی صورت دکھاتے بہتر ہوتا۔ اخلاق نے اپنی بہنکو جو
قطیفہ سے کہا تو اپنے داماد بدذات کی آنکہہ مین سرمہ طلسم لگا تاکہ تیری دختر کی
صورت اصلی اس کور چشم کو نظر آئے۔ قطیفہ نے جمشید کی آنکہہ مین سرمہ
لگایا۔ اس دفعہ جو جمشید نے شوران کی صورت دیکہی ہزار جان و دل عاشق زار
ہو گیا

اس اخلاق کو ناظرین خلق سے مشتق نہ سمجہین بلکہ ماخذ اسکا اخلاق تیاو بد قطیفہ
دوسرے دن صبح کے وقت تمام لوگ جمع ہوئے۔ اور انہون نے پالان خر جمشید کی
پشت پر باندہا۔ بعد ازاں اپنی لباس میلی خوسعد کے چیتھڑے کمر پر رکہہ جمشید نے

کہا شاید تمہارے زعم مین کوئی جانور بار بردار ہون - ایک گاذر نے کہا کہ کیا تو
اپنے آپ کو آدمی سمجھتا ہے اور بالفرض آدمی سمجھتا ہے تو ہماری قوم مین یہ رسم قدیم
سے چلی آتی ہے کہ جس مرد کے ساتھہ ہماری قوم کی کسی دختر کا نکاح کیا جاتا ہے -
ایک ہفتہ اُسکی پشت پر ہمہ پالان خر رکھتے ہین - جس وقت اسکی شادی ہو جاتی ہے
پھر اسکو بھی ایک خر خرید دیتے ہین اور اُس دن سے اُسکی پشت پر لادنا موقوف
کرتے ہین - جمشید کے دل مین جو بالفعل شوران کا شعلۂ محبت مشتعل تھا ایک ہفتے کے
لیئے خر بننا بخواہش نفس منظور کیا - اگر آتے یا جاتے وقت ضعف و ناتوانی کے سبب
کہین دم لیتا تھا دھوبی چوب و چاق سے درست کرتے تھے - ہفتے روز بجائے نان
بھی بجز آب خوردہ کھانے کو ملے - تا اینکہ روز ہشتم شب حنابندی تمام گاذر جمع
ہوئے اور انمین سے ایک گاذر ریش سپید نے سیاہی سے جمشید کا مونہ کالا کیا - اور پیشانی
پر پچھے غازہ سپیدہ کاشغری ملا - اسیطرح ہاتھہ پاؤن رنگ ہائے مختلف
سے رنگے - ہر ایک زن و مرد نے جمشید کو مبارکباد دی اور صحبت رقص و نوا شروع
کی - جب رسوم حنابندی ختم ہوئین گاذرون نے جمشید کو تنہا ایک حجرۂ تاریک مین
بند کر دیا اور خود اپنے اپنے مکان کو چلے گئے - اخلاق ہنر نے اپنی دختر شوران سے
کہا اے فرزند آج تو اپنے یار سگ سپید کو ضرور جا بجو یدینا مبادا مین والد
سے شرمندہ ہون
جمشید حجرے کے اندر سے اخلاق اور شوران کی یہ گفتگو سن رہا تھا - اور دل مین کہتا
تھا کہ اس سگ ناپاک کو بھی دیکھنا چاہیئے جسکا بار بار ذکر ہوتا ہے - آخر نصف شب
کے وقت حجرے سے نکل کر مکان کے ایک گوشے مین مخفی ہو گیا - اس وقت شو

بہ لباس عروسانہ ایک مسند زری پر بیٹھی ہوئی جمشید اور سگ سپید ہی کا ذکر کر رہی
تہی۔ اور ہم سمجھتین اُسکو سمجھا رہی تہین کہ بہر حال ایک کُتے کی نسبت انسان کا
زوجہ ہونا بہتر ہے۔ ناگاہ ایک سگ سپید قد و قامت مین خوکلان سے برابر
مین آیا اور اُسی مسند زری پر شوران کے پہلو مین بیٹھ گیا۔ شوران نے اور اُس سگ
کی سر سے پاتک بلائین لین۔ بعد ازان کہا اے یار جانی بالفعل زمانے کو چندروز
میری اور تیری مفارقت منظور ہے۔ سگ سپید نے پوچھا آخر اِس مفارقت کی وجہ
کیا ہے۔ شوران نے کہا تو نے بہی سنا ہوگا کہ درینولا ایک جوان ناخداشناس بیابان
طلسم مین وارد ہوا ہے اور اُس نے میرے باپ کی ایک ہفتہ خدمت کی ہے بنا بران
میرے باپ کی مرضی ہے کہ اِس جوان کے ساتھ میرا نکاح کر دے۔ ہر گاہ مین اسکے
دامن سے بندہی پہر مجہے کوئی وقت فرصت کا نہین ملنے کا اگر وہ جوان بدبخت
تیرہ روزگار میرے کام کا نہ نکلا مین دو چار دن مین اسکو جواب صاف دیدونگی
اور پہر تجہے بلالونگی۔ سگ سپید نے کہا خیر عالم مجبوری ہے مگر ایسا نہ ہو کہ تو مجہے فراموش
کردے اور مین تیرے درد مفارقت مین مر جاؤن

جمشید نے دونو ہاتہ اپنے سر پر مارے اور دل مین کہا تف ہے صاحبقرانی و طلسم کشائی
کہ ایک قحبہ فاحشہ کا ذریعہ سگ طلسم کی آشنا سے میرا نکاح ہوتا ہے۔ لیکن بہر جو
شوران کی صورت دیکہی سرمہ ظلم کی وجہ سے بے اختیار ہوگیا اور یہ قرار دیا کہ
شاید یہ سگ سپید بہی ارکان طلسم مین داخل ہے

دوسرے روز صبح کے وقت پہر تمام گاؤ ذر جمع ہوئے اور اُنہون نے جمشید کو
ایک گدہے پر سوار کیا جمشید کی مانند رنگہائے مختلف سے رنگا ہوا تہا۔ انگاہ تمام

شہر پر گشت دیا۔ جو اہل شہر جمشید کی وہ صورت مضحک دیکھتا تھا بے اختیار ہنستا تھا
بعد طواف شہر جمشید کو پھر اپنے مکان مین لائے اور رسلت ابلیسی کے موافق شوران کا دامن
جمشید کے دامن سے باندھ دیا۔ جمشید نے ہنگام عقد قاضی سے پوچھا کہ ابلیس کون بزرگ ہے
جسکی تم پرستش کرتے ہو۔ قاضی نے کہا ابلیس وہ ذات مقدس ہے کہ اسکو نبی آدم
کے خطرۂ دل پر ہر وقت و ہر لحظہ دستگاہ رہتی ہے۔ جمشید نے کہا اسکو خداپرست
رانذہ درگاہ الہی خطاب کرتے ہین قاضی نے کہا اُنکا قیاس غلطی پر ہے تمام جہان
ابلیس کے دست قدرت مین ہے۔ بعد نکاح دہوبیون نے پھر جمشید اور شوران کو
اُسی حجرہ تاریک مین بند کر دیا

جب صبح کے وقت حجرے سے باہر نکلا اخلاق نے اُسی تزک و شان سے پھر جمشید کو
گدہے پر سوار کیا۔ اور سلام کے واسطے حکام شہر کے پاس لیگیا۔ قاضی و کوتوال
وغیرہ نے اول جمشید کی قد و قامت کی تعریف کی۔ بعد ازان بطریق انعام پانچ
پانچ جوتیان سر پر لگوائین۔ اخلاق ہر جوتی کی ضرب پر حاکمون کو جُھک جُھک کر سلام
کرتا تھا۔ اور دست بستہ کہتا تھا میری اسقدر حقیقت اور عزت نہ تھی کہ جسقدر
تمنے مجھ نالایق لباس شو کو سرفراز فرمایا

راوی کہتا ہے کہ جمشید ہر ذلت و تکلیف پر سخت ناخوش ہوتا تھا۔ لیکن جب
شوران کا خیال آتا تھا ناراضگی رفع ہو جاتی تھی۔ یہ اثر سحر مرسلم کا ہے جو حکیم
اسقلینوس الہی نے صاحبقران اکبر کے حریف کے واسطے طلسم مین تحفہ رکہا تہا

طلسم سنج سباع کا فتح کرنا

حکیم اخشیجان اور حکیم ابوالمحاسن نے روز دوشنبہ کو ساعت زہرہ مین کوہ طوطی
پر جانا تجویز کیا۔ ابو عامر بادشاہ فردوسیہ مع پادری اینڈروس اور ابوشیراز
وزیر اور چند سرداران سلطنت وعمائد شہر کے سوار ہو کر اردوے معلی مین آئے
صاحبقران بھی اسی وقت سوار ہوا تھا۔ ابو عامر تخت سے اترا چاہتا تھا مگر صاحبقران
اسکی بزرگی کا لحاظ کرکے ابو عامر کے تخت کے برابر اپنا تخت لایا اور مصافحہ مین
سبقت کی۔ ابو عامر نے جامہ سبز خورشیدی نذر گزرانا اور صاحبقران اکبر نے
حکیم اخشیجان کے اشارہ سے وہ جامہ متبرک زیب بدن فرمایا

جامہ خورشیدی مثل پارچہ کتان ایک گیاہ سبز کا تھا جو پردہ قاف مین چین
سلیمانی کے اندر پیدا ہوتی ہے اور صاحبقران اعظم نے اسی روز مسعود کے واسطے
امانت رکھا تھا

آذرشاہ بادشاہ فرنگ اور سلیمون تاجدار و نجاشی وغیرہ صاحبقران اکبر کی
اجازت سے کوہ طوطی پر آئے مگر ابو حاکم و اشبوط دیلمی اور نصرون رومی کو بھی اجازت
کا حوصلہ نہ ہوا اور وہ تیز تگ کی سرغنائی سے بلباس تاجران مجمع مین شامل آئے
اور یہ ٹھہرائی کہ بحالت گواہی دینے طوطی کے صاحبقران اور ابو عامر اور
پادری کو قتل کیا جائیگا

القصہ صاحبقران عالیشان بہ تزک تمام کوہ طوطی پر پہنچا۔ اور اُس درخت
کے سایہ مین تخت بچھوایا جسکے برگ سرخ اور گل سبز تھے۔ جابجا طوطیون کو دیکھا

سپاہ تھے بہتیرے گرد و پیش صف لگائے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ پادری اپنے مذہب کی
اصل اپنی زبان میں خطبہ پڑھتا۔ بعد اُس کے ایک اسم پڑھکر آسمان کی طرف
دم کیا۔ ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ بہ قدرت کاملہ سبحانی وہی جفت طوطی اوج
سماوات سے نازل ہوا۔ نر نے میل آہنی پر قرار لیا اور مادہ اس درخت عجیب الخلقت
کی ایک شاخ پر بیٹھ گئی۔ پادری اسیطرح اوراد کے پڑھنے میں مشغول تھا اور تمام
حاضرین کوہ بنظر حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ اِسی اثنا میں بعد لمحہ نر نے بزبان
فصیح انسانی زبان کہا اے خضر شاہ بادشاہ طوطیان عالم آج ہم پھر اُسی امر کے
استفسار کے واسطے طلب کئے گئے ہیں۔ تو آواز بلند بیان کر کہ اس وقت صاحبقران
اکبر یعنی شمس تاجدار کا زوج اس کوہ پر موجود ہے یا نہیں۔ نر نے یہ سنکر
پرواز کی اور تمام حاضرین مجمع کے گرد ایک چرخ مارا اور پھر اُسی میل آہنی
پر جا بیٹھا جب بار دیگر مادہ نے یہی سوال کیا۔ نر نے کہا اے خضر آگاہ ہو

صاحبقران خود و زوجہ زمین زحل ۔ بادا ابد الدہر جان تمام جہانیان

از بسکہ فیض مقدم او در نصیب ماست ۔ باشد کہ این زمین بکشد سر بر آسمان

فردوس شد ز مقدم او سبزہ و دشت و کوہ ۔ کاب حیات گشتہ ہر جدول روان

صاحبقران کسیست کہ وقت تولدش ۔ از قوم منتہی شدہ مشتری زہرہ را قران

صاحبقران کسیست کہ سر عجائبات ۔ در بہر او نہفتہ ارسطو و یونان

جوہر بلند رتش بود استاد و حکیم ۔ قبضہ ماست کہ نیست نظیرش درین جہان

یعنی عزیز خالق اکبر معز دنیا ۔ بے شک بود میان شما صاحبقران

بعد پڑھنے ان اشعار کے نر و مادہ نے آسمان کی طرف پرواز کی اور تیر شہاب کی

مانند خلائق کی انگشت بدندان تھے۔ اکثر بادشاہان کفار اور حاضرین مجلس نے
بباعث تعصب مذہب شور و غل مچایا کہ ہم ہمیشہ سے بنی ہاشم کے خاندان کا
سحر و ساحری سنتے ہیں آج بچشم خود دیکھا۔ مگر اس روز اکثر شاہ جمشید و سام اور
چندین سرداران نامی لشکر ہائے متفرق مثل سیدی مسعود و آرام شاہ و [illegible]
و نکیال تیغ زن [illegible] بہرام مغربی وغیرہ [illegible] مسلمان ہوئے۔ اور لشکر بادشاہ [illegible]
کے پاس سے صاحبقران اکبر کے سرداروں کی [illegible] میں چلے آئے

جس وقت طوطی طلسم نے تم مغیر کے [illegible] شاہزادہ عمر الدین غالب [illegible] کی جعفر [illegible]
کی گواہی دی ابو حاکم نامرد نے عقب سے [illegible] کے سر پر ایک تیغ بیدریغ
لگائی۔ مگر وہ ضرب جو حالت بدحواسی کی تھی [illegible] انگشت سے زیادہ کارگر نہ ہوئی
نصر و ان [illegible] پادری کو خنجر مارا۔ پادری [illegible] کی پناہ میں ہو گیا اور خنجر [illegible]
لگا۔ اشہبوط صاحبقران اکبر کے قریب آیا اور چاہتا تھا کہ اپنی تیغ زہر آلود
فرق مبارک پر لگائے مگر محمود خراسانی نے اشہبوط کے ہاتھ سے شمشیر چھین لی
بعد ازین چند عیاران لشکر اسلام نے ابو حاکم و اشہبوط و لغفور کو بہ پشت
گرفتار کر لیا۔ ابو الحسن نے [illegible] کی کہ [illegible] اور چہرہ [illegible]
روسیاہ سچ بتاؤ تم کون ہو اور تم نے یہ جرات کیوں کی۔ بعد ازان عیار
تیز تگ کی ریش پکڑ کر ہلائی جو سردار کاروان بنا ہوا تھا۔ تیز تگ نے جو ریش
مصنوعی چہرہ پر جمائی ہوئی تھی بے تکلف ابو الحسن کے ہاتھ میں آ گئی۔ اس وقت ثابت
ہوا کہ تیز تگ ان بادشاہوں کو بہ تبدیل لباس لایا ہے

صاحبقران اکبر مقتضی المرام اردوئے معلیٰ میں داخل ہوا اور دوسرے روز

ابو حاکم او شبوط و نصرون وغیرہ کو دربار میں بلا کر پوچھا اب تمکو دین اسلام
کے قبول کرنے میں کیا عذر ہے شبوط و نصرون نے کہا۔ ہمنے ابو حاکم کے اغوا سے
یہ حرکت کی۔ ابو حاکم نے کہا مجھے ابو عامر اور پادری سے کینہ و عداوت ہے انکی
[illegible] سے بھی ایک طرح کی دشمنی قائم ہو گئی ہے۔ جو سزا دو ہم اسکے مستوجب
ہیں لیکن صاحبقران خطا بخش و عیب پوش ہوتے ہیں آپ اسی قدر گرفتاری ہمارے
لیے کافی سمجھکر ہمکو بعزت رخصت فرمائیں جس وقت میدان جنگ میں کوئی سردار
یا پہلوان اسلام کا ہمیں بمردی و مردانگی گرفتار کریگا پھر حضور ہم سے ایسے سوالات
کے مجاز ہونگے۔ صاحبقران نے تبسم کیا اور ان بادشاہوں کو بعزت و آبرو
مرخص کیا

صاحبقران اکبر نے ان امور سے فرصت پاکر یعقوب حرانی کے ہاتھ پادری [illegible]
کو اس مضمون کا رقعہ بھیجا۔ ہرگاہ فضل الٰہی و تائید ربانی سے تمام کام اہم
اور مطالب دشوار انجام کو پہونچے میرے نزدیک اب کوئی روز مسعود لوح طلائی
کے واسطے مقرر کرنا مناسب ہے۔ پادری نے لکھا اے صاحبقران معرز گار لوح طلسم
بیضا کا پڑھنا خاص تحویل آفتاب کے روز مقرر ہے اور تحویل آفتاب میں ایک ماہ
اور چند روز کا عرصہ باقی ہے اس عرصہ میں حضور طلسم سبع سباع کے اندر تشریف
لیجاویں اور وہاں سے درخت اساک سلیمانی کی شاخ ملکہ شمشاد جدا کی مسواک
کے واسطے لاویں تاکہ ملکہ عالم اس مسواک مشہر کے سے اپنے دندان گوہر فشاں
صاف کریں بعد ازان اس تخت جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئے جو صاحبقران
اعظم خورشید تاج بخش کے وقت سے خاص اسی روز مبارک کے واسطے اٹھا رکھا ہے

جب تک اُس درخت کی مسواک سے ملکہ شمسہ تاجدار کے دانت صاف نہ ہونگے ایک حرف
بھی سطح لوح مین ظاہر نہ ہوگا۔ صاحبقرانی کی ایک عمدہ علامت یہ بھی ہے کہ طلسم سبع سباع
کے تماشے سے محروم نہ رہے جو حکیم اسقلینوس الہی کا بنا کیا ہوا ہے۔ اُس طلسم مین بارگاہ
گردون اساس بھی امانت ہے جو بارگاہ سکندری کے مقابل ہے اور جسکو حکیم
اسقلینوس الہی نے بعمل طلسم صاحبقران اعظم کے واسطے تیار کیا تھا۔ ملکہ شمسہ تاجدار
کے شوہر کو واجب ہے کہ وہ بارگاہ لائے تاکہ بروز جشن جبل اعلے کے دامنہ مین برپا
ہو۔ اُس وقت اِس طرف سے قبہ ہائے قصر اخضر کی شعاع جو زمردی ہین اور اُس
طرف سے بارگاہ کے قبہ ہائے یاقوتی کی شعاع ایک ہو جاوے گی۔ پادری نے
رقعہ کو اِس فقرہ پر ختم کیا کہ حضور اپنے مربی یعنی حکیم قسطاس الحکمت کی بلا اجازت
طلسم سبع سباع مین جانے کا عزم نہ کرین

یعقوب حرانی نے جواب رقعہ صاحبقران کی نظر اشرف سے گذرانا صاحبقران
نے حکیم اخشیجان و حکیم ابو المحاسن سے فرمایا تم بھی پادری ایڈورڈس کے رقعہ کو
دیکھو حکیمون نے بعد مطالعہ رقعہ کہا طلسم سبع سباع ایک ایسا طلسم عالی ہے کہ اُسکا
فتح ہونا نہایت مشکل ہے۔ اُس طلسم کے سات مرحلے عظیم ہین اور ہر مرحلہ مین ایک
ایک جانور درندہ مثل کرگدن و خوک و شیر و گرگ و میمون و خرس و فیل حارسان طلسم
کا مسکن ہے۔ اگرچہ وہ بظاہر حیوان ہین لیکن اصل مین دیو ہین جنکو وقت
حکیم اسقلینوس الہی نے طلسم سبع سباع ترتیب دیا سات دیوون کو جو واجب القتل تھے شکل
حیوانی مین مبدل کیا اور اُنکی حرکات و افعال پر طلسم بندی کی اور اُنسے کہا کہ
تمہاری عمر اثر طلسم کے باعث ہزار ہزار برس کی ہوگی مگر جس وقت طلسم کشا

طلسم

طلسم مین داخل ہوگا تم بھی بحالت سرکشی اُسکے ہاتھ سے قتل کیئے جاؤ گے بار
ایسی آدمی عمرو زید کا طلسم سبع سباع مین جانا تین علت سے خالی نہین - اول یہ کہ
بہ داعیہ صاحبقرانی طلسم مین جائے اور اصل مین مرتبہ صاحبقرانی کے لایق نہین
اُسکو والی طلسم کے ہاتھ سے ہر مرحلہ مین ذلت و تکلیف ہوگی لیکن قتل نہ کیا جائیگا
اور آخر کو طلسم سے نکالا جائیگا - دویم بہ نظر سیر و تماشا جائے اُسکو ذلت و تکلیف
نہ دیجائیگی لیکن بطمع فتح طلسم وہ رہائی نہ پائیگا - سویم وہ مرد کہ فی الحقیقت
طلسم کشا ہے اور بہ داعیہ فتح طلسم داخل ہوا ہے وہ مرحلات طلسم کو فتح کریگا اور اہل
طلسم بدل و جان اُسکے مطیع و فرمانبردار ہونگے - خدا کے فضل سے صاحبقران
موعود آپ ہی ہین - چنانچہ ہمارے اُستاد والا نژاد نے ہمکو یہ رقعہ اور بارہ ورق
دیئے تھے اور فرمایا تھا کہ جسوقت صاحبقران طلسم مین جانیکا عزم کرے اور تم سے صلاح
پوچھے یہ رقعہ و اوراق اُسکے حوالہ کرنا

صاحبقران اکبر نے حکیم صاحب کا رقعہ دیکھا - اُسمین لکھا تھا کہ اے فرزند ارجمند
جسوقت یاوری ایزد ورُدس تمکو طلسم سبع سباع کی سیر و تماشا کا پیام بھیجے تم ان
بارہ ورقون کی ہدایت کے موافق طلسم مین داخل ہونا جو گویا احوال طلسم کی تقویم ہین

روانہ ہونا صاحبقران اکبر کا طلسم سبع سباع کی غرض سے اور دیکھنا
شہر طلسم نوحیہ میں اور حال ایک باغ عجیب و غریب کا

صاحبقران اکبر نے حسب ہدایت تقویم الاحوال تین شب متواتر صحیفۂ مجید کی تلاوت

جو سورہ یٰسین سے عبارت ہے اول شب مین یعنی النصف شب کے وقت پڑہا۔ روز چہارم
علی الصباح سر دربار اعیان سلطنت سے کہا مین طلسم ہفت بلا مین جاتا ہون میری
واپسی تک سلطان ابو الحسن کو بادشاہ سمجہنا۔ بعد ازان اسپ چوبی پر سوار ہوکر اُس
اسم بزرگ کا تکرار کرتے ہوئے جو تقویم الاحوال مین لکہا تہا بحر البحور کے کنارے پر گیا اور
تمام رات کنارہ کنارہ دریا کے راہ قطع کی ہنگام طلوع آفتاب ایک جزیرہ پر بہار
نظر آیا جسمین بیشمار درخت نارجیل کے تہے صاحبقران اکبر مرکب پر سے اُترا اور
حسب ہدایت تقویم چوب تر کا ایک عصا بنایا اور عصا پر سوار ہوکر بدستور اسم کا ورد
شروع کیا۔ عصا نے صاحبقران کو جزیرہ مین پہونچا دیا۔ صاحبقران نے اُن درختان
نارجیل کو نظر غور سے دیکہا۔ کیا دیکہتا ہے کہ اُن درختون مین سے ایک درخت کی
شاخ مین فقط ایک نارجیل سبز رنگ ہے جو رنگ زمرد لگتا ہے اور ایک جانور سبز رنگ
اُس نارجیل کو اس طرح زیر پر لئے بیٹہا ہے جسطرح جانوران طیور اپنے بیضون کو
سیتے ہین صاحبقران نے اس قادر اندازی سے تیر مارا کہ نارجیل سے گذر گیا اور
جانور کو کچہہ آسیب نہ پہونچا۔ معاذ اللہ اگر تیر اُس جانور کو لگتا اور اُسکا ایک قطرہ
خون بہی زمین پر گرتا تو وہ جزیرہ بحر خون ہو جاتا۔ اُس نارجیل سے سات تخم گرے
صاحبقران نے سب کو اپنے دہن مین لے لیا۔ اگر کوئی تخم بہی زمین پر گرتا دریا کا
پانی طوفانی ہوکر جزیرے کے اندر داخل ہوتا۔ صاحبقران تخم لے کر وہان سے روانہ
ہوا اُس وقت اسقدر شور و غل ہوا اور صداہائے مہیب گوشزد ہوئین کہ اگر
صاحبقران کی تقویم الاحوال کے سبب تسلی نہ ہوتی مشکل سے جانبر ہوتا۔ صاحبقران
اکبر دریا پر آیا۔ دیکہا کہ اُسکا پانی بہی متلاطم ہے۔ لیکن توکل بر خدا اسم کا ورد کرتا

ہوا عدو پر سوار ہوا ہمراہ لشکر کے دریا پر پہونچا۔ صاحبقران مرکب پر سوار ہو کر بحر
کنارے کنارے روانہ ہوا۔ روز سویم کشتی کا ایک تختہ شکستہ نظر آیا اور اُسپر ایک
جوان خوشرو نوزدہ سالہ بیہوش افتادہ تھا۔ صاحبقران مرکب سے اُترا اور بہ ہزار مشکل
اُسکو دریا مین سے نکالا۔ جب وہ ہوش مین آیا صاحبقران نے بہ نرم زبانی اُس سے
حال پوچھا

اُس نے کہا میرا نام ارباق خان ور لقب ترک سخت کمان ہے اور مین نژاد افراسیاب
سے ہون۔ مین گلشن ماہ خوبان دختر غاہر خان بادشاہ سقلاب پہ عاشق ہوا۔
از بسکہ وہ فتنہ عالم حسین تھی۔ بہت قریب و جوار کے دیگر شاہزادے بھی اُسکے
عشق مین آوارہ ہو کر سقلاب مین جمع ہوئے تھے۔ اُس نے ایک دن سب کو زیر غرفہ
بلا یا اور کہا۔ مینے ایک شب خواب مین ایک قصر سبز رنگ نہایت بلند و عالی شان
دیکھا اور اُس قصر فلک مرتبہ مین ایک ملکہ بلقیس ثانی رہتی ہے جو اتنا کہتا ہے
اور باپ اور چچا اُسکے ہر سال محفل جشن برپا کرتے ہین اور ایک لوح طلسم خلقت کو
دکھاتے ہین اور کہتے ہین جو مرد احمد و محمود لوح طلسم کو پڑھے گا اُسی کے ساتھ ملکہ
کا عقد کیا جاویگا۔ مین باشتیاق تمام خاتون قصر کے پاس گئی اور کمال ادب سے
بیٹھ سلام کیا۔ ملکہ نے بہ خندہ پیشانی میرا سلام لیا اور کوئی بات مجھ سے پوچھی۔
مین جواب دیا چاہتی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی۔ قصر کے دروازے پر ایک طرف
درخت سیب اور دوسری طرف درخت بہی ہے۔ پس تم مین سے جو شخص میرا عاشق
صادق ہے اور نقشہ قصر اور تصویر خاتون قصر کو لا دیگا مین اُس سے شادی کرونگی
یہ سُن کر تمام سلاطین زادے خاموش اپنے اپنے ملک و دیار کو چلے گئے۔ مین

چند روز تو ناکس جانان ہی مین رہا ہر روز زیر غرفہ حاضر ہوتا اور رو رو یا کرتا جب
اُس ظالم نے کچھ توجہ نہ فرمائی تمام سامان سفر مع ملازم و خدمتگار باپ کے پاس بھیج دیا اور
تن واحد ایک قافلہ تجار کے ساتھ سقلاب سے سمرقند کو گیا۔ وہان سے ہندوستان مین
آیا اور سورت سے جہاز مین سوار ہو کر مکہ معظمہ کو روانہ ہوا اثنائے راہ مین قزاقان
فرنگ نے جہاز پر شبخون مارا اور مین اُنکا اسیر ہوا۔ اُنہون نے حاکم بصرہ کے پاس مجھے
بیچا۔ وہ ایک روز شکار کو گیا اور ایک شیر نے اُسکو آ لیا اور قریب تھا کہ جانسے
ہلاک کرے مگر مین نے باین چالاکی ایک خدنگ جانستان شیر کو مارا کہ حلق مین سے
جگر و دل کو سوراخ کرتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ حاکم نے اِس خدمت کی عوض
مجھے آزاد کیا۔ اُس زمانہ مین حاجیون کا ایک قافلہ بصرہ سے بیت اللہ کو جاتا
تھا مین اُس قافلہ کے ہمراہ ہو لیا۔ ایک ہفتہ کے بعد باین شد و مد ایک طوفان
باد و باران خیز و تیرہ و تار آیا کہ تمام کشتیان نے باہم ضرب کھائی اور ایک دوسرے
کی ضرب سے پرزہ پرزہ ہو گئی۔ مین ایک تختہ شکستہ پر تھا ضرب موج دریا
نے کنارے لگا دیا تین دن کے بعد مین بیہوش ہو گیا۔ معلوم نہین چند روز کے بعد جنگل سے
میرے تئین اس وقت پہونچے

اپنی مختصر روئداد سُنا کر ترک سخت کمان زار زار رویا صاحبقران اکبر نے فرمایا
غم نہ کر۔ تو اپنی مراد کو پہونچ گیا۔ یعنی ماہ خوبان نے تیری معشوقہ ملکہ شمسہ جبار اور
اُسکے محل قصر اخضر کو خواب مین دیکھا۔ مین جب طلسم سے واپس آکر فتح طلسم [illegible]
پڑھون گا اور ملکہ سے منعقد ہونگا نقشہ قصر و تصویر ملکہ تجھکو دونگا بلکہ فوج و لشکر بھی
تیرے ہمراہ کر دونگا تو سقلاب مین جا کر ماہ خوبان سے عقد کرنا

ترک

ترک سخت کمال اشتیاق دل فرحان صاحبقران کے ہمراہ ہو لیا۔ چند قدم چلنے کے بعد ایک
شہر پر سواد النظر آیا جب تحقیق کیا معلوم ہوا کہ استقلینوسیہ یہی شہر ہے جو تقویم الاحوال
کے حکم سے صاحبقران کا منزل مقصود تھا۔ صاحبقران نے جب تقویم الاحوال کو دیکھا
اسمین تحریر تھا جس وقت حکیم استقلینوس الٰہی طلسم سبع سباع کی ترتیب سے فارغ ہوئے
اسکے شاہ دروازہ پر یہ شہر اپنے نام پر آباد کیا اور اسکی حکومت اپنے شاگرد
حکیم ارقیموس کو دی اور لوح طلسم بھی اسکے سپرد کی۔ جب حکیم استقلینوس الٰہی نے
وفات پائی ارقیموس کو جو استاد سے محبت مفرط تھی اس نے طلائے احمر سے استاد
کی صورت بنائی اور لوح بجائے دل اسکے اندر رکھ کے حدقہ ہائے چشم میں دو دانے
یاقوت رمانی نصب کیے۔ ارقیموس کے انتقال کے بعد رفتہ رفتہ بعض کوتاہ اندیشوں
کے اثر سے استقلینوسیہ میں بت پرستی شائع ہوئی حتٰے کہ استقلینوس الٰہی کی بت کو
معبود قرار دیا اور ایک معبد عام بنا کر اسمین اسکو رکھا سات سو برس کے زمانہ
سے کوئی انسان غیر اس شہر میں نہیں گیا کیونکہ بلدہ مذکور اثر طلسم سے بنی نوع
انسان کی نظر سے مخفی ہے۔ تم اس تخت پر استادہ ہو کر جس پر حکیم کی پیکر رکھی ہے
صبح کے وقت جبکہ بادشاہ مع ارکان سلطنت وغیرہ زیارت و پرستش کے واسطے
آتے ہیں یہ حال سنا کر دین اسلام کی ہدایت کرنا۔ اہل بتخانہ تمسے حرب کرینگے
اور تم مجروح ہو گے مالک تاجدار بن مالک شاہ بن ملکان شاگرد ارقیموس تمکو
بیابان طلسم کے درہ پر بھجوا دیگا تاکہ حیوانات طلسم کھالین۔ لیکن تم تخم نا بجیل
زخموں پر ملنا۔ ایک لحظہ میں تمام زخم مندمل ہو جاوینگے حتٰے کہ جراحت کا نشان
تک باقی نہ رہیگا۔ تم روز گذشتہ کی مانند پھر بتخانہ میں جا کر ہدایت کرنا اور بھی

جب اس شہر میں کی نوبت پہنچیگی اور اپنے معبود حقیقی یعنی یزدان طلسم کے دیکھنے پر ہو گیا ہے
واقف گے۔ تمہیں تم ناحق اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہو جب روز محشر لوگ تمکو دیکھینگے ایمان
سے ہو کر کہینگے کہ اگر یہ پیکر طلائی جسکو ہم اپنا معبود سمجھتے ہیں ہمارے قول کی
گواہی دے۔ ہم تجھکو معتبر سمجھینگے۔ تم اُنسے ایک اقرار نامہ لکھوا لینا اور پہر
اُن اوراق کو دیکھنا

صاحبقران اور ترک سخت کمان شہر میں آئے۔ شہر کو آباد و معمور اور لوگوں
کو مرفہ حال دیکھا عین شہر کے دروازے پر اُس پیکر کے لیئے ایک گنبد طلائی نہایت
بلند و مرتفع بنا ہوا تھا اور گنبد کے تمام در و دیوار میں جواہر مختلف رنگ نصب
تھے۔ صاحبقران نے شب کاروان سرائے میں بسر کی اور صبح کو ترک کو وہیں
چھوڑ کر تن تنہا بیت الصنم میں گیا جس وقت مالک اور اُسکے وزیر قیصور
اور سپہ سالار مقہرہ بن قہرمان وغیرہ حضار نے سر اپنے سجدہ میں جھکائے صاحبقران
نے ایسی جست کی کہ تخت پر پہونچکر بت کے برابر استادہ ہو گیا۔ جب اُنہوں نے
سر بلند کیئے ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ یہ جوان ہنرور کون ہے اور کس طرف سے
ہمارے شہر میں آیا۔ صاحبقران نے بعد حمد الہی و نعت رسالت پناہی فرمایا اے
مالک تاجدار اور اے قیصور و مقہرہ وغیرہ اپنے معبود حقیقی کو پہچانو اور بت پرستی
سے باز آؤ۔ صاحبقران خطبہ کو ختم نہ کرنے پایا تھا کہ حاضرین با چوب و سنگ
حملہ آور ہوئے۔ صاحبقران عالیقدر بھی تیغ زرنگار غلاف سے نکال کر حریفوں
کے مجمع میں در آیا اور اسقدر کشت و خون کیا کہ ایک دریائے خون بیت الصنم
میں جاری ہوا۔ مگر صاحبقران کے جسم مبارک پر بھی اسقدر ضربات شدید

پہونچکر بیہوش ہوگیا۔ مارکس تاجدار نے باتفاق رائے افسر تبخانہ جسکا رئیس
البراہمہ خطاب تہا حسب ضابطہ مشتہرہ صاحبقران کو دہقۂ طلسم پر ایک درخت چنار
کے سایہ مین پہونچا دیا

جس وقت صاحبقران کے جسم کو درخت طلسمی کی ہوا لگی ہوش مین آیا اور تخم
نارجیل زخمون پر ملا حظہ العین مین تمام زخم بدن بہر آئے اور ستایش الہی
کرتا ہوا سرائے مین تشریف لایا۔ ترک نے عرض کی حضور جسم مبارک اپنا غلام کو
دکہائین۔ صاحبقران نے بدن اپنا دکہایا۔ ترک نے کہا۔ مینے سنا تہا کہ ایک جلالت
مسافر تبخانہ مین گیا اور وہان حاضرین تبخانہ سے کشت وخون کی نوبت پہونچی۔ مینے
مسافر حضور ہی کو سمجہا۔ الحمد للہ گمان میرا غلط نکلا۔ لیکن کل تنہا نہ جائین۔ صاحبقران
نے اُسکی التماس کو قبول نہ کیا اور علے الصباح پہر تنہا بیت الصنم مین پہونچا۔ بادشاہ
ورعایا نے جو مکرر صاحبقران کو بت کے پہلو مین دیکہا۔ کمال حیران ہوئے صاحبقران
نے جو خلایق کو اپنی طرف متوجہ دیکہا فرمایا اے گمراہو حکیم ارقمیوس نے محض بتقاضائے
اخلاص یہ بت طلائی اپنے استاد کی صورت سے مشابہ بنایا اور یہ لوح کو اُسمین امانت
کیا۔ پرستش کے واسطے نہ بنایا تہا خلقت نے بفور اسکے ہجوم کیا۔ صاحبقران نے اُس روز
بہی بیشمار آدمیون کو خاک وخون مین ملایا لیکن آخر مجروح وماندہ ہوکر بیہوش ہوگیا
شہرہ سپہ سالار نے چاہا کہ قتل کیا جائے مگر رئیس البراہمہ نے نہ مانا اور خازنان
بتخانہ نے صاحبقران اکبر کو پہر اُسی درخت چنار کے سایہ مین پہونچا دیا

جب صاحبقران کے ہوش درست ہوئے تخم نارجیل زخمون پر ملا اور سرائے مین آیا
ترک تجسس حال [illegible] جستجو سے بیقرار رہتا۔ اُسنے بعد قدمبوسی کہا کل بندہ خود [illegible]

چلے گا۔ صاحبقران کو جو معلوم تھا کہ آئندہ خلایق شہر سے جنگ و جدل کی نوبت
نہین پہونچنے کی علی الصباح اُسکو ہمراہ لیا اور ترک کو ایک گوشہ مین استادہ
کرکے خود تخت پر جا بیٹھا۔ مالک تاجدار نے مشفقہ وزیر سے کہا۔ اے دستور اعظم یہہ
جوان دمنہ طلسم سے کسطرح سلامت آگیا ہے اور اسکے زخم کیا ہو جاتے ہین بظاہر
پیدا [illegible] آخر کون ہے۔ مالک نے کہا اس شہر مین سحر و
ساحری کا دخل نہین ہو سکتا کیا معنی کہ یہ سر زمین طلسم ہے اور لوح طلسم بہ منزلہ دل
ہمارے خداوند کے جسم مبارک مین رکھی ہے۔ آخر رئیس الجراہمہ نے باجازت مالک
تاجدار صاحبقران سے کہا۔ اے جوانمرد اگر تو صادق القول ہے امتحان بتلا یعنی
ہمارے معبود سے بزبان انسانی اپنے قول کی صداقت کرا دے۔ صاحبقران نے اسی مضمون
کا اُس سے ایک اقرار نامہ لکھوا لیا اور ترک کو مالک کے سپرد کرکے ایک ہفتہ کی مہلت لی
صاحبقران اکبر حسب ہدایت تقویم اُسی جگہ آیا جہان بحالت مجروحی اُسکو
لے جاتے تھے اور زیر درخت چنار سجادہ عبادت بچھا کر اسم الہی کا ورد شروع کیا
تین ساعت کے بعد ایک جانور زرین رنگ سرخ منقار با بال و پر آسمان کی طرف سے
نازل ہوا اور اُس درخت عظیم الشان کی ایک شاخ پر بیٹھکر مثل جانوران گویا
عجیب و غریب آواز سے چہچہانے لگا۔ صاحبقران نے اُسکو تخم نارجیل دکھایا اُس سے
اُسکو اسقدر مسرت ہوئی کہ قد اُسکا کبوتر کے برابر ہو گیا۔ صاحبقران نے بار دیگر
تخم دکھایا [illegible] ہو گیا۔ جب بار سوم تخم دکھایا
بعینہ اسپ کلان کی مانند ہو گیا۔ صاحبقران پھر اُسکی طرف متوجہ نہ ہوا۔ وہ
جانور عجیب الخلقت [illegible] صاحبقران کے پاس آیا [illegible]

یہی اسم اعظم ہے جسکا ورد کرتا تہا۔ سپہر ہشتم کیا جانور نے بزبان فصیح انسانی کہا۔ اسے
فرزند سید آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سپہر طلسم خیال ہے جسکو دکہاتا ہے اور دنیا بہی
ایک کہیت ہے اسی خاندان کی برکت سے تیری دوستی سے امید ہے صاحبقران بدستور اور راہ
اسی میں مشغول رہا [illegible] بار دو گہڑی گذشت ہوئے آخر شاہزادہ معز الدین نے کہا مین تیرے جود و سخا
کی اگر تعریف کرون تو بجا ہے لیکن تجہسے اور ایک درخت کا تخم مانگتا ہون اگر تو نہین دیتا
صاحبقران نے اُس سے کچہ جواب نہ دیا۔ تب جانور نے کہا اے صاحبقران روزگار اے
زمین پر شمشیر تابدار [illegible] سپہر طلسم ہے جسکی [illegible] سات سو برس کا زمانہ گذرا اور
کیا کیا [illegible] تیرے [illegible] اگر یہ تخم تجکو دونگا ہیئت اصلی پر آجاؤنگا ورنہ مجہے
اپنی جان کے ضائع ہوجانے کا احتمال ہے

اُس وقت صاحبقران نے امداد خدا کی طلب کی اور کہا اے صفر اگر مین فی الحقیقت
شہنشاہ [illegible] کا [illegible] ہون تو مجہے [illegible] ابو الحکیم استقلینوس الہی
کے [illegible] کے پاس پہونچا دے جسکو حکیم صاحب مرحوم نے بزور علم دعوت
سحر کے داروغہ طلسم کیا تہا مین اُسکے ذریعہ سے لوح طلسم حاصل کرونگا اور
شاخ اراک سلیمانی و بارگاہ گردون اساس لاؤنگا۔ جانور نے کہا تو اب مجہے
تخم نارجیل سے کہ تیرے روبرو کہاؤن اور اپنے جسم مین تیرے لیجانے کی قوت
پیدا کرون جب میرے بال و پر پیدا ہونگے تجکو اُس بیابان مین پہونچا دونگا
جسکا سیرگاہ روحانیان نام ہے۔ صاحبقران اکبر نے تخم نارجیل کا چہارم حصہ جانور
کو دیا۔ جانور نے اُسکو کہایا اور اپنی پشت پر سوار کرکے صاحبقران کو ایک
صحرا پر بہار مین لے گیا جہان بجز [illegible] درخت [illegible] کوئی درخت نہ تہا [illegible]

پر بے شمار جانوران مختلف رنگ حمد الٰہی میں گویا تھے۔ اُنہوں جانوروں یعنی صنوبر جنہوں نے کہا
ہے معز الدین والا تبار اسی بیابان جنت نشان میں ملک الملکوت موکل طالع حکیم کا مسکن
ہے اب تو باقی تجسیم بھی مجکو دے۔ صاحبقران نے فرمایا۔ یہاں ہزارہا درخت پر
جانوران مختلف الالوان تمام ہیں۔ مجھے کیا معلوم کہ انہیں کون دار و طلسم ہے
اصغر نے اُس درخت کا نشان دیا جس پر ملک الملکوت جا گزین تھا۔ صاحبقران نے اصغر کو تجسیم
تخم دیا اور اسم پڑھتے ہوئے ایک چوب تر سے اُس درخت کے گرد دائرہ کھینچ دیا اور
زیر درخت اسم دوئم کا ورد شروع کیا۔ چند لحظے کے بعد تمام جانور درختوں پر سے
پرواز کر گئے فقط وہی ایک جانور شاخ درخت پر رہ گیا جس سے مطلب درپیش تھا
اُس نے بھی چند بار قصد پرواز کیا مگر اسم الٰہی کی برکت سے اُسکے پر و بال کی قوت
بالکل سلب ہو گئی

صاحبقران نے الغرض تین روز و شب متواتر اوراد خوانی کی۔ روز چہارم وہ جانور
درخت سے اُترا اور پوچھا اے جوانمرد تو ہم سے کیا مطلب مدنظر رکھتا ہے صاحبقران
نے فرمایا اگر میں اصغر کی طرح تمہارے نزدیک بھی صاحبقران و زوج شمسہ تاجدار ہوں
تم میری مدد کرو۔ بالفعل میرے اور ملک تاجدار کے مابین یہ اقرار ہوا ہے کہ بت
طلائی میرے دین بزرگ کی گواہی دے۔ موکل نے اول آسمان کی طرف دیکھا بعد ازاں
پرواز کر گیا۔ ایک لمحے کے بعد تمام بیابان میں خیام مخملی و زردوزی برپا ہوئے اور
ایک بادشاہ جلیل القدر کی سواری کمال حشمت و تجمل سے وہاں آئی۔ جب بادشاہ
قریب پہونچا تخت پر سے اُتر کر صاحبقران سے معانقہ کیا۔ اُس وقت ہر گوشہ بیابان
سے تقدیس و تہلیل اور ذکر و اذکار الٰہی کی صدا آتی تھی اور اسقدر خوشبو پھیلی ہوئی تھی

گویا

[illegible] اصحاب کہف [illegible] کی خاص علم رکھتی ہے

بادشاہ نے کہا میں بھی جانور ہوں جسکو تمنے پرواز سے روکا تھا۔ صاحبقران نے پوچھا۔ شاید تمہارے اہل لشکر بھی ہمہ کلاں جانور ہیں۔ مالک الملکوت نے کہا فقط میں گرگ ہوں باقی تمام لشکر میرا قوم جن سے ہے۔ خیر اب تم یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس تخم نارجیل بھی ہے۔ صاحبقران نے فرمایا میرے پاس موجود تھا۔ اصفر جنی نے وہ تخم مجھسے لیکر کہا یہ تخم مجھے تمہارے پاس پہونچنا [illegible] کہا۔ ایک یہ تمہاری بلندی طالع کی ہے۔ اس گفتگو میں اصفر جنی بھی آیا۔ مالک الملکوت نے پوچھا اے اصفر بیٹے سنا ہے کہ تونے تخم نارجیل کہاں لیا۔ اصفر نے کہا یہ میرا طعمہ تھا۔ مالک الملکوت نے کہا بیٹے خواجہ سلیمان الہی کی زبان سے [illegible] سنا ہے بلکہ ایک کتاب میں بھی لکھا دیکھا ہے کہ خورندہ تخم نارجیل قتل کیا جاویگا اور جگر اسکا تخم کے کہانے سے شکل یاقوت رمانی ہو جائیگا جو اندمال جراحت کے کام آئیگا اور اس یاقوت کا مالک مستحق فاتح طلسم مالک ہے
اسی اثنا میں ایک شخص اجنبی بارگاہ میں آیا اور اس نے داروغہ طلسم سے فریاد کی کہ اصفر نے میرے باپ کو بے گناہ قتل کیا ہے۔ مالک الملکوت نے اسی وقت از روئے گواہی گواہان معتبر حسب فتوئے شرعی اصفر جنی سے قصاص لیا اور جگر اسکا جو فی الحقیقت ایک پارچہ یاقوت کی صورت تھا اسکے سینہ میں سے نکال کر صاحبقران کو دیا اور کہا تم شہر اسقلینوسیہ میں جاؤ تو بطلانی تمہارے قول کی صداقت [illegible] اس وقت بتخانہ میں کشت و خون عظیم واقع ہوگا اور بت خود بخود شکستہ ہو کر لوح تمکو حاصل ہوگی۔ صاحبقران اکبر بارگاہ میں سے باہر نکلا۔ [illegible] مرکب [illegible] دروازہ میں صبح دروازے پر موجود تھا۔ اس نے بیک ساعت میں صاحبقران کو اسقلینوسیہ میں پہونچا دیا

ایک تاجدار نے شہر میں منادی کرائی کہ کل صبح کے وقت کل اہل شہر بہیئت اجتماعیہ
جمع ہوں۔ موافق اسکے تمام ادنےٰ و اعلیٰ بتخانے میں جمع ہوئے۔ وان آ کے صاحبقران
نے بت کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ اے جسد طلائی والے صورت بیجان اگر تو حکیم ایشان
کی اگر میرا قول اور میرے جد بزرگوار کا دین برحق ہے تو بھی گواہی دے تا کہ انکو
شہر گرداب کفر سے نکلیں۔ خدا کی قدرت سے اس صورت بیجان نے کلمہ لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ علیا ولی اللہ پڑھا اور کہا یہ جوان عالیقدر بیشک شاہ بیت الحرم
کا امیر و صادق القول ہے۔ بت پرستی شرک اور دین محمدی افضل الادیان ہے۔ یہ بات
بت کی زبان سے خلاف عادت سنکر اول شیخ البرہمن نے اسلام قبول کیا اور پھر
ہزارہا بصدق قلب کلمہ طیبہ پڑھا۔ بعد ازان بادشاہ تاجدار و وزیر و مصاحبین مسلمان ہوئے
بادشاہ کے مصاحبین میں سے ایک نے شمشیر غلاف سے نکالکر [illegible] صاحبقران کے سر پر
لگانی چاہی۔ صاحبقران نے بہ آسانی اُسکے ہاتھ سے شمشیر چھین لی اور اسی شمشیر آبدار
سے ایک ضرب میں مثل خیار تر قلم کر دیا۔ مقتول کے ملازم و رفقا با شمشیر عریان و
خنجر بُرّان ہر طرف سے صاحبقران پر حملہ آور ہوئے۔ جان نثاران مسلمین نے صاحبقران
کی کمک کی اور اسطرح کی جنگ واقع ہوئی کہ تینوں کے باشندوں نے نہ کبھی دیکھی
تھی اور نہ سنی تھی۔ مقتولوں کا خون چار طرف سے سیل دریا کی مانند رواں ہو کر
اُس بت طلائی کے زیر تخت جمع ہوا اور یکایک ایک ایسی آواز مہیب مثل صاعقہ برق
خاطف بت میں سے آئی کہ حاضرین بتخانہ کے ہوش جاتے رہے اور ہر ایک نے ایک
حالت اضطرار میں بت کی طرف دیکھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ بت کے تمام اعضائے بدن
خود بخود جدا ہو گئے اور ایک لوح ستارہ کی مانند درخشان شکم میں سے نکلی۔ صاحبقران

السید تو شہر بہ نہیں پہونچتا - فی الحال اگر عزم دیو بقامت طہوا صاحب مہرہ کہ مقابل جو
وہ مہرہ کی برکت سے مثل قد انسانی ہو جاوے - ایسے ہی اور چند خواص اس کی خدمت کے
بیان کیے جاتے ہیں مگر بانی طلسم حکیم استقلینوس نے شاہ مہرہ حکمت جزیرہ سندس میں
امانت رکہا ہے اور تین شخص اسکے محافظ ہیں - ارطاس دیو و خضران جنی و اشہر قد
پری جو نوبت بہ نوبت جزیرہ مذکور میں جاکر حق حفاظت ادا کرتے ہیں لیکن فی الحال
ارطاس دیو اور خضران جنی میں ایک مقدمہ پر نزاع واقع ہوئی ہے - چونکہ خضران جنی
کے حق بجانب ہے اسلیے تجہے جزیرہ سندس میں جاکر اسکی مدد کرنی واجب ہے -
کل صبح کے وقت بعد ادائے نماز و وظائف شہر سے تنہا نکل اور دریا کے کنارے کنارے
روانہ ہو - چند قدم کے بعد ایک درخت اس شکل کا دیکہیگا جسکے شاخ و برگ و ثمر سرخ
مطلق ہونگے - اس درخت کی بیخ پر نہایت قوت سے ایک ضرب شمشیر لگانا درخت
میں سے یہ آواز حزین دردناک آویگی - اے جوانمرد تجہے اس درخت کے قلم کرنے سے
کیا حاصل ہوگا - اس آواز کی طرف متوجہ نہ ہونا اور اسم جلیل کو متواتر پڑہنا -
ایک جوان سرخ رنگ بہ لباس سیاہ ماتم زدہ بیخ درخت میں سے نکلکر تجہے پوچہیگا
کہ کس کام کے واسطے یہاں آیا ہے - تو کہنا اے احمر جنی اگرچہ باپ تیرا اصفر جنی قتل
ہوا لیکن خدا تعالے نے اس سے دنیا ہی میں انتقام لے لیا - اب ہم کہ صاحب لوح ہیں
تجہے بجاے پدر قائم مقام کرتے ہیں - تو ہمیں جزیرہ سندس میں پہونچا دے - والسلام
صاحبقران نے استقلینوس سے یہیں ترکی کو نائب خدمت کیا اور رہا کہ تا جدار سے فرمایا
جب یہ طلسم فتح ہوا اس شہر کی سلطنت کا میں مالک ہوں [illegible] شاہ مہرہ حکمت کی
[illegible]

بعد اِس انتظام کے صاحبقران اسقلینوسیہ سے روانہ ہوا۔ بہ ترکیب مذکور احمر جنی کے ساتھ ملاقات کی۔ اُس وقت شاخہائے درخت کی سرخی بالکل زائل ہو گئی۔ صاحبقران نے احمر کے پدر مقتول اصفر جنی کی تعزیت کی۔ ازان بعد جزیرہ سندس کا حال پوچھا

احمر نے کہا۔ یا صاحبقران۔ ارطاس دیو نے ماہ لقا دختر خضران جنی کی جو میرا خالو ہے خواستگاری کی۔ اُس نے قبول نہ کیا۔ ارطاس نے فوجکشی کی۔ مگر ازلاق دیو سپہسالار خضران کے ہاتھ سے مجروح ہوا۔ جس وقت ارطاس صحت یاب ہوا اغلال زنجیر گردان ابلیس پرست کے پاس گیا جسکا لقب اغلال ہزارہ بھی ہے یعنی تنہا ہزار دیو سے مقابلہ کرتا ہے۔ اُس نے ارطاس سے پیکر ابلیس کو سجدہ کرایا اور تین لاکھ دیوان جنگ آزما کی جمعیت سے خضران کے ملک مین آیا۔ ازلاق اور اکثر دیو خضران کے اغلال کے ہاتھ سے قتل و مجروح ہوئے۔ خضران نے جنگ مغلوبہ کی اور جب اِس طرح بھی کامیابی نہ ہوئی شباشب جزیرہ سندس مین پناہ لی۔ ارطاس و اغلال بھی وہان پہونچے۔ اب ہر روز کشت و خون ہوتا ہے

صاحبقران نے پوچھا اب تو یہ بیان کر کہ مجھے کیا کرنا چاہئیے۔ احمر نے کہا۔ حضور لوح ذوجہتین ملاحظہ فرمائین۔ صاحبقران نے پوچھا۔ اِس لوح کا نام ذوجہتین کس وجہ سے ہے؟ احمر نے کہا حضور یہ لوح باین معنی ذوجہت ہے کہ جب تک شاہ مہرہ حکمت حضور کے ہاتھ نہین آئیگا پشت لوح ہدایت کرے گی اور بعد دستیاب ہونے مہرہ کے روے لوح مین احکام طلسمی ظاہر ہونگے۔ صاحبقران نے لوح کو دیکھا۔ اُسکی پشت پر لکھا تھا

اے فاتح طلسم جس وقت احمر جنی سے تیری ملاقات ہو اُس سے ایک عمد کمان چوب درخت کا بنوانا اور عمد کے ہر بند پر اِس اسم کو باین اعداد رقم کرنا جب عمد تیار ہو جاوے اِسے

سوار ہوا اور احمر سے کہا کہ تو جلد جزیرۂ سندس مین پہونچا دے۔ احمر نے اُسکو پشت پر سوار
کر کے جزیرہ مین پہونچا دیتا لیکن لوح فرماتی ہین کے باعث وہ تیرے بار صاحبقرانی کا
متحمل نہ ہوگا

احمر نے مضمون لوح سن کر کہا اے شہریار تمکو خدائے کریم کی قسم ہے کہ میرے پشت
پر سوار ہون اور حتی الامکان تیزگامی مین قصور نہ کرین تا کہ مجھے بھی ارشاد لوح کا
یقین آ جاوے۔ صاحبقران احمر کے دوش پر سوار ہوا۔ احمر نے تین بار ایسا زور کیا
کہ ناک اور کان مین سے دھوان نکل گیا مگر صاحبقران نے جنبش تک نہ کھائی
احمر کو احکام لوح کا یقین آیا اور چوب درخت کا عمد بنا کر صاحبقران کو سوار کیا۔
عمد بلا تحریک مثل تیر شند روانہ ہوا اور روز چہارم صاحبقران نے احمر کو جزیرۂ سندس
مین پہونچا دیا

صاحبقران حسب احکام لوح راہ غیر مشہور سے کوہ آہن پر گیا۔ اُس کوہ کے مقابل
ایک قلعہ سر بہ کشیدہ دیکھا جسکے بروج و فصائل سبز رنگ تھے اور زیر قلعہ ایک
فوج دیوان کوہ پیکر کی مور و ملخ کی مانند یورش کر رہی تھی اور ایک دیو فیل مست
ار دہشت نہنگ دوش نام پاک رکھے ہوئے پیشا پیش فوج کے تھا۔ احمر جنی نے کہا اے صاحبقران
عالیقدر وہ اغلال زنجیر گردن یہی دیو ہے۔ صاحبقران اکبر نے اُس وقت ایک اسم
الٰہی پڑھا۔ ہنوز بسم تمام نہ ہوا تھا کہ دیو ہلاکت ہوکر ایک جانور عظیم الجثہ کی
صورت اوج ہوا سے کوہ آہن پہ ... ادھر صاحبقران اور احمر جنی کو طرفۃ العین
مین کوہ پر سے خضر بن جنی کی بارگاہ مین پہونچا دیا۔ خضر بن جنی از دست دیو
مقتول ہونے کے بہائی سے اپنے بخت ناساز کا شکوہ بیٹھا کر رہا تھا۔ از انکہ

جو صاحبقران کو دیکھا ایک حالت خوشی میں ناچنے لگا اور خضران سے کہا۔ ہر چند
مذہب خدا پرستی آدم خوری کی اجازت نہین دیتا مگر بحسب ضرورت کچھ ایسا
گناہ بھی نہین ہے۔ میں اس آدم از غیب رسیدہ کا گوشت کھا کر تیرے مخالفون کا بخوبی
کشت و خون کرونگا۔ ہر چند خضران مانع ہوا لیکن ازلاف نے نہ سنا اور جب شاہزادہ
قریب تر پہونچا دست درازی کی۔ صاحبقران نے ایک مشت آہن ورسی ازلاف کے
کلہ پر مارا کہ مرغ نیم بسمل کی مانند زمین پر لوٹ گیا اور ایک جوے خون اسکے دہن ناک
سے جاری ہوئی۔ تمام حاضرین دربار کے ہوش جلے تہ رہے اور ہر ایک نظر حیرت سے
صاحبقران کی صورت دیکھنے لگا

صاحبقران نے بے تکلف تخت پر جلوس فرمایا اور لوح ذہبین خضران کو دکہائی۔
احمر جنی نے اپنے خالو سے تمام حال بیان کیا۔ خضران جنی نے صاحبقران کے دست مبارک
کو آنکھوں سے لگایا اور کہا اے شہریار عالی وقار ہر چند مینے اپنے بزرگان کی زبانی بکرر
یہ سنا تہا کہ قبل از فتح طلسم سبع ایک فتنہ عظیم جزیرہ سندس میں برپا ہوگا۔ مگر
یہ نہ جانتا تہا کہ وہ آشوب میرے ہی وقت میں برپا ہونے والا ہے۔ اب مجہے معلوم
ہوا کہ قیامت طلسم کا زمانہ قریب تر پہونچا۔ خضران نے صاحبقران کے واسطے بزم شاہانہ
و عیش آراستہ کی اور کوئی دقیقہ مہمانی و خدمت کا باقی نہ رکہا

صاحبقرون نے فرمایا تجہے وہ مقام بتا دُجہان شاہ مہرہ رکہا ہے۔ خضران صاحبقران
کو ایک گنبد مدور مرتفع کے دروازے پر لایا۔ اسمین تین دروازے تہے مگر دو
دروازون پر پاسبان تہے اور دروازہ سوئم پہ کوئی پاسبان نہ تہا۔ صاحبقران نے
ان دروازون کا حال پوچہا۔ خضران نے کہا۔ یہ دو دروازے جنپر پاسبان ہین

مہرے اور استبرق پوشی کے تعلق مین ہین اور دروازہ سیوم ارطاسس دیو کے سپرد تہا۔ جب ارطاسس دیو ہم سے بہ جنگ پیش آیا ہم نے اُس کے توابعین کو بھی یہان سے نکال دیا۔ صاحبقران گنبد کے اندر داخل ہوا۔ دیکہا کہ چار طرف گنبد کے متعدد صندوقچے خورد و کلان زیر دیوار رکہے ہین اور سقف مین ایک قندیل طلائی مشبک آویزان ہے اور قندیل کے ہر شبکہ سے ایک نور مثل نور ستارہ جلوہ گر ہے۔ اُسی نور سے تمام گنبد منور ہو رہا تہا۔ خضران نے کہا شاہ مُہرہ اِسی قندیل کے اندر ہے اور اِن صندوقچون مین متاع نفیسہ اور اجناس عالیہ طلسم صاحب لوح و مہرہ کی نذر کے واسطے بند ہین

صاحبقران نے پشت لوح کو دیکہا۔ یہ مضمون نظر آیا۔ ”اے شکنندہ طلسم قوت حاصل کرنی مُہرہ حکمت کے محافظان ثلثہ کا موجود ہونا شرط ہے۔ ہر ایک محافظ نوبت بہ نوبت قندیل کے روزن بالا پر اپنی پیشانی گہسے تاکہ روزن کشادہ ہو۔ صاحب لوح اُس وقت اسم جلیل کا ورد کرے۔ جب روزن حسب مراد کشادہ ہوجائے۔ پہر صاحب لوح بدست خود قندیل سے مُہرہ نکال کر محافظون کو دیدے۔ محافظان ثلثہ مین سے کوئی گمراہ ہو گیا ہو تو اُسکو قتل کردو اور سر اُسکا قندیل کے روزن پر گہسو۔ محافظ مہرے کو قصر ابیض مین حکیم اقلیدس الہی کے مزار پر لے جائین اور حکیم صاحب کی روح متبرک سے مہرہ کے نذر کرنے کی اجازت لین“

صاحبقران گنبد سے مجلس مین آیا اور خضران کو میدان مین صف آرائی کا حکم دیا۔ صبح کو ضلال زنجیر گرزان کہطرفہ سی ایک لاکہہ سوار سیاہ رو نام سیدان کین مین آیا۔

خضران جنی کی طرف سے شاہپہ نام ایک دیو تہمتن مقابلہ کے واسطے گیا اور اُس نے اسود کو قتل کیا
اغلال نے آکر شہپور سے اسود کا انتقام لیا اور تا شام دس سردار دیگر خضران کے قتل و زخمی
کیے۔ دوسرے دن ماہور اغلال کا سپہ سالار آیا۔ اس طرف سے صاحبقران نامدار اُسکے مقابلہ کے واسطے
گیا۔ ماہور نے دار شمشاد اور دارہ پشت نہنگ وغیرہ آلات حرب کی ضربین پے در پے اس شیر
بیشۂ شجاعت کے سر و سینہ پر لگائین مگر صاحبقران نے بتائید ربانی تمام ضربین دفع کین اور تیغ
دیوکش کی ایک ہی ضرب مین ماہور کو عدل بے تفاوت دو حصے کر دیا۔ اسی طرح ستاد روز کی
جنگ مین پچاس دیو نامی اغلال کے لشکر کے اُس تیغ سے جہنم واصل ہوئے۔ روز ہشتم ہلاسل ابن در
خور دا غلال میدان مین آیا اور وہ بخوف تیغ صاحبقران کشتی مین در آیا۔ عرصہ دراز تک
زور آزمائی کرتے رہے۔ شام کے وقت صاحبقران نے نعرہ اللہ اکبر مارا اور بقوت بازوے
صاحبقرانی ہلاسل کو سر سے بلند کر لیا اور گرد سر چرخ دیکر اس ضرب سے خاک معرکہ پر مارا
کہ نقش زمین ہو گیا۔

شب کو ازلاف مرتد نے خوابگاہ مین صاحبقران کا قصد کیا اور اُسکے اشارہ سے اغلال نے
لشکر خضران پر شبخون مارا۔ صاحبقران اکبر نے اُسی وقت حکیم سقلینوس الٰہی کو خواب مین
دیکھا۔ حکیم صاحب نے فرمایا اے حمزۃ الدین جلد بیدار ہو ایک دیو بچہ ظالم تیری ہلاکت کے درپے
ہے جلد بیدار ہو۔ صاحبقران کی بے اختیار آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ فی الواقع ازلاف نے
شمشاد کا حربہ کیا چاہتا ہے۔ صاحبقران نے ایک جست کی اور بزار شمشاد اُسکے
ہاتھ سے چھین کر اُسی حربہ سے اُس ملعون کو قتل کیا بعد ازان زرہ صد مثقالی پہنی اور
تیغ دیوکش ہاتھ مین لے کر معرکہ مین بدر آیا اور تا صبح جابجا دیو قتل کیے۔ ناگہاں ایک ستبرق
پڑی۔ ڈیڑھ لاکھ دیوان کوہ پسکا کی جمعیت سے خضران جنی کی کمک کے واسطے پہونچا اور

اُس نے بذات خاص ارطاس کا سر قلم کیا اور بہت احتیاط سے اپنے پاس رکھا۔ غرض ارطاس صاحبقران
کے ہاتھ سے قتل ہوا

بروقت فتح صاحبقران اکبر گنبد کے اندر آیا خضران جنی اور استبرق پری نے قندیل کے روزن
بالا پر اپنی اپنی پیشانی گھسی اور بعدہ ارطاس کا سر بریدہ ملا سودہ روزن اسقدر کشادہ ہوا
کہ مہرہ قندیل میں سے نکل آیا۔ صاحبقران نے وہ مہرہ اس شکل کا دیکھا کہ بعینہ ماہ چاردہ کا
ایک پارچہ معلوم ہوتا تھا اور گرد پیش مہرہ کے کچھ نقوش بخط طلسمی کندہ اور مثل ستارہ
مجلی و مشعشع تھے۔ استبرق پری نے مہرہ صاحبقران سے لے لیا اور صاحبقران کو
ایک تخت پر سوار کیا۔ پریزادان تیزپر نے چار ساعت مستقیمہ میں قصر ابیض کے اندر
پہونچا دیا

صاحبقران نے اس شان و زینت کا ایک قصر عالی دیکھا گویا شہر علیین اور قلعہ عرشیہ کا ایک نمونہ
تھا۔ قصر ابیض کی کوئی عمارت ایسی نہ تھی جسکی تعمیر خشت طلائی و نقرئی سے نہ ہو۔ اُسکے پہلو میں
ایک گنبد وسیع و مرتفع تھا اُسمیں حکیم اسقلینوس الٰہی کا مزار مقدس تھا۔ صاحبقران اکبر نے مراد دل
کی مانند حکیم بزرگ کے مزار کی زیارت کی اور وہ شب اُسی جا عبادت و مناجات میں
گذاری۔ کچھ شب باقی تھی کہ عالم رویا میں حکیم اسقلینوس تشریف لائے اور فرمایا اے فرزند سعید آخران

بگیر دامن جمعیت و خوشی ای شمس — که سنگ تفرقه دوران بر آستین دارد

فتح طلسم سبع سباع و عقد بلکہ خستہ تاجدار تجکو مبارک ہو تو اپنے اُستاد حکیم قسطاس کو بعد سلام
ہماری طرف سے کہنا

اندرین جہان چو گوشۂ راحت ندیدہ ایم — جان دادہ ایم و کنج مزاری خریدہ ایم

اسی طرح حکیم صاحب خضران جنی اور استبرق پری کے خواب میں آئے اور حکم دیا کہ شاہ مہر

صاحبقران لیکر قلعہ مین آئے۔ وہ شب بسر کرکے صبح کے وقت استبرق پری اور صاحبقران تخت پر بیٹھکر اپنا اپنا لباس
حفظ کر پایا۔ اوس کے بعد اُنہون نے حضرت مقدس کا طواف کیا بعد ازان مہرہ صاحبقران کی نذر
گذرانا۔ صاحبقران نے مہرہ بازو پر باندھ لیا

استبرق پری نے عرض کی یا صاحبقران میرا ملک یہان سے قریب ہے اگر دو چار روز
حضور میرے غریب خانے مین تشریف لے چلیں بعید از کنیز نوازی نہ ہوگا۔ صاحبقران
اُسکے ہمراہ اوس ملک مین آیا اور بیرون شہر ایک باغ بہشت سواد مین فروکش ہوا
جس وقت صاحبقران بیت الخلا سے فارغ ہوا استبرق پری اوس عالیشان کو ایک محل مین
لائی اور کہا ان حجرون مین قدم رنجہ فرمایئے وہان وہ گشتہ محبت تشریف فرما ہے
جسکی ملاقات کے واسطے مین نے حضور کو یہانتک تکلیف دی۔ صاحبقران حیران ہوا
کہ یہان میرا گشتہ محبت کون ہے۔ آخر کہا جس حال مین وہ بندہ خدا خود میرا مشتاق ہے
پھر حجرے مین رونق افزا ہونے کے کیا معنی حجرے کے اندر سے یہ آواز آئی۔ ہان صاحب
اب تمکو ہمسے کیا واسطہ۔ تم تاجدار کا خیال آجکل کیا کم ہے۔ صاحبقران کو یہ آواز
کان مین کچھ آشنا معلوم ہوئی۔ سوال سا مین حجرے سے ایک نازنین بلائے جان آفت
جہان بہ لباس نافرمانی تاج مرصع نگار بر سر آتش سرکش کی مانند برآمد ہوئی صاحبقران
نے جو نظر امتیاز سے دیکھا کیا دیکھتا ہے کہ ملکہ نوبہار گلشن افروز غیظ و غضب مین آلودہ
چلی آتی ہے۔ صاحبقران کے ہوش نے پرواز کی اور کہا۔ بارے تم یہان کیسے آئین
ملکہ نے کہا مجھکو میرا دل یہان لایا۔ جس وقت سنا تم نے اس طرف کا عزم کیا ہے۔ نادر شاہ
کی جانب حکیم صاحب سے اجازت لی لیکن تم کہو اس وقت کیسے پشیمان ہو۔ اگر جانتے کہ
استبرق پری نوبہار کے پاس لیے جاتی ہے ہرگز اُسکی درخواست منظور نہ کرتے۔ ایک گوشہ

دن تہا کہ مجہسے بات کرنیکے آرزومند تہے اور ایک یہ دن ہے کہ حجرے مین داخل ہونے
سے عذر کیا۔ ہان صاحب ملکہ شمسہ تاجدار تمہاری ہمجنس اور ہمدم غیر ہے یہ کہکر ملکہ نوبہار نے بے اختیار
ایک نعرہ ہائے کا مارا اور بیہوش ہو گئی۔ صاحبقران اکبر کہ شمسہ و نوبہار کو مثل چشم راست
و چپ یکسان عزیز سمجہتا ہے گہبرا گیا اور جس وقت ملکہ نوبہار ہوش مین آئی کوئی
دقیقہ اسکی دلجوئی و دلداری مین باقی نہ رکہا اور کہا۔ تمہاری محبت میرے دل پر ایسی غالب
ہے کہ طوطی طلسم نے مرتبہ اول میری موجودگی کو کالعدم سمجہا لیکن مجبوری ہے کہ بغیر ان
وصال ملکہ شمسہ تم سے وصال ممکن نہین ہے۔ فی الجملہ عاشق و معشوق نے ایک روز و شب شکر و شکایت
کے اذکار مین بسر کی

روز دوم ملکہ نوبہار باحشم خدم آہستہ علیین کو روانہ ہوئی۔ صاحبقران نے بہی استبرق
پری سے رخصت طلب کی۔ استبرق پری نے بعد شکر الطاف ایک کاغذ پیچیدہ نذر کیا صاحبقران
اکبر نے جو کاغذ کہولا اُسمین سے ایک حصیر یعنی بوریا مربع گیاہ سبز کا بنا ہوا نکلا صاحبقران نے فرمایا
ہمنے اس ترکیب سے اس شکل کا بوریا آج تک نہین دیکہا۔ استبرق پری نے کہا یہ بوریا حضرت خضر علیہ السلام
کا سجادہ ہے اور حضرت نے سلیمان جنی میرے باپ کو بخشا تہا اور فرمایا تہا کہ آخر کار یہ شرف اولاد
پاس سے ایک حقدار کو پہونچ جائیگا مین خیال کرتی ہون کہ حقدار سے حضور ہی مراد تہے۔ اسکو
خدا تعالی نے یہ خواص بخشا ہے کہ اگر وقت ضرورت دریا مین کشتی میسر نہ آوے اس حصیر
پر سوار ہو کر یہ کلمہ کہے۔ اے حصیر بحق حضرت خضر علیہ السلام ہمین اس طرف دریا کے پہونچا دے۔
حصیر حبیب و خضر است مثل کشتی در دریا و بسر کنارہ پر پہونچا دیگا

صاحبقران اکبر نے حضرت خضر کے حق مین دعائے خیر کی اور تخت پر سوار ہو کر شہر سقلیبیہ مین رونق افروز ہوا۔ مالک تاجدار
انیز قصوبیہ سالار و معیار قدیر اور ترک سخت کمان حاضر ہو کر شاہ مہر حکمت کے شفایاب ہونے کی مبارکباد دی

خاتمہ بوستان خیال جلد پنجم

الحمد للہ کہ جلد پنجم بہی ختم ہوئی - اگر خدا کو منظور رہے باقی جلدون کا انتخاب بہی ہو جائے گا

ہمنے جلد اول کے خاتمہ مین لکہا تہا کہ طبعاً ہم اپنے محسنون کی ناموری کے خواہان رہے ہین چنانچہ تخلص والد مرحوم کے نام سے لیا اور اسین حکمت کو سردار امین چند صاحب بہادر رئیس بجواڑہ ضلع ہوشیارپور کے نام پر کیا - بعد ازان لکہا تہا کہ ہر طبقے مین بہت سے دوست اور محسن بوستان خیال کے ساتہ اپنے نام نامی بغرض اشتہار کی غرض سے اپنے اپنے حقوق پیش کرنے کو موجود ہوگئے - لیکن اس وقت مہاراجہ رنبیر سنگہ صاحب بہادر آنجہانی والی ریاست جمون و کشمیر نے بازی جیتی اور جلد اول و دویم حضور ممدوح کے جانشین حضور سری مہاراجہ پرتاب سنگہ بہادر بالقابہ کے نام روشن سے منتہر ہوئین - پہر جلد سوئیم و چہارم نے حضور نواب صادق محمد خان صاحب بہادر بالقابہ کے اسم گرامی سے عزت پائی - اس وقت کہ بوستان خیال جلد پنجم ختم ہوئی - دوستون کے طبقے نے بزبان حال کہا کہ ستیفی جیسے آزاد آدمی کا بہی خوشامد نے خاتمہ کر دیا - یہ ایسی موثر بات تہی کہ یکبار خیال ادہر رجوع ہوا اور ناچار ہو کر عالی جاہون کی طرف سے بازگشت کی اور اس جلد کو جناب سردار یار محمد خانصاحب پوبلزئی رئیس گجرات کے

نواجب المستطیم نام سے مشتہر کیا

سردار صاحب کی خدمت مین ۱۸۶۸ء سے نیاز حاصل ہے جبکہ راقم کی عمر صرف اٹھارہ برس کی اور خدمت دوئم مدرسی گورنمنٹ سکول شاہ پور کی تھی اور سردار صاحب اُسی مقام مین ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے ہم نہایت فخر سے یہ بات بیان کرتے ہین کہ اُس وقت سے آج تک سردار صاحب مہربان بزرگانہ توجہ سے پیش آتے ہین اور ہم بھی صاحب موصوف کو اپنا قبلہ و کعبہ سمجھتے ہین اور تا امکان ایسا ہی ادب کرتے ہین جیسا کہ انکے پسران رشید

ہم اپنے دوستون کو نوید دیتے ہین اور اس مژدہ رسانی پر خوش ہین کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہماری ناچیز تالیفات دوستون کے اسمائے گرامی سے عزت حاصل کرین گی

لاہور ۲۱ ماہ شوال ۱۳۱۰ھ مطابق ۸ مے ۱۸۹۳ء

العاصی نادر علی سیفی

اشتہارات

بستان خیال

(جلد اوّل و دویم و سویم و چہارم و پنجم)

یہہ چاروں جلدیں چھپ کر برائے فروخت موجود ہیں۔ بمقابلہ دلچسپی مضامین مجنونہ مولف قیمت بہت کم تجویز کی گئی ہے

نام جلد	قسم کاغذ	تعداد صفحات	قیمت	محصول	رسیدہ ڈاکخانہ	کل
جلد اول	ڈمی	۲۰۸	۱۲ر	۱ر	۰ر	۱۲ ۰ر
ر	سریرام پوری	ر	۱۰ر	۱ر	۰ر	۱۱ ۰ر
جلد دویم	ڈمی	۲۵۶	عـــہ	۱ر	۰ر	عـــہ ۱۰ر
ر	سریرام پوری	ر	۱۱ر	۱ر	۰ر	۱۲ ۰ر
جلد سویم	ڈمی	ر	عـــہ	۱ر	۰ر	عـــہ ۱۰ر
ر	سریرام پوری	ر	۱۱ر	۱ر	۰ر	۱۳ ۰ر
جلد چہارم	ڈمی	۳۷۰	عـــہ ۸ر	۱۰ر	۰ر	عـــہ ۱۰ر
ر	سریرام پوری	ر	عـــہ ۲ر	۱۰ر	۰ر	عـــہ ۴ر
جلد پنجم	ڈمی	۱۸۸	۱۲ر	۱ر	۰ر	۱۳ر
ر	سریرام پوری	ر	۹ر	۱ر	۰ر	۱۰ ۰ر

کوئی صاحب زیادہ احتیاط کریں تو ۲ر بابت حق رجسٹری روانہ فرمائیں ورنہ بلا رجسٹری کرائی کتاب ارسال کی جائیگی لیکن اس صورت میں نہ پہونچے تو مطبع ذمہ دار نہ ہوگا اور دوبارہ نہ بھیجیگا سوداگروں اور یکجا خریدنے والوں کو عنہ فیصدی کمیشن دیا جائیگا جبکہ عــہ یا اس سے زیادہ قیمت کی کتابیں خریدیں۔ یہ کتاب رجسٹری کرائی گئی ہے کوئی صاحب اسکو چھاپنے کا قصد نہ فرمائیں

بوستان خیال جلد ششم زیر طبع ہے (المشتہر) سید نادر علی سیفی مالک و مہتمم مطبع [illegible] لاہور

بوستان خیال جلد ششم

یہ جلد چھپ رہی ہے اور رہبر ہند کے اُن خریداروں کو جو زر پیشگی عنایت کرتے ہین اُسکے اوراق ہر پرچہ کے ساتھہ بہیجے جاتے ہین۔ امید ہے کہ رہبر ہند کے تمام خریدار حساب کی صفائی پر توجہ فرمائینگے تاکہ اِس دلچسپ کتاب کے اوراق بمفت ہدیہ ہون اِس جلد کے ختم ہونے پر اسکی قیمت تجویز ہوکر عام شائقین کتاب کے واسطے اشتہار دیا جائیگا

المشتہر سید نادر علی سیفی مالک و مہتمم مطبع سیفی لاہور

بوستان خیال پر احباب کی آراء

زبانی اور تحریری جو اظہار پسندیدگی بوستان خیال کے بارے مین احباب نے فرمایا ہے اُسکا چھاپنا ہم طول عمل مین داخل سمجھتے ہین اور اِس لئے چند خطوط کا انتخاب شایع کیا جاتا ہے جسے صحیح تقریظ کا درجہ دیا جائے تو بیجا نہ ہوگا

انتخاب خط جناب خان بہادر سرفراز محمد حیات خانصاحب بہادر ڈپٹی انسپکٹر اسسٹنٹ کمشنر

مہربان من جناب سیفی صاحب سلمہ۔ تسلیم آپکے پرچہ اخبار کے ساتھہ بوستان خیال کے پرچہ نمبر ۱ سے ۳ تک پہونچے مین اُسکی عمدگی کی وجہ سے دلی مسرت ہوا اُسکا خواہشمند ہون

تحریر ۲۶ ستمبر ۱۸۹۱ء نیاز مند محمد حیات خان از سیالکوٹ

انتخاب خط پنڈت مہر نرائن صاحب نائب تحصیلدار

آپ بوستان خیال کی دو جلد جو تیار ہوئی یا ہونیوالی ہے بذریعہ قیمت طلب پیکٹ بہیجدیوین ۲۲۔ اکتوبر ۱۸۹۲ء نیاز مند پنڈت مہر نرائن

تا انقضائے تعطیلات اپنے پاس جمع رکھیں اور ۔ اکتوبر ۱۸۹۲ء کو جمع کرکے بہیجیں مجہے خوف ہے کہ یہان پرچہ ضمیمہ ضایع نہ ہوجائے جو قدر ۔ اسکا مجکو ہے دوسرے کو کاہے کو ہوگا

الملتمس شہسوار الدین احمد ۲۰ اگست ۱۸۹۲ء

عنایت فرمائے بندہ زاد محبتہ

تسلیم ۔ مزاج مبارک ۔ حضرت ۔ بندہ آپکے کلام اعجاز التیام کا دلدادہ ہے لگاوٹ عرض کرتا ہون کہ خدا جانے آپکی تحریر مین کیا اثر ہے جو پڑہتا ہے دل ہاتہ سے دیدیتا ہے ۔ زبان نہین کہ آپکی تعریف کرون

خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست

اب التماس یہ ہے کہ ایک پرچہ بستان خیال کا جو غالباً ۲۹ اپریل سنہ الیہ کو ہمارے ہان آیا تہا خوبی قسمت سے گم ہوگیا ۔ لہذا امیدوار ہون کہ ایک کاپی جلد سوئم کی صفحہ ۱۸ سے ۲۸ تک ارسال فرمایئے گا تو بعید از بندہ نوازی نہ ہوگا ۔ مین آپکا ہمیشہ ممنون رہونگا

بندہ منوہر لال خلف الصدق رائے بہادر منشی لشن سروپ صاحب مدار المہام ریاست دہولپور المرقوم ۲ جون ۱۸۹۲ء

عنایت فرمائے سید نادر علی صاحب زاد لطف ازشما

بعد تسلیم آنکہ بوستان خیال جلد سوئم کے ختم ہونیکا شکریہ ادا کرتا ہون

بندہ منوہر لال خلف رائے لشن سروپ دیوان ریاست دہولپور

انتخاب خط جناب خان یوسف خان صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ ضلع ہوشیارپور

مشفق و مکرم بندہ جناب شاہ صاحب سید نادر علی شاہ زادہ عنایتکم

تسلیم و نیاز کے بعد التماس ہے کہ اوراق بستان خیال جلد دوئم و سوئم ہمراہ اخبار رہبر ہند

پہونچتے رہتے ہیں۔ اور اصل یہ کتاب غم غلط کرنے کی ہوئی ہے۔ اسکی عمدگی کی تعریف جہانتک کیجائے بجا ہے۔ جلد اول بستان خیال بھی بذریعہ قیمت طلب یا رسل ڈاکخانہ میں بھیجدیوین۔ ہم ہمیشہ بستان خیال آپکے مطبع کے مطبوعہ کے خریدار رہینگے

۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ع آپکا نیازمند محمد یوسف خان از ٹانک

انتخاب خط جناب حاجی محمد شاہ نواز خانصاحب رئیس و نوابزادہ خان ضلع منٹگمری

ایک عمدہ ناول جو آپکے پرچہ کے ساتھ ہوتا ہے میرے پاس نامکمل ہے۔ باقی اوراق بھیجدیں

الراقم حاجی محمد شاہ نواز خان

انتخاب خط جناب منشی رام چند صاحب سارجنٹ ہیڈ پولیس پشاور

مہربان من جناب منشی صاحب بعد تسلیم۔ مین بہت شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ بوستان خیال کے اوراق مجھے پرچہ کے ساتھ بھیجتے ہین۔ واقعی یہ بےمثل قصہ ہے جس سے میرے پژمردہ دل کو خوشی ہوتی ہے راقم رام چند سارجنٹ از پشاور

انتخاب خط جناب مفتی محمد داؤد صاحب وکیل عدالت پشاور

جناب من۔ تسلیمات۔ جلد اول و دویم بستان خیال کی نیازمند نے مطالعہ کین۔ واقعی اس قسم کی کتابین دل کو خوش کرنے کے لئے نیازمند کی نظر سے پہلے نہین گذرین۔ نہایت عمدہ طریق سے آپنے اُسکا اختصار عبارت فرماکر بہت خوش اسلوبی سے تالیف کیا ہے امید کہ ایک جلد بستان خیال جلد سوئم بذریعہ ویلیو پے ایبل جس میں کاغذ ولایتی ہو ارسال فرمائینگے۔ دوسرے قسم کا کاغذ مطلوب نہین ہے۔

۳ دسمبر ۱۸۹۲ع راقم کمترین مفتی داؤد پلیڈر شہر پشاور

انتخاب خط جناب منشی عبدالعزیز صاحب نائب تحصیلدار ڈیرہ غازیخان

جناب بخشایت [illegible] منشی [illegible] علی صاحب [illegible]۔ السلام علیکم آپ براہ مہربانی
بُستان خیال [illegible] ویلیو پی ایبل پارسل بو الیسی ڈاک
ارسال فرمادیں [illegible] کمال شوق ہے۔ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۲ء عبدالعزیز نائب تحصیلدار

انتخاب خط مرزا محمد ذوالفقار خان صاحب رئیس اعظم قصور ضلع لاہور

مکرم [illegible] صاحب زاد لطفہٗ

السلام علیکم۔ آپکے [illegible] بستان خیال کی تعریف مہر درخشاں کی سی اندراج
ہوتی ہے لہذا اسکے ملاحظہ کا میں بھی مشتاق ہوں۔ آپ قیمت طلب پارسل کراکر
جلدی ارسال کریں راقم ذوالفقار از قصور۔ ۱۹ دسمبر ۱۸۹۲ء

انتخاب خط جناب منشی سانول سنگھ صاحب خزانچی تحصیل سونی پت

جناب من۔ تسلیم۔ جلد اول بستان خیال سے رام پوری کاغذ بذریعہ ویلیو
پے ایبل پیکٹ ارسال فرمادیں۔ عین عنایت ہوگی

انتخاب خط جناب خانبہادر منشی محمد امتیاز علی خانصاحب وزیر اعظم ریاست بھوپال

بقلم جناب رودر پرشاد صاحب دیوان

مکرمی زاد عنایتہ۔ تسلیم۔ بستان خیال جو رہبر ہند کے ساتھ نکلتا ہے واقعی ایک
نہایت دلچسپ اور غم غلط مضمون ہے اور آپکے اخبار کی یادگار رہے

راقم رودر پرشاد دیوان حضور وزیر اعظم

انتخاب خط سید محمد اسحاق صاحب نائب تحصیلدار دلوالی

بستان خیال کے اوراق بہت گم ہوگئے ہیں شاید میرے مقامات کی تبدیلی کی وجہ سے نہیں پہونچے ہیں
نہایت افسوس رکھتا ہوں اور ان اوراق کو بہت عزیز رکھتا ہوں آپکا نیازمند محمد اسحاق نائب تحصیلدار دلوالی

اشتہار مطبع مفید عام لاہور

رہبر ہند:۔ جو ہفتہ مین دو بار شایع ہوتا ہے اور جسمین ہر قسم کے مفید عام مضامین اور ضروری خبرین بکثرت درج ہوتی ہین۔ اسکی پیشگی سالانہ قیمت مع محصول حسب ذیل ہے:۔ گورنمنٹ و سلاطین و والیان ریاست للعہ جاگیر داران و دیگر اہل ثروت سے ۳؍ چھ ہزار سالانہ سے کم آمدنی والے عہ تین ہزار سالانہ سے کم آمدنی والے ۱۲؍ ایک ہزار سالانہ سے کم آمدنی والے عہ تین سو سالانہ سے کم آمدنی والے اور طالب علم لعہ

رسالہ سیلف گورنمنٹ:۔ اسمین میونسپل کمیٹیون اور ڈسٹرکٹ کمیٹیون اور لوکل بورڈون کی کارروائیان مفصل و مکمل بلا اجرت چھپتی ہین۔ میونسپل کمیٹیون کو اخبار رہبر ہند بھی رسالہ کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ درجہ وار قیمت مع محصول حسب ذیل ہے۔ میونسپل کمیٹیان جنکی آبادی بیس ہزار سے زیادہ ہے اور ڈسٹرکٹ کمیٹیان للعہ میونسپل کمیٹیان جنکی آبادی بیس ہزار سے کم ہے عہ میونسپل کمیٹیان جنکی آبادی دس ہزار سے کم ہے اور لوکل بورڈ عہ

فہرست عہدہ داران پنجاب:۔ جو ششماہی وار مطابق سول لسٹ انگریزی کے چھپتی ہے اسکی سالانہ قیمت مع محصول حسب ذیل ہے:۔

سرکار و والیان ریاست (سے) جاگیر داران و دیگر اہل ثروت (عہ) چھ ہزار سالانہ سے کم آمدنی والے (للعہ) تین ہزار سالانہ سے کم آمدنی والے (لعہ) ایک ہزار

سال سے کم آمدنی والے (عہ ۱۲) تین سو سال سے کم آمدنی والے و طالب علم (عہ ۱)

اشتہاروں کی اجرت: - اخبار رہبر ہند و رسالہ سیفیہ گورنمنٹ مین فی سطر ۲ و فی کالم ایک نی صفحہ للعہ ہر مرتبہ کے واسطے لئے جاتے ہین۔ لیکن جبکہ ایک اشتہار ایک ماہ سے زیادہ عرصہ کے لیئے چھاپا جاتا ہے تو ایک پیمانہ کی اور جبکہ ایک سال سے زیادہ کے واسطے شائع ہوتا ہے تو نصف اجرت کی تخفیف دیجاتی ہے

چھپائی کا کام: - اُردو فارسی عربی ہندی سنسکرت غرض ہر زبان کی کتابین بہتر پر عمل اور صحیح عبارت ارزان نرخ پر اس مطبع مین چھاپے جاتے ہین

عام شرائط: - اخبار و رسالہ و فہرست کی قیمت درخواست کے ساتھ آنی چاہیئے البتہ معتبر قدیم حسابداروں کے واسطے پیشگی قیمت کے ادا کرنے کیلئے ایک ماہ کی میعاد مقرر ہے ورنہ بشرح مابعد دو چند قیمت لیجاتی ہے

(۲) چھپائی کے کام کے واسطے نصف اجرت پیشگی داخل کرائی جاتی ہے اور جو کام حوالہ کیا جائیگا تاوقتیکہ پوری اجرت وصول نہ ہو جائے

(۳) روپیہ بیمہ بنام مشتہر اُلیطڈ اک خانہ آنا چاہیئے اور اگر کسی وجہ سے ضائع ہو جائیگا اور مطبع مین نہ پہونچے گا تو مطبع جوابدہ نہ ہوگا

(۴) ہر قسم کی تحریرات بلا ادائے محصول آنی چاہیئین المشتہر مہتمم مطبع سیفی لاہور

کتب فروختنی

مندرجہ ذیل کتابین اس مطبع مین فروخت کے لیئے موجود ہین بارسال نقد قیمت شائقین طلب فرماسکتے ہین

نام کتاب	قیمت	محصول
قواعد مالگذاری	۸ر	۱ر
ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ع	۳ر	۱ر
مجموعہ احکام دہرم شاستر	۲ر	۱ر
آئین حکمت	۲ر	۱ر

نام کتاب	قیمت	محصول
ہربیر پٹھک طبیب	عہ	۱ر

درخواست بنام مہتمم مطبع سیفی لاہور آنی چاہیئے

المشتہر سید نادر علی سیفی مالک و مہتمم اخبار رہبر ہند نمبر ۶ لاہور

چاکبر . ۱ر

لہ ما فی السموات وما فی الارض وما بینہما وما تحت الثریٰ

بوستان خیال

جلد ششم

جو فارسی میں میر تقی خیال کی تصنیف ہے پھر [illegible] نے ترجمہ کیا اور

سید نادر علی سیفی

ساکن لاہور نے بعد غور کرنے کے قبول کیا اور [illegible] ناظرین مرتب کیا اور

ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۱ھ مطابق ماہ اکتوبر ۱۸۹۳ء میں

بفضلہ تعالیٰ شانہ

مطبع سیفی لاہور میں سید نادر علی سیفی کے اہتمام سے شائع ہوا

ہدیہ مختصر

یہ جلد جو بوستان خیال کی ششم جلد ہے جناب خان
احمد شاہ صاحب بہادر رئیس جالندھر اکسٹرا جوڈیشل
اسسٹنٹ کمشنر گجرات کی خدمت میں پیش کش
کی گئی ہے جو اس عاجز کے حال پر اس وقت سے توجہ
رکھتے اور تلطف فرماتے ہیں جبکہ راقم گورنمنٹ اسکول
ہوشیارپور میں مدرس دوئم تھا اور خان صاحب بہادر اس
ضلع میں نائب تحصیلدار تھے

نادر علی سیفی

بوستان خیال جلد ششم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحمدُ للہِ فاطِرِ السّمٰوٰاتِ وَالارضِ یُولِجُ اللَّیلَ فِی النَّہارِ وَیُولِجُ النَّہارَ فِی اللّیلِ وَسَخَّرَ الشَّمسَ وَالقَمَرَ کُلٌّ یَّجرِی لِاَجَلٍ مُّسَمًّی۔ وَالسَّلامُ وَالصَّلوٰۃُ عَلٰی مُحَمَّدِنِ المُصطفٰی وَآلِہِ الاصفیا

بعد حمد و نعت بندہ پرگنہ نادر علی سیفی ولد سید سیف علی جنت مکان موسوی نعمت خانی ساکن لاہور اَللّٰہُمَّ اغفِر لِی وَلِوَالِدَیَّ گذارش کرتا ہے کہ پانچ مجلدین اس داستان طویل دلپذیر کی ختم ہو گئین۔ اب جلد ششم کا آغاز ہے۔ خدا کو منظور ہے تو یہ بھی ختم ہو جائے گی

پانچوین جلد مین اور ایسا ہی جلد ششم مین جمشید بن کا فور کا حال اس قابل ہے کہ طالبان بہ نگاہ عبرت حاصل کرین کوئی ذلت اُسکو شرمندہ نہین کرتی اور کوئی مصیبت اُسکو خدا کے وجوب کی قائل نہین کرتی بسبب محبت جاہ اور لذت گناہ ایک شخص کے دل مین باتفاق جگہ کر لیتی ہین تو اُس سے خوف خالق اور ہمدردی مخلوق کنارہ کر جاتی ہے وہ آسمان زمین کو مع دیگر موجودات کے ایک امر اتفاقیہ سمجھنے لگتا ہے اور کل مخلوقات اور خود اپنی ہستی کو نفضیلت تماما ہے۔ ہر چند کہ راحت نہ پائے اور تسکین نہ ہو۔ اَللّٰہُمَّ احفَظنَا مِن شُرُورِ اَنفُسِنَا

مکرر وارد ہونا صاحبقران اکبر کا اسقلینوسیہ میں اور مالک کا ظاہر کرنا احوال طلسم سنانا اور داخل ہونا دو طلسم مین

ہمنے جلد پنجم کو اس فقرہ پر ختم کیا تھا کہ صاحبقران اکبر شاہ مہرہ حکمت کے جلال کے
مکرر اسقلینوسیہ مین وارد ہوئے اور مالک تاجدار اور ترک سخت کمان خیر سے
حاضر ہوکر بخیریت و عافیت تشریف لانے کی مبارکباد دی۔ راوی کہتا ہے کہ صاحبقران
اکبر نے ہر ایک اخلاصمند کے حال پر نوازش خسروانہ فرمائی۔ بعد ازان پوچھا
طلسم سبع سباع کے دروازہ و علامات کی کیا کیفیت ہے۔ جمشید جس دروازے سے
داخل ہوا ہے وہ تو قریہ فردوس سے سات فرسنگ ہے اور بقول عام وہ بآرام
داخل ہوگیا۔ مالک تاجدار نے عرض کیا طلسم سبع سباع کے دو دروازے ہین ایک
کلان اور ایک خورد۔ کلان کو شاہ دروازہ اور دروازہ خورد کو دزد دروازہ
مشہور کرتے ہین۔ شاہ دروازہ اسقلینوسیہ سے بارہ فرسنگ ہے اور دزد دروازہ جبل
اعلیٰ کے نواح مین واقع ہوا ہے۔ شاہ دروازے سے طلسم مین جانا صاحبقران
اور فاتح طلسم ہی کا منصب ہے اور وہ بھی لوح و نسخہ تحقیق اور شاہ مہرہ حکمت
کی اعانت سے۔ غیر داخل ہوگا تو ہلاک کیا جائیگا۔ علامت اس دروازہ کی
یہ ہے کہ ایک عمود تاریک اور غبار غلیظ زمین سے آسمان تک متصاعد نظر آتا
ہے۔ دزد دروازہ پر کوئی علامت اس قسم کی نہین اور نہ اس راستے سے غیر اتنی جلد
بھی داخل ہوسکتے ہین مگر وہ طلسم کشائی نہین کرسکتے بلکہ ذلیل و خوار ہوتے ہین اور

بطور راسیر کے سمجھے جاتے ہین - بعد اس بیان کے مالک تاجدار نے ایک مرد نقاب اوڑہا ہوا جو
استقلینوسیہ کو پیش کیا

ملک اظہر نے بعد دعا و ثنا عرض کیا - اے شہریار عالی وقار مین عالم طفولیت مین
ایک مرد بزرگ کاروان نام سے عربی کا سبق لیتا تہا اور ایک اور طفل رائفس میرا
ہم سبق تہا - کاروان کی ایک دختر مہ پیکر نزاکت نام نہایت حسین و صاحب جمال تہی
وہ بہی ہماری ہم سبق تہی - جب ہم تینون سن شعور کو پہونچے مین اور رائفس نزاکت
کو نزاکت سے فریفتگی کی نوبت پہونچی - کاروان مرض برص مین مبتلا تہا نزدیک
آخر عمر مین اسکو فالج بہی ہو گیا جس وقت اسکو ہماری فریفتگی کا حال معلوم ہوا
ہم دونون ایک ایک کو خلوت مین بلا کر کہا میرے امراض کی دوا حنظل طلسم ہے اور
مین نزاکت کا عقد اس شخص سے نسبت کرونگا جو ایک حنظل مجکو طلسم سے لا دیگا - یہ سن کر
مین نے اور رائفس دونون نے اپنی اپنی طلسم کی راہ لی

جب مین دود طلسم کے قریب پہونچا میرے دل پر اسقدر خوف غالب ہوا کہ
مجہسے ایک قدم بیشتر نہ رکہا گیا بلکہ قریب تہا کہ زہرہ میرا آب ہو جائے لیکن
آنکہیں بند کین اور قدم برداشتہ دود طلسم مین داخل ہوا - جب بیشتر گیا تو
تمام عالم مجہے مثل شب دیجور تیرہ و تار نظر آیا اور یہ آواز مجہے ہر طرف سے آئی کہ اے بیخبر
بے اجل رسیدہ جس طرف سے آیا ہے پہر اسی طرف روانہ ہو جا ورنہ جان اندرون
مفت ضائع ہوگی - لیکن تاریکی دود کے سبب کچہ خبر نہ ہوتی تہی کہ کس طرف سے
یہان آیا اور کس طرف جا رہا ہون - چند لمحہ مین حلق خشک ہوا اور نفس رکنے لگا کہ
غش کہا کے بیہوش ہو کر گرا - حالت بیہوشی مین ایک مرد عجیب الخلقت جسکا جسم مثل جن

انسان اور مونہہ بعینہ بندر کی مانند اور سیاہ مطلق تہا۔ ہیزم سوختہ ہاتہہ مین لئے ہوئے میرے پاس آیا اور اِس ضرب سے میرے پشت و پہلو پہ مارا کہ اُسکے زخمون کا نشان آجتک میرے جسم پر موجود ہے۔ ملک اظہر نے پیراہن اُتار کر اپنا بدن دکہایا۔ تمام بدن لہو دہو رہا تہا۔

ملک اظہر نے کہا یا صاحبقران عالی شان جس وقت اُس میمون سیاہ رو نے مجہے سوختہ آتش سے مارنا شروع کیا مینے بے تحاشا شور و غل مچایا۔ ناگاہ ایک شخص اُسی ترکیب و صورت کا لیکن مونہہ رنگ کا سرخ مطلق تہا دست راست کی طرف سے وہان آیا اور اُس نے میمون سیاہ رو سے کہا اے فلان تو ناحق اِس مظلوم آدمزاد کو مارتا ہے اِسکی اجل یہان مقدر نہین۔ میمون سیاہ رو دیر تک زد و کوب سے باز رہا۔ میمون سرخ چہرہ نے ایک نان خشک اور ایک کوزہ آب مجہے دیا اور کہا اے ناشدنی اِس نان کو کہا تا کہ قتل گاہ تک جانے کی تیرے پانو مین طاقت رہے۔ وہ نان و آب نہایت بدذائقہ و بدبو تہی مگر خوف زدہ نان خشک کہائی اور وہ پانی پیا۔ اُس وقت میمون سرخ رو نے میرے ہاتہہ اور سیاہ رو نے دونو پانو پکڑے اور دو تین دفعہ (?) ہلا کے جہولے کی مانند مجکو ہلاتے تہے۔ بعد اِس زور سے ایک طرف پہینکا کہ مین سنگ منجنیق کی شکل دو طلسم سے دشت ریگ روان مین گرا۔ اگرچہ کوئی ضرب مجکو نہ پہونچی مگر ہوش سے جاتا رہا۔

جس وقت ہوش مین آیا پہر وہ تاریکی و دود مجہے نظر نہ آئی۔ مین اپنی جان کی سلامتی کا درگاہ خدا مین شکریہ بجالایا اور پیشتر روانہ ہوا۔ مگر ہر قدم پہ پانو میرے تا بزانو ریگ مین غرق ہو جاتے تہے اور دوگز ہزار بمشکل چند قدم جاتا بہی تہا ایک موج ریگ طوفان دریا کی مانند بایں شد و مد پیدا ہوتی تہی کہ پہر مجہے ایک حالت

بے غذا و آب ... اسی جانب پہونچا زینی تہی۔ شام تک بمشکل تمام اُس ... پاس مین
ایک فرسنخ راہ طے کی پہر میرے پانو مین مطلق طاقت نہ رہی اور بار دیگر بیہوش ہوکر
زمین پر گرا۔ اُسی عالم مین وہی ہمیون سُرخ چہرہ میرے پاس آیا اور وہی نان خشک
اور آب متعفن مجکو دیا مینے اُسی غفلت مین وہ آب و نان کہائی جب صبح کے وقت
آنکہ کہلی وہان سے بہی روانہ ہوا

غرض بارہ روز کے عرصہ مین اُس ریگستان مہلک سے باہر نکلا اور ایک سرزمین
سبز و شاداب مین پہونچا۔ ایک فرسنخ راہ اُس زمین بہشت آئین مین طے کی تہی
کہ روبرو ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ سیم خام کا نظر آیا جسکے بروج و فصائل نقرہ
مصقول کی مانند روشن و مجلے تہے اور دروازہ طلائے احمر کا زمرد نگار بگربند
تہا جب مینے قلعہ کو نظر غور سے دیکہا چہہ بروج دست راست اور چہہ بروج دست چپ
دروازہ کے نظر آئے اور ہر بُرج کے روبرو ایک درخت عظیم الشان خنج اثر سایہ
تہا اور اُن درختون کی شاخون پر بیشمار جانوران سبز رنگ مختلف زبان مین
چہچہے لگا رہے تہے۔ ہر ایک درخت پر ایک ایک ہمیون انسان قامت تہا۔
مگر جو بندر قلعہ کے دست راست تہے اُنکے چہرے سُرخ رنگ اور جو دست چپ تہے
اُنکے موہنہ سیاہ مطلق تہے اور ہر درخت کی شاخون مین گوہے زرین و سیمین
بجائے ثمر آویزان تہین۔ علاوہ ازین دست چپ قلعہ کے کنگرون پر صدہا
پیکرین چوبین مصنوعی مہیب و بدہیئت نصب تہین اور برعکس دست راست
نازنینان خوش جمال کی پیکرین تہین۔ زیر قلعہ ایک خندق عمیق پانی سے لبریز
تہی اور خندق سے اِس طرف چار سو قدم شماری ایک نہر خون نہایت شور سے

جاری تھی الا نہر کے دونوں کناروں پہ درختان حنظل صف بستہ تھے اور ہر حنظل بقدر اس
مین خربوزہ کلان سے کم نہ تھا۔

وہاں مینے اپنے ہم سبق رائض کو اس شغل مین مشغول دیکھا کہ زیر درخت حنظل
چین بر رہا ہے۔ مین رائض کے پاس گیا اور احوال پوچھا۔ رائض کا قصہ بالکل میری
سرگذشت سے مطابق تہا۔ مینے بہی اپنی حقیقت رائض کو سنائی۔ رائض نے کہا
اے تاجر زادے شاید تو اپنی زندگی سے بیزار ہے جو ایسی حرکت کرکے عشق و محبت کا دم
مارتا ہے۔ تو اسکے قابل کب سے ہوا۔ مینے کہا اے چابک سوار بیحیا کیا تجہسے بہی کسی کی
حیثیت کم ہوگئی۔ اسی قسم کے چند سوال و جواب ہوئے۔ بعد ازان ہشت مشت کی
نوبت پہونچی اور باہم دست و گریبان ہوے۔ آخر رائض نے مجہکو مغلوب کیا اور
میرے سر سے دستار اتار کر میرے ہاتہ پاؤن خوب مضبوط باندہے اور ایک درخت
مین لٹکا دیا اور خود وہان سے روانہ ہوا۔ ہنوز چند قدم ہی گیا تہا کہ ان پیکرہاے
مصنوعی مین سے ایک پیکر قلعہ کے کنگرہ پر سے خندق مین گری اور دفعۃً اسکے
ایک نازنین ماہرو شعلہ جوالا کی مانند ایک میمون سرخ چہرہ کی زنجیر ہاتہ مین
لیئے ہوئے خندق مین سے نکلی اور کمال ناز و انداز سے تبسم کنان خرامان خرامان
نہر خون کے کنارہ پر آئی

رائض نے جو اس نازنین ہوش ربا کو دیکھا بآواز بلند مجہسے کہا۔ اے بدبخت تیرہ روزگار
اب تو اپنی چشم کور سے میرے طالع کی بلندی دیکھ کہ یہ نازنین حور لقا خاص میری ہی
ملاقات کے واسطے آئی ہے۔ خوشا نصیب میرے کہ دو معشوقون کے ساتہ گرم صحبت
ہونگا۔ بعد ازان رائض نہر کے کنارے پر گیا اور کہا اے جان جہان جس وقت

سے بیشتر تیرا حسن عالم سوز دیکھا تھا تمام خیالات سابق بہت دل سے سہو ہوئے اور اب مجھے
بجز تیرے وصل کے اور کوئی خیال نہیں ۔ نازنین نے کہا اگر تو واقعی میرا عاشق ہے
تو جلد مجھے خبر کر کہ میرے پاس پہونچنا چنداں مشکل نہیں ۔ رالف نے بہ تحقیق
ظاہر کیا کہ اسقدر ہم کو ہاں اس نازنین نے ہی بندر کی گردن سے زنجیر کھولدی اور
بندر سے اشارہ کیا ان بخت ستم رالف کے قریب آیا اور رالف کا ایک پاؤں پکڑ
اپنی طاقت سے کے پاس لے گیا۔ اس وقت نازنین تغنی الحان میں مشغول ہوئی اور بزم
رقص منگانہ کرنے لگا۔ جب وہ نازنین کسی نغمہ میں گاتی تھی بندر آہستہ ناچتا
تھا اور رالف کو بھی آہستہ ہلاتا تھا اور جس وقت وہ ٹیپ پر پہونچتی تھی بندر
ایسی جست و خیز کرتا تھا کہ رالف کو ایک درخت سے دوسرے درخت پر لے جاتا تھا
اور پھر زمین پر لے آتا تھا جب تک رالف کے دست و پا میں قوت باقی رہی وہ
نازنین گاتی رہی اور بندر بھی پا گرفتہ رالف کو درخت بدرخت لیے پھرا جس وقت
رالف بیدم ہو گیا بندر نے اسکو اس ضرب سے زمین پر مارا کہ کوئی عضو سلامت
نرہا اور رالف کا گوشت کہانا شروع کیا تمام درختوں کے بندر اس میدان میں
جمع ہوئے اور حصہ کے موافق رالف کا ایک ایک پارچہ بدن لے گئے بلکہ اکثر اس
نعمت سے محروم رہے ۔ وہ نازنین اس ہنگامہ کے بعد اسی خندق کی راہ سے قلعہ پر
پہونچی اور اپنی پہلے قایم ہو گئی سہمت شہر یا مجھے رالف کے حال پر نہایت
تاسف ہوا اور سمجھا کہ میری اجل بھی اسی صورت سے مقرر ہے
جب وہ دن گذرا اور وقت شب تھا دیکرین کہ کنیزکان قلعہ پر سے خندق میں گریں
اور ایک لحظہ کے بعد شمع چراغ وغیرہ سامان محفل نشاط لیکر خندق سے باہر

نکلین اور اُنہون نے نہر کے کنارے پر فرش مخملکا نہ بچھایا۔ پانی نہر کا جو برنگ خون تہا اب شمع و چراغ کی روشنی مین آب زلال کی مانند صاف و شفاف نظر آیا حتّے کہ سنگریزہ ہائے لعل و یاقوت نہر کے اندر مثل ستارہ چمکتے تہے جس وقت مجلس آراستہ ہوئی ایک مرد معمر با تاج شاہی خندق مین سے نکلا اور اُسنے تخت زرنگار پر جلوس فرمایا اور پریزادان مہوش کو رقص و سرود کا حکم دیا۔ مین دست و پا بستہ اُسی درخت مین آویزان سراپا چشم اُس محفل ہشت منزل کا تماشا دیکھ رہا تہا ایک صورت سے تمام شب محفل رقص گرم رہی

جب صبح کے وقت بادشاہ تخت نشین نے قلعہ مین جانے کا قصد کیا چند عورتین مریخ صولت سر سے پا تک مسلح تیر و کمان ہاتہ مین لیئے ہوئے بادشاہ کے روبرو آئین اور اُنہون نے دست بستہ کہا کہ ایک مرد اجنبی اُس طرف نہر کے ایک درخت سے بندہا ہوا ہے اگر وہ واجب القتل ہے ہم اُسکو حضور کے روبرو تیر باران کرین اور بالفرض تہدید یا تنبیہ کے لایق ہے ویسا حکم ہو۔ بادشاہ نے فرمایا البتہ سہل گوشمالی اُسکو دیدو۔ وہ زنان ہائے سفاک میرے پاس آئین اور مجہے ایسی کتک کاری کی کہ آجتک مجہے یاد ہے۔ بعد ازان وہ بادشاہ مع جلوس و سامان خندق مین داخل ہوگیا

مین اُسی طرح خستہ حال درخت سے بندہا ہوا تہا اور اُس وقت بہوک کی شدت سے میرا حال ایسا بد تہا کہ زمین و آسمان نظر نہ آتا تہا۔ ناگاہ ایک عفریت میمون چہرہ انسان قامت سیاہ رو آیا اور اُس نے کہا اے بدبخت تو کہانتک درخت مین آویزان رہیگا اُس طرف نہر کے جا تا کہ تو بہی ہماری قوم کے مونہہ کا لقمہ ہوجائے

یہ کہ کر اُس نے چند ضربات چوب اس زور سے میری پشت پر لگائیں کہ ہر ایک زخم سے
فوارہ خون جاری ہوا - اس اثنا مین ایک میمون سرخ چہرہ بھی وہان آیا
اور اُس نے میمون سیاہ رو سے کہا آمرزک تو اسکو کیون ایذا دیتا ہے - طلسم
نے اسکو محض باعتبار مظلومیت عذاب طلسم سے نجات دی بلکہ ایک حنظل بھی بطریق
تحفہ اسکو ملے گا - میمون سیاہ رو مجھے دشنام ہائے مغلظہ دیتا ہوا چلا گیا اور میمون
سرخ چہرہ نے میرے دست و پا رسن سے کھول لیے اور کہا چل مین تجھے حد طلسم
سے نکالدون - مین خاموش اسکے ہمراہ ہو لیا - مگر جراحت بدن اور اخراج
خون سے اسقدر ضعیف و ناتوان ہو گیا تھا کہ چند قدم کے بعد بیہوش ہو کر زمین
پر گرا - جس وقت ہوش مین آیا کیا دیکھتا ہون کہ کسی نے مجھے حد طلسم سے طرف
پہونچا دیا اور ایک حنظل بھی میرے پہلو مین رکھا ہوا ہے

مین گرتا پڑتا کاروان معجم کے پاس گیا اور تمام سرگذشت بیان کر کے
حنظل نذر گذرانا - کاروان نے حنظل کھایا اور صحت پائی اور بندوکت کا مجھے
عقد کر دیا

صاحبقران اکبر نے بعد استماع نقل روز دوشنبہ نو بجے کے وقت تاریخ پنجم ماہ الٰہی
لوح کو دیکھا - اُس سے آثار غیبی مین یہ مضمون نظر آیا - یا صاحبقران معظم و اے فاتح
طلسم سبع سیارہ جس وقت شاہ مہرہ حکمت تیرے ہاتھ آوے پھر تو بدولت و اقبال
طلسم کی طرف روانہ ہو - ہم جانتے ہین کہ زرہ صد مثقالی اور نیمچہ دیگش خاتون
اور نیمچہ زحل حکیم ارسطو الٰہی کے طلسم سے تجھے حاصل ہو ہونگے اور حکیم قسطاس
ہمارا ہمیشہ تیرا امر لی و کفیل کار ہوگا - جب تو اس مقام پر پہونچے جہان بند طلسم

کاکرہ ہے چشم بند توکل بخدا کرہ دود مین داخل ہونا۔ وہ دود تیرے دماغ مین
عود و عنبر سے بھی زیادہ تر کیفیت دے گا اور بعد تھوڑی دیر کے سامان خرمی و خوشی یا
اسباب عیش و عشرت تجھے نظر آوے خبردار بغیر مطالعہ لوح کسی طرف متوجہ نہونا
اور یہ اسم اول یاد کرنا چاہیے جو لوح کے حاشیہ پر لکھا ہے تاکہ وقت حاجت کوئی
مشکل بند نہ رہے بعض حالات طلسم مین اکثر ساحران کفار خصم تجھے اعمال لوح بند کر دینگے اسوقت یہ اسم جلیل الاعمال
لوح کی کشایش کے واسطے کام آئے گا۔ یہ بھی خبردار رہیو کہ بیابان مین جو دو
فرشتے ہین ایک اہل یمین دویم اہل یسار۔ اصحاب الیمین تیرے خیر خواہ ہین۔ اور صحاب الیسار
دشمن جانی۔ جو صورت دست راست کی طرف سے پیدا ہو اسکو مثل آئینہ لوح کے دیکھنا
اور جو صورت دست چپ کیطرف نظر آوے اسکی تنبیہ و علاج کے واسطے
لوح سے مشورہ لینا تجھے مژدہ ہو کہ صاحبقران اعظم کی بارگاہ ... اسباب
طلسم روان جسکا عجائبات روان اور حدیقۃ المشرق بھی نام ہے بلکہ اور چند
تحائف بھی جو بطور جہیز ملکہ شمسہ تاجدار امانت رکھے ہین بعد فتح طلسم تیرے تصرف
مین آوینگے۔ اب تو حاکم شہر اسقلینوسیہ کو حکم دے کہ وہ مع لشکر شہر طلسم
پر جاکر اس امر کا منتظر رہے کہ جس وقت دود طلسم اور ... روان جسکو طلسم
... بھی کہتے ہین اور جو دروازہ طلسم کی علامتین ہین برطرف ہون تیرے
عقب مین کوچ کرے اور طلسم کے شاہ دروازے پر مقام کرے
صاحبقران اکبر نے ترک کو پھر اسقلینوسیہ کا حاکم کیا اور ملکہ تاجدار کو مع لشکر دود طلسم کے
نزدیک مقام کرایا اور خود کرہ دود مین داخل ہوا

احوال جمشید ملعون جسکا آستون خضر اقان گرفتار ہونا تھا

واضح ہو کہ بیابان طلسم میں شاہ دروازے سے دروازے تک سات مرحلے
ہیں۔ مرحلہ اول ہندرسی سے متعلق ہے اور حکومت اُس مرحلہ کی وزیر سلطنت کی نام
ہے جسکا وزیر روشن ضمیر نام ہے۔ مرحلہ دویم گرگ سے منسوب ہے جسکی حکومت دبیر سلطنت
سیاق خوش تحریر کے نام نہاد ہے۔ مرحلہ سیوم کا مالک خرس ہے اور صوبہ داری اُسکی
بادشاہ طلسم کی خاتون ملکہ روشن گہر کے قبضہ میں ہے۔ مرحلہ چہارم ہند یعنی شیر
کے متعلق ہے جسمیں دار الخلافہ واقع ہے اور بادشاہ کا نام شارق شاہ ہے۔ مرحلہ
پنجم خوک سے علاقہ رکھتا ہے۔ وہان کی صوبہ داری سپہ سالار سلطنت سیاف خونریز
کے نام مقرر ہے۔ مرحلہ ششم گرگدان یعنی گینڈے سے منسوب ہے اور وہان کا حاکم
قاضی ہے جسکا رئیس الابرار خطاب ہے۔ مرحلہ ہفتم فیل سے نسبت رکھتا ہے اور اُسکی
حکومت بادشاہ نے پیر دہر کے تفویض رکھی ہے جسکو شیخ شہر اور بخدالریا اور [illegible]
حالت ہی خطاب کرتے ہیں۔ وزیر روشن ضمیر اور ملکہ روشن گہر اور رئیس الابرار باہم متفق
ہیں اور سیاف خونریز پیر دہر کا مرید خاص ہے اور کچھ سا بدال ہے۔ لیکن سیاق
خوش تحریر گاہے قاضی و وزیر و ملکہ کا شریک ہوتا ہے اور گاہے بخدالریا اور
سپہ سالار کے ہمراہ ہو جاتا ہے۔ یہی حال بادشاہ کا ہے کہ گاہے وزیر کے [illegible]
ہے اور گاہے پیر دہر کے کہنے پہ عمل کرتا ہے۔ مرحلہ ہفتم میں جہان جمشید [illegible] رہتا ہے
[illegible] قزاقی پیشہ ساحل نام پیر دہر کا نائب ہے۔

[illegible] جمشید کا حال بیان [illegible] گیا [illegible]
[illegible] کا [illegible] ہے اور [illegible] خلائق [illegible] طلسم کے [illegible]
[illegible] معلوم ہوتی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ ایک دن [illegible]

بحسب اتفاق زغال فروشون کے محلہ مین گذر ہوا۔ وہان ایک مکان کے دروازے پر
ایک پیرزال بدرو کریہ منظر بیٹھی ہوئی تھی۔ اُس نے جمشید کو دیکھ کر ایک دوسری عورت
سے کہا اے خواہر تو بھی دیکھ کہ اُن لگا فردن کا بھی جوان جیسا ان خصائل خرابہ مین زندہ ہے
جمشید نے جو یہ جملہ اپنے حق مین پیرزال کی زبان سے سُنا ایک نگاہ قہر سے اُسکو دیکھا
پیرزال نے کہا اے جوان حیوان خصلت تو مجھے کیا دیکھتا ہے۔ میرے پاس یہ مظالم انہد
اُنکے اثیہ سے یہان یہ جیتے کہ زمین مین بصورت انہر آئین۔ چونکہ یہ بات پتہ کی تھی جمشید
فوراً پیرزال سے رجوع لایا اور اپنا حال سُنا کر کہا تو مجھے ایسی کوئی تدبیر مفید کار بتا
کہ زندہ اصلی میرا پھر عود کرے اور مین ان پولاج گا ذرون کے جور و ظلم سے نجات پاؤن
پیرزال نے کہا ہے شخص مین بہر صورت تیری سرپرستی اور مدد دہی کو موجود ہون بشرطیکہ
تو شہ ان کی جگہ مجکو پسند کرے۔ جمشید بے تامل اُس سے مختلط ہوا۔ پیرزال نے کہا اے جمشید
جس وقت سے تو نے نہر الذہول کا پانی پیا ہے اسی وقت سے تیرا زور کم ہو گیا ہے۔ اب تو
شوران کا پیشاب پی البتہ ہیئت اصلی پہ آجائے گا۔ مگر شوران اس سے واقف ہو ورنہ وہ
اخلاق اور کائد جنی سے جو بشکل سگ سپید شوران کے پاس آتا ہے کہہ دے گی اور وہ تیرا
مطلب درست نہ ہونے دین گے۔ جمشید نے شوران کی نظر سے پوشیدہ چند مرتبہ شوران
کے پیشاب پیشگاہ پر جا کر چاٹا۔ واقعی اپنے زور موجودہ مین ترقی پائی۔ جمشید زال کے
پاس آیا اور اُسکے مہر یہ ادا کیا۔ اُس نے بعد ناز و نیاز جمشید سے کہا اب تو صحرا مین جا
جو قزاق تیرے سلاح لے گیا ہے تجھے ملیگا۔ اُس سے بزور بازو سلاح لینا اور اُسکو قتل کرنا
بعد ازان مع سلاح میرے پاس آنا مین تجھے اور کچھ نصیحت کرونگی۔ جمشید صحرا مین گیا ابھی
چند قدم کے بعد وہی قزاق نظر آیا جو سلاح لے گیا تھا۔ جمشید نے ایک نعرہ مردانہ مارا

قزاق نے کہا۔ آج تیرے قیافے سے ثابت ہوتا ہے کہ تونے اپنی مرغولہ کا پیشاب پیا ہے
جمشید نے کچھ جواب نہ دیا اور اس قزاق سے دست و گریبان ہوگیا اور اسکو خنجر سے
ذبح کرکے اپنے سلاح لے لیے

جب زالہ کے پاس آیا اس نے کہا تو یہ سلاح اپنے جسم میں لگا اور نصف شب کے وقت
شوراں کے پاس جا اس وقت اسکو بت سپید یعنی کاندجنی کے پہلو میں دیکھیگا
زنہار کچھ نہ کہنا اور انکے اختلاط کا تماشا دیکھنا۔ جب کاندجنی فارغ ہوکر باہر نکلے تو اسکے
عقب میں ہو لینا۔ کاندجنی صحرا میں ایک چشمے کے اندر غائب ہو جائیگا۔ بعد ازاں چشمہ
میں سے ایک رو پانی کی ایک طرف روانہ ہوگی۔ تو بھی پانی کی رو کے نشان پر جانا
رفتہ رفتہ اور ایک چشمہ کے کنارے پہونچیگا۔ اس چشمہ کے کنارے پہنچکر
بآواز بلند رونا۔ چند ساعت کے بعد ایک سگ ابلق قوی الجثہ چشمے میں سے نکلکر تجھسے
پوچھیگا۔ اے شخص ایسی کیا مصیبت تجھپر نازل ہوئی جو بایں آواز دردناک روتا ہے۔ تو کہنا
ورنہ اولاً اہل طلسم کے سر پر ایک بلائے ناگہانی نازل ہوا چاہتی ہے میں فقط خرابی و شکست
طلسم پر روتا ہوں۔ وہ پوچھیگا یہ بات کس دلیل سے کہتا ہے کہ فتح طلسم کا زمانہ قریب آیا
تو کہنا اس سے زیادہ اور کیا دلیل کامل بتاؤں کہ تیرا بھائی کاندجنی یہانتک شوراں پر فریفتہ
اخلاق کا ذری کی رعایت مدنظر نہ رکھتا ہے کہ اس نے ننگ و ناموس اپنی اور تیری برباد
قرار دیا۔ میں اس حرکت سے بالطبع نفور ہوں لیکن اسکے خوف سے کچھ نہیں کہتا۔ تو
سگ ابلق جسکا قائم جنی نام ہے اور کاندکا برادر کلاں ہے اسی وقت کاندکو بلا کر
لعنت و ملامت کریگا۔ وہ تو اسکے خوف سے صاف انکار کرجائیگا۔ تو اسکے منہ سے کہنا
اگر راستگو ہے مجھکو اس چشمہ شور کا پانی پلا دے تاکہ میں قید طلسم سے نجات پاؤں

اور میرا شدہ اصلی پیدا ہوا آخر ایک روز مین نہا رہے گا تم آؤ گیا یعنی طلسم کشا سے
مقابلہ کرے گا۔ کانہ بہائی کی تہہ سے اُسی وقت چشمہ خشک ہو جائیگا اور چشمے کا پانی
ایک تیرے پاس آئیگا۔ بعد ازان ایک ظرف گلی مین بند کرے گا۔ تو کا ہاتھ سے
پی لینا۔ جب وہان سے مراجعت کریگا دوسرا قزاق تجکو ملیگا جو تیرا مرکب لے گیا ہے اسکو بھی
قزاق اول کی مانند قتل کرنا اور مرکب اپنا لے لینا۔ جمشید نے کہا میرے ستون آئینہ مین بھی یہ ذکر
طلسم ہفدہ تھا کہ اول ایک زن فاحشہ کا پیشاب پیا اور اب ایک ساحر ناکہ سگ کا جو
میرا رقیب ہے قے کردہ پانی پیونگا۔ زالہ نے کہا۔ یہ انتہائے طلسمی محض صاحبقران اکبر شاہزادہ
معز الدین کی برکت قدم سے تجکو نصیب ہوئی ہین جو بعزم طلسم کشائی داخل ہوا ہے
ورنہ تیرا ہر پارچہ بدن سگ مشغلان طلسم کو کھلایا جاتا۔ جمشید نے کہا تجکو کہان سے
خبر لی کہ معز الدین طلسم مین داخل ہوا۔ زالہ ہنسی اور کہا۔ مجھے زالہ کاہنہ کہتے ہین۔
ہر چہار طرف سے مین خبر و اخبار سے ماہر ہون اور اکثر شیاطین طلسم میرے تابع ہین
جمشید نے زالہ کاہنہ کے دست و پا کو بوسہ دیا اور حسب ہدایت اُسکے کماحقہ قے
کھائی اور قزاق کو قتل کرکے اپنا اسپ سواری لے آیا۔ لیکن ابھی اُس نے بخوبی دم
نہ لیا تھا کہ اخلاق تمام وہ ہیون کی جمعیت سے زالہ کے مکان مین آیا اور زالہ
سے کہا اے کاہنہ میرے داماد کو میرے حوالے کرو ورنہ عذاب برے سے تجھے قتل کراؤنگا
شاید تیرے دل مین کا بدبختی کا بھی کچھ خوف نہین۔ زالہ نے جواب دیا اے اخلاق
اُسکو کل نرغہ ہم لئے مظلم جو خاص میرا حق تھا تیری کھوپڑی مین دیا۔ اب میرے
پاس کیا چیز باقی رہی جو مین اُسکا خوف کرون۔ یہ داماد تمہارا خود میرے پاس
پناہ لایا ہے۔ اگر راضی ہو بے تکلف لے جاؤ۔ اخلاق نے جمشید سے کہا آؤ فرزند

ساہول ہنوز مطالعہ نامہ سے فارغ نہ ہوا تہا کہ جمشید جلادون کو قتل کرکے با شمشیر
خون چکان قتل گاہ سے دربار میں آیا اور ساہول سے کہا اے ساہول تو میرے مرتبہ
سے واقف نہیں ہے میں لشکر کفار کا صاحبقران ہون اور ابلیس لعین ہر کام میں مجہکو
مدد اور قوت دیتا ہے۔ اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے مجہے اپنا بادشاہ سمجہ۔ میں
ایک دن وقت بد میں تیرے اور دیگر اشرار طلسم کے کام آؤنگا۔ ساہول نے اول
جمشید کے سراپا کو نظر غور سے دیکہا بعد ازان اپنے برابر بٹہایا اور کوتوالی شہر کا
عہدہ بخشا اور کمال تزک وشان سے حسب شریعت ابلیسی زالہ کاہنہ سے اسکا عقد
کردیا اور چند روز کے بعد اسکو ابوفیل بیگ کی مہم پر نامزد کیا جو مرحلہ ہفتم
کے مشہور سرکشون میں سے تہا۔ جمشید نے اس مہم کو منظور کیا مگر زالہ کی ہدایت سے ساہول
سے ایک اقرارنامہ بدین مضمون لکہا لیا کہ اگر جمشید نے یہ مہم حسب مراد سر کی تو جو خواہش
مجہسے کرے گا مجہے اسکے روا کرنے میں کسی نہج کا عذر نہ ہوگا

داخل ہونا صاحبقران اکبر کا طلسم میں اور ڈہونڈہنا ہودو دیگ کا اور فتح کرنا طلسم اور

جب صاحبقران اکبر دود طلسم میں داخل ہوا اسکی تاریکی نے ایسا پریشان خاطر کیا
کہ نوبت بہ جان پہونچی۔ صاحبقران نے لوح کو دیکہا اور ایک اسم اعظم پڑہ کے سر تا پا
پہ پہونکا۔ بہ مجرد اسکے دود طلسم مثل شفق درمیان سے شق ہوگیا۔ اس وقت دیکہا
کہ دست راست کے پہوٹین کا رنگ مثل نقرہ سفید ہے اور دست چپ کا
سیاہ ہے۔ علاوہ ازین دست راست سے عنبر اشہب اور مشک اذفر کی بو
آتی تہی اور دست چپ سے معلوم ہوتا تہا کہ ... کی ...

جل رہا تھا ہیں۔ ناگاہ دوست چپ ایک فرشتہ ... شکل کا نظر آیا اُس کا انسانی
اور چہرہ تا بہ گردن ہیوانی اور سیاہ ... تھا ... ہیئت ... صاحبقران کے
مقابلہ ہوئے اور ہر ایک نے ایک سوختہ آتش ... شمشیر ... اُنکے
ہاتھ میں تھا صاحبقران کے سر پر ... صاحبقران بھی بے اجازت لوح ... دیو کش
غلاف سے نکالکر اُن مردان عجیب الخلقت کے جمع ... آیا اور ... لعینان
صدہا سیاہ دیوان کو خاک و خون میں ملا دیا بقیۃ السیف نے رو برو گریز کی صاحبقران
نے اُنکا تعاقب کیا۔ وہ سب ایک غار پر جا کے جمع ہوئے۔ اُسی سے دو طلسم ...
تھا۔ دو طلسم کہ وہاں اُس ... شرارہائے آتش ... نکلتے تھے صاحبقران کے گرد پیش
محیط ہو گئے صاحبقران اسم خوانان غار کے درمیان ... گیا۔ چند قدم ... کے بعد
ایک دیوار آہنی نظر آئی۔ زیر دیوار ایک چشمہ آب تھا اور لب چشمہ ایک درخت
مثل درخت خرما واقع تھا۔ جب غور کیا تنہ درخت پر ایک خط مدور نظر آیا صاحبقران
نے خدا لیئے پاک کر ... کے حسب ... وہ لوح میں اُس خط پر تیر مارا سند درخت
قلم ہو گیا ... درخت کو بقوت صاحبقرانی اُکھاڑ کر دیوار آہنی پر مارا خدا
کی قدرت سے ایک ہی ضرب میں دیوار منہدم ہو گئی۔ اور چشمہ کا پانی جاری
ہو کر غار میں داخل ہوا۔ اُس وقت ایسی ... ناخوش غار سے آئی ... قیامت
کی نوبت پہونچی اور ہر طرف سے صدہائے ... کی اور ... کا شور و غل ہوا

چند لحظہ کے بعد وہ طلسم بر طرف ہو گیا اور دست راست سے صدہا مرد نازنین
حسین و خوش لباس ... ہاتھ میں لیئے ہوئے صاحبقران کے ...

مین حاضر ہوئے۔ اُنکے سردار نے کہا۔ اے جوانمرد جب تک تو ہمین صاحبقرانی کا نشان کامل نہ دکہاوے گا ہم تیری طلسم کشائی کا باور نہین کرینگے صاحبقران نے لوح ذوجہتین اُنکو دکہائی۔ اُنہون نے صاحبقران کو تخت پر سوار کیا اور سجدہ کرتے ہوئے جلو مین ہو لئے۔ صاحبقران نے اُنسے پوچھا تمہاری کیا جنس ہے اور کیونکر خدمت پر ماموَر ہوئے۔ ہم نے سنا تہا کہ شکل میمونان سیاہ رو میمونان سرخرنگ بھی دود طلسم مین نمودار ہونگے۔ مگر ہمنے سرخرنگون کو نہ دیکہا۔ اُنکے سرگروہ نے کہا۔ حضور میمونان سرخرنگ ہماری جماعت ہی سے مراد ہے۔ ہم قوم جن سے ہین اور طلسم ظلمت یعنی دود طلسم کی سرحد داری ہماری قوم مین پشت در پشت چلی آتی ہے۔ ہمین قدیم سے یہی حکم تہا کہ جس صاحب اقبال کے پاس لوح ذوجہتین اور شاہ مہرہ حکمت دیکہنا بدل وجان اُسکی اطاعت کرنا۔ الحمد للہ کہ ہمنے زمانہ دراز کے بعد شہریار کو صاحب لوح و مہرہ پایا۔ اسی لئے بصورت انسانی حاضر ہوئے اور وہ صورت مخوف زار دود طلسم کے واسطے ہوتی ہے مگر چونکہ ہم خداپرست ہین اس لئے اُس حالت مین بھی ہماری نیت بخیر ہوتی ہے۔ خلاف اپنے شرکائے کار کے کہ بجز ایذا دہی اُنکو اور کچہ غرض نہین۔ صاحبقران نے پوچہا۔ تمہارا کیا نام ہے اور تمہارے شریک خدمت کا کیا نام تہا اور دونو گروہ کی جمعیت کس قدر ہوگی اُسنے عرض کیا۔ مجہے خیارہ جنی کہتے ہین اور میرے شریک کار کا شرارہ فتنہ انگیز لقب تہا۔ ہم تین سو نفر خداپرست ہین اور اُن ملاعین کی تین ہزار تعداد تہی صاحبقران نے خیارہ کو ابوالخیر خطاب دیا

اس گفتگو مین ایک موج ریگ بلا بارش تم وجود پیدا ہوئی کہ قوم اجنہ کو بہاگنے

کہ فرصت نہ دی حتّےٰ کہ حاملان تخت تا بزانو در ریگ میں غرق ہوگئے صاحبقران
نے لوح کو دیکھا اور تخت سے اُتر کر ایک اسم الٰہی پڑھا۔ اِس طرح کی باد تیز وتند چلی
کہ ریگ رواں کا ایک بگولہ بنا اور وہ آسمان کی طرف متصاعد ہوا جب امداد
اسم تمام ہوئے ریگ کا نشان تک نظر نہ آیا۔ پھر تو اجنّہ نے بہ آسانی راہ قطع کی اور
چند لمحہ میں قلعہ طلسم کے مقابل پہونچ گئے

مالک تاجدار دو طلسم کے برطرف ہونے اور طلسم رمل کے نابود ہونے پر لشکر بربر
اب ہمکے لشکر اور قلعہ طلسم کے درمیان چھ فرسخ سے زیادہ فاصلہ نہیں ہے

صاحبقران اکبر نے قلعہ طلسم کے مقابل ٹھہر کر اِس طرف بحکم لوح اپنے گرد دائرہ کھینچ
اور ابو الخیر جنی کو بھی دائرہ کے اندر بلا لیا۔ ایک ساعت شب گذری تھی کہ دو اشکال
خوش جمال جو قلعہ کے دست راست تھیں بہ ہیئت اجتماع نعیل پر سے خندق میں
ایک لمحہ کے بعد اسباب سلطنت وجلوس شاہی خندق میں سے باہر آیا۔ فراشان چابکدست
چشمک زدن میں خندق کے کنارے اِستقدر فانوس وچراغان کی روشنی کی
شب تار مثل روز منور رہ گئی۔ طرفہ تر یہ کہ جو اشجار زیر قلعہ تھے اُنکے برگ وبار
درخشان کی مانند چمکتے تھے۔ جشن تمت مجلس آراستہ ہوگئی چند بادشاہ جلیس وتاج
جواہر نگار سر پر رکھے ہوئے تختوں پر سوار خندق میں سے نکلے اور رقص وسرود
شروع ہوا۔ نصف شب کے بعد اُن معشوقان بسط پہ ور قاصہ میں سے پانچ نازنینیں
سبز لباس نہر کے کنارہ پر آئیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک دو باب بستہ مُہر
متفرق کا تھا اول بہ حرکات معشوقانہ آداب ومجرا بجا لائیں۔ انکو سہ آواز
کہا۔ یا صاحبقران روزگار دوائے زوج شمسہ تاجدار ملکہ ہماری حضور کی ملاقات

لیا امید ثانی ہوتا ہے کہ محض تمہاری [illegible]

نے سبب اس طرف نہر کے نہیں آسکتی اگر حضور بدولت و اقبال قدم رنجہ فرمائیں
بعید از مہربانی نہ ہوگا۔ ابوالخیر نے صاحبقران سے عرض کیا۔ یہ سب حیلہ و مکر ہے۔
حضور ان مردارون کی طرف متوجہ نہ ہون۔ صاحبقران نے ان پریزادون
کو جواب صاف دیا۔ وہ نا امید ہو کر چلی گئیں۔ بعد ازان چند اور پریزادان سبز پوش
آئیں اور بے مثل مراسم [illegible] نہیں ہے یہ بات کہ نازنینان سبز لباس کی آمد و رفت
جاری رہی جنکا حسن و جمال ایک سے دوسرے سے بڑھا ہوا تھا۔ انکے بعد دو پریزاد
مثل ماہ چاردہ سہرا باندھے پوشاک پہنے عشوہ و ناز و غمزہ و ادا [illegible] آتی
ہوئیں اور ایسی دلاویز باتیں کہیں کہ صاحبقران کی نیت میں بھی فساد آگیا مگر
ضبط کر کے جواب سابق دیا۔ تب وہ ایک کشتی میں سوار ہوئیں اور لطیف بازی کرتی
ہوئیں قریب دائرہ پہونچیں اور محبت دلی کا اظہار کر کے ایسے زور سے روئیں کہ
صاحبقران کو بھی رحم آیا مگر ابوالخیر کی تہدید سے دائرہ سے باہر نکلا۔ آخر نالہ کنان
چلی گئیں۔ دو ساعت کے بعد ایک کشتی طلائی نمودار ہوئی۔ صاحبقران نے دیکھا کہ
اسمیں خود ملکہ مشتری جادو اور ملکہ نو بہار بہ تجمل تمام سوار ہیں۔ انکو دیکھکر بیقرار
ہوگیا اور ابوالخیر سے پوچھا۔ کیا یہ بھی شعبدہ ہے۔ اس نے کہا۔ اور کیا ہے۔ ملکہ
مشتری جادو کبھی طلسم میں تشریف نہیں لائیں اور ملکہ نو بہار کو اس طلسم سے
کوئی تعلق نہیں ہے۔ فی الجملہ نازنینان کشتی نشین نے کہا کہ تو ہمارا عاشق صادق تھا
پھر کیسی نازنین طلسمی کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ اسی لئے ہم خود آئی ہیں کہ تو
یہاں عیش سے محروم نہ رہے۔ اب دائرہ سے باہر آ اور چند لمحہ خوشی و مسرت

[illegible] معلوم ہوتا تھا اور بالفعل [illegible]
[illegible] کی ایسی عجیب یہاں آئی ہیں۔ اب تم سے مجھکو کوئی غرض نہیں ہے وہ
[illegible] چلی گئیں

اُنکی روانگی کے بعد دو پہر رات کے عجب جو قلعہ کے دست و چپ لشکر تھین
یکایک خندق شاگرین اور اوس سے بھی زیادہ وحشتناک صورتوں سے باہر نکل کر
خندق میں سے نکلے [illegible] طرح طرح سے تہدید کی۔ مگر وقت طلوع آفتاب
غائب ہو گئیں

صبح کی ہوا خنک سے صاحبقران پر نیند نے غلبہ کیا۔ مگر ہنوز آنکھ گرم نہ ہوئی تھی
کہ ایک صدا ایسی سخت کان میں آئی۔ صاحبقران نے جو آنکھ کھول کے دیکھا تو ایک
جوان قوی ہیکل عجیب الخلقت [illegible] کے قریب استادہ ہے اُسکی ریش کی بعینہ
شکل ہے جس طرح کہ [illegible] درخت کے شاخیں ہوتی ہیں۔ اُسنے کہا۔ اے اولاد [illegible]
اپنے تئیں صاحبقران بناتا ہے اور تجھے بھی دعوے صاحبقرانی ہے۔ آگاہ ہو کہ نام میرا
[illegible] ہے اور رستم دستان کی اولاد میں سے ہوں۔ میں نے اپنے بزرگوں کی
زبانی سنا تھا کہ رستم نے گرز فلان طلسم میں امانت رکھا ہے۔ اب میں بھی گرز
لینے آیا ہوں۔ لیکن یہاں آکے تیرا حال سنا اور معلوم ہوا کہ ہم دونوں میں سے
[illegible] صاحب کو گرز مل سکتا ہے۔ پس تیرے پاس بہ ہزار تلاش آیا ہوں۔ صاحبقران
خاموش ہو رہا۔ اُس ریش شاخ نے کہا۔ معز الدین میں تجھے دلاور و بہادر سنتا
تھا۔ لیکن اس وقت خیال ہوتا ہے کہ تیرے برابر کوئی انسان بزدل [illegible]
باوجودیکہ زرہ صد مثقالی و نیمچہ و دیگر [illegible] زیب تن ہیں اور شاہ مہرہ [illegible]

صاحبقرانی تیرے پاس موجود ہے پھر بھی تو مجھ سے مقابلہ کرنے مین تامل کرتا ہے صاحبقران اکبر نے جو یہ سنا رگ حمیت نے جوش کھایا اور بے تکلف دائرۂ محفوظہ سے نکلکر اُس جوان خونخوار کے ساتھہ حرب و ضرب مین مصروف ہوا

ابوالخیر کی بھی صبح کی ٹھنڈی ہوا مین آنکھ لگ گئی تھی اور وہ اُس وقت بیدار ہوا جبکہ شمشیر و خنجر سے کشتی کی نوبت پہونچی تھی۔ اُس نے بے تحاشا فریاد کی یہ ملعون بو اب جنی طلسم کا دربان ہے رات دن تمہاری ہی گرفتار کرنے کی فکر مین پھرتا تھا۔ تمکو چاہیے تھا کہ مجکو جگاتے یا لوح کو دیکھتے اُس وقت دائرے سے باہر نکلتے بو اب جنی نے ابوالخیر سے کہا باش اے نابکار تیرہ روزگار یہ تمام فتنہ پردازی تیری ہے اور تو ہی اس جوان کو طلسم مین لایا ہے۔ خاطر جمع رکھ چند ساعت مین تم دونون خادم و مخدوم میرے ہاتھہ سے اپنی سزائے اعمال کو پہونچتے ہو

اب جو ہنگام کشتی صاحبقران نے اُس جوان بدکیش و دو شاخ کے قد و قامت کو دیکھا چار سو گز کے قریب دراز نظر آیا اور آنکھیں مثل تنور روشن تھین۔ مگر شاہ مہرہ حکمت کی برکت سے صاحبقران کا قد بھی بو اب جنی کی نظر مین اپنے ہی قد کے برابر معلوم ہوا بلکہ جس شکل سے بو اب جنی تبدیل ہیئت کرتا تھا وہی صورت صاحبقران کی بھی ہو جاتی تھی

بو اب جنی اس فکر مین تھا کہ کسیطرح لوح طلسم لے لے اور ابوالخیر صاحبقران کو بار بار اُسکے قصد سے آگاہ کرتا تھا۔ بقضائے کردگار عین کشمکش مین لوح کا بند کھل گیا اور گردن سے زمین پر گری۔ بو اب نے جھپٹا لاکی لوح زمین سے اُٹھا لی اور چرخ زنان آسمان کیطرف پرواز کی۔ بمجرد اسکے ابوالخیر کے ہمراہی صاحبقران سے جدا ہو گئے

البتہ زود فریب دیدنی قامت ترک تھی جسکو صاحبقران کے دل محبت پیدا ہوگئی تھی۔ لیکن
وہ ظالم پاس نہ آیا اس میں تامل ہوا کہ صاحبقران کو وہ اسم یاد آیا جو لوح کی ہدایت
سے ایسے ہی مشکل وقت کے واسطے مخصوص تھا صاحبقران نے پانچ بار اسم بزرگ
پڑھا تھا کہ دفعتاً تاریک آسمان سے کان تک آئی۔ صاحبقران اور ابوالخیر نے جو نظر
بلند کی دیکھتے ہیں کہ ایک جانور شتر مرغ کی صورت قوی الجسد بوراب جنی کو منقار
دبا کر مارتا زمین پر لا رہا ہے اور بوراب کی فریاد فغان دور ایسا بلند ہے۔ یہ ملک المکلق
سو کل دار وقعہ طلسم تھا۔ اُس نے صاحبقران کو گذشتہ پر ملامت اور آئندہ کے لئے
نصیحت کی صاحبقران نے نیمچہ یو کش کی ایک ہی ضرب سے بوراب کو دو ٹکڑے کیا اور
لوح کے دستیاب ہونے کا سجدۂ شکر بجا لایا۔ لوح کے دستیاب ہونے سے ابوالخیر کے رفقا بہم
جمع ہو گئے۔ اور شراب طعام حاضر کیا

صاحبقران وقت شب پھر دائرہ محفوظہ میں تشریف لایا جب پہر رات
گذری وہ اشکال قبیحہ جو قلعہ کے دست چپ تھیں خندق میں گر پڑیں اور ایک
لمحے کے بعد مع سامان تعزیت دہ سیاہ باتم خندق سے نکلیں اور خندق کے کنارے
پر صف بستہ بیٹھکر بوراب جنی کے ماتم میں فریاد و زاری شروع کی۔ بلکہ بعض صورتوں نے
باحربہائے مختلف بقصد ایذا پیشقدمی کی مگر انکو دائرے کے اندر داخل ہونے کی
مجال نہ ہوئی۔ آخر بہنگام طلوع آفتاب سحری مثل کواکب ناپدید ہو گئیں۔

صاحبقران بعد ادائے نماز و وظائف صبح لوح زوجتین کو دیکھ کر درختان
حنظل میں گیا۔ ساعت عطارد میں ایک درخت کبود رنگ ظاہر ہوا۔ اُس سے
ایک معتز لیا۔ اُس وقت ایک میمون سیاہ رو قوی الجسم نصیل قلعہ پر سے

اور درخت اراک کی نگہبانی مین اپنے سردار کے شریک ہون

صاحبقران نے اقلیع سے پوچھا۔ تو نے جو ہزار جن اور ہزار میمون کی قید لگائی کیا یہ میمونان سرخ و سیاہ فی الواقع بندر ہین۔ اقلیع نے کہا۔ یہ سب میمون بھی اصل مین اجنہ ہین لیکن مانند اپنے سردار کی صورت بدلنے پر قادر نہین ہین۔ البتہ بعد فتح طلسم انمین سے جس قدر اشخاص اسلام و اطاعت قبول کرینگے وہ جامہ حیوانیت سے عاری ہو جائینگے۔ صاحبقران نے کہا۔ کیا ہر ایک میمون مانند اپنے سردار کی سات سو برس سے زندہ ہے اور انکی یا انکے سردار کی اسقدر عمر پانے کا کیا باعث۔ اقلیع نے کہا اصل شیر و میمون و خرس وغیرہ تو وہی ہین جنکو حکیم اسقلینوس الہی نے مامور کیا اور وہ حبس دم کے عمل سے آجتک زندہ ہین مگر انکے توالد مین سلسلہ مرگ و تولید جاری ہے البتہ انکے احوال و حرکات پر بھی ایسی طلسم بندی کی گئی ہے کہ حیوانات کی مانند معاشرت کرتے ہین اور انکی اولاد بھی بشکل حیوانی پیدا ہوتی ہے صاحبقران نے کہا مین تخم ناجیل اور اراک سلیمانی کے بارے مین حیران ہون کہ انکی اصل کیا ہے۔ اقلیع نے کہا تخم ناجیل جو حضور کو طلسم سے ہاتھ آیا اور اسکی [illegible] حضور سے [illegible] جعفر [illegible] کا جگر ہے حضرت جبرائیل علیہ [illegible] روایت ہے کہ جس وقت حضرت نوح کو [illegible] حضرت نوح علیہ [illegible] ہو جاتے تھے حضرت نوح [illegible] برس [illegible] اس [illegible] سے حضرت [illegible]

خدا پرست کے ہاتھ آیا - اُنہوں نے دہ پر تخم نارجیل مین رکھ کر بو دیا اور تا وقت
بار آور ہونے درخت کے صبح و شام اُسپر اسمائے اعظم دم کیئے - اراک کی اصلیت یہ ہے
کہ حکما کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی مسواک دستیاب ہوئی - حکیم اسقلینوس الہی نے
اُسکو متبرک سمجھکر اِس سرزمین مین رکھا - اور چند اسمائے اعظم اُسپر دم کیئے - بعد اُسکے
محافظان طلسم کو اُسکی محافظت کا حکم دیا تا کہ سوائے شوہر شمسہ تاجدار کے دوسرے کا ہاتھ
اُس تک نہ پہونچے - مین نے اپنے بزرگون سے سنا ہے کہ جو مرد و زن صبح و شام
اِس مسواک متبرک سے دانت اپنے صاف کرے اُسکو بجز مرض موت اور کوئی مرض
جسمانی عارض نہ ہوگا - دوئم جو عورت اسکا استعمال کرے گی اُسکا حُسن و جوانی
تا دم مرگ برقرار رہے گا - سوئم اِس مسواک کا استعمال کرنے والا بعض اوقات
زبان حیوانات بھی سمجھے گا

صاحبقران نے اِسی قسم کے دیگر سوال و جواب کے بعد میمونان سرخ چہرہ کو رخصت
کیا اور خود قلعہ مین داخل ہو کر اقلیح کا مہمان ہوا - اقلیح نے بآئین شاہانہ دعوت
کی - اُسکے محل عالی شان مین فرش و فروش اور آلات روشنی اور دیگر سامان عشرت
دار آستگی بسبز رنگ تہا - صاحبقران نے بعد غذا و سامان آرام فرمایا اور صبح کے وقت
بہ نیت شکار کے واسطے سوار ہوا - اور شکار کنان ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ کے
زیر فصیل پہونچا - اقلیح سے قلعہ کا حال پوچھا - اُس نے عرض کی کہ یہ قلعہ طلسم شمسہ بند
سے متعلق ہے جسکو طلسم انگیختہ بھی کہتے ہین - جب حضور اِس طلسم کو فتح کرینگے
تب شہزادہ آباد مین تشریف لیجا سکینگے جو مرحلہ اول کا دار الحکومت ہے
دوسرے روز صاحبقران ایک دوسری سمت کو شکار کے واسطے گیا - اسقدر

بجا و ہی قلعہ فلک نشان دیکھا۔ صاحبقران کو اس امر سے حیرت ہوئی اور اقلیع سے
فرمایا شاید طلسمات آبگینہ سبز مسعد ہین اقلیع نے کہا کہ مین اس سے زیادہ نہین
جانتا کہ طلسم آبگینہ سبز شہر یادہ آباد کے گرد و پیش محیط ہے جس طرف حضور تشریف
لیجاوینگے ادہر ہی قلعہ نظر آویگا

صاحبقران نے وقت شب لوح کو دیکھا۔ یہ عبارت مرقوم تھی اے فاتح طلسم
اقلیع قلعہ دار سے جام آبگینہ طلب کر پھر علی الصباح تن واحد قلعہ طلسم آبگینہ
سبز کی زیر فصیل جانا قلعہ کے دست راست ایک میل آہنی ہزار گز بلند دیکھیگا۔ اور
دو جانور سبز رنگ نر و مادہ بالائے میل بیٹھے ہونگے۔ انکی گویائی بغور سے سننا۔
نر مادہ سے کہیگا میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ طلسم کشا اس قلعہ میں آیا ہے
بہتر ہوگا کہ تو اس وقت کسی گوشہ مین مخفی ہوجائے۔ مادہ نر کو نفرین کریگی
کہ باوجود جزو مردی اس قدر متوہم ہوتا ہے۔ اگر کوئی آدمزاد یہان آیا تھا
نظر سے مخفی نہ رہتا۔ وہ فرض کیا آیا مگر اس بچارے کو یہ قدرت کہاں کہ ہمارے
پاس میل کی بلندی پہ پہنچے۔ جس پر تاثیر طلسم ہی جن بھی تا زمین نہ پہنچے۔ نر کہیگا
اے ناقص العقل جب شکست طلسم کا وقت آ پہنچیگا طلسم کشا بے تکلیف یہان تک
پہونچیگا۔ مادہ یہ سنکر نر کی جستجو مین زیر میل آئیگی۔ جب وہ نیچے دیکھے اپنے ہتھیار
تیری ہلاکت کا قصد کرے اسکے دونون ہاتھون کو مضبوط پکڑ لینا۔ اور یہ اسم
بزرگ پڑھنا تاکہ اسکی قوت پرواز زائل ہو اور پھر میل آہنی پہ نہ جا سکے جب
نر مادہ کو اس حال مین مبتلا دیکھیگا وہ بھی زیر میل آئیگا۔ تو تیغ دو دستی
سے دونون کو ہلاک کرنا جس قدر انکا خون زمین مین جذب ہوگا اسی قدر

بعد قلعہ گردش سے ساکت ہو جائے گا۔ اِس دفعہ یہ صدا آئے گی۔ بسم اللہ قلعہ مین
داخل ہو۔ تو عصائے سبز یعنی وہی شاخ سبز جو درخت سے قطع کی ہے جہان سے آواز
آتی ہو دیوار پر مارنا۔ دروازہ قلعہ کا نظر آوے گا۔ لیکن بند ہوگا۔ اُسی عصا کی
دوسری ضرب دروازہ پر لگانا دروازہ کہل جائے گا۔ اور ایک پیرمرد سبز کلاہ
سر پر رکہے ہوئے قلعہ مین سے نکلے گا۔ اُس بزرگ سے بغلگیر ہونا۔ آگاہ ہو کہ پیر سبز کلاہ
دو ہزار جنہ زبردست کا حاکم ہے وہ تجہے ہنگام ملاقات معاملات طلسم مین بہی
کچہ نصیحت کرے گا اُس بزرگ کا ارشاد بجان و دل قبول کرنا تا کہ طلسم انگبین
سبز فتح ہو والسلام

صاحبقران موافق حکم لوح تمام امور بجا لایا۔ اور پیر سبز کلاہ
سے ملاقات کرکے عصائے سبز نذر گذرانا۔ پیرمرد کمال اعزاز سے
صاحبقران کو قلعہ مین لایا۔ صاحبقران نے قلعہ کے چار طرف متعدد حجرے وسیع
دیکہے اور رسید ان مین ایک گنبد مرتفع سبز رنگ تہا۔ پیرمرد سے اُس گنبد کا حال پوچہا
اُس نے کہا گنبد کے اندر ایک دیو رہتا ہے اُسکے ہوئے سر مین ان حجرون کی کنجیان
بندہی ہوئی ہین۔ مین یہ عصائے سبز گنبد کے دروازہ پر مارتا ہون وہ دیو نا پاک
گنبد سے نکلکر بہاگنے کا قصد کرے گا تم اُس دیو کو اِس چالاکی سے تیغ دیو کش مارنا
کہ ایک ہی ضرب مین اُس کا کام تمام ہو جائے۔ صاحبقران نے بوقت برآمد ہونے
دیو کے اُسکو قتل کیا اور تمام کنجیان اُسکے ہوئے سر سے کہول کر پیرمرد کو
دین۔ پیرمرد نے متعدد سلاح اور براق زمرد نگار گنبد سے نکال کر صاحبقران کی نذر
کیے۔ بعد ازان عرض کیا۔ اِن حجرون مین تمام سامان سلطنت اور جواہر بیشمار

امانت رکھا ہے۔ اور وہ سب خاص تمہاری ملک ہی۔ صاحبقران نے فرمایا آج تک
تم بانیان طلسم کے امانت دار تھے۔ اب مین نے اپنی طرف سے یہ امانت تمہاری تحویل
مین دی جس وقت کل مرحلات طلسم کی فتح سے فارغ ہونگا تم حسب الطلب میرے پاس
پہونچا دینا۔ پیر مرد نے ایک ہزار جن قوی ہیکل آزمودہ کار اپنی طرف سے صاحبقران
کے ہمرکاب کیے

اِس اثنائے مین ابوالخیر جنی اور اقلیع قلعدار بھی باپنی اپنی جمعیت سے حاضر ہوئے
صاحبقران مع رفقا قلعے کے باہر نکلا۔ اب جو غور سے دیکھا قلعہ سنگ سبز کا تھا جو
قبل از فتح طلسم بعینہ آبگینہ سبز کا معلوم ہوتا تھا۔ صاحبقران نے لوح ذو جتین کو
دیکھا اور مع لشکر ہمہ آباد کی طرف روانہ ہوا

راوی اب کچھ حال شارق شاہ کے دربار کا بیان کرتا ہے

ایک روز شارق شاہ زرین کلاہ بادشاہ طلسم شہر زرین حصار مین تخت
فرمانروائی پر متمکن تھا۔ اور جملہ سرداران سلطنت اور اکابر لشکر دربار مین حاضر
تھے۔ [illegible] نے عرض کی اے شہریار مجھے خبر صحیح پہونچی ہے کہ طلسم کشا
طلسم سبز مین داخل ہوا اور طلسم ظلمات و طلسم [illegible] کو باطل کیا۔ بلکہ طلسم آبگینہ سبز کو بھی فتح
کیا۔ [illegible] جنی اور اقلیع قلعدار اور پیر سبز کلاہ اسکے زمرۂ رفقا مین داخل ہوئے
اور [illegible] آہن [illegible] داخل ہوا [illegible] وقت قریب ہے کہ طلسم کشا
کو [illegible] شارق شاہ نے قاضی رئیس الابرار سے مشورہ [illegible] پوچھا
[illegible] محل مین آکر [illegible] گر [illegible] حقیقت

لکھی اُس نے بھی بادشاہ کو طلسم کشا سے باطاعت پیش آنے کا مشورہ دیا لیکن
پیروہر نے بادشاہ سے خلوت مین عرض کیا کہ ملکہ و وزیر و قاضی تینون بدخواہ ہین
کہ تمکو طلسم کشا کی اطاعت یعنی ترک سلطنت کی صلاح دیتے ہین۔ حکیم اقلیکوس
الہی کے وقت سے یہ بات مشہور ہے کہ عمر طلسم سات سو برس ہے اور فی الواقع
بنائے طلسم کو سات سو برس گذر چکے ہین شاید اسی روایت سے کسی زید و بکر کو
مدعی طلسم کشائی بنا دیا ہے۔ لیکن مین نے لوح مستور مین دیکھا ہے کہ عمر طلسم سات ہزار
برس کی ہے۔ با این ہمہ مینے طلسم کشا کے مقابلہ کے واسطے ایک شخص کو تیار کیا ہی
جس کا نام جمشید ہے۔ اور طلسم کے دروازہ سے داخل ہوا ہے۔ وہ ایسا قوی ہیکل
ہے کہ سو پہلوان کو بھی اپنے روبرو موجود نہین جانتا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ لوح کو زور
و قوت کے معاملہ مین کوئی دخل نہین ہے۔ اور مین نے لوح کا بھی انتظام کر لیا ہی
بلیس بن ابلیس ایک شیطان زبردست اور رنجدون جادو ایک ساحر کامل
میرے آشنائے قدیم ہین وہ کسی نہ کسی حیلہ و فن سے لوح چھین لینگے۔ قیمخو نزین
سپہ سالار نے بھی پیروہر کی قول کی تائید کی۔ اور چونکہ شر کی باتین اچھے لباس مین
پیش کی جاتی ہین اور اُسمین اہل غرض کا مرکوز خاطر مد نظر رکھا جاتا ہے اس لئے
شارق شاہ پیروہر کے فریب مین آگیا اور اُس نے اپنے دوستان صادق یعنی ملکہ
و وزیر و قاضی کو جواب صاف دیدیا اور مالک بدران حاکم مرحلہ اول کو لکھا کہ طلسم کشا
کا سد راہ ہو۔ حاکم مسطور با دل ناخواستہ سامان جنگ مین مصروف ہوا

فتح مرحلہ اول کرسمہ آباد سے ہمراہ اور اطاعت امیران شہر قیبا

صاحبقران اکبر کوچ در کوچ سہ آباد کی سرحد مین داخل ہوا اور ایک نامہ مشعر
بر فتوحات جو طلسم مین اہالی دولت کو حاصل ہوئے تھے بدران کو بھیجا اور اطاعت
طلب کی۔ اُس نے لکھا۔ بیان حضور کا صحیح ہے۔ لیکن پیرو مہر کا قول ہے کہ عمر طلسم
سات ہزار برس کی ہے۔ اِس سے شک ہوتا ہے کہ حضور کو اسی طرح لوح ہاتھ آگئی
ہو جیسا کہ حکیم ارقیموس کے عہد مین ایک شخص نے لوح حاصل کر کے طلسم ظلمت و طلسم ازل
کو باطل کیا تھا جو مکرر مرتب کرنے پڑے تھے۔ لیکن مجھے کسی امر سے بحث نہین مین تو
بادشاہ کی جانب سے جنگ پر مامور ہون۔ بہرحال جنگ کرونگا۔ اِلّا ایک شرط ہے
حضور کے ہمراہ فوج اجنہ ہے اور میری فوج بنی آدم۔ حضور حکم دین کہ اجنہ بوقت
جنگ بشکل بنی آدم ہون اور کسی حالت مین تبدیل ہیئت نہ کرین۔ صاحبقران نے
اِس امر کو قبول کیا

اِس قرارداد کے بعد بدران ہمبر تھا چالیس ہزار آدمی کی جمعیت سے قلعہ سے باہر آیا
اور ہنگامہ مصاف گرم ہوا۔ جب صاحبقران نے دیکھا کہ بشکل بنی آدم اجنہ غالب
نہین آتے اور پہلوانان ملک بدران اُنکو بہ آسانی قتل کرتے ہین خود میدان
جنگ مین گیا اور چند پہلوان پے در پے قتل کیے۔ بدران جو ایک پہلوان
بے مثل ہے خود صاحبقران کے مقابلہ مین آیا لیکن اسیر ہوا اور اطاعت قبول
کی۔ صاحبقران نے ملک بدران کو خلعت فاخرہ دیا اور اپنے معتبرون مین داخل کیا

ایک دن صاحبقران نے ابو الخیر سے تخلیہ مین ملک بدران کی موجودگی مین
پوچھا کہ وہ کون شخص تھا جسکو لوح دستیاب ہوگئی تھی اور فوج مسخر کیا تھی
ابو الخیر نے کہا یا صاحبقران فی الاقتدار حضرت صاحبقران اعظم خورشید تاج تاجبخش

کسی تقریب سے حکیم صاحب کی ریاضت گاہ یعنی مکان لوح مستور میں پہونچا اور ایک
ہفتہ شب و روز عبادت و اوراد میں مشغول رہا۔ روز ہشتم تختہ سنگ کی عبارت
ظاہر ہوئی کہ گرہ اُس مکان کی یہ بھی خاصیت ہے کہ جب صاحب ریاضت مکان سے باہر نکلتا
ہے تمام مطالب بھی نسیاً منسیا ہو جاتے ہیں اسی خیال سے پیرو ہر اپنے ہمراہ دوات
و قلم لے گیا تھا تا کہ کل مضمون لوح کاغذ پر لکھ لاوے۔ لیکن جو موکل ریاضت گاہ
کے محافظ ہیں اُنہوں نے اُس مردود کے سر پر اس زور سے دوات ماری کہ [illegible]
سر شق ہو گیا پیرو ہر جان کے خوف سے زیر کوہ چلا آیا اور اُسکو انتظام طلسم [illegible]
زندگی کچھ یاد نہ رہا کہ مرحلات طلسم اور اہالی طلسم میں قرار واقعی خونریزی ہو گی اور
عمر طلسم سات ہزار برس کی ہے اسی وجہ سے پیرو ہر ہر ایک کے روبرو عمر طلسم بجائے
سات سو کے سات ہزار برس بیان کرتا ہے۔ ہان قاضی شہر یعنی رئیس الابرام
نے بزور ریاضت مفصل حال معلوم کر لیا ہے کہ عمر طلسم سات سو برس سے زیادہ
نہیں ہے۔ بلکہ ہمنے بھی حکیم ارقیموس کی زبانی یہی حال سنا ہے کہ جب شکست طلسم کا زمانہ
قریب پہنچے گا ارکان سلطنت میں باہم بحث کامل واقع ہو گی ایک کہیگا کہ عمر طلسم
سات ہزار برس کی ہے اور دوسرا سات سو برس بیان کریگا۔ بادشاہ شہارت شاہ
کا یہ حال ہے کہ وہ خاموش ایک ایک کی روایت سنتا ہے۔ اگرچہ بادشاہ کے نزدیک
بھی قاضی صادق القول ہے مگر پیرو ہر کی باتین ایسی طمع انگیز ہوتی ہیں کہ اکثر اُسکے
کہنے پر عمل کرتا ہے

صاحبقران نے یہ قصہ سنکر اپنے مصاحبوں سے پوچھا کہ میں پیش خیمہ کسطرف روانہ
کروں۔ ابو الخیر اور اقلیع قلعہ دار اور ملک بدران نے ہم زبان عرض کی کہ حضور پہلے

مرحلۂ دوئم کی جانب نہضت فرماوین جسکا دار الحکومت فیروزہ حصار ہے۔ مگر مرحلہ اول کی مانند اِس مرحلے کے طلسم کو بہی اول لوح کی اعانت سے فتح کرنا ضرور ہے تاکہ وہ فیروزہ حصار کا سدراہ نہو۔ صاحبقران نے لشکر کا جائزہ لیا۔ ملکہ سبز قبا کی فوج کی وجہ سے تیس ہزار بنی آدم کی جمعیت تہی۔ لہذا لشکر اجنہ کو یہ کہکر رخصت کیا کہ جب شیاطین طلسم سے معرکہ آرائی ہوگی اُس وقت تمنے حاضر ہو ملنا البتہ اُنکے سرداروں کو مع ایک ایک سو اجنہ کے احتیاطاً ہمراہ رکہا

روانہ ہونا صاحبقران کا طلسم مرحلۂ دوئم کی طرف اور واقع ہونا دغا کا اور آخر فتح حاصل کرنا

راوی کہتا ہے کہ ایک روز اثنائے راہ مین صاحبقران اکبر کو ایک ہرن نظر آیا جسکی شاخین زرنگار تہین اور ایک جُل زربفتی پشت پر پڑی ہوئی تہی صاحبقران نے کمند کمر سے کہولی اور اِس قصد سے مرکب کو ہرن کے عقب مین جولان کیا کہ اُس حیوان خوش جمال کو زندہ گرفتار کیجے ہرن برفتار سر سری تلا کوہ پر چلا گیا صاحبقران بہی اُسکی تلاش مین بالائے کوہ پہونچا۔ چند قدم کے بعد کیا دیکہتا ہے کہ وہ ہرن ایک پیرزال نود سالہ کے روبرو استادہ ہے۔ صاحبقران نے پیرزال سے ہرن مانگا۔ پیرزال نے بچشم پر آب جواب دیا کہ یہ ہرن میری دختر گمشدہ کا پرورش یافتہ ہے۔ مین کس دل سے تیرے حوالے کرون صاحبقران نے پوچہا تیری دختر کیونکر گم ہوئی۔ پیرزال نے کہا یہان سے قریب ایک قلعہ

سر بفلک کشیدہ نہایت مستحکم قلعہ ہے اور اُسکے اندر سے ایک جوان خونخوار نقابدار
اسپ کبود رنگ پر سوار گاہے گاہے نکلتا ہے۔ یک شب میری دختر تشنہ تھی میں اُسکے
واسطے اُسی کوہ اجل پر آئی میں بھی اُسکے ہمراہ تھی۔ اُس دختر کمبخت نے ایک
چشمہ میں سے منہ ہاتھ دھویا جو زیر قلعہ واقع ہے ناگاہ وہی نقابدار خونخوار قلعہ سے
نکلا اور جسطرح شاہین کنجشک کو لے جاتا ہے میری دختر کو بغل میں دبا کر قلعہ کے اندر
چلا گیا۔ ہر چند میں نے فریاد و زاری کی مگر اُس ظالم خدا ناترس نے میری بات کا
جواب تک نہ دیا۔ صاحبقران نے پوچھا وہ چشمہ کہاں ہے۔ پیرزال نے کہا وہ چشمہ
زیر کوہ واقع ہے۔ صاحبقران نے کہا تو دلیل راہ ہو کہ میں تیری دختر کو اُس
نقابدار کی قید سے رہائی دوں۔ ضعیفہ نے کہا یہ کیا خیال فاسد تیری طبیعت میں پیدا
ہوا ہے وہ نقابدار اس طرح کا بلائے روزگار اور پہلوان زبردست ہے کہ تو اُس سے
کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ضعیفہ کی اِس بات سے صاحبقران کو بہت غصہ آیا اور
اُسکو بجبر ہمراہ لیا۔ ضعیفہ کوہ کے نشیب و فراز قطع کر کے صاحبقران کو ایک قلعہ کے مقابل
لائی۔ جو اسقدر بلند و وسیع تھا کہ اُسکا ہر برج برج فلک سے ہمسر تھا اور تمام برج و فصائل
نیلگون تھے اور ہر برج و کنگرہ پر حد شمار سے زیادہ زاغہائے سیاہ طویل القامت
موجود تھے۔ مگر دروازہ قلعہ کا بند تھا۔ صاحبقران نے کہا اے زال اس قلعہ کا دروازہ
کب کھلتا ہے۔ اُس نے کہا اگر چشمہ نیل سے جو دروازہ کے روبرو واقع ہے تم ایک جام
آب پیو دروازہ قلعہ کا خود بخود کھل جائے گا اور نقابدار قلعہ سے برآمد ہوگا صاحبقران
نے بجوشش جوانی میں بلا خوف و خطر ایک جام آب چشمہ سے پیا۔ بمجرد پانی پینے کے ایک
آواز مثل رعد خاطف کان میں آئی اور اُس وقت زمین و آسمان ایسا تاریک ہوا

کہ کچھ نظر نہ آتا تھا

جب تاریکی دفع ہوئی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک گرگ شیر پیکر کے برابر خندق میں سے نکلا اور اُس نے اُس زور سے اپنا سر قلعے کے دروازہ پر مارا کہ دروازہ کھل گیا اور قلعے کے اندر سے ایک نقابدار کبود پوش پانچ حملہ لئے اسپ شیر پیکر پر سوار باہر آیا اور اُس نے فریاد کی۔ اے بخت برگشتہ اجل رسیدہ شاید تجھے بھی پیرزال اپنی حمایت کے واسطے یہان لائی ہے اور تو مجھسے مجادلہ کی نظر رکھتا ہے۔ یہ کہکر نیزہ مارا صاحبقران نے اپنے نیزہ پر اُسکی ضرب رد کی۔ شام تک تو دلاور نیزہ وری مین مصروف رہے اُس وقت نقابدار نے کہا کہ دلاور اب تو اپنے مسکن کو جا۔ کل پھر اسی مقام مین آجانا مین تجھسے نیزہ بازی کرونگا۔ یہ کہکر قلعہ مین داخل ہو گیا

صاحبقران اگرچہ خود پشیمان تھا اور دل مین کہتا تھا بارالہا اِس وقت کہان جاؤن۔ زالہ بھی اُس وقت گرچہ تھی کیفیت طلسم کے باعث صاحبقران کو نوح کا خیال تک نہ آیا۔ آخر ملول و مشوش قلعے کے گرد گشت لگایا۔ ایک طرف قلعے کے دیکھا کہ زیر فصیل چند مشعلہائے دو سر روشن ہین اور رغرفہ مین ایک نازنین مہ جبین بہ لباس کبود سرسے پا تک زیور فیروزہ نگار پہنے ہوئے بصد ناز و تمکین شراب پی رہی ہے۔ صاحبقران قیاساً سمجھا کہ یہی حور وش اُس پیرزال کی دختر ہے۔ جب مشعلون کی روشنی مین پہونچا اور قریب سے اُس ماہ پیکر کو دیکھا بے اختیار اُسکی صورت دلفریب پر فریفتہ ہو گیا اور ایک عالم شوق مین یہ شعر پڑھا

زکوۃ حسن بدر کن کہ فضلہ رز را ❊ چہ باغبان ہمہ و بیشتر دہد انگور

بعد ازان کہا اے فتنۂ عالم شاید تجھکو معلوم نہین کہ تیری مادر تیرے فراق مین کس حال کو

پہونچی ہے اور مین اُسکی درخواست سے تیری رہائی کے واسطے آیا ہون چنانچہ آج نقابدار
سے پانچ ساعت کامل نیزہ زنی کی ہے مجھے اِس دریچہ کی کوئی راہ بتا کہ تیرے پاس آؤن
اور دو چار لمحہ تیری صحبت سے محظوظ ہون۔ صبح کے وقت نقابدار سے پھر ہنگامہ جنگ
گرم ہوگا۔ نازنین غرفہ نشین نے کہا۔ ہرچند ہنوز مین نقابدار ظالم کے خوف سے ایمن
نہین ہون مگر تیرے جیسے مہمان کی خاطر بھی اجابت سے ہے جو برائے امداد بیکسون کی امداد
مین کمر بستہ ہو۔ یہ کہکر نازنین نے مثل شرارہ آتش غرفہ مین سے جست کی اور بے تکلف
صاحبقران کے پاس پہونچی۔ صاحبقران نے حیرت زدہ پوچھا تو جنس طیور سے ہے کہ یون
پرواز پر قادر ہے۔ نازنین نے کہا مینے خورد سالی مین اِس فن کی تعلیم پائی ہے بلکہ
ہماری قوم مین سب کو یہ ہنر سکھلایا جاتا ہے۔ صاحبقران نے پوچھا۔ تیرا نام کیا ہے
نازنین نے کہا میرا نام شیدا ہے مگر اب تو دل افگار کہتے ہین۔ شیدا نے ایک گلدستہ
صاحبقران کو دیا۔ اُسکے سونگھنے سے شیدا کا شعلہ محبت دس حصے زیادہ مشتعل ہوا

قریب صبح شیدا اُسی طرح جست کنان غرفہ مین چلی گئی اور صاحبقران قلعہ کے دروازہ
پر آیا۔ اُس وقت تشنگی کا اسقدر غلبہ تھا کہ مجبور اُسی چشمہ نیل کا پانی پیا۔ بدستور
اُسی گرگ شیر قامت نے خندق مین سے نکلکر قلعہ کے دروازہ پر سر مارا اور دروازہ کھلا
نقابدار کجو و پوشش سر سے پا تک دریائے آہن مین غرق قلعہ مین سے باہر آیا۔ آج شمشیر زنی باہم
ہوتی رہی۔ شام کے وقت نقابدار قلعہ کے اندر چلا گیا اور صاحبقران بادل آرزو مند
زیر غرفہ آیا۔ شیدا بھی گویا منتظر تھی۔ بلا توقف مع سامان عیش و عشرت زیر غرفہ آئی
صاحبقران نے کہا۔ اے شیدا۔ تعجب کی بات ہے کہ مین دو روز سے برابر نقابدار
کے ساتھ محاربہ کر رہا ہون لیکن کار برآری نہین ہوتی۔ شیدا نے کہا نقابدار کا سنگی

ہونا ایک امر دشوار ہے۔ ہان اگر شاہ مہرہ حکمت کہین سے پیدا ہو پہر ایک لمحہ مین
نقابدار ہلاک ہو سکتا ہی۔ صاحبقران نے مہرہ بازو پر سے کہولکر بلا وسواس شیدا
کے روبرو رکہدیا۔ شیدا نے کہا۔ اب خاطر جمع رکہو۔ کل مین اُس ظالم کا کام تمام کر دونگی
شیدا نے آج پہر ایک گلدستہ دیا جو گلدستہ دیروزہ سے خوشبوتر تہا۔ اُسکے سونگہنے سے صاحبقران
کو اسقدر غنودگی آئی کہ شیدا کے زانو پر سر رکہہ کر بے تکلف سو رہے

صبح کے وقت جب آنکہ کہلی تب اُنکو شاہ مہرہ اپنے پاس موجود نہ پایا۔ حالانکہ مہرہ
کے گم ہونے سے ایک نوع کا تردد ہوا۔ لیکن فوراً یہ خیال سہو محو ہو گیا اور قلعہ کے دروازہ پر
کر چشمہ نیل کا پانی پیا۔ گرگ نے ٹکر مار کر دروازہ کہولا اور نقابدار باہر آیا۔ شاہ مہرہ اُسکی
بازو پر بندہا ہوا تہا۔ صاحبقران کو اِس بات سے صدمہ ہوا۔ آج نقابدار ہر طرح سے غالب ہا
اور صاحبقران کے مرکب کو قتل کیا

شام کے وقت صاحبقران پا پیادہ افتان و خیزان بحال خراب زیر غرفہ تشریف لایا
شیدا غرفہ مین موجود تہی بلکہ آج ایک مختصر دروازہ بہی زیر غرفہ نظر آیا۔ شیدا نے کہا۔ اے
جوانمرد تو اِس دروازہ کی راہ سے میرے پاس پہونچ۔ صاحبقران بالائے غرفہ پہونچا اور کہا
اے شیدا تو نے مہرہ حریف کی ہلاکت کے واسطے لیا اور برعکس اُسکے حوالے کر دیا۔ معلوم
ہوا کہ اُس نقابدار مردود کو تو مجہسے زیادہ عزیز رکہتی ہے۔ شیدا نے کہا۔ معاذ اللہ میری
نسبت اِس طرح کا خیال بہی طبیعت مبارک مین نہ لانا۔ تو یہ مہرہ حاضر ہے۔ آگاہ ہو
کہ وہ نقابدار فنون مبارزت کے علاوہ علم سحر مین بہی دستگاہ کامل رکہتا ہی اور
اُسنے سحر سے ایک مہرہ بنایا ہی جو شکل مین شاہ مہرہ سے مشابہ ہے پر یہ فوائد کہان
مینے شاہ مہرہ حکمت کا پانی اُسکو شراب مین ملا کر پلایا اگر دو چار قطرے بہی اُس نے پی

لیے عاشق بیتاب تڑپتے تھے کہ دل و جگر مین آگ لگ گئی - اُس نے باقی شراب نہ پی - اب اُسکو
لوح زود تھی نہیں نہ کہائی جائے تو ایک لمحہ مین داخل جہنم ہو جائے صاحبقران بہ سنت مہرہ واپس
لے کر مطمئن ہو گیا تہا - غلبہ محبت اور جوشش عشق مین لوح بہی شیما کو دیا چاہتا تہا
ناگاہ یہ آواز کان مین آئی - اے مرد غافل نا آزمودہ کار ایک لمحہ لوح کے دینے
مین توقف کر - شیما نے بہی یہ آواز سنی اور مضطربانہ لوح لینے کے واسطے ہاتہ پہیلایا
اُسی دفعہ دو آواز نزدیک سے آئی کہ خبردار مدعیان طلسم کو لوح نہ دینا ورنہ تا قیامت
ایک صورت پر رہیگا - صاحبقران نے حیرت زدہ چار طرف نظر کی - کیا دیکھتے ہین
کہ ابو الخیر بحالت استعجال و اضطرار چلا آتا ہے - اُس وقت صاحبقران کے بہی ہوش
و حواس درست ہو گئے ابو الخیر نے کہا اے شہریار سبحان اللہ تمنے لوح اور مہرہ کو
بچون کا کہیل سمجھ لیا ہی - جو مانگتا ہی بلا عذر دیدیتے ہو - مہرہ دے چکے اب لوح دینے
کو تیار ہو - لوح کو دیکھو پہر اس فاحشہ کا حال تمکو ظاہر ہو جائیگا - ابو الخیر کو جو دیکہا
شیما سفر دہ ہو گئی

صاحبقران نے لوح کو دیکھا اُسمین یہ عبارت لکہی تہی - اے صاحبقران طلسم کشا نخست
تو طلسم نیلی حصار کی طرف متوجہ ہوگا جو مرحلہ دویم سے متعلق ہے - لا محالہ بعنوان شکار
ایک آہوے زرین شاخ کے عقب مین فلان کوہ پر پہونچیگا - زنہار اُس ہرن کا تعاقب
نہ کرنا - کیونکہ وہ ہرن اصل مین ظبیان جادو ہے اور اُس نے تیری غلطی دینے کے
واسطے اپنی صورت حیوانی بنائی ہے - وہ تجہے ایک ساحرہ کید آگے پاس لے جائیگا
کید آسا ساحرہ ایک روایت دروغ بے اصل تیرے روبرو بیان کریگی - اُسکی فریب آمیز
باتون مین نہ آنا ورنہ وہ تجہے دہوکا دیکر طلسم نیلی حصار کی طرف لے جائے گی اور تجہے اپنا مطیع

اسطرح کا ایک طلسم فتنہ خیز پر آشوب و بلا ہے کہ آدمی کو وہان سے زندہ مراجعت
نصیب نہین ہوتی۔ بر تقدیر کید اساحرہ کی افسون نے تیرے دل مین ایسی ہی تاثیر کی
کہ نیلی حصار مین بہی گیا مگر خبردار چشمۂ نیل کا پانی نہ پینا ورنہ تیری قوت صاحبقرانی
بالکل زائل ہوجائے گی حتے کہ نقابدار کبود پوش سے قوت دست و بازو اور جنگ
شمشیر و نیزہ مین عہدہ برآ نہین ہوتے گا۔ اور اگر تونے چشمۂ نیل کا پانی بہی پیا
پہر تین روز نقابدار سے جنگ و حرب مین برابر رہے گا۔ بعد فیصلہ جنگ شام کے
وقت قلعہ کی ایک طرف تیرا گذر ہوگا وہان قلعے کے ایک غرفہ مین ایک نازنین
عملی شیدا نام اسی کید اساحرہ کی دختر تیرے انتظار مین چشم براہ ہوگی اور زیر
غرفہ صدہا مشعل ہائے سحر روشن ہونگی۔ خبردار بغیر مطالعۂ لوح مقلوبن کی رونق
مین نہ جانا۔ کہ تاثیر سحر سے تیرا [illegible] کی صورت پر فریفتہ نہ ہو۔ لیکن ہان بہت
ہوتا ہے کہ تو شیدا کی صورت ہی پر عاشق ہوگا۔ شیدا تنا مہرو مینے کے [illegible]
عجیب غریب افسانے تیرے روبرو بیان کرے گی اور ایک گلدستہ سحر ہر شب
تجہے سونگہنے کو دے گی۔ حتی الامکان گلدستہ سحر کو سونگہنا ورنہ شیدا کی شب وصل
حوالے کر دیگا۔ اور شیدا تیرے ساحرانِ نقابدار کو مہرہ دیا [illegible]۔ [illegible] بلاد
کی برکت سے تیرے مرکب کو ہلاک کر یگا یا کہ تمام فنون ساحرت مین تجہہ پر غالب ہوگا
البتہ لوح ذوجہتین کی برکت سے جان تیری محفوظ رہے گی۔ [illegible] شیدا
ساحرہ ایک مہرہ علی شاہ مہرۂ اصلی کے عوض تجہے لا دے گی۔ اور لوح ذوجہتین
تجہسے طلب کرے گی۔ زنہار اس ساحرہ مکارہ کو لوح نہ دینا۔ اور اگر مہرہ [illegible]
لوح بہی شیدا نے تجہہ سے لی پہر یہ سمجہنا کہ تیرا رشتۂ عمر بہی قطع ہو [illegible] اور

کی عمر نے ترقی کی۔ یعنی روز چہارم نقابدار کبود پوشش ایک ہی ضرب شمشیر مین
تیرا کام تمام کردیگا۔ والسلام

صاحبقران نے جو یہ عبارت دیکھی مرغ ہوش نے پرواز کی اور دل مین سوچا
کہ فی الحقیقت ہلاکت مین کوئی درجہ باقی نہ رہا تھا۔ خدا نے فضل کیا کہ عین وقت
پر ابوالخیر کو پہونچایا اور لوح بچ رہی۔ آخر ابوالخیر سے فرمایا۔ تو کس تحریک سے برسر وقت
پہونچا اور لشکر کا کیا حال ہے۔ ابوالخیر نے کہا۔ لشکر مین خیر و عافیت ہے اور مین
اس سمت پہونچا کہ ایک شب حضور کی فکر مین آنکھ لگ گئی۔ حکیم سقلینوس الہی نے
خواب مین مجھسے فرمایا۔ اے ابوالخیر تو بہ جناح استعجال نیلی حصار مین پہونچ رشید
ملعون نے بہ مکر و فریب صاحبقران سے شاہ مہرہ لیا ہے اور اب قریب ہے کہ لوح بھی
لے لے۔ تو اس اسم بزرگ کو پڑھ تاکہ قلعہ طلسم تجھکو نظر آئے۔
صاحبقران نے فرمایا کہ قلعہ طلسم میرے لشکر سے نہایت
نزدیک ہے لیکن مردمان لشکر کو نظر نہین آتا۔ ابوالخیر نے کہا۔ پیر و مرشد ساحران
طلسم نے بزور اعمال سحر قلعہ کو خلقت کی نظر سے پوشیدہ کر دیا ہے تاکہ تمکو بہ مکر و دغا
گرفتار کرین۔ اس گفتگو مین ایک شور و غل کی آواز آئی۔ صاحبقران نے دیکھا
کہ صدہا آدمی بوالعجب صورت سیاہ و کمل فریاد و غوغا کرتے ہوئے وہان آئے۔ اور
انہون نے تہدیداً صاحبقران سے پوچھا تو کون ہے جو بلا خوف و خطر سرآشیاہی مین
چلا آیا۔ ابوالخیر نے کہا۔ یا صاحبقران غصہ کو کام نہ فرمائیے اول لوح کو دیکھو۔ صاحبقران
نے لوح کو دیکھا۔ یہ عبارت نظر آئی۔ تا جب کہ غرفہ مین سے عیارانہ جستکر اور اپنے
لشکر مین پہونچ۔ صاحبقران نے لوح کی ہدایت سے غرفہ مین سے جست کی اور

اُسی کوہستان کی راہ سے لشکر مین داخل ہوا

بروقت تشریف لانے صاحبقران کے لشکر مین چارطرف صدائے تہنیت و ندائی مبارکبادی بلند ہوئی اور سارے قلع قلعدار اور مالک بدرران سبز قبا صاحبقران کی سلامتی جان کا درگاہ خدا مین سجدہ شکر بجالائے۔ دوسرے روز صاحبقران نے لوح کو دیکھا اور حسب ارشاد لوح تین روز کے واسطے لشکر کی سرداری ابوالخیر کے سپرد کی اور خود لشکر سے نکلکے پیادہ پا اُسی کوہ پر پہونچا جہان کیدا ساحرہ سے ملا تھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک غار کے اندر وہی ہرن زرین شاخ سبزہ نوخیز چر رہا ہے۔ صاحبقران نے ایک اسم جلیل پیکان پر دم کرکے تیر جانگیر ہرن کی پیشانی پر مارا۔ اُسکی پیشانی سے خون روان ہوا مگر باوجود زخم کاری باد صرصر کی مانند ایکطرف گریز کی۔ صاحبقران بھی خون کا نشان لیتا ہوا ہرن کے عقب مین روانہ ہوا۔ آہو ایک مکان عالیشان مین داخل ہوا جو ایک غار کے اندر بنا ہوا تہا اور طرفۃ العین مین مر گیا۔ کیدا ساحرہ اور اُسکی اولاد یعنی فرزند مردہ ظلبیان جادو کی نعش پر نہایت دردناک آواز سے روئی بعد ازان اژدہے خون افشان کی شکل ہوئی اور ہر گوشہ مکان مین صاحبقران کو تلاش کیا۔ صاحبقران پشت بام پر یہ سب تماشا دیکھ رہا تہا۔ اُس اژدہے کے سر پہ ایک مار سیاہ بالکل زہر آلود سوار تہا صاحبقران نے قریب جاکر بہ چالاکی تمام اُس مار سیاہ کو پکڑ لیا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ مار سیاہ نہ تہا کیدا کے موئے سر تہے جو شانہ زاد [illegible] ہوگئے۔ بمجرد اِس حرکت کے کیدا کی اصل ہیئت نکل آئی

صاحبقران کیدا کو کشان کشان اُسی چشمہ نیل کے کنارے پر لایا اور خنجر برّان سے اُس ساحرہ ملعونہ کو ذبح کیا اور اُسکا خون ناپاک چشمہ میں ملایا۔ خدا کی قدرت

ایک گل نیلوفر چشمہ کے اندر سے نکلا اور خود بخود کنارہ پر آ گیا۔ صاحبقران
نے وہ گل نیلوفر ہاتھ مین لیکر قلعہ طلسم کی طرف متوجہ ہوا۔ وہی گرگ دروازہ شکن
خندق مین سے نکلا اور اِس دفعہ اُسنے صاحبقران پر حملہ کیا۔ صاحبقران نے نیمچہ جوہر کش
سے اُس درندہ کو قتل کیا۔ بروقت ہلاکت گرگ کے خود بخود قلعہ طلسم کا دروازہ
کھل گیا۔ صاحبقران قلعے کے اندر داخل ہوا۔ اُسکے وسیع میدان مین ایک طرف
ایک باغ اِس کیفیت و آرائش کا دیکھا کہ گویا قطعہ جنت تھا۔ لیکن بجز گلہائے کبود رنگ
اور کسی قسم کا پھول نظر نہ آیا۔ باغ مین صدہا نازنین گلبازی مین مشغول تھین
جس وقت اُنہون نے صاحبقران کو دیکھا بالاتفاق شور و غل مچایا اور بے محابا
ایک قصر عالی کی طرف بھاگین۔ وہان ایک تخت فیروزہ نگار پر شیدا ملعونہ بیٹھی تھی
صاحبقران نے وہی تیر جسکے پیکان پر اسم جلیل دم کیا تھا بایین تدادر اندازی
مارا کہ ساحرہ کے پہلو سے گذر گیا۔ بمجرد ہلاک ہونے ساحرہ کے اِس طرح کا طوفان
گرد و غبار تیرہ و تار متصاعد ہوا کہ زمین و آسمان سیاہ ہو گیا

جب تاریکی طوفان دفع ہوئی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک زن افریتہ فرتوت گندہ
اُس میدان مین مردہ افتادہ ہے اور وہ اُس باغ و مکان کا نشان تک ظاہر نہین اور
اُسی میدان مین دونوطرف افواج قاہرہ صف بستہ استادہ ہین اور روشن نقاب بدار
کبود پوش ایک جوان خوش جمال سے جنگ و جدل کر رہا ہے۔ اِس اثنا مین ایک
بہ بزہ فیروزہ پوش میدان مین آیا اور نقابدار کبود پوش سے کہا اے بے وقوف
تقدیر الٰہی سے آجتک کسی نے مجادلہ کیا ہے جو تو کرتا ہے۔ ہماری کب مرضی تھی کہ
یہ طلسم فتح ہو لیکن تمام مجبور رہی ہے کہ خود عمر ہی طلسم کی تمام ہو گئی۔ نقابدار نے کہا

اے پیر مرد خرف ضعیفی کے باعث تیرے عقل و ہوش مین فتور آگیا ہے یہہ نہین جانتا کہ میرے
پاس شاہ مہرۂ حکمت ہی- اب مین فرشتہ کو بہی موجود نہین جانتا بشر کیا چیز ہے
یہ کہکر اُس نے جوان مقابل کے سر پر ایک ایسی تیغ بیدریغ لگائی کہ سینہ تک در آئی
اِس مشاہدہ کی صاحبقران کو تاب آئی اور حسب ارشاد لوح نقابدار کے روبرو آیا
نقابدار نے وہی تیغ خونچکان صاحبقران کے بہی فرق مبارک پر لگائی صاحبقران نے
ضرب شمشیر سپر فولادی پر رد کی اور نیمچہ دو کوشش سے نقابدار کو قتل کیا اور شاہ مہرۂ حکمت
اُسکے بازو سے کہول لیا

وہ پیر مرد فیروزہ پوش صلح کنندہ صاحبقران کے قدمبوس ہوا- صاحبقران نے کہا اے
پیر مرد- اپنا اور اُن نوجوانون کا حال بیان کر- پیر مرد نے کہا مین طلسم نیلی حصار کا شاہزادہ
ہون تیراجہنی میرا نام ہے- اور یہ دو نوجوان جنگجو میرے فرزند صلبی تہے- اُنمین ایک کا
نام گرگان اور دوسرے کا بخوان تہا- ایک روز گرگان نقابدار نے جو میرا پسر کلان تہا
مقدمات طلسم مین مجہسے کچہ بحث کی مین نے کہا اے گرگان بانیان طلسم کے وقت سے
شکست طلسم حسب الصفا لوح کے ہاتہہ مقرر چلی آتی ہے- گرگان نے کہا مین نے کیدا اور شیدا اور
ظلیان جادوگرون کو اپنا رفیق اور شریک کار کیاہے- وہ طلسم کشا کو بدتر عذاب سے
ہلاک کرینگے اور مین اُنکو ہر صورت مدد دونگا- مین نے اِس معاملہ مین گرگان کو زبان نقد
لعنت و ملامت کی- گرگان نے شمشیر غلاف سے نکالی اور مجہسے کہا اے پدر بے شرم اب مجہے
طلسم کشا سے اول تجہے ہلاک کرنا لازم آیا- کیا معنی کہ تو اہل طلسم کا بدخواہ اور
طلسم کشا کا خیر اندیش ہے- اِس حیص و بیص مین پسر خورد میرا بخوان مقتول آیا اور اُسنے
میری جانب داری کی- اُس وقت مین نے ایک حالت غضب مین گرگان سے کہا اے نحست

اگر اجل تیری طلسم کشا کے ہاتہہ مقدر ہہی خدائے تعالیٰ ہہی نے تیری قلب ماہیت کردی
اور تو ہہی اُن حیوان درند کی صورت ہو جائے جو بیابان طلسم سبع سباع مین جمع ہین
قضارا وہ وقت اجابت دعا کا تہا فی الفور گرگان کی صورت مثل گرگ ہو گئی۔ اسی
سبب سے وہ ہر وقت نقاب پوش رہتا تہا۔ جس وقت حضور کے ہاتہہ سے شید اساحرہ جہنم
واصل ہوئی۔ گرگان نے اپنے برادر خورد نجوان پر فوجکشی کی۔ اور کہا مجبور ہو دن کہ
طلسم کشا پر مجہے دست قدرت نہین لیکن تجہے زندہ نہین رہنے کا۔ کہ تو طلسم کشا کی صورت
اپنی آنکہہ سے دیکہے۔ اِن دونون بہائیون کے باہم محاربہ اور مجادلہ کی یہ وجہ تہی
جو حضور نے سنی۔ مین درگاہ خدا مین سجدہ شکر بجالایا کہ بارے مین نے نجوان کے
قاتل کو بہی آنکہ سے مقتول اور کشتہ دیکہا

الغرض تیران جنی پانچ ہزار جن و پریزاد کی جمعیت سے بصدق دل مسلمان ہوا۔ ہا
بر وقت مسلمان ہونے تیران جنی کے گرگان صحرائی فوج فتح صاحبقران کے پاس آئے اور
حسب الاجازت اُن میمونہ طلسم کی مانند جن کا طلسم مرحلۂ اول مین ذکر ہو لیا ہے
بیابان سبع سباع کی طرف روانہ ہو گئے۔ تیران جنی صاحبقران کو قلعہ نیلی حصار کے
دیوان خاص مین لایا اور ہزار سلاح فیروزہ نگار اور بے شمار مال اسباب جو قلعہ
مین امانت رکہا تہا صاحبقران کی نذر مبارک سے گذرانا۔ صاحبقران نے فرمایا تم
اِس اسباب و سامان کو اور چند روز اپنی تحویل مین رکہو جس وقت مین تم کو بلاؤن
جملہ سامان طلسم ہمراہ لے کر حاضر ہونا۔ اِس اثنا مین ابو الخیر اور افلیع تاعدار اور
مالک بدران بہی حاضر ہوئے اور اُنہون نے طلسم مرحلۂ دوم کے فتح ہونے کی
مبارکباد دی۔

دوسرے دن صاحبقران اکبر نے بحشمت تمام و تجمل مالا کلام طاہر طلسم دوئم کی طرف کوچ کیا

روانہ ہونا صاحبقران اکبر کا طاہر حلہ دوئم کی جانب اور فتح کرنا فیروزہ حصار کا

جس وقت یہ خبر شہر زرین حصار مین پہونچی کہ طلسم کشا نے مرحلہ دوئم کا طلسم بھی فتح کیا اور اب فیروزہ حصار کا قصد رکھتا ہے۔ ملکہ روشن گہر اور روشن ضمیر وزیر نے بادشاہ سے کہا اب ہمین عین الیقین سے حق الیقین کا رتبہ پہونچا کہ یہ جوان عالی قدر بے شبہہ طلسم کشا ہے۔ حکیم ارقیدرس کے وقت مین بھی نوبت کار یہانتک نہ پہونچی تھی اس گفتگو مین نجد الریا یعنی پیر دہر بھی بادشاہ کے پاس آیا۔ اُس نے کہا۔ مجھے بھی یقین واثق ہے کہ یہ جوان بہ زور لوح و مہرہ کل عقبات طلسم کو فتح کرے گا الا مرحلہ آخر مین بندگان طلسم کے ہاتھہ سے اُسکا سلامت رہنا محال ہے اور فرض کرو کہ کسی حیلے سے اُنکے ہاتھہ سے بھی بچ رہا جمشید خود پرست اُسکو قتل کریگا جسنے ایک جدید آلہ حرب بناکر اُسکا نام صف شکن رکھا ہے۔ اُس حربہ کی ضرب کا کوئی زیور فیل قامت بھی متحمل نہیں ہوسکتا۔ بادشاہ یہہ سُنکر خاموش ہو رہا اور نجد الریا کے کہنے سے ایک ارشاد فیروز بن مظفر حاکم فیروزہ حصار کے نام جاری کیا کہ تم ہم پہلوان و ہم عیار ہو جس طرح بنے طلسم کشا کو مغلوب کرو۔ اِسکے صلہ مین تمکو مرحلہ اول کی حکومت کا فرمان بھی عطا کیا جائیگا

ایکدن فیروز بن مظفر دربار عام مین صاحبقران کا ہی ذکر کر رہا تہا کہ شطران دوندم عیار شاہی نے بادشاہ کا خط پہونچایا۔ فیروز نے برطبق اُسکے اسباب قلعہ بندی اور سامان تحصن مین مصروف ہوا اور بروقت مناسب واسطے صاحبقران کے لشکر [illegible]

مقابلہ کے میدان مین صف آراستہ کیا۔ تین دن کی میدان داری مین اکثر سرداران اسکے قتل و اسیر ہوئے۔ آخر فیروز خود میدان مین آیا اور بعد قتل و مجروح کرنے چند پہلوانون کے صاحبقران کے ہاتھ اسیر ہوا۔ صاحبقران نے بوقت شب فیروز کو بارگاہ مین بلایا اور پوچھا اب تیرا کیا قصد ہے۔ فیروز نے منافقانہ اطاعت قبول کی اور دوسرے دن ملک بدران اور اسکے چند سردارون کو بیہوش کر کے لے گیا اور قلعہ بند ہو گیا۔ صبح کے وقت صاحبقران کو اس حال کی اطلاع ہوئی۔ پرویز بن سہیل خان کو قلعہ کی یورش کا حکم دیا۔ پرویز نے سعی و کوشش مردانہ کی اہل قلعہ نے بھی تفنگ و توپ سے برابر جواب دیا اور پرویز ہنگام غروب آفتاب بے نیل مرام لشکر مین واپس آیا۔ شب کو ملک فیروز بصورت جراح آیا اور پرویز کو عیارانہ لے گیا۔ دوسرے دن شجاع الملک نے حسب الحکم صاحبقرانی فیروزہ حصار پر فوجکشی کی اور شام کو ناکام واپس آیا۔ شب کو ملک فیروز اسکو بھی لے گیا۔ المختصر بجز ابو الخیر جنی و افلیع قلعدار کے صاحبقران کے کل سردار ملک فیروز کی قید مین گرفتار ہوئے۔ ملک فیروز نے صاحبقران کے بھی لے جانے کی چند در چند تدبیرین کین مگر کامیاب نہوا۔ لاچار شارق شاہ کی خدمت مین کل حال لکھا اور کمک طلب کی۔ بادشاہ نے پیروہر کے مشورہ سے بعہدہ نوجوان بن سیاف خونریز کو پچاس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے با سامان حرب فیروزہ حصار کو روانہ کیا اور ملک فیروز کو ایک فرمان خوشنودی مع خلعت شاہانہ بھیجا

ایک روز صاحبقران ابو الخیر اور افلیع سے فیروزہ حصار کی کشائش کے باب مین گفتگو کر رہا تھا کہ ملک بدران سے عیار نے زبان [illegible] عرض کیا۔ حضور [illegible] ایک [illegible]

دستی مہر عنایت فرمائیں پہر مین ملک فیروز کی عیاری کا ایسا جواب دونگا کہ وہ مدت العمر یاد رکھیگا۔ صاحبقران نے فرمایا۔ مبادا تو اجنہ کو طلب کرے اور اُنسے بنی آدم کا کشت و خون کرائے۔ زبانا نے کہا۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ صاحبقران نے اپنی دستی مہر زبانا عیار کے حوالہ کی اور اُسنے بعد لمحہ کے واپس کردی

زبانا نے ایک فرمان بنام تیران جنی بدین خلاصہ تیار کیا کہ تین ہزار اجنہ زبانا عیار کے تحت حکم کردو اور بذریعہ اُس فرمان کے تیران سے لشکر اجنہ لیکر اُنکو مصرم کے اہل لشکر سے متشکل کیا اور اپنی صورت مہتر خجند کی سی بنائی جو مصرم بن سیاف کا عیار خاص تہا اور زیر فصیل فیروزہ حصار جاکر فریاد کی کہ مین مصرم بن سیاف کا نامبردار ہوں۔ فیروز نے مہتر خجند کو مع لشکر کے قلعہ کے اندر بلا لیا اور بہ تکلف دعوت کی۔ ملک فیروز مصرم کے لشکر کے عملہ میں مصروف کے ساتھ ناو نوش مین مصروف تہا کہ زبانا دروازے پر پہونچا اور دربانوں کو غافل کرکے در قلعہ کہولدیا۔ فوج ظفر موج صاحبقرانی جو منتظر تہی شہر مین داخل ہوئی اور ملک فیروز اور اُسکے خاندان کو دستگیر کرکے شہر و قلعہ پر اپنا عمل دخل کرلیا۔

دوسرے دن صاحبقران کے قلعہ مین داخل ہوئے اور ملک فیروز اور اُسکے امرا کو دربار مین بلاکر اسلام کی ہدایت کی۔ جملہ سرداران صفا نے قلب سے مسلمان ہوئے الا ملک فیروز جو بہ زندان مین بہیجا گیا اور بجائے اُسکے اُسکا پسر ہفت سالہ منصور حاکم فیروزہ حصار مشتہر ہوا۔ صاحبقران نے چند مردان باکمال اُسکی تعلیم و تربیت کے واسطے مقرر کرنے بعدہ ستر ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت

مرحلہ سوئم کی طرف کوچ کیا

احوال جمشید خود پرست

ہم نے جمشید کا حال یہانتک بیان کیا تہا کہ ساہول نے بحکم سودانیہ کے اُسکو دالو کی
مہم پر روانہ کیا - دالو اُس مرحلہ کا مشہور قزاق ہے اور ایسا پہلوان ہے کہ دو مرتبہ
ساہول کو شکست دی تہی - جب جمشید دالو آباد کے قریب پہونچا دالو بہی چالیس
ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے شہر کے باہر نکلا اور ایک میدان وسیع مین
جسکا دمن نام تہا تلاقی فریقین واقع ہوئی - اول روز دالو کے پہلوانوں نے
جمشید کے چند پہلوان قتل کیئے - دوسرے روز جمشید خود میدان مین گیا اور دالو
کے اکثر پہلوان قتل و زخمی کیئے - تب دالو خود مقابل ہوا اور تین روز و شب
برابر جمشید سے کلہ بکلہ حرب و ضرب کرتا رہا - آخر اُسکی طاقت نے کمی کی اور جمشید نے
اُسکو قتل کیا - دالو کے لشکر نے ایک خفیف مقابلہ کے بعد اطاعت کی

جمشید دالو آباد کا انتظام کرکے سودانیہ مین آیا - ساہول استقبال شاہانہ جمشید
کو شہر مین لایا اور اُسکے واسطے محل شاہی مرتب کیا ایک ہفتہ کے بعد ایک صحبت مین جمشید
نے ساہول سے کہا اب تجہے بہی ایفائے وعدہ واجب ہے - ساہول نے کہا کیا فرماتے ہو جمشید
نے کہا بس یہی فرمائش ہے کہ مرحلہ اول کی حکومت میرے سپرد کرو - میں نے دالو آباد
کی حکومت تجہے دی - ساہول نے کہا اگر میرے بزرگ بہی حکم دیتے تب بہی کچہ عذر
نہین - الغرض اور ساہول دونون نے اپنے اپنے منشا کے موافق اتفاق سے بیچ پیر دم
شکے ازغم جمشید فیصلہ کیا - جمشید نے ساہول کے نام دالو آباد کی حکومت کا فرمان

لکھوا دیا اور اپنے لشکر کی سپہ سالاری کا منصب بھی اُسے دیا۔ بعد ازاں گاذردن
کا قتل و قتال کیا۔ شوردان کو قید کیا

ایک دن جمشید بعنوان شکار سواد شہر سے دور نکل گیا اور ایک قلعہ سنگ سیاہ
کے قریب پہونچا۔ جمشید نے اُس قلعہ کو غور سے دیکھا۔ اُسکے بروج و فصائل سے اسقدر
وحشت ظاہر ہوتی تھی کہ دل خود بخود سینہ کے اندر بیٹھا جاتا تھا۔ ایک طرف سے
وہی فیل طلسمی جو بوقت داخل ہونے طلسم کے جمشید کا سد راہ ہوا تھا وہاں آیا
اور زیر قلعہ گیاہ سبز چرنے لگا۔ جمشید نے بھی اُسے فوراً پہچان لیا اور دل میں
کہا یہ وہی حیوان ہے جسنے بروقت داخل ہونے طلسم کے مجکو تہدید کی تھی خیر
اُس وقت میرا زور صاحبقرانی چشمۂ طلسم کا پانی پینے سے زائل ہو گیا تھا لیکن یہ
اپنی ہیئت اصلی پر آگیا ہوں۔ اب مانند اُن قزاقوں کی جو مجھسے کمبخت سنج لیے گئے
تھے فیل طلسم کو بھی گوشمالی دونگا۔ عجب ہے۔ یہ سوچ کر فیل طلسم کے روبرو آیا
اور بہ آواز مردانہ کہا۔ اے حیوان تو وہی ہے کہ تو نے میری مانند صاحبقران عصر کے
حق میں وہ کلمات ناسزا کہے تھے۔ اُس وقت میرے ہوش درست نہ تھے۔ اب تجکو بجا
سزا دونگا۔ فیل طلسم نے ایک نگاہ قہر سے جمشید کو دیکھا اور بزبان انسانی کہا۔ اے
بے غیرت نامرد جہان اس بات پر مغرور نہ ہونا کہ تجھے اتالیق طلسم نے اپنی غرض کے
واسطے طلسم میں عزت و رونق دی ہے۔ میں تجھے وہی نامرد رانده درگاه کہونگا
جیسا ہوں اس باعث کو بگوش ہوش سن

جمشید کہ ہیبت نامزد تاختنی ست | کارش چو فلک بر انتظار ساختنی ست
بر و شنید گوش ز خاک پیند عجب | بر در تشتش برآمد انمفر بست

امر شدنی ایک دن ظہور مین آنے والا ہے۔ اُسی دن مین ہی تجہسے کچہ کہونگا اب
مین روبرو استادہ ہون تو گرز اور شمشیر اور نیزہ سے کوئی آرزو اپنے دل مین
نہ رکہ۔ جمشید نے کہا اِس عجز و فروتنی سے تیری جان نہین بچنے کی۔ فیل طلسم نے کہا۔
فروتنی کے کیا معنی مین خود تجہے اجازت دیتا ہون۔ جمشید نے اول چند تیر مارے
بعد ازان شمشیر و گرز کی ضربات متواتر ہاتہی کے سر اور پیشانی پر لگائین۔ جب دیکہا
کہ اُس حیوان کے بدن پر خط تاک ظاہر نہ ہوا ناچار خرطوم کو لپٹ گیا اور اسقدر
زور و قوت کی کہ سُست ہو گیا۔ فیل طلسم نے کہا۔ اے مردک بس اِسی توانائی پر وہ
لاف و گزاف تہا۔ جا دور ہو

جمشید ملول و محزون اپنی محبوبہ و ہمرم یعنی زالہ کاہنہ کے پاس آیا اور فیل طلسم
کی گفتگو اور مقابلہ کا حال نقل کیا۔ زالہ خوب ہنسی اور کہا اے فرزند دل ہی کا خوگر
ہے کہ تو بجلائے گا دُخر گاذرون کے پشتارے اُٹہاتا تہا۔ فقط میری طفیل مرحلہ
ہفتم کی حکومت تجہے ملی ہے۔ اب تو محافظان طلسم پر غلبہ چاہتا ہے۔ یہ خاص صاحب
لوح کا حق ہے۔ ہان جب تو طلسم کشا کو ہلاک کرے گا پہر عالم طلسم کا حاکم مطلق ہوگا
اُس فیل طلسم نے محض اِس لحاظ سے تجہے ہلاک نہ کیا کہ در پنولا تو سودانیہ کا حکم ہے
اور اِس مرحلہ کے تمام اشرار تحت سودانیہ کی عزت کرتے ہین۔ جمشید نے کہا مین
بہرحال تیرا مطیع حکم ہون مگر اِس بات کا ہر دم مجہے افسوس آتا ہے کہ مینے بجز
ذلت و پریشانی کوئی تماشائے طلسم نہ دیکہا۔ زالہ نے کہا۔ اگر تجہے تماشائے طلسم
دیکہنا منظور ہے۔ کاہ حبنی اپنے زن مشیر کو بلا اور شوہران اپنی منکوحہ
اول کا مہا ہستہ ہاتہ مین دیجیے عجب نہین کہ یہ اپنی سرحد کا تماشا جسقدر

اُسکے دست قدرت مین ہے تجکو دکہائے

جمشید بے غیرت جہانے کانڈ کو بلایا اور شوران کا ہاتہہ اُسکے ہاتہہ مین دیکے تماشائے طلسم کی استدعا کی - کانڈ جنی جمشید کو اُسی قلعہ سیاہ کے پاس لایا جس کا طول و عرض قیاس مین نہ آتا تہا - وہان ایک درخت مختصر تہا جسکی تمام خوان کو پارچہ ہائے کمخواب و زربفت لپٹے ہوئے تہے اور برگ و ثمر اُسکے درخت ہائے متعارف کے خلاف تہے - کانڈ جنی نے کہا - یا صاحبقران خود پرستان - اِس درخت کی بیخ سے زور آزمائی کر - جمشید نے کہا تو کیا کہتا ہے مجہے ایسے درخت ضعیف البنیان سے زور آزمائی کرتے ہوئے شرم آتی ہے مین نے اکثر درخت ہائے تناور بیخ و بن سے کندہ کیئے ہین کانڈ نے کہا خیر اِس درخت پر بہی زور کا امتحان کرنا چاہیے جمشید بیخ درخت کو لپٹ گیا اور ایسا زور کیا کہ دماغ سے خون نکل آیا لیکن درخت کو جنبش تک نہ ہوئی کانڈ جنی خوب ہنسا اور کہا تعجب کی بات ہے کہ باوجود اِس شان و شوکت کے تجہسے درخت کا برگ تک نہ ہلا صاحب لوح اِس درخت کو بقوت صاحبقرانی مثل برگ کاہ زمین سے نکال لے گا بلکہ اسی راہ سے باطن طلسم مین داخل ہوگا - اب آگے چل - مین تجہے اور تماشا دکہاؤنگا - جمشید خجالت زدہ کانڈ کے ہمراہ ہوا - کانڈ جمشید کو ایک درخت انجیر کے پاس لایا اور کہا البتہ یہ درخت تیرے زور کے لایق ہے - جمشید نے زور اول ہی مین درخت کو مع بیخ زمین سے نکال لیا - بروقت کندہ ہونے درخت کے وہان ایک نقب کا دہانہ نظر آیا اور نقب مین سے ایک مار سیاہ با کفچہ زہر آلود باہر نکلا اور اُسنے ایسی نگاہ قہر سے جمشید کو دیکہا کہ پیشاب خطا ہوگیا بلکہ قریب تہا کہ وہان سے بہاگے -

کاندجینی نے اُس بار سے کہا - اے اسود یہ مرد ودر جو الا دندہ دروازہ سے طلسم میں
آیا ہے اور اہالی خاطر طلسم اُسی غرض سے واسطے اسکی تعلیم و تربیت کر رہے ہیں تاکہ
صاحب لوح سے اس شخص کا مقابلہ کروائینگے - اسی وجہ سے اسکو شہر سودانیہ
کا حاکم بھی کیا ہے اور زالہ کاہنہ ہر کار و ہر امر میں اُسکی مددگار و معاون ہے
بلکہ مجھے بھی اس شخص کی ایسی ہی خاطر عزیز تھی کہ اپنی سرحد کا تماشا دکھانے
لایا - اسی نے بار دگر جمشید کے سراپا کو دیکھا اور پھر اُسی نقب میں چلا گیا

کاندجینی جمشید کو نقب کی راہ سے ایک دروازہ مقفل پر لایا اور اپنے ہاتھ سے
دروازہ کا قفل کھولا - ایک فیل مست دراز دندان دروازہ کے اندر سے
نکلا اور جمشید پر حملہ کیا چاہتا تھا کہ کاندجینی نے اُس سے کچھ ہی عبارت بیان کی -
ہاتھی نے بھی خوب غور سے جمشید کی صورت دیکھی اور غائب ہو گیا - کاندنے
کہا بس اسی مقام تک میری حد ہے پیشتر تیرے ساتھ نہیں جا سکتا - تو اس دروازہ
کے اندر داخل ہو - ایک باغ پر بہار میں پہونچیگا - باغ کا سیر و تماشا دیکھکر
چلا آ

جمشید باغ میں داخل ہوا - وہ باغ نہایت آراستہ اور باکیفیت تھا اور
اُسکے اطراف میں حجرہ ہا عجیب و غریب ترکیب و وضع کے بنے ہوئے تھے
مگر سب مقفل تھے جمشید ایک حجرے کی قفل شکنی پر زور لگایا مگر کسی کا قفل
نہ کھلا - جب حجرہ آٹھ کے دروازہ پر آیا اسکی کنجی قفل ہی میں لگی ہوئی تھی اور
اُسکی پیشانی پر عبارت لکھی تھی کہ اس حجرہ کے اندر اس شخص کی امانت
رکھی ہے جو دندہ دروازہ سے طلسم میں آوے اور جانشین دیو صاحبقرانی

دیکھتا ہے وہ جمشید یہ عمارت دیکھکر بہت خوش ہوا اور دل میں کہا بارے شکر ہے کہ
ہے کہ مجھے بھی [illegible] بادشاہوں نے صاحبقران مجھے [illegible] سے بھی تخت بانٹے
جمشید نے قفل کھولا اور حجرہ میں داخل ہوا۔ کیا دیکھتا ہے کہ فرش شاہانہ
بچھا ہوا ہے اور طاقوں میں طرح طرح کا سامان بیش قیمت چنا ہے اور حجرہ کے وسط
میں ایک تخت زرنگار پر صراحی و جام اور پیشدان مرصع کار وغیرہ سامان میکشی
بھی موجود ہے۔ ناگہاں ایک طاق پر نظر گئی۔ اس طاق میں کمال تکلف سے ایک خود
یاقوت نگار رکھا ہوا تھا اور ایک نال طلائی فیروزہ نگار بجائے کلغی اسپر نصب
تھی اور ایک کفش زرین اس نال پر رکھی تھی۔ جمشید نے جو یہ سامان عجیب دیکھا
خوب ہنسا اور دل میں کہا حالانکہ بانیان طلسم نے اپنے نزدیک کفش و نال
رکھکے مجھکو ذلیل کیا ہے مگر ایسی ذلت کا مضائقہ نہیں ہے کہ ایک سلطنت کا مالک
ہاتھ آنے میں ضرور یہ خود کو لیجاؤنگا

الغرض جمشید اس تخت پر بیٹھ گیا اور ان ظروف مرصع کار میں شراب پینی
شروع کی۔ تھوڑی دیر ہی گلاس پئے تھے کہ تھوڑی دیر میں خانہ سحر پیدا
ہوئی اور خانہ کفش بھی ایسی کیسہ زار ہو گیا۔ بخود [illegible] کفش اور نال خود سے
جدا ہوئیں۔ نال موہنہ میں داخل ہوئی اور اس سے ایک عرق غلیظ نہایت متعفن
موہنہ میں ٹپکنا شروع ہوا اور ہر قطرہ کے ساتھ ایک ضرب پاپوش کی پڑتی تھی
جس سے جمشید بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا خود کو بے نال و کفش ہر چہ پایا
اور ایک پرچہ [illegible] ہاتھ میں تھا۔ جسپر یہ تحریر تھا کہ فلان سال جمشید نامی
ایک [illegible] آئیگا [illegible]

اُسی کے واسطے یہ خود یاقوت مع نالی و پاپوش امانت رکہا ہی جس وقت جمشید شراب
طلسمی کے دو چار جام پئیگا اُسکے سر مین خارش پیدا ہوگی ۔ اُس وقت پاپوش
کام آئے گی اور نال سے عرق مغلظ ٹپکیگا جو معجون کرمان سے زیادہ مقوی ہے
یہ خود بوقت جنگ بجائے سپر فولادی شمشیر حریف کی پناہ کریگا بشرطیکہ نال و پاپوش
بہی اُسیکو نصیب ہین ۔ یہ خود مع اپنے ساز کے مثل آزار سر مین ہالک خود کے سر پر
رہے گا ۔ اگر ہالک دانستہ خود کو سر سے اُتارے گا پہر وہی ہنگامہ آرائی ہوگی
البتہ بعد فتح طلسم یہ خواص زائل ہو جائینگے مگر آزار خارش سر ہمیشہ
لاحق رہےگا اور وقتاً فوقتاً کفشکاری کی ضرورت ہوا کرے گی ۔ آج سے کل اہالی
طلسم جمشید کو رئیس الشیاطین خطاب کرین گے

جمشید نے جو یہ عبارت دیکہی نہایت برہم ہوا اور حجرہ سے باہر آکر خود وغیرہ
کو زمین پر پہینک دیا پہر وہی صورت واقع ہوئی یعنی نال نے موںہ مین عرق بدبو
ٹپکایا اور کفش نے دماغ کا تصفیہ کیا ۔ اُس وقت جمشید نے دیکہا کہ کفش اور نال کی
صورت بدل گئی تہی ۔ نال سونے کی معلوم ہونے لگی اور کفش نہایت کہنہ مگر مشبک تہی
البتہ خود بدستور یاقوت نگار تہی ۔ جمشید نے لاچار خود کو مع ساز کے سر پر رکہا اور
حکمائے ماضیہ کو دشنام دیتا ہوا باغ سے باہر نکل آیا ۔ بلا وجہ جمشید کی صورت
مضحکہ دیکہکر خوب ہنسا اور کہا کیا یہ تحفہ تمہاری ہی وراثت مخص کے واسطے تہا
پس مین بہی چند لفظون کا امین ہون یعنی سوائے ضرورت اشد کے خود یا کفش
و نال وغیرہ کو سر سے جدا نہ کرنا اور جب بوقت ضرورت جیسے غسل و خواب وغیرہ
اُتارو تو غیر دفعہ اسکی زیب دو ۔ جمشید نے کہا یہ بہی غنیمت ہے کہ مین غسل و خواب

وقت خود کو اُتار سکتا ہوں

کالبد جمشید کو نقب سے باہر لایا اور وہ درخت انجیر کا جو جمشید نے کندہ کیا تہا پہر دہنہ نقب پر جما دیا اور جمشید کو لشکر مین پہونچایا۔ اہل لشکر نے جو وہ تحفہ طلسم یعنی خود یاقوت نگار رنگ کہنہ و نالہ جمشید کے سر پر دیکہا بے اختیار ہنسے۔ جمشید نے چند آدمیون کو اِسی گناہ پر قتل کرایا

دوسرے روز ایک قاصد تیز رفتار دربار مین آیا اور ایک خط پیرو مہر کا ساہول وزرا کے نام لایا۔ اُسمین لکہا تہا کہ جمشید راس الشیاطین کو یہ مشورہ دو کہ وہ وہان کوئی نائب کار گذار مقرر کرے اور خود ظاہر مرحلہ ششم کی طرف روانہ ہو اور اسعد صندل پوش کو جو قاضی رئیس الابرار کی طرف سے حاکم ہے اپنی اطاعت کے واسطے بلا دے۔ اگر وہ کچہ عذر کرے اُسکے اور اُسکی رعایا کے قتل و استیصال مین دریغ نہ کرے کیونکہ وہ سب خدا پرست ہین۔ بعد ازان دار السلطنت کی طرف نہضت کرے۔ سیاف خونریز نے اُدہر سے اپنے نائب نحوس تیغ زن مرحلہ پنجم کے حاکم کو لکہا ہے کہ وہ بہی شہر دموریہ سے اسمریہ مین پہونچے اور اسعد صندل پوش کی قتل مین جمشید کی مدد کرے۔ جمشید کہ فتنہ و جنگ کا مشتاق ہے۔ دوسرے ہی روز چالیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے اسمریہ کی طرف روانہ ہوا

احوال صاحبقران اکبر جو مرحلہ سوم کی جانب روانہ ہوا ہے

صاحبقران اکبر بعد طے کرنے منازل و مراحل کے ایک بیابان ہولناک [illegible] وسیع الفضا مین پہونچا کہ سواد دیناٹکار اُس کا روضہ رضوان سے بہی دلکشا تر تہا

اور نسیم و شمال اُس صحرائے جنت نشان کی مشک و عنبر سے بھی زیادہ دماغ
کو فرحت و قوت بخشتی تھی۔ صدہا چشمہ ہائے آب شیرین مثل سلسبیل بشکل زلال
صفائی و لطافت سے ہر طرف رواں تھے۔ اور جسطرف نظر جاتی تھی بجز تختہ ہائے
نسرین و نسترن اور کچھ نظر نہ آتا تھا

صد ہزاران گل شگفتہ درو سبزہ بیدار و آب خفتہ درو
ہر گلے گونہ گونہ از رنگے بوئے ہر گل رسیدہ فرسنگے

صاحبقران ابوالخیر جنی اور اقلیع قلعہ دار وغیرہ رفقا کے ہمراہ اُس مرغزار پر بہار
کا سیر و تماشا دیکھ رہا تھا۔ ناگاہ ایک ابر سیاہ اس صورت کا آسمان پر محیط ہوا
کہ تمام صحرا تیرہ و تاریک ہو گیا حتی کہ ایک کو دوسرے کی صورت نظر نہ آتی تھی اُس ابر غلیظ سے
گوہر مروارید خوش آب ہائے ارزن کی مانند برسنے شروع ہوئے۔ جس وقت تاریکی ابر جاتی رہی صاحبقران نے
تمام بناہائے باغ میں بجائے شبنم مروارید خوش رنگ کا انبار دیکھا مگر تاریکی ابر میں [illegible] سبز قبا شبرنگ کا سہیل
غائب ہو گیا۔ صاحبقران کو پروین کے گم ہونے سے حیرت ہوئی۔ ابوالخیر جنی نے
کہا حضور ناحق متعجب ہوتے ہیں ظاہرا یہ مرغزار طلسم دُرفشان کی سرحد میں داخل
ہے اور پروین بھی اسی طلسم گوہر فشان میں گرفتار ہوا۔ صاحبقران نے فرمایا جنی
خدا کی۔ فی الحال مجھے ان مروارید اور طلسم دُرفشان کے اصل حال سے آگاہ کرو۔
ابوالخیر نے کہا اے شہریار میں نے تحقیق سنا ہے کہ جو مروارید طلسم دُرفشان سے
برستے ہیں [illegible] مروارید معلوم ہوتے ہیں در اصل ہیں قطرہ ہائے شبنم
[illegible] طلسم اتنی زیادہ کیا عرض کیا جائے کہ چند لمحے میں ابر غلیظ و سیاہ
[illegible] ہو گا اور تاریکی ابر میں ایک طور رفیق حضور کا [illegible] زمین کی

گم ہو جائے گا۔ بلکہ جسقدر پیشقدمی کو کام فرمائیگے ابر کی غلظت اور تاریکی زیادہ ہوتی جائے گی اور تاریکی ابر مین اگر ہزار رفیق حضور کے ہمراہ ہونگے نوبت بنوبت اُنکا نشان نہین ملنے کا

صاحبقران نے رفقا کو حکم دیا کہ تم اپنی اپنی قیامگاہ پر جاؤ۔ اور خود اُسی شب لوح ذوجہتین کو دیکھا۔ یہ عبارت مرقوم تھی یا طلسم کشا فلان اسم جو لوح کے حاشیہ پر لکھا ہے باین اعداد زمین پر دم کر۔ ایک راہ باریک مثل خط زمین پر ظاہر ہوگی۔ تو اُسی خط پر بہوشیاری روانہ ہو۔ وہی بر غلیظ آسمان پر پیدا ہوگا اور ابر مین سے بیضہ مرغ کی برابر گوہر برسنے شروع ہونگے۔ زنہار اُن گوہر ہائے طلسم کی طرف متوجہ نہونا۔ اثنائے راہ روی مین چند بار ایک پنجہ غیب بست سمت سے پیدا ہوگا اور تیری گریبان گیری کا قصد کرے گا۔ اُس دست غیب کی طرف نہ دیکھنا۔ اپنی قطع راہ مین مصروف رہنا۔ جس وقت قلعہ گوہر نگار کے قریب پہونچے وہان پھر لوح کو دیکھنا والسلام

صاحبقران اُسی لوح کی ہدایت سے قلعہ گوہر نگار کے قریب پہونچا تاریکی ابر اُسی طرح تھی اور مروارید کے برسنے کی آواز متواتر کان مین آتی تھی چند لحظے کے بعد ہوا صاف ہوئی اور قلعہ گوہر نگار روبرو سے نظر آیا۔ صاحبقران نے قلعہ کو غور سے دیکھا کیا دیکھتا ہے کہ تمام بروج و فصائل اور درو دیوار مین مروارید خوردو کلان نصب ہین اور اُنکے شعاع سے تمام صحرا منور ہو رہا ہے۔ اور جو مروارید ابر مین سے برستے تھے اُنکا ہر جائے انبار ہوتا تھا بعد ازان آب دریا کی طرح بہہ جاتے تھے اور یہہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا دریائے مروارید نہایت شورش سے روان ہے۔ اور وہ آب مروارید ایک نہر مین داخل ہوتا تھا۔ ایسی ہی ہر دو نہر بنت کی دو نہر بہی تھی

دونو طرف نہر کے کنارون پر بلور شفاف و مجلی بجائے سنگ و خشت لنصب تہا صاحبقران نے حکما کی صنعت اور علم و دانش پر تحسین کی - اور عرصہ دراز تک نہر و قلعہ کو دیکہتا رہا دونون جانب نہر کے کنارون پر عمارت عالی اور مکان ہائے بلند و خوش ترکیب بنے ہوے تہے - اور سرتاسر درختان شگوفہ دار و صاحب اثمار کثرت سے تہے - اور واسطے گلہائے سمن و یاسمین کی بوئے خوش مہک بہی تہی کہ دماغ معطر ہوتا تہا

صاحبقران ایک مکان مین تشریف لایا - اُس وقت اشتہا کا تقاضا تہا اور ظاہر اسباب کوئی چیز کہانے کی وہان نظر نہ آتی تہی - ناگاہ کیا دیکہتا ہے کہ ایک کشتی مختصر پُر تکلف نہر مین اسطرف چلی آتی ہے - جب وہ کشتی نزدیک پہونچی اُسمین سے چند عورتین خوش رو صاحب جمال سپید پوش سر پا تک زیور الماس نگار پہنے ہوے اُتریں - اُنکے ہمراہ متعدد خوان طعام رنگا رنگ اور میوہ ہائے گوناگون کے تہے اُنمین سے ایک عورت زہرہ صفات اُن نازنینون کی سرگردہ صاحبقران کے پاس آئی اور بادب تمام سلام کیا بعد ازان دست بستہ کہا اے شہریار خالی و قار ہماری ملکہ نے حضور کو شوق سلام کہا ہے اور یہ ماحضر بہیجا ہے - صاحبقران نے پوچہا تو کون ہے اور تیری ملکہ کا مجہسے کیا تعلق ہے - اُس نے کہا میرا نام نسرین بانو ہے اور میری خاتون کو ملکہ گوہر بزم افروز کہتے ہین - مینے ہنگام صحبت بار ہا ملکہ عالم کی زبان سے یہی لفظ سنا ہے کہ مین صاحبقران اکبر کی کنیز ہون - صاحبقران نے پوچہا تمہاری خاتون کو ہمارے نام اور حال سے کیا آگاہی - نسرین نے کہا اصل حقیقت یہ ہے کہ ہماری ملکہ اپنے کو ملکہ شمسہ تاجدار کی کنیزان خاص مین شمار کرتی ہے اور تم ملکہ شمسہ تاجدار کے شوہر ہو صاحبقران کے دل مین یہ خطرہ گذرا کہ مبادا یہان بہی طلسم خلیل حصار کی مانند کوئی

کہ بہ شکل ہاتھہ آئین سگے۔ اُنکے لینے کی یہ تدبیر ہے کہ خارہائے درخت کو خنجر یا شمشیر سے بایں ہشیاری قطع کرنا کہ کوئی ثمر خاروں کے ساتھہ زمین پر نہ گرے ورنہ ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوگا۔ جس وقت وہ ثمرہائے مذکورہ تو شاخ درخت مین سے لیگا ایک فوج کثیر خرسہائے دراز ناخن کی نگین انگشتری کی مانند تجھے چار طرف سے گھیر لیگی حتی الوسع ان خرسون کو اس درخت کے قریب نہ جانے دینا اور بر تقدیر کوئی خرس زیر درخت پہونچے بہی اُسکو تیغ دیوکش خارہ شگاف سے ہلاک کرنا۔ اکثر خرس ہلاک ہونگے باقی وہان سے گریز کر جاوینگے۔ تو بہی وہ ثمر ہفتگانہ لیکر پہر اُسی پل پر پہونچنا۔ وہ خرس بہ ہیئت اجتماعی بار دگر تیرا تعاقب کرینگے تو باستقلال تمام اور بہ آہستہ خرامی پل پر سے گذرنا جب پل پر سے اسطرف اُتر آئے ایک کف آب پر وہی اسم اول دم کرنا اور وہ آب نہایت زور سے سطح پل پر مارنا۔ بہ مجرد اس عمل کے پہر پل نظر نہین آنے کا اور جسقدر خرس پل پر جمع ہونگے نہر مین غرق ہو جاوینگے۔ تو نہیں مقام جو لب نہر جہان شب گذری تہی آرام لینا اور بوقت ضرورت پہر لوح کو دیکہنا والسلام

صاحبقران گیتی ستان نے حسب فرمودہ لوح سب مراتب انجام دیئے اور لب نہر مقام سابق مین شب گذاری۔ ملکہ گوہر بزم افروز کی کنیزان نسرین و نسترن وغیرہ خدمت مین حاضر رہین صاحبقران نے بعد ادائے نماز صبح پہر لوح کو دیکہا یہ عبارت نظر آئی اے فاتح طلسم اب تو قلعہ گوہر نگار کے مقابل ایستادہ ہوکر یہ اسم اعظم آسمان کی طرف پہونکنا ایک جانور سپید رنگ سطح ابر کو شق کرتا ہوا آسمان کی طرف سے آوے گا اور قلعہ کے ایک برج پر بیٹہکر بہ آواز بلند فریاد کرے گا اُن ثمرہائے ہفتگانہ مین سے

ایک ثمر اُسی جا پر رکھ دینا اور ایک ہاتھ میں تیغ شمشیر برہنہ موجود رکھنا۔ برداشت نہ کھینچ
سکیگا وہ جانور برج پر سے اُتر کے پاس آئیگا۔ اُس سے کہنا اے اجنحہ جنی آگاہ ہو کہ
فتح طلسم خاص تیری ہی ذات پر موقوف ہے۔ اگر تو میرا مطیع حکم ہو میں ایک ثمر تجھے
دونگا ورنہ ایک ہی ضرب شمشیر میں تیرا کام تمام کر دونگا۔ جانور بزبان انسانی
جواب دیگا کہ اے جوان اول یہ ثمر مجھے دیدے میں دیکھوں یہ وہی ثمر ہے جسکی آرزو
میں یہانتک آیا ہوں۔ تو کہنا میں اُس وقت ثمر دونگا جب تو مجھے باغ طرب کے دروازہ
پر پہونچا دیگا۔ جانور کہیگا بسم اللہ۔ تو اجنحہ جنی کی پشت پر سوار ہو لینا اجنحہ تجھے
باغ طرب کے دروازہ پر پہونچا دیگا۔ وہان پھر لوح کو دیکھنا والسلام

صاحبقران اکبر لوح کی ہدایت سے اجنحہ جنی کی پشت پر سوار ہوا جب جانور
اوج ہوا پر پہونچا۔ صاحبقران نے قلعہ کو اندر سے نہایت وسیع و معمور دیکھا اور
ہر قسم کے انسان ہر ایک کام میں مصروف و سرگرم نظر آئے۔ اجنحہ جنی نے صاحبقران کو
ایک باغ دلکشا کے دروازہ پر لایا اور کہا اب میں رخصت ہوتا ہوں صاحبقران نے
ایک ثمر اُسکو دیا اور وعدہ موثق کرایا کہ عند الضرورت پھر حاضر ہونا۔ اجنحہ
آسمان کیطرف پرواز کر گیا۔ صاحبقران نے باغ کا دروازہ بند پایا ہر چند جد کی
لیکن کسی تدبیر سے دروازہ نہ کھلا۔ مجبور لوح کو دیکھا یہ لکھا تھا اے تاجدار آگاہ ہو
باغ کے روبرو ایک درخت انجیر کا ہے اُس درخت کو مع بیخ بقوت صاحبقرانی
زمین سے نکال۔ ایک شیر سپید رنگ بیخ درخت میں سے نکلکر تجھپر حملہ کریگا یہ اسم
شیر پر پھونکنا اور ایک ثمر اُسکو بھی دینا تو وہ شیر تیری اطاعت قبول کریگا
اس شیر کا نام بیضا جنی ہے اور وہ بھی ایک رکن طلسم شمار کیا جاتا ہے۔ جب

بیضہ جنی تجھ سے نسبت ہو کر جلا جاوے پھر بلا خوف و وسواس ان نقبیوں میں نازل ہونا
جو تجھ درخت کی بالشت ہر ہوگی چند عرصہ کے بعد ایسا باغ جنت نشان میں
پہونچے گا جہان باغ کہ گوہر افروز ہے۔ بروقت ملاقات گوہر بزم افروز سے نیاز
کی صحبت گرم کرنا اور عیش و آرام میں اوقات گذارنا

صاحبقران نے اسم بزرگ جنی کو بھی یاد رکھا اور نقب کی راہ سے باغ میں تشریف
لایا۔ ایسی رونق و زینت کا باغ دیکھا کہ جس کا تجمل اُسکا تجلیہ نو بہشت شداد کا
حکم رکھتا تھا۔ عمارات جانفزا اور مکانات دلکشا کے علاوہ چار نہرین
آب خوشگوار کی چشمہ حیوان کی مانند جاری تھین اور ہر فوارہ سے بجائے آب
گلاب خالص جوش مارتا تھا

از گل و سبزۂ نوخاستہ و آب روان   چشم بد دور تو گوئی کہ بہشت دگر است

مگر تمام باغ میں ہر درخت و ہر شجر پر کبوتر ہائے خوش رنگ کے سوائے دوسرا جانور
نظر آیا۔ صاحبقران نے دل میں کہا خدا جانے گوہر بزم افروز کہاں ہے ایک نظر اُسکو بھی
دیکھنا ضرور ہے۔ جب باغ کے وسط میں آیا ایک میل سنگ بشکل برج چالیس گز بلند
دیکھا اور اُسپر ایک مکان بھی مختصر بنا ہوا تھا۔ مکان کے غرفون میں پردہ ہائے
زربفتی و مخمل کاشانی افتادہ تھے۔ صاحبقران قیاسا سمجھا کہ یہی مکان ملکہ گوہر بزم افروز
کی سکونت کا ہے مگر افسوس برج پر جانے کی کوئی راہ نہین۔ ناچار حوض کے کنارے
پر زیر برج بیٹھ گیا۔ اس اثنا میں صدائے نقارہ کان میں آئی۔ صاحبقران
نقارہ کی آواز کی طرف متوجہ ہوا کیا دیکھتا ہے کہ دو نقارے زیر درخت رکھے
ہیں اور ایک زن صاحب جمال اُن نقارون کو بجا رہی ہے ہر ضرب صدائے

نقارہ تمام کبوتروں نے جو اشجار باغ پر جمع تھے پرواز کی اور بہ ہیئت اجتماع
مکان کلان کے پس پشت چلے گئے - ایک لمحہ گذرا تھا کہ گروہ پریزادان
مہوشانہ رباہرویان دلکش شعلہ رو سنبل مو ہر طرف سے باغ مین آئین اور
زیر برج جمع ہو گئین - ہر ایک کے ہاتھ مین عطردان و پاندان اور مجمرہائے مرصع کار
وغیرہ سامان مجلس موجود تھا - اُنہوں نے بالاتفاق صاحبقران کو مبارکباد
دی - صاحبقران نے پوچھا تم مجھے کس امر کی مبارکباد دیتی ہو وہ گلرخین مسکرا کر
خاموش ہو رہین - ناگاہ برج پر ایک ایسی برق چمکی کہ اُسکی ضیا سے کُل حاضرین
باغ کی خود بخود آنکھین بند ہو گئین - صاحبقران نے جو میل کی طرف دیکھا عجیب
طرح کا ایک جلوہ نظر آیا یعنی ایک نازنین خورشید طلعت زہرہ صفات
اِس تشکیل شمائل کی بالائے برج جلوہ فرما تھی کہ جسکی زلف مشک فام کی درازی
اور سیاہی شب یلدا کو بھی خجل کرتی تھی اور چہرۂ خورشید مثال مہ چاردہ کو کتاب
حسن کا سبق دیتا تھا

بدیدن ہمایون بہال بلند   بابرو کمان نے بگیسو کمند
چو سرو کہ پیدا اگند زیمن   زگیسو نغشہ زعارض کمند

اور دیہی کنیزین نسرین و نسترن عقب سرو مال سے مگس رانی کر رہی تھین اُس
حور وش بلائے جہان نے برج پر سے باادب تمام صاحبقران کو سلام کیا اور دست بستہ
مزاج پوچھا - صاحبقران نے بھی بخندہ پیشانی سلام کا جواب دیا اور پوچھا
اے ماہ لقا گوہر بزم افروز تیرا ہی نام ہے - گوہر بزم افروز نے کہا ہان
اِسی نام سے کنیز کو مطعون کرتے ہین - بہر کیف تمہاری اور ملکہ قسمۃ تاجدار کی کنیز

ہون۔ صاحبقران نے فرمایا سبحان اللہ ہمنے آجتک اس مرتبہ کی کوئی کنیز نہین
دیکھی کہ برج پر سے سوال وجواب کرے اور آقا مسخرہ تماشائیون کی مانند زیر
برج کنیز کی صورت دیکھے۔ گوہر بزم افروز نے کہا حضور ناحق مجھے محجوب
کرتے ہین۔ مین مجبور ہون کہ زیر برج آنے کی قدرت نہین رکھتی۔ ورنہ سعادت
قدمبوسی ضرور حاصل کرتی۔ صاحبقران نے فرمایا تم برج کے اوپر سے ہی اپنے
نہ آنے کا باعث بیان کرو۔ بزم افروز نے کہا اے شہریار عالی وقار یہ پرستار
بادشاہ طلسم کی دختر ہون اور مرحلۂ سیوم جہان حضور بدولت و اقبال داخل
ہین میری مادر بزرگوار ملکہ روشن گہر سے متعلق ہے۔ میرا خالو ہفت ثاقب میری
والدہ کی نیابتاً شہر سرخ نگار مین حکومت کرتا ہے۔ ہرگاہ بانیان طلسم کے وقت سے
بادشاہان طلسم یا اُنکی اولاد اِس امر مین مجاز ہے کہ جس مرحلۂ طلسم کی سیر و تماشا
منظور رہو بے تکلف چلے جائین لاجرم مین بھی گاہے ماہے بطریق سیر و تماشا ہر طرف
نکل جاتی ہون۔ لیکن مرحلہ سیوم کی آب وہوا مجھے بہت موافق ہے اور نیز یہ مری والدہ
ماجدہ کا ملک بھی ہے۔ غالب اوقات اِس باغ مین تفریح طبع کے واسطے چلی آتی ہون
اور دو ہفتے رات دن یہان رہتی ہون۔ مگر چندروز سے دارونغہ طلسم نے میری
آمد و رفت کا باغ مین بندوبست کیا ہے بلکہ مجھسے کہلا بھیجا ہے کہ آج سے تم باغ
طرب مین نہ جانا اسواسطے کہ دربین والا طلسم کشا کی آمد آمد مشہور ہے مبادا تم باغ مین جاؤ
اور طلسم کشا بھی باغ مین آجاوے پھر اُسکے ہاتھ سے تمہاری آبرو کا محفوظ رہنا مشکل
ہے۔ البتہ جسوقت اہالی طلسم فاتح طلسم کو ہلاک کرینگے تو باغ مین جانے کا مضایقہ
نہین۔ مینے دارونغہ کے خوف سے کچھ دم نہ مارا۔ مین ایکطرف میری [illegible]

ہر روز دوپہر کے وقت اس باغ مین آتا ہے بلکہ آج یقین ہے کہ دوپہر سے بھی اول آئے اُسکو تمہارے باغ مین آنے کی ضرور خبر پہونچی ہوگی کیونکہ شیاطین موکل سحر ہر لحظہ اور ہر دم اشتلم کو خبر پہونچاتے ہین

صاحبقران کچھ اور سوال کیا چاہتا تھا کہ گوہر بزم افروز برق لامع کی مانند برج سے روانہ ہوگئی اور وہ تمام پریزادین بھی بہ شکل کبوتر اپنے اپنے مقام کو چلی گئین صاحبقران ایک حالت حیرت و استعجاب مین پس پشت اُس مکان عالی کے گیا۔ وہان ایک تالاب عجیب اِس طرح کا مصفا دیکھا کہ اُسکی تہ مین مروارید ہائے خورد و کلان بجائے سنگریزہ نظر آتے تھے صاحبقران نے تالاب کے کنارے پر لوح کو دیکھا۔ یہ عبارت لکھی تھی۔ یا فاتح طلسم گوہر بزم افروز نے جو قصہ میرے روبرو بیان کیا ہے قطعی اور بجا ہے۔ اب تو ہوشیار و مستعد رہ ایک دو لحظہ مین وہ اشتلم جادو بھی باغ مین آتا ہے اُس ملعون کو بقوت صاحبقرانی اور بزور بازوئے پہلوانی ہلاک کرنا بعد ازان لوح کو دیکھنا

صاحبقران ہنوز لوح کے مطالعہ سے فارغ نہ ہوا تھا کہ ایک دیو نعرہ زنان شور و رستخیز کنان آسمان کیطرف سے باغ مین آیا جسکا لا اقل چار سو گز سے بھی زیادہ قد تھا۔ اور آنکھین مثل تنور روشن تھین اور ایک تختہ سنگ بجائے حربہ اُسکے دوش ناپاک پر رکھا ہوا تھا۔ جس وقت قریب آیا وہی تختہ سنگ نہایت زور سے صاحبقران کے سر پر مارا صاحبقران کے سر پر مارا صاحبقران نے عیارون کی مانند ایسی جست کی کہ ضرب سنگ خالی گئی۔ بعد ازان نیمچہ دیوکش غلاف سے نکالا اشتلم جادو نیمچہ کے خوف سے بے تحاشا بھاگا۔ ایک لمحہ کے بعد اِس صورت سے آیا کہ قد اُسکا قد انسان کے برابر اور چہرہ بعینہ خرس

کی صورت تہا۔ چار ساعت مستقیم اسیطرح صاحبقران سے جنگ گریز کرتا رہا۔ کبھی جدا ہوجاتا تہا اور کبھی جنگ مردانہ کرتا تھا۔ اثنائے جنگ مین چند بار اوس نے تبدیل ہیئت کی لیکن شاہ بہرہ حکمت کی برکت سے جو صورت آتشلم بدلتا وہی صورت صاحبقران کی بھی دیکھتا۔ آخر صاحبقران نے حسب ارشاد لوح ایک اسم بزرگ آتشلم کے سراپا پر پھونکا پس اوسکو گریز اور تبدیل ہیئت کی قدرت نہ رہی اور صاحبقران نے ایک ہی ضرب تیغ زہر کش سے اوسکو دو حصے کر دیا۔ ایک جوئے خون اوسکے جسد ناپاک سے روان ہوئی اور میل کی بنیاد پر پہونچی۔ فی الحقیقت جسقدر آتشلم کا خون میل کی بنیاد مین جذب ہوتا تہا اوسی قدر میل بھی زمین کے اندر غرق ہوجاتا تہا تاحدیکہ میل کا نشان تک باقی نہ رہا

بروقت دفع ہونے میل کے ملکہ گوہر بزم افروز کی سواری اس تزک و شان سے باغ مین آئی کہ صدہا نازنینان ماہ پیکر اور گلرخان عشوہ گر سواری کے ہمراہ تہین اور ہر ایک کے ہاتھہ مین عطردان و پاندان وغیرہ سامان موجود تہا۔ پریزادون نے گوہر بزم افروز کا تخت باغ کے صحن مین رکہدیا۔ گوہر تخت سے اوتر کر صاحبقران کے بلاگردان ہوئی۔ اب جو صاحبقران نے گوہر بزم افروز کو قریب سے بالمواجہہ دیکھا شکل و شمایل اور حسن و جمال مین بدل پسند آئی اور اثنائے صحبت مین کمال شوق سے فرمایا اے ملکہ مجھے اس راز سے مطلع کرو کہ تم اپنے کو شمت تاجدار کی کنیز کسطرح سمجھتی ہو۔ بزم افروز نے بچشم پرآب کہا یا صاحبقران تم کو میرے سوز نہانی اور درد روحانی سے آگہی نہین خدا جانے مجھے تمہاری درد مفارقت مین رات دن کسطرح گذرتا ہے اے شہریار۔ قصہ جانسوز میرا یہ ہے کہ جب سن میرا بارہ برس کے قریب پہونچا ایک

اُترو الیتا اور بعد بسر ہونے پانی کے جملہ اہل مجلس کو تدرے وہ پانی پلانا۔ پہر دیکہنا کہ دوست و دشمن کیحال کس طرح ظاہر ہوتا ہے۔ والسلام

صاحبقران نے سعدان کی دربار مین پہونچکر تمر نوشین دلکش کا پانی اہل دربار کو پلایا اصحاب یمین اپنی ہئیت اصلی اور اصحاب یسار کے چہرے تا بہ گردن سیاہ مطلق ہو گئے اور اُنکا بدن پاش پاش ہو کر تمام منافق بیکبار جہنم واصل ہوئے۔ سعدان حبشی صاحبقران کو قلعہ گوہر نگار مین لایا اور ہزار سلاح مروارید نگار مع دیگر تحائف طلسم نذر دئیے۔ صاحبقران نے فرمایا تم بدستور قلعہ گوہر نگار مین مامور رہو جس وقت ہم تمکو بلاوین مع تحائف طلسم باعزاز حاضر ہو جانا

بر وقت ظفر ہونے طلسم کے ابر گوہر بار بہی آسمان پر سے جاتا رہا اور پریزین بہی قید طلسم سے رہا ہوا۔ وہ ہزار خرس بہی جو پل پر سے نہر مین غرق ہو کر قید طلسم مین گرفتار ہو گئے تہے رہا ہو کر صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوئے اور رخصت حاصل کر کے بیابان سبع سباع کی طرف روانہ ہوئے۔ اِس اثنا مین ابو الخیر واقلیع وغیرہ مع لشکر صاحبقرانی حاضر ہوئے۔ صاحبقران نے زود تر دون فرخ نگار کی طرف نہضت فرمائی تہی پسیر نے ہر ملک تا قبہ کو بہی بادشاہ کی جانب سے جنگ و مقابلہ کا حکم بہجوایا تہا۔ لیکن اُسنے بوجہ موحد ہونے کے جنگ پسند نہ کی اور صاحبقران کے موید من اللہ ہونے کی تصدیق کے واسطے فقط اِس بات پر اکتفا کی کہ بیرون شہر ایک میل پر جو سو گز سے بہی زیادہ بلند تہا ایک ترنج رکہوایا اور صاحبقران اکبر کی خدمت مین کہلا بہیجا کہ مین ممالک طلسم مین تیر انداز مشہور ہون۔ پس اُسی فن مین حضور کا امتحان مطلوب ہے

صاحبقران کوچ بر کوچ فرخ نگار کے نواح مین پہونچا اور اُسی مقام مین خیمہ زن ہوئے

برپا کرائے جہان ملکہ ثاقب نے اُس سیل پر ہدف رکھوایا تہا۔ صاحبقران نے وہ شب عبادت الٰہی مین گذاری۔ آخر شب غنودگی طاری ہوئی اور ایک مرد بزرگ محاسن سپید خضر صورت نے تشریف لا کر فرمایا۔ اے فرزند مصطفیٰ یہ اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرنا اور وہ تیر نشانہ پر لگانا انشاء اللہ ہدف پر پہنچے گا۔ بعد ازان تیر دوئم باین قوت صاحبقرانی سیل پر لگانا کہ دوسری طرف گذر جاوے۔ صاحبقران نے بروز موعود زیر سیل تشریف لایا اور تیر کے دم کردہ سے ترنج اور سیل مین سوراخ کر دئیے۔ ملکہ ثاقب مع کل حاضرین اُس موید من اللہ کی نشانہ اندازی اور قدراندازی کے قایل ہوئے اور مذہب عیسوی کو ترک کر کے دین مبین اسلام قبول کیا۔ صاحبقران شہر فرخ نگار مین داخل ہوے اور مرحلہ سوئم کے تخت فرمانروائی کو قدم مبارک سے زینت بخشی

ملکہ گوہر شب فرزند بھی اپنے خالو ملکہ ثاقب کی ملاقات کے بہانہ سے صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ ملکہ ثاقب اُس حال سے آگاہ ہو گیا مگر از راہ بزرگی بزم افروز سے کچھ نہ کہا بلکہ اپنے یاران صحبت سے کہا۔ زہے بلندی طالع بزم افروز کہ وہ طلسم کشا سے پیوند ہو

سپہر مہر کی شرارت اور جمشید کی لشکر کشی اور شہر زرین حصار مین شیوع ابلیس پرستی کی کیفیت مع دیگر حالات کے

جب سپہر مہر جمشید اور رخسون کو ظاہر مرحلہ ششم کی تسخیر کے خطوط روانہ کر چکا بد انجام دیگر

تدابیر مین مصروف ہوا۔ اُس نے بخدون ساحر کو بلایا جو مدت سے مرحلہ ہفتم کے اندر قلعہ سیاہ مین مقیم تہا اور اُس سے اپنا مافی الضمیر بیان کیا۔ بخدون نے کہا۔ صاحب لوح و مہرہ پر غالب آنا معلوم۔ لیکن تو اپنے آشنائے قدیم تلبیس بن ابلیس کو طلب کر۔ کوئی تجویز مفید کار مشورہ سے قایم ہو جائے گی۔ بیرو ہر نے دعوت تلبیس کا اسم پڑہا اور تلبیس مع اپنے دو برادران نسناس و ابو الفتنہ نام کے بصورت بو العجب حاضر ہوا۔ بیرو ہر نے جانوران مردہ کے گوشت اور کرہیہ نجاست سے شیاطین کی دعوت و مہمانی کی وہ مجلس شیاطین آتشی و خاکی ایک شب کامل گرم رہی۔ آخر یہ قرار پایا کہ بخدون جادو اپنے علم و فن کے زور سے ساعت زحل مین جمشید کے نام طلسم باندہے کہ وہ کسی سے مغلوب نہ ہو اور تلبیس بہر حیلہ طلسم کشا سے لوح و مہرہ لے اور نسناس و ابو الفتنہ احکام لوح بند کر دین

اُدہر جمشید اُس راہ سے جو زالہ کی آمد و رفت کا تہا ظاہر مرحلہ ششم مین داخل ہوا اور اسعد کو ابلیس پرستی کی دعوت کی۔ اسعد نے اس امر کو قبول نہ کیا اور بساط جنگ آراستہ کی۔ راوی کہتا ہے کہ جمشید بدستور کسی مذہب کا پابند نہین ہے اور دعوت ابلیس پرستی باتباع حکم شیخ نجد الریا تہی

اسعد نے میدان جنگ سے ایک عرضی اپنے منیب رئیس الابرار کی خدمت مین بہیجی۔ قاضی وہ عرضی لیکر شارق شاہ کے پاس گیا۔ بیرو ہر نے کہا۔ اے قاضی ہرگاہ تو نے لوح مسطورہ مین طلسم کی عمر سات سو برس کی دیکہی ہے پہر اسعد صنف لی پرورش سے بیہودہ فضول ہے۔ طلسم ہی نہ ہو تو مرحلے کہان ہین گے۔ آگاہ ہو کہ بادشاہ نے کل مرحلات طلسم کا مجہے اختیار دیا ہے اور مین نے اپنی طرف سے جمشید خود پرست کے نام

جو اِس منصب کے قابل اور لایق ہے صوبہ داری ہفتگانہ کا فرمان لکھہ بھیجا ہے تو
بھی اپنے نائب اسعد صندلی پوشش کو لکھہ بھیج کہ وہ جمشید صاحبقران کے حکم سے سرتابی
نہ کرے۔ رئیس الابرار نے کہا اسعد کو جمشید کے پاس جانے مین کچھہ عذر نہین۔ مگر مشکل
یہ ہے کہ جمشید اپنی اطاعت مین دین ابلیسی کے قبول کرنے کی قید لگاتا ہے۔ پیر دہر نے
کہا پھر دین ابلیسی کا اختیار کرنا کیا گناہ کی بات ہے۔ مشہور ہے النَّاسُ عَلٰی دِینِ
مُلُوکِہِم شیخ کی اِس بات سے رئیس الابرار کو غصہ آیا اور کہا اے راندہ درگاہ کبریا
تیری طرز بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ جملہ اہل طلسم دین خدا پرستی ترک کر کے سلطنت
شیطانی مین داخل ہون۔ وزیر روشن ضمیر نے شارق شاہ سے کہا اے بادشاہ تمنے یہ
کیا فساد برپا کر رکھا ہے۔ نہ تم ایسے فرومایہ ارذال کو اُسکے حوصلے سے زیادہ رتبہ
دیتے نہ وہ یہ کلمات کفر دربار مین علانیہ کہتا۔ اگر اس ملعون کی فیض صحبت سے
تمہارا بھی ابلیس پرستی کیطرف میلان خاطر ہے تو صاف صاف فرماؤ۔ شارق شاہ
نے کہا مجھے ارکین سلطنت کے باہم معاملات مین کچھہ دخل نہین مین دونون کا رتبہ
یکسان جانتا ہون۔ سیاف خونریز نے بیبالانہ روشن ضمیر وزیر سے کہا خبردار بار دگر
پیر دہر کی جناب مین کوئی حرف گستاخ نہ کہنا ورنہ انجام بد ہوگا۔ رئیس الابرار
نے کہا لعنت ہے ایسے جناب شیطان صفت پر جو اپنے تئین خدا کہلاوے۔ یہ سنکر
سیاف خونریز نے شمشیر غلاف سے نکال کر بے تحاشا رئیس الابرار کے سر پر لگائی
لیکن وہ ضرب تیغ خالی گئی اور قاضی محفوظ رہا۔ اہل دربار جو نصف خدا پرست اور
نصف ابلیس پرست تھے آپس مین باہم جنگ زبانی سے مجادلہ کی نوبت پہونچی۔
شارق شاہ دربار سے برخاست ہوا۔ بعد جانے بادشاہ کے دربار کے اندر کفار اور

اور اہل اسلام مین اسقدر خونریزی ہوئی کہ صدائے ضرب شمشیر غناک چہار صد پاس جاتی تہی۔ سیاف خونریز کے ہاتہہ سے اکثر اہل اسلام معرض قتل مین آئے۔ اسی طرح اہل اسلام نے بہی بیشتر ابلیس پرستون کو جان سے مارا۔ مگر اہل اسلام جو قلیل تہے ابلیس پرستون نے انکو مع قاضی رئیس الابرار اور تحریر رشمشیر زندہ زندہ انکے مکانون مین داخل کردیا۔ پیرو ہرنے عین چارسو بازار مین ایک پیکر سنگ ابلیس کی صورت اور علم ابلیس پرستی برپا کئے اور منادی کرادی کہ جو شخص خدا کا نام زبان سے نکالے گا اور پیکر ابلیس کو صبح و شام سجدہ و سلام نہ کریگا اُسکا زن و بچہ کمال ذلت و خواری سے قتل کیا جائے گا۔ اِس بلوہی سے بعض مرتد ہوگئے اور بہتون نے منافقانہ دین ابلیسی اختیار کیا اور باطن مین خدا کی مدد کے منتظر رہے جو بے ریا مسلمان تہے اُنہون نے اپنے گہرون سے نکلنا ترک کردیا

شارق شاہ تین دن محلسرا سے باہر نہ نکلا اور ملکہ روشن گہر سے مشورہ طلب کیا ملکہ نے کہا ایسے وقت مین جبکہ ابلیس پرستون کا زور و دوران ہے بہتر ہے کہ قلعہ محفوظیہ مین داخل ہوجائین فتح طلسم تک اُسمین جاگزین رہین۔ کیونکہ قلعہ محفوظیہ مین کسی کافر و مسلمان کی دسترس نہین ہوسکتی۔ لیکن جس وقت شارق شاہ قلعہ محفوظیہ کو روانہ ہوا پیرو ہر یا شیخ نجد یا الریا نے اُس سے اپنے نام منشور نیابت لکہا لیا۔ پیرو ہر کے بادشاہ ہونے سے ابلیس پرستون نے نہایت خوشی منائی اور شہر و بازار مین فسق و فجور اور ہنگامہ جرائم و معاصی ایسا گرم ہوا کہ اُس سے زیادہ کہین ممکن نہین۔ پیرو ہر نے بعد تخت نشینی احمول ترش رو کو پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے بصرم بن سیاف کے عقب مین باساز و سامان جنگ بہر حلہ سوم کی طرف روانہ کیا۔ نیز ملک ثاقب کو ایک نامہ سرزنش کنندہ لکہا

جمشید کو عین گرمی جنگ مین یہ خبر پہونچی کہ پیرو ہر شہر زرین حصار مین تخت نشین
ہوا اُس خوشی مین جشن عظیم کیا۔ اِس اثنا مین نخسوان تیغ زن حاکم مرسیہ
چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے اسمریہ مین داخل ہوا۔ جس وقت اسعد صندلی پوش
کو یہ خبر پہونچی کہ پیرو ہر شہر زرین حصار مین بادشاہ ہوا اور نخسوان نے اسمریہ لیا
وہ اُسی وقت مع لشکر بقیۃ السیف اپنے بیٹے سعید کے پاس قلعہ اسعدیہ مین چلا گیا
جسکو باعتبار استحکام برج و فصائل قلعہ سور النحاس بھی کہتے ہین جمشید نے سندان
سخت وندان اور الغول بن ساہول اور طاؤل گرہ پیشانی کو پچیس ہزار سوار
کی جمعیت سے قلعہ سور النحاس کی فتح پر مقرر کیا

جب زرین حصار مین دور دورہ ابلیس پرستون کا ہوگیا اور شارق شاہ زرین کلاہ
اور ملکہ روشن گہر قلعہ محفوظیہ مین پہنچ گئے وزیر روشن ضمیر نے بنظر حفظ ناموس اپنے
تمام اہل و عیال اور احمال و اثقال کو قاضی رئیس الابرار کے مکان مین لے آیا
کیونکہ اُس مکان کے گرد و پیش ایک دیوار طلسمی تھی اِس وجہ سے اشرار اور مفسدان
طلسم صاحب خانہ کی اجازت بغیر اُس مکان مین نجا سکتے تھے۔ بلکہ بنای طلسم
کے وقت سے اُس مکان کے دروازہ پر یہ عبارت لکھی تھی کہ ایک زمانہ مین
اشرار طلسم فرقہ ابرار پر غالب ہونگے اور اُس وقت ابرار طلسم کو بجز رئیس الابرار
کے مکان کے اور کوئی جاے امن نہین ملنے کی۔ اکثر خدا پرست وقت شب قاضی
کے مکان مین جاتے تھے اور باہم مشورہ کرتے تھے۔ قاضی ہر ایک کو یہی ہدایت
کرتا تھا کہ جس مسلمان کو اِس مردود بیرو ہر کے ہاتھ سے اپنی سلامتی جان اور حفاظت
ایمان منظور ہو وہ بہر صورت لشکر صاحبقرانی مین پہنچے۔ اور یہان کی

ہمہ ہو گیا کہ مین ابلیس ملعون کے سجدہ سے باز رہا ہون۔ قصہ مختصر جس وقت
مسرع پیکر کے روبرو گیا اور پیکر کو غور سے دیکھا اُس صورت سے مشابہ پایا
جو پیر وہر لے زرین حصار مین معطوف قہیان ملبس ابن ابلیس کی بنائی تہی مسرع نے دل مین
جناب باری کا شکر کیا کہ بارے پیکر کے خراب کرنے کی خوب دستاویز ہاتھ آئی۔
آخرکار ایک تیر سنگ گداز ایسی ضرب سے پیکر کو مارا کہ تخت پر سے اوندہی زمین
پر گری اور اکثر جا سے خراب ہو گئی۔ حاضرین تمامی نے چار طرف سے مسرع
کو گہیر لیا۔ مسرع نے بہی اکثر کو خنجر آبدار سے ہلاک کیا

اس ہنگامہ کی جمشید کو بہی خبر پہونچی۔ جمشید نے بیارف نام ایک سردار سے
کہا تو صنم خانہ مین جا اور بدلاسا و نرم زبانی اُسکو ہمارے پاس بلا لا۔ بیارف
حسب الحکم بت خانہ مین گیا اور بعد سلام مسرع سے حال پوچہا۔ مسرع نے کہا تو مجہے
صاحبقران کے پاس لے چل مین اُسی کے روبرو اپنا حال بیان کرونگا۔ بیارف
مسرع کو باعزاز جمشید کے پاس لایا مسرع نے ایسی خوش زبانی سے دعا دی کہ جمشید
دل مین بہت خوش ہوا اور پوچہا۔ اے جوان نادان حیرت کی بات ہے کہ
باین عقل و فہم تجہسے خداوند کی خدمت مین اس طرح کی حرکت قبیح سرزد ہو۔ مانا کہ
تو مسلمان ہے تاہم انسان کو اپنی جان کا خوف بہی ہوتا ہے۔ مسرع نے کہا۔ ایشہریار
مین اپنی خدا پرستی کا نشان تمکو دکہلاتا ہون۔ یہ کہکر لباس اُتار ڈالا جو اہل اسلام
کی وضع کا تہا بدن سے اُتارا۔ جمشید نے دیکہا کہ لباس کے اندر [illegible] ابلیس [illegible] مستور
کی مانند ہے اور تمام [illegible] جسم [illegible] ہین۔ جمشید کو
حیرت ہوئی اور اسکا باعث پوچہا۔ مسرع نے کہا [illegible]

ھاگہر کا عیار ہون مخدع میرا نام ہے جب میرا برادر خورد خدا پرستون کے ہاتھ
سے قتل ہوا مین نے بہائی کے غم مین سیاہ پوشی اختیار کی اور بظاہر خدا پرستون
کی وضع کا لباس پہنا تاکہ راز میرا افشا نہ ہو۔ اب عرصہ دراز سے کسی قدردان آقا
کی تلاش مین پہر رہا تہا۔ اسی خیال مین شہر زرین حصار اور مرحلہ پنجم مین پہونچا
وہان تمہارے اوصاف حمیدہ اور دلاوری شجاعت کا شہرہ سنا اور اُسی شوق
مین اِس شہر مین آیا۔ یہان خداوند کی صورت سر سے پا تک ناہموار اور غلط
بنی ہوئی دیکھی۔ اِسی وجہ سے مین نے اُس پیکر مصنوعی کو تیر مارا۔ خلائق جو اِس حال
سے واقف نہ تہی وہ مجہے دیوانہ سمجہے۔ جمشید کو مخدع کے بیان سے بوئے صدق
آئی۔ جمشید نے کہا۔ اُسکا صحیح نقشہ ہمین بہی دکہا۔ مخدع نے تمام دن مین اُس
پیکر کا نقشہ بنایا۔ جمشید نے کہا۔ اے مخدع مین تجہے جلسۂ خاص مین رکہنا چاہتا
ہون۔ مخدع نے بعد عذر بسیار یہ امر منظور کر لیا۔ اِس گفتگو مین نجد الریا کا
نامہ جمشید کے پاس آیا اور ایک پیکر طلائی ابلیس کی صورت اُسکے ہمراہ تہی مقابلہ
کرنے سے پیرو ہر کی بہیجی ہوئی اور مخدع کی بنائی ہوئی پیکر مین سرمو فرق نہ نکلا
اب جمشید کو مخدع کا زیادہ تر اعتقاد ہوا اور پیرو ہر کا بہیجا ہوا خلعت مخدع
کو عنایت کیا

سندان اور الغول اور طاؤل سرداران تشنہ جمشید نے چار طرف سے قلعہ سوز النحاس
کا محاصرہ کیا لیکن دیوارہائے قلعہ جو مس کی تہین نیز سامان تحصن بروج و فصائل
پر مہیا اور تیار تہا کشائش قلعہ کی کوئی صورت نہ نکلی۔ جمشید نے ایک اور سردار
شہرتان اژدر چشم کو دس ہزار سوار کی جمعیت سے طاؤل کی مدد کے واسطے

بھیجا اور جب اُس سے بھی کار برآری نہ ہوئی جمشید خود مع کُل لشکر کے گیا اور ہر طرف سے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ تین روز متواتر کُل لشکر نے کشائش قلعہ مین جہد بلیغ کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لاچار جمشید زالہ کاہنہ کے مشورہ سے مسرع سے رجوع لایا۔ مسرع نے بعد عذر و حیلہ کہا۔ اے صاحبقران خود پرستان۔ اِس قلعہ کی فصائل مس کی ہین اِس سبب سے فتح نہین ہوتا تم ایک نامہ اسعد صندلی پوش کو لکھو۔ مین باین بہانہ ایک نظر قلعہ کو اندر سے دیکھون پھر آسانی سے کوئی تدبیر ہو سکے گی۔ جمشید نے اسعد کو اِس مضمون سے نامہ لکھا کہ اگر تو وہ تاج زبرجد جو قاضی رئیس الابرار نے اپنی دُختر کے عقد کے وقت تجکو دیا ہے بطور علامت اطاعت بھیجدے تو ہم محاصرہ سے دست بردار ہوتے ہین اور تیری جان بخشی کر دینگے۔ راوی کہتا ہے کہ تاج زبرجد وہ تاج ہے کہ حکیم بقلیموس الحمید نے قاضی رئیس الابرار کے جد اعلیٰ کو بخشا تھا اور اُس شخص کی نسبت سے رئیس الابرار کے خاندان مین چلا آتا تھا اور اب اُس نے اپنے داماد اسعد صندلی پوش کو خلعت مین دیا ہے مگر وہ اِس شان و ترکیب کا تاج ہے کہ باوجود سلطنت طلسم شارق شاہ کی سرکار مین بھی نہین۔ مسرع عیار نامہ لیکر تنہا زیر قلعہ پہونچا اور اُس نے فریاد کی مین خدیع عیار جمشید صاحبقران کا نامہ لایا ہون۔ اسعد نے مسرع کو اندر بلا لیا۔ مسرع نے شہر زرین حصار کی حقیقت سب سنا کر رئیس الابرار کا نامہ اسعد کو دیا۔ اسعد نے عرضی تیار کرکے مسرع کے حوالے کی اور کہا بجز تیرے اور کوئی شخص معلوم نہین ہوتا جو میرے حال کثیر الاختلال کی طلسم کشا کو اطلاع دے۔ مسرع نے کہا۔ مین تمہاری عرضی طلسم کشا کی خدمت مین پہونچا دونگا۔ لیکن بالفعل ایک کار نمایان کیا چاہتا ہون بعد ازان اسعد کے کان مین کچھ کہا۔ اسعد خوب ہنسا مسرع اسعد سے رخصت ہو کر جمشید کے پاس آیا اور کہا یا صاحبقران خود پرستان

اسعد بغیر کشت و خون ایک عالم کے تاج نہ برجندہ دیگا لیکن تم خاطر جمع رکھو مین ہر شب
ایک شخص سپاہی دو دو تین تین سرداروں کو قلعہ مین سے لاکر تمہارے پاس پہنچا دونگا
جب اسعد و سعید کو بھی لے آؤن سب کو قتل کرنا بعد قلعہ اسعدیہ بآسانی فتح ہو جائیگا
جمشید مسرع کے اس بیان سے نہایت خوش ہوا اور کہا اے خدع مجھے یہ تیرا اسلیم
بدل انتظار رہیگا۔

مسرع بوقت شب قلعہ مین آیا اور ایک سردار خرشم سرخ چشم کو بیہوش کرکے جمشید
کے پاس لے گیا اور ایک مکان محفوظ کے اندر جمشید نے اسکے سو بروخشم کو ایک صندوق
مین بند کیا۔ جب دن گذرا نصف شب کے وقت مسرع اس مکان مین آیا اور خرشم کو
نکالے ایک پیکر صنعی ہمشکل اسکی صندوق مین رکھدی اور خرشم کو قلعہ مین پہنچا دیا۔
اسیطرح ڈیڑھ مہینے کے عرصے مین اکثر پہلوانون کو لایا اور واپس لے گیا اور انکی جگہ پیکر
مصنوعی ہمشکل انکے رکھدین۔ آخرکار اسعد کی پیکر بھی صندوق مین داخل کی اور تاج
مصنوعی اسکے سر پر رکھا اور سر سے پاؤن تک جواہر کے حلے پہنایا۔ بعد ازان جمشید کے پاس
آیا اور کہا مبارک ہو۔ آج مین اسعد کو بھی لے آیا۔ جمشید ایک حالت سرور و انبساط مین
مسرع کے ہمراہ ہو لیا۔ مسرع نے اسعد کو صندوق مین سے نکالا۔ جمشید پلید نے جو تاج
جمشید اسعد کے سر پر دیکھا منہ مین پانی بھر آیا۔ اور مسرع سے پوچھا یہ وہی تاج ہے جسکے
بہت مین اسعد اغماض کرتا تھا۔ مسرع نے کہا ہان صاحب یہی تاج ہے۔ جمشید نے پوچھا
اب قلعہ مین کون سردار باقی ہے۔ مسرع نے کہا بجز سعید بن اسعد کے کہ وہ طفل پانزدہ سالہ ہے
تمام سرداروں اور پہلوانون کو لے آیا ہون۔ جمشید نے کہا خیر ہم سعید کا قدم درمیان سے لیجا
لینے مین ہے [illegible] اسی وقت اپنے لشکر کے

ہوئے ریش کی ایسی اصلاح کی کہ گویا خلقی نہ تہی بعد ازان تمام اہل مجلس کا زیور
پشتارہ مین باندہ کر اسعد کے پاس قلعہ سور النجاس مین پہونچا اور اپنی سرگذشت
بیان کرکے کہا اب مین صاحبقران کی خدمت مین جاتا ہون۔ تمہاری عرضی پہونچا دونگا

جس وقت آفتاب عالمتاب طالع ہوا اہل مجلس بہی ہوش مین آئے۔ صحبت کا رنگ عجیب
ترکیب سے دیکہا اول اُنکو حیرت ہوئی بعد ازان سمجہے کہ حریف نے جملہ حاضرین بزم کو بیہوش
کر ڈالا اور خود یہان سے سلامت نکل گیا۔ خیر اب اُن سرداران مقید کو قتل کرنا
چاہیئے جمشید نے اول بدست خود اسعد کا صندوق کہولا دیکہا کہ اسعد صندلی پوشش
دو زانو صندوق کے اندر بیٹہا ہوا ہے۔ جمشید نے اول اُس تاج زبرجد مصنوعی کے
لینے کا قصد کیا۔ وہان سرع عیار نے یہ صنعت کی تہی کہ چند تپنچے فرنگی اُس صورت علی کے
سر و گردن مین اس ترکیب سے لگا رکہے تہے کہ جس وقت کسی شخص کا ہاتہ تاج پر پہونچے خود بخود
وہ تپنچے سر ہون چنانچہ یہی امر ظہور مین آیا کہ جب جمشید کا ہاتہ تاج زبرجد پر پہونچا
وہ تپنچے یکبارہ بلا فاصلہ سر ہوئے حالانکہ گولیون کی ضرب سے جمشید کا بدن بہی مثل غربال
مشبک ہوگیا مگر ایک گولی حدقۂ چشم مین ایسی لگی کہ مغز کے اُس طرف نکل گئی
حسب اتفاق اُن سرداران نے بہی جو ہر ایک کے حصے مین ایک ایک صندوق آیا
تہا جمشید کے ساتہہ ہی اپنے اپنے صندوق کہولے اور وہی معاملہ پیش آیا یعنی اُنمین سے
بہی چودہ نفر علاوہ جراحت بدن کے ایک ایک آنکہ سے کانے ہوگئے اور چہہ سردار
جان سے مرے۔ اُس وقت دربار مین ایک شور محشر برپا تہا اور ایک کو دوسرے
کے حال کی خبر نہ تہی جب اُن پیکر ہائے علی کے جواہر مصنوعی کو دیکہا معلوم ہوا کہ علی
ہے اصلی نہین۔ اور یہ کرشمہ بہی اسعد کے سردارون کی مع اسعد معہود کا فور کی ہوئی

شوق پیدا ہوا بعد نماز ظہر اور ہاتف ناقب کے ہمراہ جبل برکت پر تشریف لے گیا۔ اثنائے
گفتگو میں صاحبقران نے زاہد سے پوچھا۔ فتح طلسم میں چند روز کا عرصہ باقی ہے۔ زاہد نے
کہا غیب کا علم مخصوص عالم الغیب کے واسطے ہے بشر کو احوال مستقبل پر ہرگز دستگاہ
نہیں ہو سکتی۔ ہاں اسقدر حال مجھے معلوم ہے کہ ایک دشمن قوی نے تمہاری دشمنی پر
کمر مضبوط باندھی ہے۔ حافظ حقیقی تم کو اُس شیطان کے شر و فساد سے محفوظ رکھے
ہر چند کہ مجھے بھی بخوبی تمہاری دوستی کے باعث ایک صدمہ تو ہر ایک پہونچیگا لیکن مجھے
اُس صدمہ کا مطلق خوف نہیں ہے کیونکہ لازم ہے کہ بیشتر اوقات عبادت الٰہی میں صرف
رہو اور وقت خواب ہزار بار درود صلوات سید المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہ کی
روح پُر فتوح کو بخشو بس یہ امر تمہاری رستگاری کا موجب ہو گا اور دنیا میں ہر آفت
و بلا سے محفوظ رہو گے

صاحبقران نے زاہد سے رخصت ہو کر اپنے دولت سرا میں تشریف لایا۔ اُن کلمات پند و نصیحت
سے جو صاحبقران کے دل میں ایک طرح کا وسوسہ پیدا ہو گیا تھا اُس کے دور کرنے کو پھر
جبل برکت پر تشریف لے گیا۔ ہنوز عبادتخانہ تک نہ پہونچا تھا کہ مکان کے اندر سے
تسبیح و ذکر الٰہی کی آواز کان میں آئی۔ جب مکان میں تشریف لایا دیکھا کہ زاہد
ہمہ تن رکوع و سجود میں مستغرق ہے یہاں تک کہ دو ساعت کامل زاہد کو فقط رکوع
میں گذری صاحبقران کو زاہد کی اس طول و طویل عبادت سے حیرت ہوئی الحمد
اللہ الخبیر سے فرمایا کہ یہ زاہد کیسا ہے کہ اُن کو اسطرح نماز میں مشغول نہیں دیکھا
آخر کار جب زاہد اشغال عجیبہ و وقت نماز پڑھنے نماز و وظائف سے فرصت پائی صاحبقران
نے مزاج پوچھا۔ زاہد نے کمال استغنا و بے پروائی سے جواب دیا۔ بلکہ ہنگامہ

کلمہ دکھا مجھی ایسی ہی بے اعتنائی سے ٹال دیتا تھا۔ صاحبقران نے فرمایا۔ آخر حضرت
نصیب اعدا خیر ہے۔ آج کئی روز گذشتہ کی نسبت حضرت کے بشرہ سے کچھ آثار
ملال پائی جاتی ہے۔ زاہد نے کہا۔ بابا فقرا کا حال ہمیشہ ایک صورت پر نہیں رہتا
اگر بشر کی مزاج کو تغیر و تبادل نہ ہوتا پھر عبد و معبود میں بھی کچھ فرق نہ رہتا یعنی
ذات میں ذات ملجاتی۔ صاحبقران نے فرمایا۔ اے تقوی مآب آج میں یہ
مسئلہ حل کرنے آیا ہوں کہ چند روز میں فتح طلسم سے فارغ ہونگا اور اپنے لشکر
میں پہونچونگا۔ روز اول بھی میں نے یہ سوال کیا تھا۔ لیکن حضرت نے یہ نہ فرمایا کہ
کتنے ایام فتح طلسم میں باقی ہیں۔ زاہد نے کہا۔ خیر تم مصر ہوتے ہو تو ناچار آج میں
صاف صاف کہتا ہوں کہ تخمیناً تین برس کا زمانہ فتح طلسم میں اور باقی ہے۔ صاحبقران
نے فرمایا۔ سخت مشکل پیش آئی۔ لشکر میرا بیرون طلسم چند سلاطین خلاف مذہب کے
مقابل خیمہ زن ہے اور میں یہاں مکروہات طلسم میں آلودہ ہوں۔ دیکھیے کہ آل کار
کیا ہوتا ہے۔ زاہد نے کہا۔ اگر تم کو زیادہ اضطراب ہے اور یکسال کا کام ایک روز
میں کرنا چاہتے ہو جو میں کہوں عمل میں لاؤ۔ خیر میں بپاس خاطر تمہاری اپنی عبادت
و ریاضت سے باز رہونگا اور تمہارے انجاح مطلب کے واسطے محنت کرونگا۔ صاحبقران
دل میں خوش ہوا اور فرمایا میں بہر صورت حاضر ہوں۔ زاہد نے کہا تم ایک
شب کے واسطے لوح ذو جہتین مجھے دیدو اور تم اپنی زبان سے کہو کہ میں نے
فلاں شخص کو لوح کا اختیار دیا۔ پھر یقین ہے کہ دو چار ہی دن میں تمام
مقدمات طلسم سے نجات ہو جائے گی۔ صاحبقران نے جو یہ جملہ زاہد کی زبان سے
سنا ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا حضرت کو جزائے خیر دے مجھے منظور ہے

آپ مجھے آزاد فرما دینگے زاہد نے پھر کچھہ نہ کہا اور اسی طرح ورد و وظائف مین مشغول
ہو گیا

صاحبقران اردوے معلی مین آیا اور ابو الخیر اور اقلیع قلعدار سے پوچھا تم
لوح کے دینے مین کیا مشورہ دیتے ہو اگر تمہاری صلاح ہو مین کشایش کار کے
واسطے دے دون اقلیع قلعدار نے کہا کیا مضائقہ کی بات ہے حضور بلا وسواس زاہد
کو لوح دے دین کیا معنے کہ تمام ممالک طلسم مین اتقیاے زاہد ایک مرد خدا پرست
نیک باطن مشہور ہے۔ بلکہ بزور عبادت و ریاضت شیاطین طلسم کو اُسکے خطرہ دل پر
مطلق دستگاہ نہین۔ ابو الخیر نے کہا خداوند مین لوح کے معاملہ مین کچھہ کہہ نہین سکتا
یہ مقدمات طلسم ہین کسی کی بات پر یقین کرنا مقتضاے دانشمندی نہین حالانکہ مین
زاہد کے زہد و اتقا سے بخوبی واقف ہون لیکن میرا دل گواہی نہین دیتا۔ ابو الخیر کے
کہنے سے صاحبقران کے دل مین بھی ایک طرح کا شک پیدا ہوا۔ آخر اسی فکر مین
سو رہا۔ ایک لمحہ کے بعد کسی شخص نے صاحبقران کو جگا دیا۔ صاحبقران نے جو آنکھ کھولی
کیا دیکھتا ہے کہ حکیم قسطاس الحکمت تخت پر سوار اوج ہوا سے عین خوابگاہ صاحبقرانی
مین نازل ہوے۔ صاحبقران نے ایک عالم حیرت و استعجاب مین حکیم صاحب کو سلام
کیا اور دست حق پرست کو بوسہ دیا۔ حکیم صاحب نے بھی صاحبقران کو سینہ سے لگایا۔
بعد ازان حال طلسمی پوچھا۔ صاحبقران نے ابتدا سے انتہا تک اپنی سرگذشت
بیان کی۔ حکیم صاحب نے فرمایا اے فرزند ارجمند چند لمحہ مین اتقیاے زاہد کا حال تجھے
ظاہر ہوا جاتا ہے۔ لوح ذوجہتین کو اپنے پاس احتیاط سے رکھہ اور اسی وقت سوار ہوکر
تنہا جبل برکت پہ جا وہان ایک شخص خاص زاہد کی عبادتگاہ مین سوتا ہوگا۔

تین بار آعوذ باللہ من الشیاطین و بسم اللہ علی قتل اعداء دین اپنے
اور نیمچہ دیوکش پر دم کرنا اور انگشت سبابہ سے اپنے گرد ایک حصار کھینچنا۔ بعد ازان
اُس مرد خوابیدہ کی کمر مین اِس ضرب سے نیمچہ دیوکش مارنا کہ دو حصے ہو جائے وہی شخص
تیرا دشمن جانی اور زاہد کا قاتل ہے۔ صاحبقران حکیم صاحب سے کچھہ اور پوچھا چاہتا تھا
کہ حکیم صاحب اُسی تخت پر سوار ہوکر چشمک زدن مین روانہ ہو گئے

صاحبقران نے دل مین کہا بار خدایا یہ خواب تھا یا عالم ظاہر مین حکیم صاحب کو
دیکھا۔ آخر اِسی سوچ مین تن واحد جبل برکت پر پہونچا۔ اور حسب ہدایت حکیم صاحب
اسم مذکور اپنے سراپا اور نیمچہ دیوکش پر پہونکا اُنگاہ اُس مرد خفتہ کی کمر مین اِس ضرب
سے مارا کہ دو حصے ہو گیا مجرد قتل ہونے اُس مرد کے چار طرف سے شور غل اور نوحہ زاری
کی آواز آئی آواز بھی ایسی کہ گویا نمونہ محشر برپا ہے۔ صاحبقران کو اِس شور نوحہ سے
گمان گذرا کہ شاید یہ مقتول کوئی ساحر تھا جب شب گذری اور صبح طالع ہوئی
صاحبقران نے مکان کے ہر گوشہ مین زاہد کو تلاش کیا مگر کہین نشان نہ ملا۔ ناچار
اُس مرد مقتول کا مونہہ چادر مین سے کہول کر دیکھا کیا دیکھتا ہے کہ وہ نعش خاص اُنہین
زاہد کی ہے۔ اور تمام بدن زاہد کا سر سے پا تک سبز ہو رہا ہے۔ اِس امر سے [illegible]
سے ہوش بجا نہ رہے۔ ناگاہ ایک گروہ [illegible] پوش [illegible] جا کر [illegible]
اُس مقتول کی نعش پر آئے اور نہایت درد سے شیون شروع کیا۔ انہین ایک [illegible]
زرد رو دقیق مو سر برہنہ بار بار یہی کہتا تھا اے فرزند تونے میری نصیحت نہ سنی
اور مفت اپنی جان دی یہ کہکر زار زار ابر نوبہار کی مانند رو دیا

یہان لشکر [illegible] قلعہ [illegible] صاحبقران کو [illegible]

بدحواس ہو سے بانا عیار صاحبقران کی تلاش مین جبل برکت پر پہونچا اُس نے صاحبقران کو عجیب ملال مین مبتلا دیکھا اور یہ اُسی وقت ملک بدیدان اور ملک ثاقب کو صاحبقران کے حال پریشان کی خبر کی ملک بدیدان و ابو الخیر جنی وغیرہ نقبا افسان وغیران کوہ پر آئے اور صاحبقران سے باعث ملال پوچھا۔ صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا جب زیادہ تر مصر ہوئے فرمایا تم کیا پوچھتے ہو وہ حرکت وسیاہی زاہد کی مجھ سے وقوع مین آئی ہے کہ تمام عمر اسی رنج و ندامت مین مبتلا رہونگا بعد ازان زاہد کے قتل ہونے کی حقیقت بیان کی۔ ملک ثاقب نے جو یہ روایت ہوش سنی آبدیدہ ہوا اور کہا یا صاحبقران میری زبان سے اُس بزرگ نیک باطن کی اخلاق حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ بارہا ہنگام امساک باران فقط زاہد کی دعا سے باران رحمت برسا ہے۔ ملک بدیدان نے کہا میرے خان ہی اسی ولی اللہ کی توجہ باطنی سے سرسبز بار ان پیدا ہوا ہے۔ صاحبقران نے فرمایا مشیت ایزدی مین یہی لکھا تھا کہ زاہد میرے ہاتھ سے شہید ہوا اور میرا نام ظالمون کی فہرست مین درج کیا جائے۔ ملک ثاقب نے کہا اگر حضور دانستہ اس فعل کے مرتکب ہوتے البتہ رنج و افسوس کی بات تھی ہرگاہ بات عالم نادانستگی مین یہ حرکت سرزد ہوئی حضور ملزم نہین ہو سکتے۔ ابو الخیر اور ملک بدیدان نے کہا یار و زاہد شہید نہین ہوا یہ سمجھو کہ تمام طلسم کی رونق و برکت جاتی رہی اب تم زاہد کے اُس دشمن جانی کو تلاش کرو جسکے قتل کا صاحبقران کو حکم ہوا تھا اور اُسکے شبہ مین زاہد بیچارہ کی جان تلف ہوئی

عادی [illegible] کہ ایک جرن [illegible] کے ہمراہ کوہ پر آیا تھا وہ

اُس مرحمت نے لوح کے لینے مین کوئی درجہ باقی نہ رکھا تھا حالانکہ زاہد کو
اِس واقعہ جانگزا کی اطلاع تھی لیکن کار رفتہ بتقدیر مین کچھ دم نہ مارا اور
خاموش رہکر راہئے عالم بقا ہوا۔ اُسی شب تلبیس بن ابلیس نے زاہد کو ہلاک کیا
ہے جس شب حکیم قسطاس الحکمت نے عالم واقعہ مین حضور کو ہدایت کی کیا معنی
کہ جناب حکیم صاحب از روئے علم مکاشفہ ہر لحظہ و ہر ساعت تمہارے نگران
حال رہتے ہین۔ بارے الحمد للہ کہ تمنے زاہد کے قاتل کو بھی ہلاک کیا۔ زاہد کے
جسم کی سبزی دلیل قوی ہے کہ یہ بزرگ زہر مار سے ہلاک ہوا ہے۔ اگر میری
بات کا باور نہ ہو زاہد کی چادر مین دیکھو ایک افعی مردہ ضرور نکلیگا حضور
اول اُس افعی مردہ کو کسی غار کوہ مین جلوا دین اور اُسکے دود زہر دار سے
پرہیز کرین۔ پھر زاہد کے تجہیز و تکفین مین مشغول ہوان اور جو زر و مال زاہد کی
نذر کے واسطے آئے ہو فقرا و مساکین کو تقسیم کرا دو۔ صاحبقران نے فرمایا
تیرا نام کیا ہے اور تو اس حال سے کس طرح آگاہ ہوا اُسنے کہا میرا نام
اصلح جنی ہے اور مین جناب حکیم قسطاس مدظلہ العالی کے حکم سے حضور کے ہمراہ
رکاب آیا ہوان بلکہ تا فتح طلسم ہمراہ رہونگا۔ علاوہ ازین اور چند امر بھی
حکیم صاحب نے فرمائے ہین وہ وقت ضرورت خدمت مین گذارش ہونگے۔
اب صاحبقران کی من کل الوجوہ خاطر جمع ہوگئی اور جو قلق و اضطراب زاہد کے
قتل ہونے کا دل پر تھا رفع ہوا۔ ملک بدران اور ملک ثاقب اور ابو الخیر جنی
اور اقلع قلعہ اصلح جنی سے بغلگیر ہوئے۔ صاحبقران نے اصلح جنی سے پوچھا وہ
خلایق شیلی پوش کون تھی اصلح نے کہا وہ جماعت شیاطین تھی اور اُنمین وہ مرد

سر برہنہ زرد رو غارتی شیطان الرجیم تب صاحبقران نے تلبیس بن الہیہ کی گردن گرفتہ
ایک غار مین جلا دی اور زاہد کو بطہارت تمام اسی کوہ پر دفن کیا بعد ازان
اردو مین تشریف لایا

دو سکندران بشنو نہ وارا مرحلہ پیما ہر بیعتی طلسم یاقوت کی خبر رسان ہوا پایتخت
تہا ایک عیار برق رفتار صاحبقران کے پاس آیا اور اوسنے کہا شہریار معظم
بھی یہان خونریز اور رہنمون تہی ہیں۔ وسترہزار نامدار پیادہ و سوار جیحون سے بقصد جنگ
و پیکار آئے ہین اور حضور سے مقابلہ کیا چاہتے ہین نشان انکا اون لشکر ان کا نام
ادہر بھی پہنچنے شہر زرین سے ہنگامہ آرائی کی تہی صاحبقران کو خبر کی
صاحبقران نے اوسی وقت اپنے سرداران لشکر کو حکم دیا کہ تم بہی ایک فرسخ فوج غنیم
سے طرف لشکر ظفر پیکر خیام دولت برپا کرو اور سامان حرب مہیا رکہو جب دونو
لشکر بالمقابل خیمہ زن ہوئے صاحبقران اور خود اپنے ایک سردار کے ہاتہ جسکا نام ... تہا
صاحبقران نے اون کو پیام بہیجا کہ یہ وہ طلسم نہین جہان ... کی ... کا ... یہان
زور و قوت کو دخل ہے اور زور آوری تیرے تن و توش سے صاف ظاہر و ہویدا
ہوتی ہے آگاہ ہو کہ ہم دونون پہلوانون کی غذا تین من وزن سے کم نہیں اور
قد و قامت ہمارا لاقل بچاس گز سے زیادہ ہوگا پہر تو ہی اپنے دل مین سمجہہ کہ تیرے
قامت حقیر تیرہ دیو عمورتون سے مقابلہ کرنا محض اپنی جان کا ضایع کرنا ہے
بس یہی بات تیرے حق مین بہتر ہے کہ بے جنگ و جدل ہمارے لشکر مین چلا آ ہم تجہے
نہایت عزت و آبرو سے بیرمہر کی خدمت مین جو فی زمانہ بادشاہ طلسم ... ہین لیجائین گے
بلکہ یہ وعدہ بہی کرتے ہین کہ مال و خزانہ اور چند تحائف طلسم تجہے دینگے کہ بیرزادہ ...

پہونچکر اوندھے ہوگئے۔ صاحبقران اُسکو جواب دیا چاہتا تھا مگر وہ بے تمیز بارگاہ کی
رونق و آرایش کو دیکھنے لگا۔ صاحبقران نے انگشت سبابہ پہلوان کے پہلو مین ماری اور
فرمایا اسے حیوان طبیعت بے ادب بادشاہون کے دربار مین اور کسی طرف متوجہ نہین
ہوتے۔ پہلوان مردود کی اجل جو اسی شکل سے مقرر تھی انگشت صاحبقرانی اُسکے حق مین
نوک خنجر اور سنان نیزہ سے بھی زیادہ ترکارگر ہوئی۔ یعنی وہ انگشت زبان خنجر
کی مانند وہ انگشت کامل پہلو مین اُتر گئی۔ پہلوان نے دم چرخ کھاکر اسی طرح زمین
پہ گرا کہ حلق سے آواز تک نہ نکلی۔ صاحبقران نے پہلوان کی نعش ناپاک بارگاہ
مین سے باہر پہنکوا دی۔ مصرم اور خمدل کو جب یہ خبر پہونچی وقت شب طبل جنگ
بجوایا صاحبقران نے بھی کوس حربی کا حکم دیا

صبح کے وقت بعد تسویہ صفوف کے مصرم بن سیاف میدان مین آیا اور
اُسنے اول روز سہیل خالدی اور دوسرے دن افلاک زرین علم اور ازلاک کو زمین پرلا کر زخمی
کیا۔ روز سوئم صاحبقران خود تشریف لایا۔ مصرم ایک سوپہر کامل حرب ضرب کرتا
رہا۔ آخر عصر کے وقت صاحبقران کے ہاتھ گرفتار ہوگیا۔ صاحبقران نے اردوے معلی
مین تشریف لاکر حکم دیا کہ آج کی شب مصرم کو نظر بند رکھو۔ مگر خبردار آب و طعام سے
تکلیف نہ ہو۔ کل ہم اُسکو سر دربار دین اسلام کی ہدایت کرینگے۔ مصرم کو الفاظ
جو اپنے حق مین صاحبقران کی زبان مبارک سے بہ الفاظ مہربانی سنے بے اختیار اُسکے
دل نے دین مسلمانی کیطرف میل کی

ادہر اخمول ترش رو نے اپنے عیار سمسم کو مصرم کی رہائی کے لیئے بھیجا۔ سمسم نے
مصرم کو بیہوش کیا اور پشتارہ مین باندہ کر اخمول کے پاس پہونچا دیا۔ صبح کو

سرور بار بسم اخمول کے حکم سے مصرم کو ہوش مین لایا۔ جب مصرم کے ہوش و حواس
بجا ہوئے اخمول سے پوچھا۔ تو نے مجھے کسواسطے طلب کیا ہے۔ اخمول نے کہا۔ اول تو بتا
کہ تیری نیت مین کیا ہے۔ مصرم نے کہا۔ آگاہ ہو۔ مین سپاہی زادہ ہون جو شخص فنون
سپاہ گری مین مجھپر غالب آیا وہی میرا آقا ہے۔ اخمول نے کہا۔ حیف کی بات ہے کہ تو
خونریز دلاور جہان کا فرزند رشید ہوکر ایک انسان حقیر قامت کی متابعت اختیار
کرتا ہے۔ مردان عالم کیا لعن نفرین کرین گے۔ مصرم کو اخمول کی بد زبانی سے غصہ
آیا اور کہا۔ اے پاجی شاید تو نے جان کے خوف سے معز الدین کی اطاعت قبول کی
ہے جو تو مجھے نامزد خطاب دیتا ہے۔ تو نے جوہر صاحبقرانی اور زور خداداد طلسم کشا
کا نہین دیکھا ورنہ یہ لاف و گزاف نہ بکتا۔ اخمول نے مصرم کو زیادہ سرزنش
کی اور کہا یہ عذر تیرا بدتر از گناہ ہے۔ مصرم دلاور سے پھر ضبط نہ ہو سکا اور شمشیر
خون آشام غلاف سے نکال کر اول سم سم عیار کو جان سے مارا۔ پھر اخمول پر حملہ کیا
اور دونو پہلوان باہم شمشیر بازی مین ورہے۔ جسوقت مصرم اور اخمول کی شمشیرین
مثل آرہ ہوگئین ایکدوسرے کا دست و گریبان ہوا اور تین روز و شب برابر
کشتی و زور آوری مین سرگرم رہے حتے کہ اثنائے جنگ مین پانی تک نہ پیا۔
روز سویم شام کے وقت مصرم کی قوت نے کمی کی۔ بلکہ حاضرین معرکہ بھی
سمجھے کہ اگر دو چار ساعت اور ہنگامہ جنگ کو گذرا اخمول مصرم کو زبون کریگا۔
اسوقت مصرم نے دل مین یہ دعا کی۔ اے معبود معز الدین اگر تو حلال مشکلات
ہے اس موقع پر میری آبرو رکھنا۔ وہ وقت اجابت دعا کا تھا صاحبقران
جسکو بربانا عیار نے اس ہنگامہ کی خبر کی تھی بہ محل پہونچا۔ اُسکے تشریف لانے سے

مصرم نے اپنے ہاتھہ پانون مین ایسی توانائی پائی کہ تازہ دم ہوگیا اور ایک نعرہ مردانہ مارا اور کمربند مین ہاتھہ ڈالکر اخمول کو طفل پنج سالہ کی مانند سر سے بلند کرلیا اور نہایت زور سے زمین معرکہ پر مارا اور سینہ پر سوار ہوکر کہا۔ اے نابکار دیکھا تو نے معزالدین کا معبود کسقدر توانا و زبردست ہے۔ اپنی ہن ناپاک سے تو لاف و گزاف بکتا تھا۔ بس اب تیری خیریت حال اور سلامتی جان کی یہی صورت ہے کہ اپنے اعتقاد باطل سے توبہ کر اور میری مانند خداوند دو عالم واحد لاشریک کو معبود سمجھہ اخمول نے کہا۔ مین جانتا ہون معزالدین نے تجھے ایک ہی رات مین ساحر کامل کردیا ہے۔ یہ اُسی سحر کا اثر ہے کہ مین تجھسے مغلوب ہوا۔ مصرم دلاور نے اخمول کے سینہ مین ایک خنجر آبدار مارا۔ بعد ازان صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوا۔ صاحبقران نے مصرم کو سینہ مبارک سے لگایا اور اُسکی ہمت و جرات پر آفرین کی۔ مصرم نے کہا اب حضور مجھے ارکان شریعت محمدی تعلیم فرماوین۔ صاحبقران نے کلمہ طیبہ تلقین کیا۔ مصرم کے اسلام قبول کرنے کے بعد نصف سے زیادہ لشکر نے طریق اسلام اختیار کیا۔ باقی کچھہ قتل ہوئے اور کچھہ زرین حصار کیطرف گریز کر گئے

دوسرے دن صاحبقران نے ابوالخیر اور ملک ثاقب سے پوچھا طلسم یاقوت جو زرین حصار کا سد راہ ہوتا ہے کسطرف ہے اور اُسکی علامت کیا ہے۔ ملک ثاقب نے کہا یا صاحبقران عالیشان یہان سے قریب تر ایک کوہ سربلند ہے۔ مینے اُس کوہ پر سے اکثر یہ تماشا دیکھا ہے کہ گاہے دست راست ایک سرخی مثل شفق مجلی نظر آتی ہے اور گاہے دست چپ۔ خلائق شہر مشہور کرتی ہے کہ وہ سرخی خاص طلسم یاقوت کی ہے۔ صاحبقران نے کوہ پر جانے کا ارادہ کیا تہا کہ سرخ رئیس الابرار کا عیسا ئم

حاضر ہوا اور رکاب دولت نصاب کو بوسہ دیا۔ صاحبقران نے پوچھا۔ تو کون ہے
اور کہاں سے آیا ہے۔ مسرع عیار نے جمشید خود پرست اور اسعد صندلی پوش
کے باہم جنگ و جدال اور اپنے کار نمایاں کی حقیقت صاحبقران کے روبرو بیان کی
اور اسعد کی عرضی مع پیام رئیس الابرار لشکر النور سے گذرانی۔ صاحبقران نے
اسعد کی عرضی کو حرف بحرف دیکھا اور فرمایا۔ عجب مجبوری کی بات ہے۔ ظاہر اب
اسعد محصور کی مدد و معاونت کا کوئی طریق معلوم نہیں ہوتا۔ کیا معنی کہ جب تک
طلسم یاقوت فتح نہ ہوگا ہم شہر اسمریہ میں کسی طرح نہیں پہونچ سکتے۔ اصلح جنی نے
کہا۔ حضور لوح ذوجہتین کو دیکھیں۔ صاحبقران نے بعد نماز عصر لوح کو دیکھا
یہ عبارت نظر آئی۔ جس وقت تو مرحلہ سوئم کے ظاہر و باطن کو فتح کرلے مرحلہ چہارم
کی طرف جانے کا قصد نہ کرنا کیونکہ مرحلہ چہارم بمنزلہ دل طلسم شمار کیا جاتا ہے
بایں معنی کہ تین مرحلہ دست راست شاہ دروازہ کی طرف ہیں جو تیری سعی مردانہ
سے فتح ہوئے اور تین مرحلے دست چپ دروازہ کی جانب ہیں اور بیچ
میں مرحلہ چہارم ہے سمجھے اب [illegible] کے مرحلوں کو فتح کرنا [illegible] تاکہ بندہ
اہل اسلام جو اشرار طلسم کے دست ظلم میں گرفتار ہیں نجات پائیں بنی آدم
کے لشکر کو اسی مرحلہ سوئم میں مقیم رکھنا مصلحت ہے۔ مقدار لشکر جتنا کہ ہمراہ لینا
چاہیئے وہی تجھے [illegible] دروازہ مرحلہ [illegible] میں پہونچا دینگے۔ [illegible] اگر مرحلہ [illegible]
[illegible] طلسم کو [illegible]
[illegible] تو اول [illegible]
[illegible] فتح کرنا۔ [illegible] خاص [illegible]

متعلق ہے- بعد طے کرنے دشت صندل کے اسعد صندلی پوش کو مدعیان کے چنگل سے نجات دینا- پھر وہاں سے طلسم مرحلہ پنجم کو جانا ہوگا جس کی زمین خونخوار ماتم ہے جس وقت ان مرحلات کی تسخیر و فتح سے فارغ ہو اُس وقت مرحلہ چہارم متعلق طلسم کی طرف معاودت فرمانا والسلام

صاحبقران نے ایک جن کے ہاتھ مہر سبز کلاہ و تیران جنی اور سعدان جنی حاکم مرحلہ سوئم کو طلب کیا- ابو التحیر جنی اور اقلیج جنی نے بھی اپنے لشکر کو باساز جنگ و پیکار بلا لیا صاحبقران نے سات ہزار اجنہ ہوشیار آزمودہ کار ہمراہ رکاب لیے- باقی کو اسی جائے مقیم رہنے کا حکم دیا اور بنی آدم کے لشکر کی سرداری ملک بدران سبز قبا اور ملک ثاقب کے نام مقرر فرمائی اور صمصام جن سیاف کو سالار کیا- یہاں بعد روانہ ہونے صاحبقران کے ملک بدران اور ملک ثاقب نے مشہور کیا کہ صاحبقران عالی مقدار چند روز کے واسطے صید و شکار کو گیا ہے اور ہمیں اسی جائے مقیم رہنے کا حکم ہے

روانہ ہونا صاحبقران اکبر کا مع لشکر آتشی مرحلہ ہفتم کی طرف اور ہلاک کرنا شیاطین کا بیابان بیجن میں فتح ہونا طلسم قلعہ سیاہ کا

بعد ادائے تہنیت جشن شادمانی کے صاحبقران سلیمان شکوہ کا تخت رواں طرفۃ العین میں طلسم قلعہ سیاہ کے قریب پہونچا صاحبقران نے فوج کو حکم سے لشکر کو سرحد طلسم پر مقام کرایا اور خود تن تنہا قلعہ سیاہ کی طرف متوجہ ہوا

فیل طلسم جو کہ جمشید خود پرست سے مقابلہ ہوا تہا زیر فصیل قلعہ گیاہ سبز چر رہا تہا۔ فیل طلسم نے جو صاحبقران کی صورت دیکہی خوب ہنسا اور کہا ہرچند کہ تو طلسم کشا ہے مگر میرے جسم پر کوئی حربہ کارگر نہ ہوگا پر نہیں معلوم تو کس قصد سے میرے مقابل آیا ہے۔ صاحبقران نے فرمایا۔ اگر مین طلسم کشا ہوان تو کوئی وجہ نہین کہ تجکو مغلوب نہ کرون۔ فیل طلسم نے کہا۔ مین بہی یہی دیکہا چاہتا ہوان۔ صاحبقران اُس سے خانہ زور مین ہو کر آیا اور شام تک یہی حال رہا کہ گاہے صاحبقران فیل طلسم کو دس بیس قدم پس پا کرتا تہا اور گاہے فیل دیو پیکر صاحبقران کو ریلتا تہا۔ اثنائے زور مین اُس فیل دراز دندان کی خرطوم صاحبقران کے ہاتہہ مین آگئی۔ صاحبقران نے ایک نعرہ اللہ اکبر مارا اور بزور صاحبقرانی اُس طرح چرخ دیا کہ جس صورت سے چرخ کلال پہرتا ہے۔ فیل طلسم نے بزبان عجز کہا یا طلسم کشا اب مین نے جانا کہ تو طلسم کشا ہے پہر کیف مجہے مسخر کریگا مین بصدق نیت مسلمان ہوتا ہوان۔ صاحبقران نے اسکو آہستہ زمین پر رکہہ دیا فیل طلسمی نے بخلوص عقیدت فربان بزاری قبول کی۔ اور کہا اے شہریار سردار میرا اور اپنے خدا پرست ہے فقط مین ہی اپنی ذات سے عقیدۂ باطل رکہتا تہا چند روز کا ذکر ہے کہ تمہارے تشریف لانے سے اول ایک سرو جمشید نام یہان آیا اور میرے اُسکے درمیان جو گفتگو ہوئی اب حضور لوح کے حکم سے طلسم قبہ سیاہ کو فتح کرین اور مجہے رخصت دین انشاء اللہ تعالی عرصہ چہار روز مین پہر ملازمت عالی سے بہرہ اندوز ہونگا۔ بلکہ خاص اسی خدمت پر مامور ہون کہ جمشید ملعون کو اپنی پشت پر سوار کرون اور نہایت ذلت و خرابی سے بیرون طلسم پہونچا دون۔ صاحبقران نے پوچہا تیرا

اصلی نام کیا ہے۔ فیل طلسم نے کہا میرا نام دیو اقبال ہے

صاحبقران نے لوح کی اجازت سے دیو اقبال کو رخصت دی اور خود اُس درخت کے پاس آیا جسکی شاخون مین پارچہائے زربفت و کمخواب لپٹے ہوئے تہے اول درخت کو بنظر تماشا دیکہا ناگاہ مع بیخ زمین سے نکال لیا۔ وہان ایک نقب ظاہر ہوئی اور نقب مین سے ایک اژدہائے آتش فشان نکلا۔ صاحبقران نے تیغہ دیوکش سے اژدہا کو مارا اور نقب مین داخل ہوا۔ رفتہ رفتہ اُس باغیچے کے دروازے پر آیا جس باغ کا کائد جنی نگہبان تہا اور وہان سے جمشید کے ہاتہہ خود یا قوت آیا تہا۔ کائد جنی ایک عفریت کی شکل تمام تک صاحبقران سے محاربہ کرتا رہا جب اُسنے اپنے اوپر صاحبقران کو ہر طرح سے غالب پایا۔ جان کے خوف سے مسلمان ہوا اور وہان سے گریز کی

صاحبقران باغ کے اندر تشریف لایا اور تمام حجرون کے قفل اپنے ہاتہہ سے کہولے ہر ایک حجرے مین اجناس نفیسہ اور متاع پاکیزہ بند تہی۔ صاحبقران نے تمام سامان اور اسباب طلسم کو دیکہا اور ہر ایک حجرہ کے قفل پر اپنی مہر کی۔ ہنوز چند قدم وہان سے روانہ ہوا تہا۔ کیا دیکہتا ہے کہ گوشہ باغ سے ایک سگ سیاہ قد و جسامت مین اسپ کلان کے برابر اس طرف آتا ہے۔ صاحبقران نے تیغہ دیوکش غلاف سے نکالا۔ سگ نے زمین پر چند غلطان لگائین اور ایک زنگی قوی ہیکل کی صورت ہوگیا۔ صاحبقران کو حیرت ہوئی اور پوچہا تو کون ہے۔ زنگی نے کہا یا صاحب طلسم کشا مین تیرا ہوا خواہ اور دوستدار ہون۔ قائد جنی میرا نام ہے سبب مجہے مدت دراز سے حضور کی قدمبوسی اور لوح کے دیکہنے کی آرزو تہی

صاحبقران نے پوچھا۔ اے قائد جنّی اس طلسم سیاہ کے چند مرحلے ہین۔ قائد جنّی نے کہا تین مرحلے اُنمین سے دو مرحلون کے اسود جنّی اور رکاہمر جنّی نگہبان تہے اور مرحلہ سویم بندہ درگاہ کے قبضہ مین تہا۔ الحمد اللہ کہ حضور نے بہ آسانی اُن مرحلون کو فتح کیا۔ اب اصل قلعہ سیاہ باقی رہا ہے۔ اُسمین صرصر بن نجدون جادو ایک ساحر زبردست مدت مدید سے رہتا ہے وہ تمہارے مقابلہ کی تیاری کر رہا ہے۔ اُسکا پدر نابکار نجدون جادو وزیر لوکشنج زہر نجد الایا کے پاس زرین حصار مین گیا ہے۔ اگر وہ ملعون موجود ہوتا ایک ونہ مقام مہلک طلسم مین اور زیادہ کر دیتا

جس مقام مین قائد جنّی اور صاحبقران سے یہ گفتگو ہو رہی تہی وہان ایک مینار سر بفلک کشیدہ تہا اور اُسپر ایک جانور دراز منقار بیٹھا ہوا تہا اور منقار سے دود سیاہ اور شرار ہائے آتش نکلتے تہے۔ صاحبقران نے بحکم لوح ایک تیر جانگیر جانور کی منقار مین مارا۔ وقت بر لگنے تیر کے ایک شعلہ آتش جانور کے مونہہ مین سے نکلا اور اُسمین وہ جانور جل گیا۔ ناگاہ اِس شدت سے باد تند تیرہ و تار چلی کہ زمین و آسمان بشکل شب دیجور تاریک ہو گیا۔ چند ساعت کے بعد ہوا صاف اور روشن ہوئی۔ پہر مینار کا نشان تک نہ تہا اور روبرو قلعہ سیاہ نظر آیا۔ زیر فصیل صرصر بن نجدون بالشکر جرار صف بستہ ایستادہ تہا۔ صاحبقران صرصر کے مقابلہ کے واسطے گیا۔ وہ نابکار اول باعمال سحر پیش آیا۔ جب تمام عمل باطل ہونے دست و گریبان ہو گیا۔ صاحبقران نے اُسکو مغلوب کر کے تیغ دیوکش سے قتل کیا۔ لشکر اُسکا چار طرف سے حملہ آور ہوا۔ قائد جنّی نے ابو الخیر اور اقلیع وغیرہ کو اِس ہنگامہ کی خبر کی۔ وہ مع فوج معرکہ کارزار مین پہونچے اور ساحرون کا اسقدر استیصال کیا کہ میدان مصاف لالہ زار آتش

تھا جہت السہی بھاگے اور قلعہ سیاہ میں داخل ہو گئے۔ ہر چند فوج صاحبقران نے بہت زور
کیا مگر قلعہ سیاہ کا دروازہ کسی تدبیر سے نہ کھلا۔ صاحبقران نے لوح کو دیکھا کچھ
میں ایک حرف بھی نظر نہ آیا

صاحبقران لوح کی خاموشی سے متعجب ہوا۔ آخر کچھ سوچ کر مشہور اسم بزرگ
پڑھا جو ملک الملکوت داروغہ طلسم کی دعوت کا تھا۔ صاحبقران نے اسم باعداد معین پڑھا
ہنوز اسم تمام نہ ہوا تھا کہ ملک الملکوت ایک جانور خوشرنگ کی صورت میں آیا اور
اپنے جامہ حیوانی میں داخل ہو کر صاحبقران سے ملاقات کی اور کہا اے شاہزادہ بلند
اقبال قریب تھا کہ طالع اقبال تمہارا ادبار سے مبدل ہو۔ بارے خیر گذری کہ تم نے مجھے
یاد فرمایا۔ آگاہ ہو۔ دو شیطان بخلناس اور ابوالفتنہ برادران خورد ابلیس
بن ابلیس جو جبل برکت پر تمہارے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا ایک صحرا آفت میں
جسکا نام صحرائے برہوت ہے اعمال سحر کر رہے ہیں۔ انہی سے احکام لوح بند ہو گئے ہیں
تم اول سرمہ زحل آنکھوں میں لگا لو تا کہ ان شیطانوں کو نظر آؤ۔ بعد ازاں میری
پشت پر سوار ہو

ملک الملکوت پھر جامہ حیوانی میں داخل ہوا اور صاحبقران سرمہ زحل آنکھ میں لگا کر
اسکی پشت پر سوار ہوا۔ اس نے چند لحظ میں صحرائے برہوت کے اندر پہونچا دیا۔ حقیقت
نواح ملک کا وہ صحرا بلاخیز آفت انگیز نمونہ جہنم دیکھا کہ حدت آفتاب سے دشت کی زمین
بھٹی آہنگروں کے کورہ کی مانند گرم تھی اور سوزش سے مرغان ہوائی کباب ہوتے
تھے۔ علاوہ سوزش ہوا اور تمازت آفتاب کے بجز درختان خاردار درخت سبز
صاحب برگ و بار کا کہیں نشان تک نظر نہ آتا تھا اور ہر خار درخت مثل سنان

بعد ہلاک ہونے اشقیل کے لشکر اشرار ہر طرف پراگندہ ہوگیا۔ اکثر اہل لشکر خستہ حال جمشید کے پاس پہونچے اور صاحبقران کے آنے اور اشقیل کے قتل ہونے کی جمشید کو خبر کی یہان صاحبقران عالیقدر نے شہر سودانیہ مین تخت فرمانرہی پر جلوس فرمایا اور جو مکانات زال اور جمشید نے نو تعمیر کرائے تھے تمام منہدم کرا دیئے۔ جب سودانیہ کے عدل و داد سے فرصت پائی مرحلہ ششم یعنی دشت صندل کیطرف کوچ کیا

روانہ ہونا صاحبقران اکبر کا دشت صندل کیطرف اور اسعد کی امداد فرمانا اور جمشید خوست دبیرہ کو زخمی کرنا اور خود بھی مجروح ہونا مین شقائق مین

صاحبقران اکبر سودانیہ سے روانہ ہوکر روز سویم دشت صندل مین پہونچا اور خیام دولت دشت صندل کے کنارے بپا ہوئے۔ دوسرے روز تن واحد لوح کے ہمراہ دشت صندل مین قدم رکھا۔ تمام بیابان مین درختہائے صندل کے سوا اور کسی قسم کا درخت نتھا ہر درخت کی بیخ کو ایک اژدہا صندلی رنگ لپٹا ہوا تھا۔ ان اژدہون نے آتش فشانی شروع کی جو صاحبقران کو دیکھا ہر ایک نے دم کشی کی صاحبقران نے لوح کو میدان مین پھینکا تمام اژدہے درختون کی بیخ سے جدا ہوکر لوح کے گرد و پیش جمع ہوگئے ناگاہ ایک آتش مشتعل خود بخود دشت مین پیدا ہوئی اور تمام اژدہے جلکر خاکستر ہوگئے صاحبقران نے لوح کو ایک چشمہ مین جو زیر درخت واقع تھا غوطہ دیا اور خود بھی اسی چشمہ مین غسل کیا جب چشمہ سے باہر نکلا درختہائے صندل کو مفقود اور لوح کو اپنی بغل مین موجود پایا۔ لباس پہنکر بیشتر روانہ ہوا۔ چند قدم چلکے ایک باغ کے پھاٹک پر پہونچا۔ دیکھا کہ

اُس مزرعہ مین صدہا کبوتر ہرن کے برابر دانہ چینی کر رہے ہین ایک کبوتر گنجشک کے برابر آواز حزین اور صداے دردناک سے بولتا ہے صاحبقران نے اُس کبوتر افسردہ سے پوچھا اے بشر تو کس واسطے غمناک ہے اور دانہ نہین کہاتا۔ کبوتر نے صاحبقران کی صورت دیکھی اور ایک دفعہ بآواز بلند فریاد کی۔ صاحبقران نے بہ نرم زبانی بہت کچھ پوچھا کبوتر نے بزبان انسان کہا اے جوان میرا ایک فرزند تھا اُسکو ایک دشمن نے مار ڈالا ہے مین اُسی کے رنج مین رات دن مبتلا رہتا ہون۔ صاحبقران نے فرمایا مین خاص تیرے فرزند کا قصاص لینے آیا ہون تو مجھے اپنے دشمن کے پاس لے چل۔ کبوتر صاحبقران کو ایک منار بلند کے پاس لایا صاحبقران نے منارہ پر ایک کرگس کو بیٹھا دیکھا جسکا قد گوسپند کے برابر تھا۔ کبوتر نے کہا یہی کرگس میرا دشمن جانی ہے۔ کرگس نے بآواز مہیب کبوتر سے کہا اے بشر اجل رسیدہ شاید اس آدمزاد کو اپنی حمایت اور میرے مقابلے کے واسطے لایا ہے خوش نصیب کہ بہت دنون کے بعد ایک آدمزاد کے گوشت تیرے سے مونہہ کا ذائقہ درست ہوگا یہ کہکر کرگس اوج ہوا سے زمین پر آیا اور اُسنے ایک ضرب منقار جو بعینہ نیزہ کی صورت تھی صاحبقران کے جسم مبارک پر لگائی صاحبقران نے لوح کے حکم سے ایک تیر جانستان اِس ضرب سے کرگس کے مونہہ مین مارا کہ دوسری طرف گذر گیا مگر کرگس نے فریاد کی اور کہا صد ہزار دریغ اب فرقہ خدا پرست کو فرقہ ابلیسی پر غلبہ ہوا۔ اور آسمان کیطرف پرواز کی صاحبقران کو گمان گذرا کہ شاید میرا تیر خطا گیا مگر کرگس نشیب کیطرف مائل ہوا وقت نزول جسقدر نشیب کیطرف آتا تھا اُسی قدر [illegible] مین غرق ہوتا تھا تا دیر تک منار کا نشان باقی [illegible] آخر کار کرگس [illegible] کے اندر گرا

کبوتر صاحبقران کے روبرو سے ایک طرف چلا گیا اور وہاں سے ایک پیر مرد سپید ریش
نمودار ہوا کہ صاحبقران کے پاس آیا اور قدم مبارک کو بوسہ دیا۔ صاحبقران نے پوچھا
اے بزرگ تو کون ہے۔ پیر مرد نے کہا اول تم بیان کرو کہ اصل میں تمہارا کیا مطلب ہے۔ صاحبقران
نے کہا۔ میں قلعہ صندل سرخ کو آسانی و بے دردسر فتح کرنا چاہتا ہوں۔ پیر مرد نے جو
بشکل کبوتر صاحبقران کے ہمراہ آیا تھا کہا۔ میرا نام بشیر جنی ہے۔ آگاہ ہو کہ قلعہ صندل سرخ
کا فتح ہونا برجیس کی انگشتری پر موقوف ہے اور وہ انگشتری حکیم افلاطون کی پیکر کی انگشت
کو چالاک میں ہے اور وہ پیکر دشت غولان میں ایک گنبد کے اندر رکھی ہے جس وقت
دشت کے تمام غول قتل ہوں اور انکے خون کی سیل اُس گنبد کے دروازہ میں پہونچے
جہاں وہ پیکر ہے اُس وقت گنبد کا دروازہ کھلیگا اور تم گنبد میں جاکر وہ انگشتری افلاطون
کی انگشت میں سے اُتار لو پھر قلعہ طلسم کا بھی فتح ہونا بہت آسان ہے بعض نسخوں میں قلعہ کے
مسعود جنی حاکم قلعہ تمہاری خدمت میں حاضر ہوگا۔ صاحبقران نے فرمایا۔ اور یہ کام بھی کیونکر
ممکن ہے بغیر تیری رہنمائی کے درست نہونگے۔ بشیر جنی نے جن کا سردار اعظم ملقب تھا
اُسی وقت اپنے سرداران لشکر کو بلایا۔ جو بیشتر ازین شکل کبوتر مع تمام لشکر مع اسباب
شاہی و جلوس بادشاہی بصورت انسان حاضر ہوا۔ صاحبقران وہاں سے دشت غولان کی سمت
روانہ ہوا اور اُسی جا لشکر کو مقام کا حکم دیا۔ آنگاہ بشیر جنی نے ایک سردار کو بجانب
غول ابن غولان حاکم دشت کے پاس بھیجا اور دین خداپرستی اور اپنی اطاعت قبول کرنے
کی ہدایت کی۔ غول ابن غولان نے حمر جنی کو بعوض جواب بے گناہ قتل کرایا اور صف
جنگ آراستہ کی۔ مغیلان غول پیکر غول بن غولان کے لشکر کا سپہ سالار میدان میں
آیا۔ اس طرف سے بشیر جنی مقابلہ کے واسطے گیا اور بعد رد و بدل آلات حرب ایک گھڑی

ضرب تیغ مین مغیلان کو قتل کیا۔ بروقت قتل ہونے مغیلان کے غولان نے جنگ مغلوبہ کردی۔ صاحبقران بھی بانیمچہ دیوکش غولون کے انبوہ مین درآیا۔ غرضیکہ قوم جن اور غولان کشتنی مین اس طرح کی جنگ مغلوبہ واقع ہوئی کہ کشتون کے انبار لگ گئے اور مثل جیحون ایک سیلاب خون رواں ہوا۔ تا اینکہ روز سوئم غولون کے خون کا سیل نہر کی مانند اُس گنبد کے دروازہ پر پہونچی۔ بمجرد پہونچنے سیل خون کے گنبد کا دروازہ کھل گیا اور ایک شعلہ آتش جہندہ گنبد کے اندر سے نکلا۔ صاحبقران نے دیکھا بقیۃ السیف غول اُس شعلۂ آتش مین جل گئے

جب دشت اُس مخلوق عجیب الخلقت کی شر و فساد سے پاک ہوا صاحبقران گنبد کے اندر تشریف لایا۔ گنبد کو نہایت مسیح و مصفا دیکھا۔ گنبد کے وسط مین ایک تخت مربع پر پیکر افلاطون کی رکھی تھی۔ اُس پیکر کو آہن ہفت جوش سے بنایا تھا حالانکہ پیکر آہنی تھی مگر ذو فنونی پیکر کے قیافہ سے صاف ظاہر ہو رہا تھی۔ پیکر کے روبرو تخت پر ایک لوح خورد اور ایک کاغذ سربستہ رکھا ہوا تھا۔ اور وہی خاتم زبرجد پیکر کی انگشت کو چاٹ مین تھی۔ صاحبقران نے اول لوح کو تخت پر سے لے کر دیکھا یہ عبارت لکھی تھی اے فلان آگاہ ہو کہ میرا نام حکیم افلاطون ہے۔ ایک زمانہ مین مینے یہ خاتم طلسم خاص بادشاہ یونان کے واسطے بنائی تھی اسکا یہ خواص ہے کہ جب کوئی انسان اس انگشتری کو اپنی انگشت مین پہنے اور نگین انگشتری کو دست کی طرف پھیر کر ہاتھ بند کر دے پھر صاحب انگشتری خلائق کی نظر سے مخفی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح برعکس انگشت کو پشت کی طرف پھیرے اور ہاتھ کھولنے سے خلایق کو نظر آتا ہے۔ علاوہ برین یہ حال بھی علم نجوم سے ہمین دریافت ہوا کہ بادشاہ یونان کی مرگ کے بعد یہ انگشتری

جو مشتری کی ساعت میں تیار ہوئی تھی آیا ہے۔ بادشاہ اہل اسلام جلیل القدر کے ہاتھ
آئے گی۔ اُسی بادشاہ موصوف کو لازم ہے کہ دست کرم کھولدے اور دنیائے مستعار
کو بے ثبات اور بے بنیاد سمجھے۔ اور حتی الوسع ستم رسیدہ اور عاجزان عالم کی دلجوئی
و دادرسی کرے ارباب حاجت کو اپنے دردولت سے مایوس محروم نہ جانے دے اور
تا وقتیکہ کسی دوست و دشمن کا تقصیر و گناہ بشہادت صادق ثابت نہ کر لے اُس کو
ہرگز سزا نہ دے۔ اور ہلاک کرنا کسی حیوان جاندار کا بالطبع مکروہ جانے

میازار موری کہ دانہ کش است — کہ جان دارد و جان شیرین خوش است

والسلام۔ صاحبقران نے جو یہ پند و نصائح لوح میں دیکھے بے اختیار اشک آنکھوں سے جاری
ہوئے اور فرمایا یہ صفات مرقومہ کسی فرد بشر میں جمع ہونے محال ہیں۔ ہاں جس انسان
کو خدائے تعالیٰ توفیق نیک دے وہی اس معراج کو طے کر سکتا ہے

صاحبقران عالی قدر نے بعد مطالعہ لوح اُس کاغذ سربستہ کو بھی دیکھا۔ وہ رقعہ حکیم
استقلینوس الہی کا تھا اُس کا یہ مضمون تھا۔ اے شہزادہ معز الدین بن سلطان اسمٰعیل تجھے
مژدہ ہو کہ وہ بادشاہ صاحب بنگاہ تیری ہی ذات باصفات سے مراد ہے جسکی دست
قدرت میں خدائے تعالیٰ نے تمام کارخانہ عالم تفویض فرمائے اور یہ انگشتری حکیم
افلاطون اول کی جو ہفت اقلیم کے خراج سے بھی زیادہ تر گران قیمت ہے تیرے تصرف
میں آئی۔ حکیم افلاطون ثانی نے یہ انگشتری بادشاہ یونان کی مرگ کے بعد بہزار محنت
و تلاش پیدا کی تھی اور مہتر توفیق صاحبقران اصغر یعنی شہزادہ بدر منیر کے عیار کو
دی تھی جسنے مہتر توفیق سے لیکر تیرے واسطے اس طلسم میں امانت رکھی ایسا نہ ہو کہ تو
افلاطون اول کی پند و نصیحت پر عمل نہ کرے اور روز قیامت ہمارے روح کو استاد الحکما حکیم

اژدہا طوفان کی روح متبر کبیر سے شہر مند کرانے

صاحبقران نے وہ انگشتری بموجب ایما اپنی انگشت کوچک مین پہنی۔ ردیگانہ تکبیر اللہ
اکبر کہکر گنبد سے باہر نکلا۔ یہ وہ دشت خوفناک سے چند ہی قدم دور ہوا تھا کہ روبرو ایک قلعہ سنگ
سرخ کا نظر آیا۔ زیر قلعہ ایک لشکر جرار صف بستہ ایستادہ تھا۔ جب صاحبقران لشکر کے قریب
پہونچا بادشاہ بطریق استقبال آیا اور مصافحہ کیا۔ بشیر اجنبی نے کہا یا طلسم کشا مسعود حبشی
یہی بادشاہ ہے۔ صاحبقران نے مسعود حبشی کے حال پر الطاف خسروانی فرمایا اور اسکے ہمراہ
قلعہ مین تشریف لایا۔ قلعہ کے ہر ایک مکان کو خوش وضع وخوش ترکیب دیکھا۔ مسعود حبشی
نے صاحبقران کو تخت زرین پر بٹھایا اور ہزار سلاح یاقوت نگار از امانت طلسم پیش کیے۔
صاحبقران نے فرمایا تم میری طرف سے اس سامان کو اپنی تحویل مین رکھو جس وقت طلب کرون
حاضر کر دینا۔ بشیر اجنبی کو مسعود حبشی کی خدمت نیابت دی اور مسعود کو پانچ ہزار اجنہ کی
جمعیت کے ہمراہ رکاب لیا۔ جب قلعہ سے باہر نکلا دیکھا کہ صدہا کرگدن شیر وغیرہ قلعہ کے روبرو
جمع ہین۔ صاحبقران نے ان حیوانون کا حال مسعود سے پوچھا مسعود نے کہا یہ حیوان طلسمی
حضور سے رخصت چاہتے ہین تاکہ اپنے سردار کے پاس بیابان سبع سباع مین جاوین صاحبقران
نے فرمایا ہر طلسم مین ہمنے یہی تماشا دیکھا کہ بعد فتح ہونے طلسم کے ہر قسم کے حیوان اول
ہمارے سد راہ ہوئے بعد ازان ہم سے رخصت چاہی خلاف اس طلسم کے کہ یہ کرگدن
رخصت مانگتے ہین بمقابلہ پیش نہ آئے۔ مسعود نے کہا ان کا سردار اول سے خداپرست اور
علم نجوم مین کامل ہے جس وقت حضور بدولت واقبال طلسم مین داخل ہوئے اس نے از روئے
علم تمام حال استقبال حضور کا دریافت کیا اور اپنے لشکر کو حکم ناطق دیا کہ خبردار طلسم کشا
کے متعرض اور سد راہ نہونا وہ فاتح طلسم ہے بلکہ بعد فتح طلسم خود طلسم کشا سے اجازت

لیکر میرے پاس آنا۔ اے شہریار عالم اس حملہ شبخون کے خلاف ورزی حضور آپکی خاطر
کو حضور کی تدبیر و دانش لشکر سے آگاہی نہ تھی اسی باعث شکست دہ بہ جنگ و حرب پیش آئے
جس وقت عمارت طلسم برطرف ہوئی ابو الخیر جنی اور رافع قلعہ دار بھی مع لشکر
صاحبقران کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ صاحبقران نے وہان سے شہر اسمریہ کو کوچ کیا جو جلد
ششم کا فسانہ الگ مستند ہے ۔

راوی اب کاند جنی کا حال بیان کرتا ہے جس نے قلعہ سیاہ میں منافقانہ اسلام قبول کیا
تھا۔ وہ بلا دہشت شہر سوانیہ میں آیا اور اپنی بدخولہ شوران کو لیکر جمشید کے لشکر میں
زالہ کاہنہ کے پاس پہونچا اور تمام سرگذشت بیان کی۔ زالہ نے جو یہ روایت ہوش ربا
سنی ہنسنے کا نعرہ مارا اور کہا۔ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ فتح کنندہ طلسم سبع بلاع
یہی صاحبقران ہے لیکن اے کاند اگر تجھے قلعہ سور النجاس کے فتح ہونے کی صورت نکال اور
اسعد کو قلعہ میں ہی جمشید کے پاس پہونچادے جمشید نہایت خوش ہو کیونکہ جمشید نے
کئی بار اس قلعہ پر فوجکشی کی مگر کچھ کام نہ نکلا۔ تو قوم آتشی میں سے ہے۔ تیرا قلعہ میں
جانا اور پھر نکل آنا بہت آسان ہے کاند نے کہا۔ یہ بات تو سچ کہتی ہے۔ لیکن قاعدہ
طلسم اس طرح مقرر چلا آتا ہے کہ اگر قوم جن بنی آدم کو کسی نوع کی اذیت پہونچائے
تو داروغہ طلسم یعنی ملک الملکوت موکل عالم علوی اسکو زندہ نہیں رکھتا۔ زالہ نے
کہا۔ اس قاعدہ کو طاق نسیان پر رکھو۔ قدرین شدا طلسم اور قواعد طلسم میں فتور
واقع آیا۔ اگر فتور نہ آتا تو حالات طلسم میں خلاف الملک نہوتی۔ اب جملہ کارخانہ
ابتر طلسم کو اپنے فعل کا اختیار ہے

اس گفتگو میں جمشید کی بھی جو خواب میں تھا آنکھ کھلی۔ کاند نے اسکے روبرو بھی تمام

حقیقت بیان کی جمشید اس اخبار خوش سے اول متغیر ہوا۔ بعد ازان کانڈ سے کہا۔ اگرچہ معز الدین نے چند مرحلات طلسم فتح کیئے اِلاّ مین اُسکو اب پیشتر سے بہی زیادہ ضعیف و ناتوان جانتا ہون۔ زالہ نے پوچہا۔ اے جمشید تو نے اول بہی کبہی اپنے زور پہلوانی کا امتحان کیا ہے۔ جمشید نے کہا۔ ہان ایکبار میرے ہاتہ سے معز الدین زخمی ہوا ہے۔ زالہ نے کہا۔ مین نے کانڈ جنی کو بہت تاکید کی ہے۔ یہ ایک دو روز مین اسعد صندلی پوش کو قلعہ مین سے تیرے پاس لے آوے گا۔ جمشید نے کہا۔ جو میرا دوست جانی اور ربل خیر خواہ ہے اُسکو ہر کام مین میرا شریک حال ہونا لایق ہے۔ کانڈ نے کہا۔ مین حتی الامکان اسعد کے لانے مین سعی کرونگا۔ جمشید نے ایک خلعت بیش بہا مع زیور مرصع کار کانڈ کو دیا اور کہا۔ یہ زیور ہماری طرف سے شوران کو دیدینا

ایک شب کانڈ بصورت انسان اور بلباس عیاری قلعہ سور النحاس مین پہونچا اور ہرمز خان وغیرہ سردارون کو قلعہ مین سے لے آیا۔ اِسی طرح شب دوئم چار سردارون کو لایا۔ اہل قلعہ چند قلعہ کا انتظام کرتے تہے لیکن سردار اِس طرح غائب ہو جاتے تہے کہ کسی کو خبر نہ ہوتی تہی۔ شب سوئم اسعد صندلی پوش نے حکیم اقلیدس الہی کو خواب مین دیکہا اور حکیم نے اسعد سے فرمایا قران نحس نرے طالع مین واقع ہوا ہے تو تاج زبرجد کو مع تحائف طلسم فلان نقب مین رکہہ کر مونہہ نقب کا بند کرا دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بسہل تکلیف مین وہ قران سخت دفع ہو جائیگا اور عنقریب طلسم کشا تیری مدد کو پہونچتا ہے۔ اُس شب کانڈ دس سردارون کو قلعہ مین سے جمشید کے لشکر مین لے گیا۔ روز سوئم اسعد نے حکیم صاحب کی ہدایت کے موافق تاج زبرجد مع دیگر تحائف نقب مین رکہوا دیا۔ شب پنجم کانڈ جنی اسعد کو بہی اُسی طرح لے آیا۔ جمشید نے صبح کے وقت کل سرداران

بقید کو ایک جائے جمع کیا اور خاص دربار مین چند دارین استادہ کروائین -
لیکن تاج زبرجد کا جو زیادہ تر مشتاق تھا اسعد سے پوچھا - تاج زبرجد کہان ہے -
اسعد نے کہا - مدت ہوئی کہ تاج زبرجد میرے پاس سے گم ہوگیا - جمشید نے کہا غلط
کہتا ہے - تو نے وہ تاج قلعہ مین کسی جائے پوشیدہ کردیا ہے - اسعد نے کہا - حال
خدا کو ظاہر ہوگا - مجھے معلوم نہین - جمشید کو اسعد کے عذر سے زیادہ تر غصہ آیا
اور حکم دیا کہ اسی وقت لشکر قاہرہ قلعہ سور النحاس پہ یورش کرے اور کسی
مرد و زن کو زندہ نہ رکھے - فوج عدو نے چار طرف سے قلعہ کا محاصرہ کیا - جمشید نے
کل سرداروں کو مع اسعد دار پہ آویزان کرایا اور خود بھی کشائش قلعہ کے واسطے
روانہ ہوا - تہمتان لشکر کفار نے ضربات گرز قلعہ شکن سے اکثر جائے فصیل
قلعہ مین رخنے کیے اور قلعے کے اندر در آئے - اس وقت تمام شہر و قلعہ مین نمونہ
قیامت اور ہنگامہ حشر برپا تھا - یہان اسعد مع رفقا داروں پہ آویزان لطیف
غیبی کا منتظر تھا اور اس وقت کوئی شخص فریادرس و مددکنندہ نظر نہ آتا تھا

جس وقت صاحبقران گیتی ستان شہر اسمریہ کے قریب پہنچا مرسل نام ایک جن
کو واسطے خبر و اخبار اسمریہ کے بھیجا - مرسل جنی نے قلعہ سور النحاس پہ جمشید کی
فوجکشی اور اہل شہر کے دعا و مناجات کی مفصل حقیقت عرض کی - صاحبقران نے
ابوالخیر اور اتباع قلعہ دار سے فرمایا کہ جس حال مین کہ جنی خلاف قاعدہ ظلم - اسعد
اور اسکے سرداروں کو قلعہ سور النحاس مین [illegible] گیا [illegible]
نہ رکھے [illegible] - اب مجھے نہایت جلد اسمریہ مین پہنچنا [illegible] لشکر [illegible]
کہ جامہ انسانی مین [illegible] داخل [illegible] دشمنان [illegible]

جنات محاربہ کریں۔ اسی طرح بنی آدم کے لشکر کو بھی جلد کا سرا ہراول ہے چل ہیئت اہم نہایت
تاکید کی کہ بہت جلد اسمریہ میں پہونچو۔ قوم اجنہ نے ایک لحظہ میں تخت صاحبقرانی
دیوان عام کے اندر پہونچا دیا جہاں اسعد صندلی پوش وغیرہ سرداران دار پر
آویزان تھے۔ بعد ازان پندرہ ہزار جن قوی ہیکل بصورت انسان مسلح و مکمل
جمشید کے لشکر میں آئے اور انہوں نے شمشیر آبدار سے پھانسی کے دار قطع کیں جس وقت
اسعد نے مع رفقا اس عذاب الیم سے نجات پائی بخط مستقیم جمشید کے سلاح خانہ میں پہونچا
اور بعد قتل کرنے نگہبانوں کے سلاح جمشیدی تمام رفقا کو تقسیم کیے اور لشکر کفار
کے تمام خفتہ و بیدار کو قتل کرنا شروع کیا۔ یہ قصہ سنکر زالہ کاہن دست پاچہ
ایک مادیہ اسپ پر سوار ہوکر براہ راست جمشید کے پاس آئی۔ اور اس واقعہ ہوش ربا
کی جمشید کو اطلاع دی۔ یہ خبر سنکر جمشید نے از سر نو تمام آلات حرب قامت سراپا
نکبت پر درست کیے اور قلعہ سوز انحاس کی جنگ کو دوسرے دن پر موقوف
رکھ کے فیل مست کی مانند صاحبقران کے لشکر کے مقابل آیا۔ جمشید کے پہونچنے پر
جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی۔ عین گرمی جنگ میں اخروس وندہ پیر دہر کے عیال
نے ایک رقعہ پیر دہر کا زالہ کو دیا جس کا مضمون یہ تھا مدعی طلسم مرجانہ ہفتم سے روانہ
ہو چکا ہے۔ زنہار الف زنہار تم شہر اسمریہ میں حریف سے حرب کا عزم نہ کرنا
ورنہ ہزیمت فاش کھاؤ گے مناسب ہے کہ بفور دیکھنے اس رقعہ کے اپنے کو شہر
زرین حصار میں پہنچاؤ۔ ہم نے اسفرانامہ سامری میں یہ عبارت لکھی
دیکھی ہے کہ اگر جمشید خود پرست زمین شقاق میں جو مرحلہ پنجم و چہارم کے مابین
واقع ہے معز الدین سے محاربہ کریگا بلا شبہ فتحیاب ہوگا۔ بلکہ جمشید کے ہاتھ سے

معز الدین کا زخمی ہونا بہی ضرور ہے۔ زال نے وہ رقعہ جمشید کو دکھایا۔ جمشید نے چار ناچار
تمام خیمہ و خرگاہ غازیان اسلام کے نذر کئے اور خود چند سرداروں کی جمعیت سے
زرین حصار کی طرف گریز کی۔ باقیماندہ لشکر دلاوران تہور شعار کی نہنگ شمشیر کا
لقمہ ہوا۔ یہاں لشکر نصرت اثر میں ہر طرف طبل شادمانی و نقارہائے شادی کی صدا
بلند ہوئی۔ اسعد نے مع اپنے فرزند سعید دلاور کے صاحبقران کی ملازمت حاصل کی اور
تاج زبرجد نذر گذرانا۔ صاحبقران نے بہی ایک خلعت شاہانہ با سلاح جواہر نگار اسعد کو عطا
اب شہر اسمر میں جو زبرجد حصار بہی مشہور تہا از سر نو آبادی ہوئی

صاحبقران نے چند روز کے بعد اسمر سے مرنجسم کی طرف کوچ کیا لشکر گردون زمین
خونخوار منزل مقصود کی سمت راہی ہوئی۔ صاحبقران نے بطریق امتحان ایک مرد واجب القتل
کو اس زمین بلاخیز میں بہیجا جس وقت اس نے زمین میں قدم رکہا فی الفور ایک
خار صحرائی جسکی نوک سنان نیزہ سے بہی زیادہ تر تیز تہی اسکے کف پا میں لگی
اور پشت پا سے صاف گذر گئی تا وقتیکہ اس مجروح کی روح نے مفارقت نکی
زخم پا سے خون بہی رکا طرفہ تر حیرت کی یہ بات تہی کہ وہ خون اسی وقت اسطرح
زمین میں جذب ہوگیا کہ نشان تک باقی نہ رہا اور دو چار لمحے کے بعد اسکے پوست
و استخوان مثل سرمہ دشت کی خاک میں مل گئے۔ بعد ازان خاک میں سے ایک گل سرخ
پیدا ہوا

صاحبقران نے لوح کو دیکھا یہ عبارت لکھی تہی یا صاحبقران عالیقدر یہ طلسم کہ گل
سرخ سے متعلق ہے اس طلسم میں اور طلسمات کی نسبت بیشتر تکلیف روبکار ہوگی
تم ایک فرسنگ شمال کی طرف جاؤ وہان ایک درخت سرخ رنگ دیکھوگے اس خنجر یاقوت

زیر درخت نقب کہود نا جو جبل الصفا سے تحفہ ہاتھ آیا ہے۔ بخز وات مبارک اور کسی
جن و بشر سے نقب نہیں کہدنے کی۔ جب آٹھہ سو پچاس قدم شماری موافق اعداد
مریخ انتہائے نقب پہونچے۔ زمین کا پردہ چاک کرنا بعد نقب سے باہر نکل آنا۔ بر وقت
نکلنے نقب کے ایک خوک سرخ رنگ قوی ہیکل و دراز دندان تم پر حملہ کریگا اسی خنجر یاقوت
سے خوک کو بہی ہلاک کرنا بعد از ان وہان سے روانہ ہونا رفتہ رفتہ ایسے مقام پر
پہونچوگے کہ ایک مرد خونخوار سر بپوش سر پا مسلح صحرا مین خوک چرا رہا ہوگا
وہ پوچہیگا تو کون ہے تم کہنا۔ مین مرد سپاہی روزگار کا متلاشی ہون وہ کہیگا
اے مرد مجہسے سو خوک لے اور انکو جنگل مین چرا مین اجرت مین ایک من گوشت
آدم اور ایک طاس خون ہر روز تجہے دونگا۔ تم جواب دینا مرد سپاہ پیشہ کو خوک چرانے
سے کیا نسبت۔ وہ کہیگا یہان اکثر سپاہی خوک بانی کرتے ہین تجہہ مین کیا فضیلت ہے
تم کہنا مین ان سپاہیون سے عالی مرتبہ ہون۔ اگر تجہے باور نہین مجہہ سے فنون سپہ گری
مین امتحان کرلے پہر تجہے میرا راست و دروغ ظاہر ہو جائے گا۔ وہ مرد خوک بان
حرب و ضرب کو مستعد ہوگا مگر اسکے بدن پر شمشیر و نیزہ کی ضرب کارگر نہین ہوتی
ایک لحظہ اس سے شمشیر بازی کرنا بالآخر دست و گریبان ہو جانا وہ دیر تک
ہشت و مشت کرتا رہے گا۔ جب بست و پا مین مقابلہ کی طاقت نہ دیکہے گا گریز کریگا
تم اس سے کچہہ سروکار نہ رکہنا دو ساعت کے بعد وہ آجائے گا لیکن جب بار سوئم
تمہارے روبرو سے بہاگے اسکے عقب مین ہو لینا۔ وہ ایک گنبد کے اندر جا کر ایک
تیغ آبدار لاویگا اور کہے گا۔ اب مین بہی تیری شمشیر کا جواب لایا ہون۔ تم پوچہنا
اصل مین یہ شمشیر کسکی ملک ہے۔ وہ جواب دیگا میری ملک خاص ہے۔ کہنا۔ یہ بات

تو غلط کہتا ہے۔ غور سے دیکھ کہ تیرا نام سفاک الدم ہے۔ اور شمشیر کے قبضہ پر
دوسرا نام کندہ ہے۔ اب تیری دروغگوئی صاف ظاہر ہو گئی ہے۔ میں تجھے ضرور
قتل کرونگا۔ آگاہ ہو وہ شمشیر شعشہ خورشید ہی نام بانیان طلسم نے خاص
تمہاری ذات مبارک کے واسطے طلسم میں امانت رکھی ہے۔ اس خاصیت کی شمشیر ہے
کہ سنگ خارا میں بھی بند نہیں ہوتی۔ دوئم یہ صفت ہے کہ اگر کوئی حریف بمکر و فریب
اس شمشیر کو لیجاوے۔ ہزار سے ایک موئے سر بھی قطع نہیں ہوتا۔ باقی خواص
عند الذکر بیان ہونگے۔ بعد قتل ہونے سفاک الدم کے وہ غوک خودبخود گم ہو جاویگا
وہاں سے پیشتر روانہ ہونا شام کے وقت ایک شہر کے قریب پہنچو گے جسکے
زیر فصیل ایک نہر خون نہایت عریض جاری ہو گی اور نہر کے کنارہ پر ایک درخت
عالیشان عظیم البنیان ہوگا درخت کو مع بیخ کندہ کرنا اور نہر کے دونوں کناروں
پر مثل پل رکھدینا۔ بعد ازاں اس پل پر سے اس طرف نہر کے گذر جانا زیر قلعہ
ایک پیر زال بلباس سرخ مع ایک طفل معصوم اندوہناک بیٹھے ہونگے
اس پیر زال سے پوچھنا۔ اول اس نہر میں آب زلال تھا۔ اور اب بجائے خود
نہر خون معلوم ہوتی ہے۔ یہ کیا اسرار ہے۔ پیر زال جو سرگذشت بیان کرے
بگوش جان استماع فرمانا اور اسی مقام میں لوح کو دیکھنا والسلام

صاحبقران ایسے سفاک الدم کو قتل کرکے بعد عبور نہر زیر قلعہ پہنچے
اور پیر زال سے نہر کا حال پوچھا۔ پیر زال نے کہا۔ اے جوانمرد تو کیا پوچھتا ہے
اس شہر کا جلاد سرخ چشم بادشاہ ہے اور اسکے بارہ سردار ایسے جلیل القدر
ہیں کہ ہر ایک سردار ہزار سوار اور بارہ ہزار گاؤ اور گاؤمیش اور بز و گوسفند

کا مالک ہے۔ تین دن سے بادشاہ شہر نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ صبح کے وقت شہر بانو
اپنے سلاح لعل نگار۔ ایک کرسی پر رکھدیتا ہے اور سرداران دربار سے کہتا ہے کہ
تم ان اسلحہ کو اپنے قامت پر لگاؤ جسکی قامت پر میرے سلاح درست آجاوینگے
وہی سردار میرا نائب سلطنت ہے ورنہ اُسکو اپنے ہاتھہ سے قتل کرونگا۔ عجب حیرت کی
بات ہے کہ وہ سلاح کسی سردار کے قامت پر درست نہیں آتے اور اس علت مین
تین دن سے ہر شہر سے ایک سردار مع ملازم وسواشی قتل ہوتا ہے۔ اُنہین مقتولون کے
خون سے نہر کا پانی سرخ رنگ ہوگیا ہے

صاحبقران نے لوح کے حکم سے پیرزال کے فرزند کو جسکا اسفند جبلی نام تہا شہر کی حکومت
کا مژدہ دیا اور خود شہر مین آیا اور ہر کوچہ و بازار کا سیر و تماشا دیکھتا ہوا
بادشاہ کے دربار مین پہونچا۔ بادشاہ نے حسب معمول سردار چہارم سے کہا کہ آج
تو ہمارے سلاح اپنے قامت پر لگا۔ اُس نے سلاح لگائے۔ جب بدن پر درست نہ آئے
جلاد سرخ چشم سردار مذکور کو نہر کے کنارے پر لایا اور بدست خود قتل کیا انکا
وہی خنجر زمین پر نصب کردیا۔ صاحبقران نے دیکھا کہ ہر طرف سے گلہ گلہ گاؤ و اور
گوسپند وغیرہ حیوان لب نہر آتے تہے اور حلق اپنا اُس خنجر پر ان سے ملتے تہے۔ جب
حیوانون کی نوبت گذر چکی اُس سردار کے ملازم و خدمتگارون نے بھی اپنے کو
خنجر سے ذبح کیا اور خون اُنکا نہر مین داخل ہوا۔ بعد ازان جلادونے نہر کے کنارے
پر مجلس جشن آراستہ کی اور اُنہین مقتولون کا گوشت تمام خلائق شہر کو کہلایا اور
نہر کا وہی پانی خون آلود پلایا

صاحبقران نے حسب ہدایت لوح وہ شب پیرزال کے گہر مین گذاری کہ ایک دیو

مع اپنے پسر کے تمام شہر مین مسلمان ہوا اور دوسرے دن صبح کے وقت بہر دیوان
سلطان مین گیا اور کہا اجازت دے کہ مین تیرے سلاح اپنے جسم پر لگاؤن اُسنے
اپنی شرط سُنائی اور اسلحہ لگانے کی اجازت دی۔ صاحبقران نے جو اسلحہ لگائے یہ
معلوم ہوا کہ گویا خاص جسم صاحبقرانی کے واسطے بنے تہے صاحبقران نے جلاد سے
فرمایا اب کسی اپنے سردار یا پہلوان کو مجہسے حرب کرنے کا حکم دے۔ ایک سردار تیمور خان
صاحبقران کو نظر تیز سے دیکہ رہا تہا۔ اُسنے جلاد سے حرب کی رخصت لی اور شمشیر غلاف سے
نکال کر روبرو آیا۔ صاحبقران نے بآسانی شعشہ خورشیدی سے تیمور خان کو قتل کیا
الماق خان وزیر نے جلاد سرخ چشم سے کہا چشم غور سے دیکہ کہ تمام آثار صاحبقرانی
اور اطوار طلسم کشائی اس دلاور کے قیافہ و بشرہ سے ظاہر ہین بلاشبہ ایسی جوانمرد
نے سفاک الدم کو قتل کیا ہے ورنہ شعشہ خورشیدی اُسکے ہاتہہ نہ آتی بہر حال
تجہے بہی ایسے عالی مرتبہ کی اطاعت قبول کرنی واجب ہے۔ جلاد نے صاحبقران سے کہا
اے جوان دلاور اگر تو ابلیس پرست ہوتا مجہے اطاعت مین کچھ عذر نہ تہا صاحبقران
نے فرمایا مین لعین ابلیس کو ملعون جانتا ہون۔ جلاد نے اس بات سے برہم ہو کر ایک
ضرب شمشیر صاحبقران کے فرق مبارک پر لگائی۔ صاحبقران نے اُسکی ضرب کو خالی دیا
اور بجواب اُسکے ایک ہی ضرب شعشہ خورشیدی سے جلاد کا کام تمام کر دیا۔ اہل
دربار صاحبقران پر ہجوم لائے۔ صاحبقران نے اُنکو لوح دکہائی:۔ بہ مجرد اس عمل
کے اُنمین کشت و خون شروع ہوا۔ جب نصف سے زیادہ اشخاص معرض قتل
مین آئے بوقت غروب آفتاب بقیۃ السیف نے اسلام قبول کیا۔ صاحبقران نے
تیمور خان کے فرزند اسفند جنی کو اُس شہر کی حکومت دی اور الماق خان کو بدستور وزارت

پر مقرر رکھا - اس شہر مین ہزار سلاح لعل نگار امانت رکھے ہین - صاحبقران نے وہ اسلاح اسفندجنی اور الماتق خان کی تحویل مین دیئے

صاحبقران وہان سے اپنے لشکر مین آیا - اب زمین خونخوار کی علامت بالکل دفع ہوگئی تہی - صاحبقران نے رفقا سے پوچہا - اس مرحلہ مین خوکان طلسم ہمسے رخصت ہونے کو نہ آئے - ابو الخیر نے کہا ثابت ہوتا ہے کہ خوکان طلسم کا سردار مرتا ہے ورنہ وہ حضور کی بے رخصت بیابان سبع سباع کو نہ جاتے

صاحبقران وہان سے شہر زمویہ مین آیا - جو مرحلہ پنجم کا دار الحکومت تہا جمشید ملعون تیغ زن تمام نقد و جنس اور فوج و دیگر مردم کو اپنے ہمراہ لے گئے تہے - فقط چند مردمان ضعیف و ناتوان شہر مین باقی رہ گئے تہے - صاحبقران نے از سر نو شہر کو آباد کرایا اور وہان کی صوبے داری سعید بن اسعد کو عنایت فرمائی

اب کچہہ حال جمشید کا بیان کیا جاتا ہے جو سپہر دہر کی تحریر کے مطابق قلعہ سور النحاس کی مہم سے فرار ہوا تہا - جب وہ کوہ رازلی مع لشکر کو چشمان شہر زرین حصار کے قریب ہونچا پیرو ہر تیہ سیاف خونریز سالار کو جمشید کے استقبال کے واسطے بہیجا سیاف خونریز نے بعد ملاقات جمشید سے پوچہا - یا صاحبقران لشکر اشرار النجب اعدا ایک آنکہہ تمہاری کسطرح کور ہوئی - جمشید نے مشرع عیار کی عیاری کا حال بیان کیا - سیاف خونریز جمشید اور ندالہ کو باعزاز شہر مین لایا - بحر الریا نے چند روز جمشید کی دعوت شاہانہ کی اور ایک شب اثنائے صحبت مین کہا - اے فرزند ہوا فق مضمون اشرالمرنامہ سامری تجہے زمین شقاقیہ مین طلسم کشا سے مجاربہ کرنا چاہیے - دو سرے دن جمشید نے خود یا توت مع ہاپوشش و نال سر پہ رکہا اور ایک لاکہہ پچاس ہزار

سردار اور مبارزان آزمودہ کار کی جمعیت سے زمین شقاقیہ کی طرف روانہ ہوا اِس طرف سے صاحبقران بھی کوچ بکوچ موضع شقاقیہ کیطرف آتا تھا تاحدیکہ دونون لشکرون کے خیمے بالمقابل نصب ہوئے

صاحبقران اکبر نے پیروہر اور جمشید کو اس مضمون کا نامہ لکھا - اَلحمدُ لِرَبِّ راس الشیاطین دجال طلسم جمشید لعین ہم بنظر اتمام حجت لکھتے ہین کہ تم خدائے برحق کو لاشریک معبود حقیقی سمجھو اور اپنے دین باطل اور مذہب شیطانی سے باز آؤ بجائے خود غور کرو کہ پروردگار عالم نے مجھے وہ مرتبہ صاحبقرانی اور دبدبہ سلیمانی عطا فرمایا ہے کہ تمام اشرار و کفار طلسم تیغ جہانگیر کے طعمہ ہوئے اور جو باقی ہین وہ فضل الٰہی سے فنا ہونگے - اے شیخ بیحیا اِس جمشید ملحد بدخشم کی قوت بازو پر نازان نہ ہو یہ وہی ملعون بے عزت خدا ناشناس ہے جس نے اِسی طلسم مین ہر قابلیتین پائین اور یقین ہے کہ آئندہ زیادہ تر ذلیل و رسوا ہو

شہر یور تیغ زن اسعد صندلی پوش کا ایک سردار عمدہ خدمت رسالت پر مامور ہوا - اُس نے لشکر کفار مین جاکر خاص پیروہر کے ہاتھ نامہ دیا - پیروہر نے خود بھی نامہ کو دیکھا اور جمشید کو بھی دکھایا مضمون نامہ سے جمشید کی نظر مین زمین و آسمان سیاہ ہوگیا اور اِس زور سے شہر یور کے کلہ پر ایک تپانچہ مارا کہ اُسکو غش کی نوبت پہونچی - شہر یور نے آن حالت بے خودی شمشیر عدو شکار غلاف سے نکال کر جمشید پر حملہ کیا یہ دیکھ کر تمام اہل دربار تیغ و خنجر شہر یور کے گرد جمع ہوگئے - ایک عیار نے صاحبقران کو اِس ہنگامہ کی خبر کی - صاحبقران نیمچہ دیوکش ہاتھ مین لیے سمند خدنگ جہان پیما پر سوار ہوا - اسعد صندلی پوش اور ہرمز خان اسپہ سالار لدہر

ابو الخیر جنی اور ساقلع قلعہ دار اور صالح جنی بھی افتان و خیزان عقب مین روانہ ہوئے
ابو الخیر نے کہا صدق الحکیم۔ یارو آگاہ ہو کہ اس سرزمین مین بالکل آج ہی صاحبقران
مجروح ہوگا تم بھی جلد پہونچو۔ یہان صاحبقران جمشید کی بارگاہ مین آیا اور اہل بارگاہ
کو زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا۔ جمشید نے جو سنا کہ معز الدین تنہا بارگاہ مین یہ بیداد کرتا
ہے۔ بہ تعجیل تمام سلاح جنگ و یراق پہلوانی قامت پر لگائے اور خود و کفش سر پر
رکھا اور صف شکن ہاتھ مین لیکر ہنگامۂ جنگ مین آیا اور بآواز سخت و بلند
کہا اے معز الدین ہوشیار باش سرد مقابل تیرا آپہونچا۔ ہنوز صاحبقران جمشید
کیطرف متوجہ نہوا تھا کہ اُس نے وہ حربہ صف شکن بدو دستی صاحبقران کے
سر پر مارا۔ صاحبقران باعزاز سپہ گری سپر کی پناہ مین اس طرح غنچہ ہوگیا کہ کوئی
عضو نظر نہ آتا تھا۔ حاضرین مین سے کہ کے صف سے بے اختیار صدائے تحسین و آفرین نکلی اور
ہر فرد بشر نے صاحبقران کے جوہر سپہ گری کی داد دی۔ لیکن جمشید مردود نے دانستہ
ضرب لگانے مین توقف کیا۔ صاحبقران نے جو دیکھا کہ اِس کافر نے صف شکن کی ضرب
نہ لگائی سپر سر سے اُتار لی۔ جمشید جو اسی وقت کا منتظر تھا اُس نے اِس قوت سے وہ صف شکن
صاحبقران کے فرق مبارک پر مارا کہ اگر کوہ آہنی بھی ہوتا اُس ضرب سے سرمہ ہو جاتا
گو صاحبقران نے بار دگر سپر سے صف شکن کی پناہ کی پھر بھی اُن حربہائی غیر کی
اُن ضربہا جو صف شکن مین لگے تھے چند جائے جسم نازنین مین پہونچی۔ از انجملہ ایک
زخم خنجر اسقدر کاری سر پر آیا کہ حواس پراگندہ ہوگئے۔ مگر باوجود ایسے
زخم شدید کے توسن برق خرام کو تازیانہ مارا اور جمشید کے مقابل آیا جمشید بار دگر
وہی صف شکن سر پر مارا چاہتا تھا کہ صاحبقران نے بزور بازو ے صاحبقرانی اُسکے

ہاتھہ سے صف شکن چھین لیا - بعد ازان وہی حربہ اِس ضرب سے یکبارگی جمشید کے سر ناپاک
پر مارا کہ حربہائے مختلف سے بدن اُس کا غربال کی مانند مشبک ہو گیا اگر خود و سپر نہ ہوتا زمین
کا پیوند ہو جاتا بے اختیار جمشید کے موہنہ سے ہائے نکلی اور ایک حالت بیخودی مین پشت
مرکب سے گرا - حاضرین معرکہ بمشکل تمام جمشید کو خیمہ مین لائے

شیخ نجد الریا نے جو اِس حالت مجروحی و بیہوشی مین جمشید کو دیکھا بجز اِسکے کوئی تدبیر
بن نہ آئی کہ باین فتح قاہرہ اور سامان جنگ ایسا بے محابا بھاگا کہ شہر زرین حصار تک
کہین دم نہ لیا - سیاق دبیر نے دل مین کہا اِس جوان عالیقدر کے طلسم کشا اور جبار
روزگار ہونے مین کچھ شبہہ نہین - پس بیر دبیر کو ترک کیا اور بخلوص عقیدہ صاحبقران
کی خدمت مین حاضر ہوا - صاحبقران نے ایک خلعت فاخرہ اُسکو عطا فرمایا - ملک فیروز
سیاق دبیر کا نائب اور بیلی حصار کا حاکم جو صاحبقران کے پاس مقید تھا اُس نے جو سنا
کہ میرا منیب مسلمان ہوا ملک بدران اور ملک ثاقب کو کہلا بھیجا کہ تم مجھے صاحبقران
کی ملازمت کے واسطے لے چلو مین مسلمان ہوا چاہتا ہون - ملک بدران نے ملک فیروز
کو زندان سے بلا کر صاحبقران کی خدمت مین حاضر کیا - ملک فیروز نے قدم مبارک کو بوسہ
دیا اور بصفائے دل مسلمان ہوا

اِن کامون سے فارغ ہو کر صاحبقران نے اصفر حبشی کا جگر و تخم جو نار حبلی کے کہانے سے
شل یا فوت ہو گیا تھا اپنے بدن کے زخمون پر ملا اور محفل جشن و سرود آراستہ کی اور
اُس محفل کو جشن فیروزی خطاب دیا

جس وقت پیر دبیر بقصد جنگ و پیکار زرین حصار سے باہر نکلا اور صاحبقران کے مقابل
صف آرائی کی - رئیس الابرار نے بھی لشکر صاحبقرانی کے آمادہ ہونے کی [illegible]

وزیر تدبیر روشن ضمیر سے کہا کہ اب تم بھی اپنے مکان سے باہر نکلو اور اگر ممکن ہو صاحبقران کے لشکر میں چلو۔ یہاں پہ شہر نے خیلوم نام ایک سردار کو دو ہزار آدمی کی جمعیت سے رئیس الابرار کے مکان کا محافظ کر رکھا تھا۔ وزیر روشن ضمیر رئیس الابرار کے حسب ایما مکان سے باہر نکلا اور خیلوم مردود سے چند عذر کئے۔ خیلوم نے وزیر کا کوئی عذر نہ سنا۔ آخر وزیر نے ایک تیر جانگیر خیلوم کے سینہ پر مارا کہ پشت سے گذر گیا۔ جو خداپرست جان کے خوف سے ہر ایک جا شہر میں مخفی تھے بمجرد استماع اس خبر کے قاضی اور وزیر کی مدد کے واسطے پہونچے۔ قاضی و رئیس الابرار نے جو فرصت پائی ان اہل اسلام کو لشکر صاحبقرانی میں جانے کی ہدایت کی اور خود مع اپنے اہل و عیال و مال و اسباب قلعہ محفوظیہ کے دروازہ پر پہونچے۔ شارق شاہ نے انکو اندر بلالیا اور اپنی اس غفلت کا عذر کر کے جس سے یہ رہزنی آتش فساد مشتعل کی قاضی سے کہا۔ اب کیا کرنا چاہیے قاضی نے کہا۔ یہی امر تمہارے حق میں بہتر ہے کہ جس وقت صاحبقران طلسم یاقوت کو فتح کر کے شہر زرین حصار میں رونق افروز ہو انکی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی تقصیر و گناہ کا عذر کرو۔

صفر جنی کے جگر کے ملنے سے صاحبقران کے زخم بدن تو مندمل ہو گئے مگر زخم سر نے تکلیف دے رکھی تھی جسکے لئے اصلح جنی نے قدرے مومیائی اور مرہم دیا جو حکیم قسطاس الحکمت نے اسی وقت کے واسطے عنایت فرمایا تھا۔ خدا کی قدرت سے مومیائی اور مرہم سے ایک ہی دن میں صاحبقران کے زخم کا نشان تک باقی نہ رہا۔ صاحبقران وہان سے شہر زرین حصار کیطرف روانہ ہوتا تین منزل کوچ کیا تھا کہ ایسے ایک کوہ عظیم الشان سر بفلک کشیدہ کے پاس پہونچے جسکا قلعہ نزدیک ثریا تک پہونچا تھا اور کمر منطقۃ البروج سے ہمدوش

تھی۔ شعاع کے وقت صاحبقران نے اُس کوہ فلک نشان پر ایک سرخی مثل شفق روشن تجلی
دیکھی۔ ابوالخیر نے کہا۔ یا صاحبقران یہ اکبر طلسم ہر برج یاقوت کی یہی علامت ہے۔ کیونکہ چار جانب
شہر کے اسی شان کے کوہ بلند و سر کشیدہ ہیں اور ہنگام غروب آفتاب اسی رنگ کی
ہر ایک قلعہ کوہ پر سرخی روشن نظر آتی ہے۔ مینے یہ حال سنا ہے کہ جو شخص طلسم کی حد
سے بیشتر قدم رکھتا ہے آتش طلسمی اُس طرف سے بطریق استقبال آتی ہے اور اُسکے
گرد و پیش محیط ہو جاتی ہے۔ اسی آتش طلسمی کے وہ ہوئیں کہ حکمائے پیشین نے بانیان
طلسم نے آتش سے جدا کیا تھا اور اُس سے بہین کا عیاسی نے طلسم باندھا تھا جسکو حضور نے
طلسم رمل سے اوس دفع کیا۔ صاحبقران کو آتش طلسم کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور
چند نفر مرزبان مع اجب القتل کو ہمراہ لے کر اُس کوہ کی طرف نہضت کی۔ جب کوہ کی
طرف ایک فرسنخ راہ طے کی ایک سطح زمین اس قدر روشن و شعشع دیکھا جسکی خاک
کا رنگ بعینہ طلائے خالص کی مانند تھا اور اُس طرف سے زمین شعشع کے ایک خندق
نہایت عریض پر از آتش تھی بلکہ ایک پل بھی اُسی ترکیب کا طلا خندق پر بنا تھا
صاحبقران نے اُن اسیروں کو پل سے خندق کے اُس طرف جانے کا حکم دیا اور
اجل رسیدوں نے ہنوز قدم پل پر رکھا تھا کہ صدائے شور و غل مثل شور محشر اُس خندق
آتشی اور زمین شعشع سے بلند ہوئی۔ جب وہ اسیر دو چار قدم اندر پل پر گئے
صاحبقران نے دیکھا کہ خندق میں سے ایک قلعہ آتشین نمودار ہوا جسکے سات برج تھے
اور ہر برج میں حیوانات طلسم سبع سیلع میں سے ایک حیوان با قامت انسانی
گرز آتشی ہاتھ میں لئے ہوئے موجود تھا۔ اُس قلعہ آتشین نے بطریق استقبال
اُن اسیروں کی طرف حرکت کی۔ جب اسیر قریب تر پہونچے قلعہ کا دروازہ کھلا اور

چند آدمی ہیبت صورت سر سے پا تک شعلہ آتش باہر نکلے اور اُن اسیرون کو دست بستہ
قلعہ کے اندر لے گئے۔ بروقت داخل ہونے اسیرون کے قلعہ کا دروازہ بند ہو گیا اور
جسطرح قلعہ آتشین بڑہا تہا اُسی طرح اُس نے رجعت کی اور طرفۃ العین مین نظر سے غائب
ہو گیا۔ خندق آتشین اور زمین ہشتعشع بہی ہیئت اول پر ہو گئی۔ صاحبقران نے فرمایا۔
معاذ اللہ اس صعوبت کا ہولناک و بلاخیز کوئی طلسم میری نظر سے نہین گذرا۔ وہ شب
صاحبقران نے عبادت مین گذاری اور بعد نماز صبح لوح کو دیکہا

روانہ ہونا صاحبقران عالمستان کا مرحلہ چہارم کی طرف اور فتح کر لینا طلسم سبع سباع کا اور حاصل کرنا اسباب صاحبقرانی کا

صاحبقران نے حسب ارشاد لوح ذوجہتین ابوالخیر اور اقلاج قلعدار وغیرہ جن و انسان کو معہ
فوج و لشکر زمین ہشتعشع کے کنارے پر مقام کرنے کا حکم دیا اور ایک اسم جلیل موافق
اعداد برج اسد جو شصت و پنج ہین اپنے اوپر دم کیا۔ ناگاہ اُس پل پر سے اُتر کر خندق
آتشین کے اُس جانب پہونچا۔ کیا دیکہتا ہے کہ وہان کی زمین سطح آب کی مانند صاف
اور عکس پذیر ہے۔ طرفہ تر یہ کہ زمین کے اندر ایک طرف اشکال مہیبہ جمع ہین اور
دوسری جانب بیشمار مردمان خوش شکل و خوش وضع ہر ایک کام مین مشغول و سرگرم
نظر آئے۔ مردمان خوش ظاہر آداب بجا لائے اور بالاتفاق فتح طلسم کی مبارکباد
دی اور کہا ہم منتظر دیر سے تہے آج ان اعمال سے گو تو طلسم کشا ہے۔ لیکن اس طلسم سے
تیرا زندہ جانا مشکل ہے۔ صاحبقران نے خرقہ صاحبجمال کا سلاح لیا اور اشکال

ہبہ کو نیمچہ دیوکش اور مرات الغیب دکھایا۔ بمجرد دیکھنے نیمچہ دیوکش اور مرات الغیب کے اُنھوں نے
اسقدر ماتم و نوحہ کیا کہ بیہوش ہو گئے اور حالت بیہوشی مین ہر ایک کے دماغ سے
ایک جوئے خون جاری ہوئی۔ اسی طرح تمام اشکال مہبنا بود ہوئین اور قاعدے کے موافق
قلعہ آتشین نے صاحبقران کے استقبال کے لئے حرکت نہ کی۔ صاحبقران باستقلال تمام
زیر فصیل آیا اور دیکھا کہ وہ قلعہ طلائے احمر کا ہے اور فصائل و برج مین ریزہ ہائے یاقوت
نصب ہین اور ہر برج کے اندر جو شمار مین بارہ تھے ایک نازنین آفتاب جمال ایک
ایک چتر یاقوت نگار ہاتھ مین لئے ہوئے بیٹھی تھی اور ایک کنیز ہر دو اُس نازنین
چتر دار کو گلاس یاقوت مین شراب زعفرانی پلا رہی تھی اور قلعہ کے ہر برج مین ایک
نہر مثل نہر سلسبیل ایسی پاکیزہ و مصفا جاری تھی جسکی تہ مین بجائے سنگریزہ یاقوت
رمانی جلوہ گر تھے جس وقت نازنینان چتردار نے صاحبقران کو دیکھا اپنا اپنا
چتر زمین مین نصب کر دیا اور خود وہان سے روانہ ہوئین۔ اُنکے چلنے کے بعد
تمام کنیزون نے ایک ایک خوان یاقوت رمانی کا برج سے اُس نہر کے اندر پہینکا
بروقت پہینکنے خوانون کے نہر کو فلک ہشتم کا مرتبہ بہم پہونچا۔ یعنی شعلہ یاقوت
کے بارہ دائرے نہر سے متصاعد ہوئے اور اُن دائرون نے آسمان پر قوس قزح
کی شکل پیدا کی اور قوس کا رنگ شفقی ہو گیا۔ انگاہ وہ شفق مجلی قلعہ کے چار طرف پہیلی
علاوہ ازین دونو طرف نہر کے کنارون پر تا سر نخلستان تہا اور ہر نخل
کی بیخ طلائی تہی اور برگ و ثمر یاقوت کی مانند سرخ رنگ مثل ستارہ چمکتے تہے
ایکطرف نخل کے درختون پر جانوران سپید رنگ جنکے پر و بال کی سپیدی بعینہ
نقرہ مصفّیٰ کی طرح مجلی تہی عجیب عجیب زبان مین گویائی کر رہے تہے اور

دوسری جانب مقابل مین ہر شجر پر مرغان سیاہ رنگ جمع تہے۔ اب جو صاحبقران
نے قلعہ طلائی کو غور و امتیاز سے دیکہا دروازہ پر تین پریزادین حور وش خورشید
طلعت تخت خورشید نگار پر متمکن تہین۔ ایک کے روبرو آئینہ یاقوت اور دوسری کے
آگے شانہ یاقوت رکہا تہا اور تیسری کے روبرو ایک چیز یاقوت نصب تہا اور
صدہا خواصین ہاتہہ دست خدمت باندہے گرد و پیش استادہ تہین اور بعض
رومال سے مگس رانی کر رہی تہین۔ صاحبقران کو اِس تماشائے حیرت افزا سے کمال لطف
آیا۔ جس وقت اُن پریزادان تخت نشین کی نظر صاحبقران پر گئی اُنہون نے اپنے
اپنے ہاتہہ سے ایک ایک خوان یاقوت نہر مین پہینکا اور اُنکی خواصون نے بالاتفاق
فریاد کی۔ اے جوان نامحرم تو کون ہے جو ایسے مکان غرائب نشان مین آیا جہان
فرشتے آفتاب بہی نہین پہونچتی۔ جسقدر دانہائے یاقوت لینے منظور ہون نہر سے
لے اور برائے خدا یہان سے چلا جا۔ آگاہ ہو نگہبان طلسم دیو شیر زہان نام ہے
اگر خدانخواستہ تیرے یہان آنے کی خبر اُس تک پہونچی پہر وہ تجہے اور تیرے ساتہ
ہمین بہی عذاب سے قتل کریگا۔ بلکہ ہر درخت کے جانور بہی اپنی اپنی زبان مین
اُس وقت سے فریاد و زاری کرتے ہین اور بعض جانور بزبان انسان کہتے ہین
اے جوان بے رحم یہ پریزادین کلمہ حق کہتی ہین تجہے اِن مظلومون کے حال پر رحم
کرنا چاہیے

اِس گفتگو مین ایک ابر سیاہ آسمان پر پیدا ہوا اور ابر مین سے برق خاطف
کی مانند آواز آئی اور ایک دیو مینار قامت خندہ زنان شورش کنان وہان
پہونچا۔ راوی کہتا ہے کہ اُس دیو کے ہنگام خندہ چار طرف سے ایک شعلہ آتش پیدا

ہوتا تھا اور وہ شعلہ صاحبقران کے قریب آتا تھا۔ لیکن صاحبقران نے لوح کے حکم سے
اول ہی اپنے گرد دائرہ کشی کی تھی اور وہ شعلہ آتش دائرہ کے قریب آکر خود بخود دفع
ہوجاتا تھا۔ دیو شیر دہان نے اُن پریزادوں کو تہدید کی اور کہا۔ آہ بیحیاؤ اگرچہ تم
بے تقصیر محض ہو لیکن اب تم کو ایک مرد نامحرم نے دیکھ لیا اجرم تمہارا قتل کرنا واجب ہے
اول اس جوان بے ادب کو گوشمالی دے لوں پھر تمہاری بے حیائی کی سزا دونگا۔ صاحبقران نے
اس خلقت عجیب کا دیو دیکھا کہ شیر دہنی کے سوا سر سے پا تک انسان کی ترکیب تھی اور
تمام بدن خرس کی مانند پر پشم تھا اور ہر موئے پشم میں ہزار ہزار داغ طلائی ہے تھے صاحبقران
عالیقدر نے لوح کے حکم سے ایک اسم جلیل بیکان تیر پر دم کیا اور وہ تیر اس ضرب سے
دیو شیر دہان کے سینہ میں مارا کہ پشت ناپاک سے در گذر یا۔ بر وقت ہلاک ہونے دیو کے
ایک شیر سرخ رنگ زندہ دیو کے شکم سے نکلا۔ صاحبقران نے اسکو نیمچہ دیو کش
سے مارا۔ شیر کے گرتے ہی ایک سیاہ گوش شیر کی مقعد میں سے نکلکر صاحبقران پر حملہ آور
ہوا۔ سیاہ گوش کی دم صاحبقران کے ہاتھ میں آگئی اور گرد سر چرخ دے کر اس زور سے
زمین پر مارا کہ نقش زمین ہوگیا۔ ایک شعلہ آتش سیاہ گوش کے جسم مردہ میں سے
نکلا اور تمام اجساد ناپاک انکے اس شعلہ میں جلکر خاکستر ہوگئے

اب جو صاحبقران نے قلعہ کیطرف نظر کی قلعہ کو بحال خود دیکھا۔ مگر ان جانوران
درخت نشین کے چہرے بعینہٖ بشکل انسان نظر آئے۔ البتہ جسم انکے وہی حیوانی تھے اور
وہ پریزادان تخت نشین مع کنیز و خادمہ ایسی خاموش و حیرت زدہ تھیں گویا قالب
میں جان باقی نہ تھی۔ صاحبقران نے قلعہ کے روبرو جاکر ایک اسم بزرگ پڑھا اور لوح
کو دیکھنے کے [illegible] مراۃ الغیب انکو دکھایا۔ بروقت دیکھنے مراۃ الغیب کے

تمام ہر جوان یک پر پریزادون نے آپ اپنے چتر زمین مین نصب کر دیے اور قلعہ کے دروازہ پر اُن نازنینان تخت نشین کے پاس مجتمع ہو گئین اور اُس وقت ایک حالت سرود و انبساط مین ہر ایک کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا

للہ الحمد کہ شاہنشہ آفاق رسید آنکہ جفتش زدہ حسن بود طاق رسید

اُن تخت نشینون مین سے ایک نازنین سپید پوش نے طنبورہ ہاتھہ مین لے کر نہایت خوش آوازی سے اِس مصرع کو پڑھا

بہ بین کہ آئینہ دار جمال یار منم

اور ہنگام نغمہ سرائی وہ آئینہ یاقوت نگار بار بار صاحبقران کو دکھاتی تھی - اِسی طرح مشکین لباس نے یہ مصرع پڑھا

بدانکہ شانہ کش زلف آن نگار منم

اِس طرف تمام کنیز و خواص اور جانوران اشجار اِس مصرع کی تکرار کرتے تھے

بیا بچشم کنیزان خویشتن بنشین

طلا تار یکی پوش نے کہا

بہ تخت ہر دو نشینند چتر دار منم

صاحبقران کو اُن مہوشون کی نغمہ سرائی اور بیت بخشی مین کمال لطف آیا

شام کے وقت بحکم اُنہون نے گردا گرد کھینچا - پہلو مین جو نظر کی بلا وساطت غیری خود بخود ایک سفرہ ان پر از طعام رنگارنگ موجود پایا - بخواہش نفس کھانا کھایا اور تا صبح آرام سے سویا - علی الصباح جو آنکھ کھلی قلعہ کو اُسی ہیئت سے دیکھا مگر وہ نازنینان شبینہ گم تہین اور نہ اُن جانورون کا نشان پایا اور دروازہ قلعہ کا جو اول بند تہا کھل گیا

اور وہ نہر مثل دریائے ذخار موج زن نظر آئی اور نہر کے کناروں پر دونو طرف صد ہا
کشتیاں موجود تہیں اور ساکنین قلعہ نہر کے اس طرف آتے تہے اور پہر چلے جاتے تہے
اب جو نہر کے سنگریزوں کو بغور دیکہا سنگ سرخ کے ریزے تہے مگر رنگ و شفافی میں
بعینہ ریزہ ہائے یاقوت معلوم ہوتے تہے

صاحبقران نے بحکم لوح ایک کشتی عرشہ نام پر سوار ہونے کا قصد کیا۔ اُس کشتی کے ملاح
نے بطریق مذاق کہا۔ اے جوانمرد تو جو اِس کشتی خاص میں سوار ہوتا ہے مجہے کیا اُجرت دیگا۔
صاحبقران نے ملاح کے کان میں کہا اے مفتوح تو مدت دراز سے سکانہ دختر میر بحر پر عاشق
ہے اور کوئی اہل طلسم تیرے راز سے آگاہ نہیں۔ میں سواری کی اجرت میں سکانہ سے
تیرا نکاح کر دونگا۔ مفتوح ملاح نے صاحبقران کے قدم مبارک کو بوسہ دیا اور کہا الحمد للہ آج
طالع نے مساعدت کی جو مجہہ بندگان عالی کی ملازمت میسر آئی۔ صاحبقران کشتی پر سوار ہو کر
شہر میں آیا۔ مفتوح نے اپنے مقدور کے لائق مہمانی کی

صاحبقران دوسرے دن جاتا ہوا بازار میں آیا۔ کیا دیکہتا ہے کہ ایک شیر مست کے
گلے میں زنجیر طلائی بندہی ہے اور چند شیربان اُس کو بند کیے لیے جاتے ہیں۔ جس وقت
شیر نے صاحبقران کو دیکہا زنجیر کو پارہ کیا اور غرش کنان صاحبقران کی طرف متوجہ
ہوا۔ صاحبقران نے گرز دیو کش کی ایک ہی ضرب میں شیر کا کام تمام کر دیا۔ شیربان صاحبقران
کو دیوان عام میں لائے۔ بادشاہ نے بسختی زبانی کہا اے جوان تجہکو معلوم نہیں کہ ہر صبح
شیر کی زیارت کرتا تہا۔ اب کس کی صورت دیکہونگا۔ صاحبقران نے کہا تو اپنے شیر کے
عوض میری صورت دیکہا کر۔ بادشاہ نے اس خاموشی پر کہا۔ [illegible]
[illegible] قد و قامت کو دیکہ [illegible]

کہ مین نے دیو شیر دہان کو قتل کیا ہوگا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سرداران عظیم طالع شاہ کے رکن
سلطنت تھے۔ انمین سے تین سردار سبز پوش اور کبود پوش اور سپید پوش تخت کے دست
راست بیٹھے تھے اور تین سردار سرخ پوش و صندلی پوش و سیاہ پوش کی نشست دست چپ
مقرر تھی۔ طالع شاہ نے اپنے سرداران مذکورہ سے پوچھا۔ تمہارے قیاس مین آتا ہے کہ اس
جوان نے دیو شیر پیکر کو قتل کیا ہوگا۔ سرداروں نے بالاتفاق جواب دیا۔ یہ امر ہمارے
قیاس سے خارج ہے۔ طالع شاہ نے کہا۔ اے جوان فولاد ہم جانتے ہین کہ دیو شیر دہان تیرے
ہاتھ سے قتل نہین ہوا۔ مگر چند روز سے ایک مرد طلسم کشا طلسم مین آیا ہے اور اس نے
چار طرف فساد و ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ ہمارے ملازم رات دن اسکی تلاش و جستجو مین حیران
پھرتے ہین۔ ہر گاہ وہ تیری جنس سے ہے تو بھی اس بانی فساد کو ضرور تلاش کرنا۔ اگر کہین
ملجائے ہمین اطلاع دینا۔ خیر مین ہر صبح و شام اپنے شیر کے عوض تیری ہی صورت دیکھا
کرونگا۔ فلان خلوت خانہ میرے مجلس کے قریب ہے اسمین فروکش ہو۔ کسی چیز کی تجھے
تکلیف نہوگی۔ صاحبقران دربار سے خلوت خانہ مین تشریف لایا۔ وقت شب طالع
شاہ تنہا صاحبقران کے پاس آیا اور کہا۔ یا طلسم کشا مجھے حق الیقین ہے کہ طلسم کشا تیری ہی
ذات عالی درجات سے عبارت ہے۔ مگر اس وقت مینے سرداروں کے خوف سے کچھ دم نمارا
اور تجھ سے حجت شرعی کی کیا یعنی کہ بعض انمین کافر مطلق اور ساحر ہین ناحق قصہ کو طول ہوتا
جب طالع شاہ اپنے مجلس مین گیا صاحبقران کے بحکم لوح اس نقب مین داخل ہوا جو
زیر تخت طالع شاہ واقع تھی۔ چند قدم کے بعد ایک صحرائے وسیع مین نکلا۔ نہ بہ دیا ایک
مختصر قلعہ نظر آیا جسکے دور کو ایک اژدہائے آتش فشان زرد رنگ نے محاصرہ کر رکھا تھا
نہ نہ ہو نہہ اژدہا کا عین قلعے کے دروازہ پر تھا۔ صاحبقران نے دور سے ذرات الغیب کو کہا یا

بروقت دیکھنے آئینہ کے اژدہے کے جسم سے آب زرد نکلنا شروع ہوا جسقدر زرد آب پیدا
نکلتا تھا اژدہا حقیر و لاغر ہوتا جاتا تھا اور بار بار سر اپنا زمین پر مارتا تھا۔ اس اثنا میں
ایک طائوس آسمان کیطرف سے آیا اور قلعے کے کنگرہ پر بیٹھ گیا جسقدر اژدہا کے جثہ کو
لاغری ہوتی تھی طائوس قوی ہوتا جاتا تھا جس وقت اژدہا مثل رشتہ باریک ہو گیا طائوس نے
اُسکو نگل لیا اور وہ زرد آب بھی پی لیا بعد ازان اُسی قلعہ مین چلا گیا

ایک ساعت کے بعد قلعہ کا دروازہ کھلا اور ایک مرد خوش شکل مع چند ملازم و خدمتگار
باہر نکلا۔ اُسکے سر پر ایک تاج مثل تاج طائوس جھلکتی تھی۔ اُس نے عرض کیا حضور نے
عنبر مجاہد کو جسنے بشکل اژدہا تمام قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا قتل کر کے اہل قلعہ کو
اُسکے آزار سے آزاد کیا۔ لیکن ابھی ایک اور کافر مفتاح دیو باقی ہے۔ وہ قتل ہو تو بارگاہ
گردون اساس جسکا بارگاہ قبہ یاقوت بھی لقب ہے حضور کی جلوہ افروزی کے واسطے آراستہ ہو
اسی گفتگو مین مفتاح دیو آیا اور نتیجہ دیکھنے سے قتل ہوا۔ صاحبقران نے اُسکی گردن مین سے
صندوقچہ نکال لیا۔ اُسمین سے ایک کنجی نکلی طائوس قلعہ دار جسنے وہ کنجی مخیم جنی داروغہ
فراشخانہ کو دی۔ اُس نے بیرون قلعہ ایک میدان وسیع مین بارگاہ خورشیدی استادہ کی۔
صاحبقران نے اِس شان و وسعت کی بارگاہ دیکھی جسمین دو ہزار کرسی زرنگار اور صندلی
ہائے مرصع کار مثل اور ترتیب سے بچھی ہوئی تھین اسی طرح ہزار تخت فقط ایک پایہ
یاقوت کے تھے۔ ارتفاع اُس بارگاہ گردون اساس کا اسم بامسمی تھا یعنی اُسکا
قبہ یاقوت نگار فلک قمر سے ہمسری کرتا تھا۔ علاوہ وسعت و بلندی اور رونق و
آرائش کے حکیم اسقلینوس الہی نے اُسمین یہ طلسم بندی کی تھی کہ کسی ساحر و عیار کی آتش
و آب اور سحر و نقب کو اُسمین دخل نہ تھا۔ مخیم جنی نے ایک علم جس کا رأیت فلک ارتفاع نام

تہا بارگاہ کے روبرو نصب کیا۔ وہ علم بھی بعمل طلسم اسقدر بلند تہا کہ انتہائی علم تک
نظر انسانی نہ پہونچتی تہی۔ صاحبقران اکبر نے بارگاہ خرشیدی کے اندر تمام شب
معشوقان دلنواز کے رقص و سرود اور رفقائے دمساز کی صحبت مین گذاری اور آخر شب
طاؤس جنبی سے فرمایا۔ تو صبح کے وقت مجہے شہر یاقوت نگار مین پہونچا دے اور اِس بارگاہ
کو فراشخانہ مین رکہدے جسوقت طلب کرون حاضر کردینا

طاؤس جنبی نے ہنگام طلوع آفتاب صاحبقران کو شہر یاقوت نگار مین پہونچا دیا۔ صاحبقران
نے لوح کے حکم سے ایک اسم اپنے سراپا پر دم کیا تاکہ کوئی اہل شہر واقف حال نہ ہو۔ شہر مین
ہر کوچہ و بازار کے اندر یہی شور و غوغا سنا کہ کسی آدم زاد نے حضرت جادو کو بہی جان سے
مارا اور بارگاہ خرشیدی فراشخانہ طلسم سے نکالی۔ جسوقت خلائق شہر نے صاحبقران کو
دیکہا۔ ایک نے دوسرے سے کہا یار یہ جوان یہان موجود ہے۔ ناحق اسپر طلسم کشائی کی
تہمت کی ہے۔ صاحبقران ہر ایک کی گفتگو سنتا ہوا ایوان عام مین آیا سرداران سلطنت یعنی بہار
اور سرخوش نے طالع شاہ سے کہا۔ تم بہی غور فرماؤ کسی بشر جنس کا یہ مقدور و حوصلہ نہین
کہ شہر طلسم مین قدم رکہے۔ بلاشبہہ شک یہی جوان نامزد وار و مفسد اور ہنگامہ آرا ہے
طالع شاہ نے کہا۔ اے صاحبو پروردگار عالم نے جن و بشر کو ایک جوہر عقل عطا فرمایا ہے
تم اِس جوان کے قد و قامت کو نظر غور سے دیکہو اور دل مین سمجہو کہ ایسے انسان حقیر القامت
نحیف الاعضا سے کہین مقدمات طلسم بہی حل ہوئے ہین۔ سرداران خاموش ہو رہے
صاحبقران اُسی خلوتخانہ مین آیا جہان فرو کش تہا اور صبح کو لوح کو دیکہا یہ عبارت
مرقوم تہی۔ یا طلسم کشا آج کی شب پہر اُسی نقب کی راہ سے شمال کیطرف صحرا مین
جاؤ۔ ہر سنگ چند قدم چلکے بعد ایک سنگ سخت نظر آئیگا اُسکو چہوؤگے اور قلعہ کا دروازہ بند ہوگا

زنجیر در ہلانا۔ اندر سے کوئی شخص پوچھے گا تو کون ہے۔ تم کہنا میں طلسم کشا ہوں پھر آواز آئے گی۔ اگر تو طلسم کشا ہے میرا نام بتا۔ کہنا تیرا نام ریواس جنّی ہے۔ پھر وہ پوچھے گا۔ گرزدار دیو کو بھی تو نے مارا ہے۔ تم کہنا۔ صاحبقران گرز رستم کا مالک ابھی ہو گیا اور گرزدار دیو کے آنے کا منتظر ہے۔ پھر قلعہ کے اندر سے آواز نہیں آنے کی۔ ایک لحظہ کے بعد وہ عفریت بدمست یعنی گرزدار دیو بھی غرش کنان اوج ہوا سے تمہارے جنگ کو ضرب کے واسطے پہونچے گا اور بے خبر تمہارے سر پر ایک ضرب گرز اس زور سے لگائے گا کہ اگر کوہ آہنی پر بھی وہ ضرب لگے مثل توتیا ہو جائے۔ بفن سپہ گری ضرب گرز کو بچا جانا۔ بعد ازاں شمشیر شعشعہ خرشیدی سے اُس مرتد کو قتل کرنا۔ بعد قتل ہونے دیو گرزدار کے ریواس جنی بجان و دل مطیع ہو گا۔ تم بھی اُسکے حال پر مہربانی فرمانا اور بارہ گرز رستم کا ... ...

صاحبقران نے موافق اُسکا مضمون لوح قلعہ ریواسی کے دروازہ پر دیو گرزدار کو شعشعہ خرشیدی سے قتل کیا۔ ریواس جنی مع توابعین جو چار سو تھے خدمت میں حاضر ہوا اور باعزاز شاہانہ قلعہ کے اندر لے گیا۔ صاحبقران نے قلعہ میں بخر درختان ریواس کے دوسرا درخت نہ دیکھا۔ گرز رستم زمین و آسمان کے درمیان معلق لٹک رہا تھا۔ ریواس جنی نے کہا۔ یا طلسم کشائے عالی قدر اس گرز کا ہاتھ آنا بھی حضور لوح سے دریافت کریں۔ ورنہ جس وقت حضور گرز کے سایہ میں تشریف لیجاوینگے سر مبارک پر گرز کی ضرب جا پہونچے گی اور گرز بھی اپنی حد سے دس گز زیادہ بلند ہو جاویگا۔ صاحبقران نے لوح کو دیکھا اور لوح کی ہدایت سے ایک درخت کی بیخ میں جسکا شگوفہ زرد رنگ تھا نقب کھودی۔ در اسم خزانان زیر گرز

آیا اور ریو اس حبشی کے تابعین کو ایک چاہ کھودنے کا حکم دیا جس قدر یہ چاہ کھدتا تھا اُسی قدر گرز زمین کی طرف نزول کرتا تھا۔ جب اس گرز کا ال زمین سے بلند رہا اور قریب تھا کہ اُس چاہ میں گرے صاحبقران نے ایسی چُستی و چالاکی کی کہ گرز کو چاہ کے اندر گرنے نہ دیا اور قبضہ اُس کا دست راست میں لیکر تین بار گرد سر چرخ دیا۔ حاضرین معرکہ نے گرز کے ہاتھ آنیکی مبارکباد دی۔ صاحبقران نے گرز کو جو ملاحظہ فرمایا سر سے پا تک جوہر دار تھا۔ اسی طرح اور سلاح رستم نیزہ و خنجر وغیرہ بھی قلعہ ریو اسپیکے دست یاب ہوئے صاحبقران نے گرز رستم پھر ریو اس حبشی کی تحویل میں سپرد کیا اور فرمایا عند الطلب حاضر کردینا بعد ازان خود بدولت و اقبال اُسی نقب کی راہ سے شہر یاقوت نگار میں پہونچے یہاں اس دفعہ تمام شہر میں چرچا ہو رہا تھا کہ دیو گرزدار بھی ہلاک ہوا اور گرز رستم طلسم کشا کے قبضہ میں آیا۔ صاحبقران دیوان عام میں طالع شاہ کے پاس تشریف لایا۔ آخرش سیاہ پوش نے کہا۔ ہمارے زعم میں یہی ہے جو ان طلسم کشا ہے دانستہ یا مصلحتاً لوح یا مہرہ کو کسی حیلے مخفی کر دیا ہے۔ تمہارے اصرار سے ثابت ہوتا ہے کہ تمکو بھی فرقہ خدا پرست سے محبت باطنی ہے۔ خیر ہمارے روبرو اِس جوان سے پوچھو تیرا دین و مذہب کیا ہے طالع شاہ نے صاحبقران سے مذہب کی تحقیق کی۔ صاحبقران نے فرمایا۔ جو خدا تمہارا پیدا کنندہ ہے وہی میرا بھی معبود ہے۔ طالع شاہ نے سرداروں سے کہا۔ اب گوش ہوش سے سنو وہ کیا جواب دیتا ہے۔ اشجع اور زاخرش نے کہا۔ کلمہ حق کہتا ہے۔ طالع شاہ صاحبقران کو دربار سے محل سرا میں لایا

صاحبقران نے اُٹھکر ایک گوشہ میں لوح ذوجہتین کو دیکھا۔ ہدایت ہوئی کہ اسم اعظم جل جلالہ کو بایں اعداد پڑھو۔ صبح کے وقت ایک جانور دراز قد تیرے پاس آویگا۔ اُس جانور

سے کہنا - اے ادہم تو مجھے باغ تحفۃ الحدائق مین پہونچا دے - اُس باغ کا جتنا میوہ
تجھسے کہایا جائے مین تجھے دونگا - ادہم قبول کریگا - تو ادہم جنی کی پشت پر سوار
ہونا وہ تجھے چند لحظہ مین تحفۃ الحدائق کے دروازہ پر پہونچا دیگا - بروقت داخل
ہونے باغ کے ادہم جنی کو کسی گوشہ مین مخفی کر دینا - ایسا نہ ہو کہ اشجار اُسے
دیکھ لے اور ناحق اُسکی جان ضایع ہو - بعد قتل کرنے دیو اشجار کے اُس باغ
کی داروغگی ادہم کو دینا اور خود بدولت و اقبال تحفۃ الحدائق مین داخل
ہونا تو وہان دیو اشجار مع توابعین شراب خواری کر رہا ہوگا - ہر چند اور
دیو باغ تجھے کلمات سخت کہین اور سخت زبانی اپنے مقابلہ کیلئے بلاوین تو ہرگز
اُنکی جانب متوجہ نہ ہونا - براہ راست دیو اشجار کے پاس جانا - اس دیو کی
شناخت کی یہ علامت ہے کہ زرد آلو کی ایک شاخ کج اُسکے سر پر ہوگی سوائے
کوئی حربہ اُسکے جسم پر کارگر نہین ہوتا - تین روز و شب دیو اشجار تجھسے جنگ
گرز و شمشیر اور زور آزمائی کریگا - اُسکو بقوت بازوے صاحبقرانی مغلوب
کرنا اور وہ شاخ جسم سے نکال لینا - اس ترکیب سے وہ دیو ہلاک ہوگا بعد اسکے
لوح کو دیکھنا

صاحبقران موافق تعلیم لوح باغ تحفۃ الحدائق مین داخل ہوا - باغ کو تمام
ثمر و غیر ثمر اور گلہائے زرد رنگ سے آراستہ دیکھا اور ہر درخت کے سایہ مین
ایک ایک دیو ایک ایک [illegible] بغل مین بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے
صاحبقران اول جس درخت کے قریب آیا اُسکا دیو خواب مرگ مین [illegible]
[illegible] دیا - دیو کی [illegible]

آنکھ کھلی اُس نے دیکھا ایک آدمزاد نحیف الجسم کوتاہ قد شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیئے ہوئے تیز تیز
نظر سے دیکھ رہا ہے۔ اُس نے پوچھا۔ اے آدمی دشمن دیوان طلسم شاید اجل
تیری اس باغ میں لائی ہے۔ تجھے معلوم نہ تھا کہ اس باغ کا دارو غہ دیو اشجار ابلیس
پرست ہے۔ اب میرے مقابل ہو دیکھوں کیا حوصلہ شجاعت رکھتا ہے۔ صاحبقران
نے فرمایا۔ دور ہو۔ مجھے تجھ سے کچھ پرخاش نہیں۔ اس حیص و بیص میں تمام باغ کے
دیو باخبر ہوئے گھیر کر صاحبقران کے گرد و پیش جمع ہو گئے۔ صاحبقران نے جو بجز دیو اشجار کے
اور کسی سے جنگ و محاربہ کا مجاز نہ تھا ناچار پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا۔ اے فاتح طلسم جس وقت
دیوان باغ کے ہجوم سے عاجز آوے۔ سرمہ زحل آنکھ میں لگا لینا اور اُس عالم اختفا میں دیو
اشجار کو باغ میں تلاش کرنا۔ صاحبقران نے لوح کو بغل میں رکھا اور سرمہ زحل آنکھ میں
لگا کر غائب ہو گیا۔ اُس دیو صاحب درخت کو صاحبقران کے گم ہو جانے سے حیرت
ہوئی اور کہا یہ کیا اسرار تھا۔ اور دیو نے کہا شاید ہمیں شراب کی مستی میں آئی ہم
سمجھے کہ کوئی آدمی باغ میں آیا ہے۔ صاحبقران چند قدم پیشتر گیا وہاں دیکھا کہ ہر درخت
میں ایک پریزاد حور وش ہوئے سر سے بندھی ہوئی لٹک رہی ہے اور باواز
دردناک فریاد کرتی ہے۔ صاحبقران نے اُن پریوں کو پہچانا کہ یہ وہی پریزادیں
ہیں جنکے ہاتھ میں بالائے قلعہ ایک ایک چتر یاقوت نگار تھا۔ صاحبقران کو اُنکے
حال پر رحم آیا مگر اُس وقت اُنکا حال پوچھ نہ سکا۔ اسی طرح سیر کرتا ہوا دیو اشجار
کے پاس پہونچا اور بہ علامت شاخ سے پہچان لیا اور سرمہ زحل آنکھ سے دہو کر
ایسا نعرہ جگر شگاف مارا کہ تمام باغ کے دیوں کا زہرہ آب ہو گیا۔ دیو اشجار نے
صاحبقران کی صورت دیکھ کر کہا اے آدمزاد نامراد حیرت کی بات ہے کہ تو

باین قد و قامت یہ آواز زہرہ شکن رکہتا ہے۔ اب مین سمجہا کہ تونے ہی میرے بہائی
شیر دہان کو قتل کیا ہے۔ یہ کہہ کر صاحبقران پر حملہ کیا اور تین روز و شب برابر جنگ
آلات حرب اور زور آوری کی۔ روز چہارم صاحبقران نے اشجار کے سینہ پر سوار ہو کر
بقوت صاحبقرانی وہ شاخ کج اُسکے سر سے نکال لی۔ بمجرد نکلنے شاخ کے ایک آتش
مشتعل غیب سے باغ مین پیدا ہوئی اور تمام دیوان باغ کو مثل ہیزم خشک جلا دیا
اُس وقت اس طرح کی تاریکی ہو رہی تہی کہ کچہ نظر نہ آتا تہا۔ جب ظلمت دور و دفع ہوئی
تمام پریزادین بہیئت اجتماع خندان و فرحان صاحبقران کے پاس آئین اور کمال
ادب سے سلام کیا۔ صاحبقران نے پوچہا۔ تم کون ہو اور قلعہ کے برجون مین کس خدمت
پر مامور تہین اور اس باغ مین کس تقریب سے پہونچین۔ پریزادون نے کہا۔ یا صاحبقران
گیتی ستان ہم قوم پریزاد سے ہین اور ہمین قلعہ کے دروازہ کی سرحد پر رہتی۔
جس وقت حضور نے دیو شیر دہان کو ہلاک کیا ہمنے بہی قید طلسم سے نجات پائی اور قلعہ
مین سے اس باغ مین آئین اور دیو اشجار نے ہمین اس حال کو پہونچایا۔ اب حضور اس حال سے
آگاہ ہون کہ اس باغ مین ایک حجرہ کے اندر عجائبات خاص حضور کے واسطے
امانت رکہا ہے جسکا حدیقۃ السفر ہی نام ہے۔ صاحبقران لوح کے حکم سے حجرہ کا قفل
کہولکر اندر گیا۔ وہان تخت پر ایک صندوقچہ رکہا تہا۔ صاحبقران نے صندوقچہ کو کہولا
اُسکے اندر سے ایک کاغذ پارچہ کی مانند تہ کیا ہوا نکلا۔ صاحبقران نے پوچہا۔ اس
کاغذ کو باین حفاظت عجائبات مین رکہنا کیا ضرور تہا۔ اُن پریزادون نے جو آئینہ دار
پری اور مشاطہ پری اور چتر دار پری سے ملقب تہین اور اصل مین الحاذ رمیافیہ
اور افسر بانو انکے نام تہے عرض کی۔ اے شہریار کرم یہ تکمہ جو بطور حلقہ کاغذ کے

وسط مین لگا ہوا ہے اِسمین ایک رشتہ زرین بھی ہے حضور اُس رشتہ کو کھینچین تمام
کاغذ کی تہین کھل جاوین گی اور کاغذ مثل فانوس ہو جاویگا حضور اِس کاغذ کو
سقف مکان یا سقف بارگاہ مین نصب کرا دین پھر علم طلسم سے یہ تماشا دیکھو گے
کہ بعینہ ایک خیمہ بے چوب استادہ ہے جب حضور اُس خیمہ کاغذی مین تشریف لیجاوینگے تمام
جہان کے عجائبات کا تماشہ نظر آویگا۔ صاحبقران نے لوح سے پریزادون کے بیان کی
تصدیق کی بیان اُنکا راست اور بجا پایا۔ لیکن لوح نے حکم دیا کہ اِن عجائبات کا دیکھنا اُس وقت
پر موقوف رکھو جب فتح طلسم سے فارغ ہو اور بارگاہ گردون اساس مین جلوس فرماؤ
آگاہ ہو حکیم سقلینوس نے بذات خود یہ طلسم نہایت محنت سے اختراع کیا ہے۔ اول کسی حکمائے
ماضیہ نے طلسم بدوران نہین بنایا جب یہ طلسم تیار ہو گیا حکیم سقلینوس نے صاحبقران اعظم
یعنی خرشید تاج بخش کو دیا۔ صاحبقران اعظم سفر و غیر سفر ہر وقت طلسم دان کو اپنے
ہمراہ رکھتے تھے اور گلہے گلہے عجائبات کا تماشا دیکھتے تھے۔ بعد ازان یہ طلسم دان
بطریق جہیز ملکہ شمسہ تاجدار کے طلسم سبع سلع مین رکہا گیا اور صاحبقران اعظم نے وصیت کی
کہ یہ تحفہ شہزادہ داماد کی ملک خاص ہے

صاحبقران نے لوح کو آنکھون سے لگایا اور مشاطہ اور آئینہ دار وغیرہ پریزادون سے
پوچھا۔ تم جو اُس روز کہتی تہین بالکہ سارے وسر گاتی تہین کہ آئینہ دار مین ہون اور
مشاطہ مین ہون اِسکے معنی میری فہم مین نہ آئے اور وہ خرشید نگار کون ہے
جسکی تم سیدہ زادہ ہو وہ ہے یہ پوچھ کے اون سبھون نے متفق الکلام عرض کی اے طلسم کشا آج تک ہم نے
اپنی آقا زادی کی مرتبہ کو نہین دیکھا اور نہ اُسکے اصل حال سے واقف ہین کہ وہ کون ہے
لیکن ہم نے یہ سنا ہے کہ برج یاقوت طلسم سبع سلع کا اصل مخزن ہے اور برج یاقوت

میں ایک ملکہ خورشید جمال بلقیس مرتبہ مقیم ہے اور ہم کل پریزاد اُسکی کنیز اور خواصوں
میں داخل ہیں لیکن ہمیں وہاں جانے کی اجازت نہیں

صاحبقران ناچار تنہا باغ کے دوسرے دروازہ سے باہر نکلا اور چند قدم کے بعد اُس
باغ میں پہونچا جسمیں برج یاقوت واقع تھا۔ وہاں پریزادان مہوش اور معشوقان
دلکش کا اسقدر ہجوم دیکھا کہ ہر درخت کے سایہ میں گروہ گروہ اور جوق
جوق پریزادیں جمع تھیں اور عجیب و غریب خوش فعلیاں کر رہی تھیں بلکہ اپنے شغل و اشتغال
میں ایسی مصروف تھیں کہ کسی نے صاحبقران کو سلام تک نہ کیا۔ صاحبقران سیر کرتا ہوا
ایک حوض وسیع کے کنارہ پر پہونچا جس کا طول نیم فرسنگ کا ہوگا اور حوض کے بیچ
میں اس شان کا ایک برج دیکھا گویا ایک پارچہ یاقوت سے بنایا تھا اور چند زنگی بچے نہایت خوشحالی سے
حوض میں شناوری کر رہے تھے۔ جس وقت ان زنگی بچوں نے صاحبقران کو دیکھا ایک زنگی
بچہ حوض سے باہر نکلا اور کہا اے جوان اگر تو فی الحقیقت طلسم کشا ہے تو مجھ سے اپنے زور بازو
کی آزمائش کر لے ورنہ یہاں سے چلا جا۔ صاحبقران دل میں بہت ہنسا اور کہا معلوم ہوتا
ہے اس روسیاہ کی اجل اسکے سر پر آئی ہے جو مجھسے یوں کہتا ہے۔ آخر کیا چاہتا ہے۔ جب
زنگی بچے نے زیادہ تر اصرار کیا تب اُسنے ایک طمانچہ نہایت زور سے اُسکے کلہ پر مارا۔ زنگی
بچہ نے حوض میں غوطہ لگایا اور چند لمحہ کے بعد ایک جوان قوی ہیکل تناور کی صورت حوض سے
نکلکر صاحبقران سے دست و گریبان ہوا۔ اسوقت صاحبقران نے اسکو بقوت صاحبقرانی سطح زمین
پر مارا۔ زنگی بچے نے اپنے کو حوض میں گرا دیا اور اب جو حوض سے نکلا ایک دیو منار قامت
کے برابر تھا۔ صاحبقران کو اُسکی ہیبت اور درازی قد سے حیرت ہوئی ناچار
لوح کو دیکھنے لگا لکھا تھا۔ تمام عمر تجھے ان زنگی بچوں سے کہ ... فرصت نہ ...

اور تماکجا اشرار طلسم سے زور آزمائی کریگا آخر عاجز ہوگا- اگر نوبت پنجم اِس زنگی بچہ نے
حوض مین غوطہ مارا اور پھر باہر نکلا یا دیکھو وہ روسیاہ ہرگز مغلوب نہ ہوگا بلکہ تو خود
قید طلسم مین گرفتار ہو جائیگا اور اشرار طلسم بجز تجھسے لوح اور مہرہ چھین لینگے
بانیان طلسم نے اِس طلسم کے باطل ہونے کا طریق جدا رکہا ہے- اِس اسم کو حوض کے کنارے پر دم کر اور
قدرت خدا دیکھ کہ کیا ہوتا ہے صاحبقران نے وہ اسم جلیل حوض کے پانی پر دم کیا- لمحہ
نگذرا تھا کہ ایک نہنگ طویل قامت مثل غار دہن کشادہ حوض مین پیدا ہوا اور جانوران
ہوائی کی مانند جسطرح وہ دانہ ارزن کو چنتے ہین چشمک زدن مین زنگی بچون کو کہا لیا
بعد ازان خود ہی غائب ہو گیا- ایک کشتی مدور حوض کے اندر سے بالائے آب آئی-
صاحبقران بحکم لوح کشتی مین سوار ہوا- کشتی نے برج یاقوت کے دروازہ پر پہونچا دیا-
برج کا دروازہ مقفل تہا اور دروازہ کی پیشانی پر بخط جلی یہ عبارت لکہی تہی اے وارد
طلسم اگرچہ تمام سامان صاحبقرانی مرحلات طلسم مین امانت رکہا ہے لیکن جو شے طلسم کشا
کی جان و دل کو قوت اور چشم منتظر کو روشنی بخشے وہ اِس برج مین موجود ہے اور
کلید قفل شاخ اراک سلیمانی ہے- صاحبقران نے لوح مین دیکھا یہ ہدایت ہوئی کہ شاخ اراک
کا ہاتھ آنا موقوف ہے- بیابان سبع سباع کے جلانے پر- سرمہ زحل آنکھ مین لگا کر باغ کی
دوسرے دروازہ سے بیابان سبع سباع کیطرف روانہ ہو- بعد قطع صحاری ویران اور
دشت وحشت ناک بیابان سبع سباع مین پہونچیگا- وہان ایک چشمہ مدور نہایت وسیع
ہے اور اُسکے عین وسط مین درخت اراک ہے- سات ہزار حیوان موذی درندہ
رات دن بطور نگہبانی نوبت بنوبت اُس درخت کے گرد و پیش جمع ہے ہین اور تمام
حیوانات بیابان سبع سباع اُسی چشمہ مین پانی پیتے ہین- اُس مقام پر پہونچ کر لوح کو دیکھنا

صاحبقران ہمرہ زحل آنکھہ مین لگا کر بیابان سبع سباع کیطرف روانہ ہوا۔ سات
دشت ویران پرخار اور بیابان ہولناک آفت خیز جسکا طول و عرض علام حقیقی کو ظاہر ہوگا
سد راہ ہوئے اور ہر بیابان مین فقط ایک قسم کے درخت تھے اور فیل و ہیمون اور خرس
وغیرہ جانورون کی تھین جو شاہ دروازہ سے تا دروازہ منزل بمنزل صاحبقران کے
سد راہ ہوئے تھے خاص ایک جانور کا مسکن تھا۔ صاحبقران نے ایک اسم بزرگ اپنے سر تا
پا دم کر لیا تھا اسکی برکت سے بازومین اسقدر طاقت پیدا ہوئی کہ ایک دن مین ایک
دشت کو باسانی طے کرتا تھا اور بوجہ سرمہ زحل حیوانات موذیہ نہ دیکھتے تھے۔ جب ایک
چشمہ مدور کے کنارے پر پہونچا لوح کو مطالعہ کیا یہ مضمون نظر آیا۔ اے طلسم کشا
عالیقدر اس چشمہ کی کنارے پر آرام لے۔ سات حیوان لشکر سبع سباع کے سردار اسی
چشمہ پر پانی پینے آوینگے اور اس صفہ پر جمع ہو کر باہم شورہ کرینگے جسپر درخت انار کا
واقع ہے۔ تو انکی گفتگو کو بغور سننا۔ یقین ہے تیرا ہی ذکر کرتے ہونگے۔ پھر لوح کو
دیکھنا۔ مگر جس وقت یہ جانوران اندر حوض مین داخل ہون تو شیر کی پشت پر سوار ہو کر
جسکا حارث دیو نام ہے انکی مجلس مین جانا۔ صاحبقران جا کر شیر کی پشت پر
سوار ہوا۔ شیر نے جو اپنی پشت پر ایک بار گران پایا اور کسی کو نہ دیکھا اسطرح کا
نعرہ مارا کہ تمام بیابان لرز گیا۔ بلکہ صاحبقران بھی متوہم ہوا لیکن اسمائے اعظم
کی برکت سے طبیعت قائم رہی۔ شیر حوض مین شناوری کرتا ہوا اس صفہ کے قریب پہونچا
جہان وہ چھہ حیوان باہم گفتگو کر رہے تھے۔ خرطوم دیو نے جو فیل سیاہ کی صورت
تھا شیر سے پوچھا۔ اے بادشاہ حیوانات سبع سباع بروقت داخل ہونے حوض کے تو نے
ایسا نعرہ مارا کہ حیوانات بیابان کا دل ہل گیا۔ یہ کیا اسرار ہے۔ شیر نے کہا۔ مینے

نعرہ نہیں مارا تمکو آگاہ کیا ہے کہ طلسم کشا مسواک اراک سلیمانی کا مالک یہان آپہونچا اور میری پشت پر سوار ہوکر حوض کو عبور کیا۔ خرطوم دیو نے کہا طلسم کشا کہان ہے مجھے بتا مین ابھی وقت اُس مخبر طلسم کا گوشت و پوست درندگان طلسم کو کھلا دونگا۔ حارث دیو یعنی شیر نے کہا۔ اے خرطوم مین اول ہی اس حال سے واقف ہون کہ تو ابلیس پرستی ہے اور بدل خدا پرستون سے دشمنی رکھتا ہے۔ مگر تجھے وہ قول حکیم سقلینوس الہی کا بھی یاد نہے یا نہین کہ طلسم کشا نجات بخش خدا پرستان اور کشیدہ شمشیر اہل طلسم ہوگا۔ خرطوم دیو نے کہا۔ اب یہ نصیحت تیری بے فائدہ ہے۔ اگر ہماری طبیعت دین خدا پرستی کی طرف کچھ بھی راغب ہوتی پھر ہمین حکیم سقلینوس اور خرشید تاج بخش کی تلقین کافی تھی ہرچہ بادا باد ہمارا ہر موے بدن خداوند ابلیس کی قدرت و شان کا ثنا خوان ہے۔ خنزیر دیو نے کہا۔ اے خرطوم آفرین صد آفرین تو کلمہ حق کہتا ہے۔ مین بھی تیرا شریک دین ہون۔ باقی اور چار دیو حارث کے جانبدار ہوئے اور اُنھون نے خرطوم و خنزیر دیو سے کہا۔ ہم حارث کو اپنا بادشاہ جانتے ہین جو دین و مذہب اُس کا ہے وہی ہمارا بھی ہے۔ خنزیر دیو نے اُن دیون سے کہا۔ تمھین بھی یہ حوصلہ ہوا کہ ہمین نصیحت کرتے ہوئے اور میمون دیو کے کلہ پہ جو قریب کھڑا تھا اس زور سے تپانچہ مارا کہ وہ بیچارہ چرخ کھا کر زمین پہ گرا اور مر گیا حارث نے خنزیر دیو سے کہا۔ اب مجھے میمون دیو کے ہلاک ہونے سے شکست طلسم مین کچھ شبہ نہین رہا۔ کیا معنی کہ شجر متبرک کا ایک نگہبان ہلاک ہوا۔ خرطوم دیو کچھ جواب دینا چاہتا تھا کہ حارث نے ایک پنجہ کوہ شکن خرطوم کے کلہ پر مارا اور کہا اس خون ناحق کی تجھے اور خنزیر دیو کو جلد تر سزا ملنے والی ہے۔ آخر کار خرطوم اور حارث دونو دیو پنجہ و خرطوم کی جنگ مین مشغول ہوگئے اُس طرف خنزیر دیو نے ہیولان دیو

جسکی شکل کرگدن کی سی تھی کہا مینے سنا ہے تو بھی حارث کی مانند خدا پرست ہے
ہمال کو اُس وقت خنزیرہ کے خوف سے سوائے اِسکے کوئی مفر نظر نہ آیا کہ اُسنے اپنے کو
حوض طلسم مین گرا دیا - اخرس دیو نے خنزیرہ دیو پر حملہ کیا - فیمابین دیو درمیان آئے اور
دونو کو سمجھایا کہ ایک امر موہوم پر باہم کشت و خون کرنا کیا دانشمندی ہے
صاحبقران مخفی ان حیوانان کے جنگ کا تماشا دیکھ رہا تھا اور دل مین ہنستا تھا
آخر لوح سے مشورہ لیا کہ اب کیا کرنا چاہئیے - یہ مضمون نظر آیا - بالفعل نگہبان شجر ارک
باہم جنگ و جدال مین سرگرم ہین تو درخت ارک کے پاس جا - سات افعی زہر آلود مختلف
رنگ یعنی سپید و سیاہ سبز و زرد و کبود وغیرہ بیخ اور شاخہائے درخت کو لپیٹے ہوے
ہونگے - زیر درخت جا کر سرمہ زحل آنکھ سے دھونا - انگاہ اُن افعیوان سے با آواز بلند
کہنا - ایہا الجنات آگاہ ہو - اِس شجر متبرک کا صاحب امانت مین ہون - بحکم خدائے
آفرینندۂ جن وانس اور بحق سلیمان علیہ السلام اب تم درخت کے پاس سے کنارہ ہو جاؤ
تاکہ مین اپنی امانت لے لون - بروقت کہنے اِس کلمہ کے اجنہ خدا پرست کنارہ ہو جائینگے
اور ابلیس پرست بمقابلہ پیش آئینگے - یہ اسم اعظم ایک چوبدستی پر پھونکنا اور دست و سر
اُن ابلیس پرستون کو مارنا طرفۃ العین مین آتش طلسمی اُنکے سراپا مین پیدا ہوگی
اور اُن کو جلا کر خاکستر کر دیگی - پھر بلا وسواس زیر درخت جانا - اِس درخت کی
ایک شاخ سپید رنگ ابرشم کی جوہردار دیکھیگا کہ جوہر اُسکا بعینہ خط سریانی کی صورت
ہے - تو اُس شاخ جوہردار کو خنجر یاقوت سے قطع کر لینا - اگر بنگام قطع کرنے شاخ کے
کوئی تمثال مہیب نظر آوے زنہار خائف نہ ہونا اور متواتر حروف مقطعات قرآنی پڑھنا
بعد قطع ہونے شاخ کے درخت ارک سے گر ناہر گز بھی شاخ مین سے سے لینا [illegible]

تیرے کام آہنی آگے اور شاخ کو بجائے عصا ہاتھ میں رکھنا۔ بعد ازان ہمارے بشد اور
خرطوم وغیرہ نگہبانان شجر کے جنگ و مجادلہ کا تماشا دیکھنا کہ کون غالب ہوتا ہے اور کون
مغلوب

صاحبقران عالیقدر نے ترکیب مذکورہ سے درخت ادراک کی شاخ قطع کی۔ قطع ہوتے
قطع ہونے شاخ کے کیا دیکھتا ہے کہ ایک اژدہائے صاحب پر و بال پانچ آتش فشان
درخت کے قریب ہے اور دم اُسکی آسمان کیطرف اسقدر بلند ہے کہ نظر نہیں آتی اور
سہ بار یہی قصد کرتا ہے کہ اپنے شرر دہان سے صاحبقران کو جلاوے۔ علاوہ ازین حب رہا
انجی خورد و کلان بجائے شرارہ ہائے آتش اُسکے موہنہ سے نکلتے تھے۔ لیکن اسماء الٰہی
کی برکت سے خود بخود ناپدید ہو جاتے تھے۔ صاحبقران اُسکی شررفشانی کو مطلق خیال میں
نہ لایا اور شاخ ادراک ہاتھ میں لیکے میدان جنگ میں پہونچا۔ وہان دیکھا کہ خنزیر
ہوبے اخترسن اور گرگدن اور گرگ کیسا زخمی پڑا ہے کہ وہ بیچارے قریب مرگ
ہیں یا کہ خنزیر خرطوم کو مدد دیتا ہے اور حارث کو حیران کر رکھا ہے۔ اسیطرح خونخوار
اژدہا بیابان میں بیشمار جانور تھے باہم جنگ و جدال اور خونریزی ہو رہی تھی ادھر جگہ
اہل بت پرستی و خدا پرستی کا ہنگامہ برپا تھا۔ صاحبقران نے لوح کے حکم سے ایک گونہ
الگ اسمہ کھینچا بعد ازان سرمہ زحل آنکھ میں لگا کر ہو کر ایک نعرہ مردانہ مارا۔ حارث دلیر
نے صاحبقران کی صورت دیکھی ایک عالم خوشی میں بے اختیار قہقہہ کھایا اور خرطوم
دیو سے کہا۔ آمد و والحمد للہ تائید اقبال سے طلسم کشائے شاخ درخت ادراک حاصل کی
خنزیر دیو ایک حالت غیظ و غضب میں بقصد ایذا دہانی کے قریب آیا۔ صاحبقران
نے شمشیر شعلہ خورشیدی کی ایک ہی ضرب سے خنزیر کو قتل کیا۔ خرطوم نے جو خنزیر کو قتل ہوتے

دیکھا حارث کے روبرو گئے بے تحاشا بھاگا اور بخط مستقیم دائرہ کے قریب پہونچا۔ صاحبقران
نے وہی شاخ اراک اس زور سے خرطوم کے کلہ پر ماری کہ مثل دیوانہ زمین پر گرا اور براہ راست
جہنم میں پہونچا

بروقت ہلاکت کے اسکے خرطوم کے تمام دیو خنزیر اور خرطوم کے توابعین ملازم صاحبقران
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دین ابلیسی سے توبہ کی۔ حارث دیو نے صاحبقران کے دست حق
پرست کو بوسہ دیا اور کہا حقا تو صاحبقران روزگار اور طلسم کشائے نامدار ہے۔ جو
علامتیں طلسم کشا کی حکیم اقلیدس الہی نے تاریخ طلسم میں لکھی ہیں وہ تمام و کمال تیری
ذات مجمع صفات میں موجود پائیں صاحبقران حارث کی پشت پر سوار ہو کر حوض کے طرف
آیا۔ یہاں بھی ایوان کا فرد مسلمان ہیں اور جنگ و جدال نہ رہی تھی اور کسی صورت سے
انفصال نہ ہوتا تھا۔ اب صاحبقران کے آنے سے ان کو استقامت و تقویت و جرات
ہوئی کہ ابلیس پرستوں کا قرار واقعی استیصال کیا۔ جو زندہ رہے انہوں نے جان کے
خوف سے اپنے کو حوض طلسم میں گرا دیا۔ بروقت داخل ہونے حوض کے صورت حیوانی
انکی زائل ہوئی اور ہیئت اصلی نکل آئی۔ ہر ایک دیو اپنے اپنے مسکن اصلی کو روانہ ہوئے
صاحبقران نے اپنی طرف سے حارث دیو کو کل دیوان طلسم کی حکومت دی

صاحبقران نے لوح کو دیکھا اور حارث سے پوچھا کہ یہ دریائے الفرح کہاں ہے جو بغیر جہاز
پار ہو سکتا ہے۔ حارث نے کہا اے صاحبقران نامدار یہ وہ جگہ ہے جہاں ہمارے آباء کی
حقیقت ہے کہ ایک دیو ہے جو ہمیشہ ہیبت طلسم سے رہتا تھا ایک صد اور ایک سو ماد جو گی حکیم
اقلیدس الہی نے اس بچہ کو مع مادیہ اسپ اس طلسم میں رہا کر دیا۔ اور بعلم حکمت
ایسی طلسم بندی کی کہ تا انگاہ فتح طلسم انکی نسل سے ہمیشہ اسپ ہر رنگ

رہے۔ یہ خنگ جہان پیما اُسی باد پیٔہ اسپ کی نسل ہے۔ رنگ اُسکا بعینہ سبزیٔ فلک
کی مانند محسوس ہوتا ہے۔ اکثر اوقات دیوان طلسم نے اُس صحرا مین جانیکا قصد کیا مگر
خنگ جہان پیما کے خوف سے کسی دیو کو وہان جانے کی جرات نہ ہوئی۔ صاحبقران جارث
کے ساتھ وادی الفرس مین پہونچا۔ دیکھا کہ خنگ جہان پیما مرغزار مین چر رہا ہے جسوقت
خنگ کی صاحبقران پر نظر گئی دم علم کی اور شیر نیستان کی مانند دہن کشادہ صاحبقران
کی طرف متوجہ ہوا۔ صاحبقران نے موافق ارشاد لوح فرمایا۔ اے مرکب طلسم اپنے شہسوار
کو پہچان نام صاحبقران روزگار زبرجد شمشاد براہ مالک گرز رستم تسخیر کنندۂ عالم
سیر فرمایٔ عجائبات حکیم قسطاس صاحب بارگاہ گردون اساس فاتح طلسم سبع سماع
فرازندۂ رایت ملک لستبنوع خزینۂ صفات شہسوار خنگ جہان پیما۔ اگر تجھے
میری بات کا باور نہو دیکھ تیرے کہانیکا چارہ بہی میرے پاس موجود ہے۔ بعد ازان
درخت انار کے برگ اسکے روبرو رکہہ دیئے بروقت دیکھنے برگ انار کے تندی تیزی خنگ کی
موقوف ہوئی اور وہ برگ درخت کہا لیئے۔ صاحبقران نامدار لوح کے حکم سے خنگ جہان
پیما پر سوار ہوا۔ خنگ نے شرارۂ آتش یا باد صرصر کی مانند جست کرکے گوشۂ بیابان
کی طرف خیز کی۔ اور چند ساعت مین ایک گنبد زمردنگار کے دروازہ پر پہونچا دیا۔
صاحبقران انگشت سبابہ سے گنبد کے دروازے کا قفل کہولا۔ اور چراغ ہدایت سلیمانی گنبد
کے روبرو نصب کردی۔ جسوقت گنبد مین گیا ایک طرف گوشہ مین ایک صندوق
لکمان با قفل یاقوت نگار رکہا دیکہا صاحبقران نے صندوق کو کہولا اُسمین سے زین تحت کا مرصع
سامان یاقوت نگار نکلا۔ صاحبقران نے خنگ کو بہی گنبد کے اندر بلا لیا اور وہ سامان
یاقوت نگار اُسکی پشت پر باندہا۔ خنگ نے بزبان انسان کہا۔ اب صندوق گنبد کے دروازہ دوم

سے باہر نکلیں صاحبقران دوسرے دروازہ سے بھی باہر نکل آیا۔ حارث دیو بھی مع توابعین گنبد
کے دروازہ پر حاضر تھا صاحبقران خنگ پر سوار ہو کر برج یاقوت کی طرف روانہ ہوا
اب خنگ کی رفتار مرکبان متعارف کی مانند ہو گئی مگر عند الحاجت پھر وہی تیزی اُسکی
ظاہر ہو گی

جمشید پلید اور پیرو پیر و ضیار منکوس کا پرستی کا حال بیان ہوتا ہے

جس وقت جمشید خود پرست صاحبقران کے ہاتھ سے زخمی ہوا۔ پیرو ہر جمشید کو شہر زرین حصار میں لایا
اور چند در چند مرہم ہائے مجرب و نافع جمشید کے زخموں پر لگائے اور رات دن بہت سی
طلسمی کھلائی مگر زخم گردن کسی مرہم سے مندمل نہ ہوا۔ ایک دن شیخ نجدالر بانی تنگ آ کر
وقت شب اختر انامہ سامری میں جمشید کے تندرست ہونے کی فال دیکھی۔ معلوم ہوا کہ
سات برس تک جمشید کا زخم گردن اچھا نہیں ہونے کا۔ البتہ یہ صورت تندرست ہونے کی لکھی
ہے کہ جس مرد و زن کو جمشید بدل دوست و عزیز رکھتا ہو اُس آدمی کو قتل کروا کر
اُسکے خون میں تا کمر ایک ساعت کامل جمشید کو بٹھاؤ اور یہ نقش جو کتاب کے حاشیہ پر
لکھا ہے اُسی خون میں گھول کر ملاؤ۔ یقین ہے کہ ایک برس کا کام ایک دن میں حسب مراد
بر آوے۔ پیرو ہر نے اُسی وقت جمشید سے کہا اے عزیز من سچ بتا بھیرو طلسم زن و مرد میں سے
تو کس شخص کو زیادہ تر عزیز اور دوست رکھتا ہے۔ جمشید نے کہا ایک حکیم طبیب ضیار منکوس
نام میرا اُستاد ہے اُسی شخص نے ابتدائے طفولیت سے مجھے تربیت کیا ہے اور وہی مذہب و
ملت میں بھی میرا پیشوا ہے طریق ہے میں اُس سے زیادہ کسی مرد و زن کو اپنا دوست
اور خیر خواہ نہیں سمجھتا۔ لیکن فی الحال ضیار منکوس یہاں نہیں قصد چاہ بابل کی طرف گیا ہے کہ

ہاروت و ماروت فرشتگان ہیں جنسے علم سحر میں نجات حاصل کرے۔ اگر تم میرے استاد کو
کسی تدبیر سے طلسم میں بلالو گویا ہفت اقلیم کی سلطنت مجھے بخشدی۔ شیخ ہمنے کہا تو ناحق
سفارش کرتا ہے میں خود تیرے استاد کو طلسم میں بلایا چاہتا ہوں۔ ورنہ تیرا زخم
گردن اچھا نہیں ہونے کا۔ اسکے بعد ہرہرنے کاندجنی کو ضاربنکوس کی تلاش میں بھیجا
راوی کہتا ہے کہ ضاربنکوس جو جبل الصفا سے بھاگا راہ میں تعب اٹھاتا اور نہایت سے
مسلمانوں کو خراب کرتا ہوا چاہ بابل پر پہونچا اور زینہ کے راہ سے چاہ کے اندر گیا
ہاروت و ماروت نے ضاربنکوس سے پوچھا تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اور یہاں
کس لیے آیا ہے۔ ضاربنکوس نے کہا میں مذہب طبعی رکھتا ہوں خالق حقیقی کا مقر نہیں ہوں
اور اسی سبب سے تمہارے پاس آیا ہوں کہ مجھے علم سحر کا سبق دو۔ فرشتوں نے کہا اسے شخص
یہ علم ناپاک کا تو مشتاق ہے ہم تجھے ضرور بتا دینگے۔ آخر تین دن بعد چند جملہ اشخاص کے ہر
سحر کا ضاربنکوس کو سکھا دیا۔ ضاربنکوس نے بعد تحصیل کمال سحر شادان و فرحان بحالت نخوت میں
بقلعہ جبل الصفا کیطرف روانہ ہوا۔ دل میں کہتا تھا کہ اب میں ہمہ دان ہو گیا ہوں حکیم قسطاس
معز الدین سے مربی کے علم و عمل کی حقیقت کھلے گی اور میں دیکھوں گا کہ وہ کس مرتبہ کا
حکیم ہے

کاندجنی اولاج شاہ کے لشکر میں آیا اہل لشکر سے معلوم ہوا کہ ضاربنکوس نے ابھی تک چاہ بابل سے
مراجعت نہیں کی۔ وہاں سے چاہ بابل کیطرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں ضاربنکوس سے جو جادو
ہوا اور قیافہ سے پہچان لیا۔ بعد ازان ایک دیو مہیب کی صورت میں ظاہر ہو کر ضاربنکوس
کو بغل میں دبا لیا اور طلسم کی راہ لی۔ ضاربنکوس دیو کی ہیبت سے بیہوش ہو گیا تھا جب
تیسرے دن آنکھ کھولی جمشید کے پاس موجود پایا۔ عالم تحیر میں تھا پوچھا اسے مرد تو

فی الحقیقت جمشید سہتا ہے یا میں اس وقت کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔ جمشید نے کہا تم خواب نہیں
دیکھتے عالم ظاہری میں جو کچھ دیکھ رہے ہو۔ بلکہ یہی ہے تمکو طلسم میں بلایا ہے۔ پیر وہر نے
ضارمنکوس کے لئے مجلس طرب آراستہ کی اور جام بادہ گلفام کے متواتر پلائے آخر
ایک روز جس مطلب کے واسطے ضارمنکوس کو بلایا تھا جمشید سے بیان کیا۔ جمشید نے جو یہ
روایت سنی کہ ضارمنکوس مجھکو قتل کرنے کے واسطے طلسم میں بلایا گیا ہے دل میں کہا
سخت مشکل پیش آئی اگر میں ضارمنکوس کو ہلاک کروں گا تو اچھا نہیں کرتا۔ سات برس کامل تک
مہالک میں مبتلا رہوں اور بر تقدیر اپنی صحت بدن اور سلامتی جان پر نظر کرتا ہوں تو
ضارمنکوس کی مانند استاد شفیق ہے اور وہم مذہب مفت ضائع ہوتا ہے۔ آخر بادل ناخواستہ
ضارمنکوس کے قتل کی اجازت دی۔ پیر وہر نے ضارمنکوس کو بلاکر کل حال سنایا ضارمنکوس
یہ بات سنکر بآواز دردناک سے رویا اور کہا اے بے مروت ناحق شناس میرے حسن خدمت
اور حقوق تربیت کا یہی صلہ ہے جو تم میرے لئے تجویز کر رہا ہے۔ اگر میں تیری جگہ ایک
سگ بازاری کو پرورش اور تربیت کرتا وہ بھی میرے ساتھ جان دیتا مگر تو اس طرح کا
موذی اور صاحب غرض ہے کہ میرے تمام حقوق اپنے سینہ سے محو کر دیئے۔ جمشید کو جو
ضارمنکوس سے محبت بغرض تھی اس کی طرف مخاطب نہ ہوتا تھا۔ سر نگون خاموش شکایت
سنتا تھا۔ ضارمنکوس نے پیر وہر سے کہا اے شیخ صاحب اگر مجھے بھی اسرار نامہ سامری ایک نظر
دکھا دو کمال عنایت ہوگی شیخ مردود نے اسرار نامہ طبعی کو دکھایا ضارمنکوس کی نظر سے
جو یہہ عبارت گذری کہ اگر دو شخص مرتبہ میں کم و زیادہ جمشید کے دوست جانی ہوں
اور جمشید اس دوست کم مرتبہ کے قتل پر راضی ہو تو اسی شخص کو قتل کرا دیا ایک ہفتہ
کیجائے دو ہفتہ میں جمشید تندرست ہوگا ضارمنکوس کو اس مضمون کے دیکھنے سے

گویا جان تازہ ملی اور بیروہر سے کہا افسوس تم نے یہہ عبارت مجہہ سے پوشیدہ رکھی یا خود تم
نے بہی نہین دیکھی تہی - بیروہر نے کہا مینے دیکھی تہی لیکن مجہے منظور تہا کہ جمشید کو جلد تر
صحت حاصل ہو - جمشید نے کہا اے شیخ صاحب مجہے بہی اپنے استاد کا قتل ہونا بدل ناگوار ہی
مین مجبور ایسے شفیق کی ہلاکت پر راضی ہوا تہا مین حکیم صاحب کے بعد ان کی سابقہ منکوحہ
اور حال دختر خواندہ ناہید چنگی کو بدل و جان عزیز رکھتا ہون اور وہ عورت بالفعل
میرے لشکر مین موجود ہے حالانکہ ناہید کا بہی قتل ہونا شاق گذرتا ہی لیکن مین حکیم صاحب
کے روبرو اس کا کچہہ وجود نہین جانتا

جب بیروہر نے دیکہا کہ جمشید کو بالطبع ضار منکوس کی ہلاکت منظور نہین کائد کے ہاتہہ
ناہید چنگی کو لشکر جمشید سے منگوایا اور اُسکو تمام حقیقت سنائی - ناہید چنگی نے جو سنا
کہ وہ قتل کی جائے گی ضار منکوس سے کہا اے بیحیا تو نے مجہے اسی دن کے لیئے پرورش
کیا تہا اور مینے اسکی امید پر اصل تجکو اور پہر جمشید کو حقوق شوہرانہ دیئے - سچ ہے کہ تم
اُستاد شاگرد ایک دوسرے سے شیطانیت مین گوئے سبقت لے گئے ہو ضار منکوس
اور جمشید سرنگون ہوگئے - بیروہر نے ناہید چنگی کو بجبر قتل کرایا اور اُسکے خون مین
جمشید کو تا بہ کمر بٹہایا

ناظرین کو یہ بات یاد ہوگی کہ جب صاحبقران اکبر نے ملک الملکوت داروغہ طلسم کی
مدد سے بیابان برہوت مین نسناس شیطان کو جہنم واصل کیا ابو الفنسہ وہان سے
بہاگا - راوی کہتا ہے کہ ابو الفنسہ براہ راست بیروہر کی مجلس مین آیا اور شیخ کے
سر پہ ایک دہول لگائی - شیخ نے پوچھا - خیر ہے - اُسنے کہا - کیا تم نے نسناس کی ہلاکت
کی خبر نہین سنی - شیخ نے کہا افسوس ہے کہ میرا ایک یار جانی ہلاک ہوا لیکن اب تک

فرقہ خدا پرست کی بیخکنی کی کوئی موثر تجویز کرے - ابو الفتح نے کہا - جو وقت نسناس کی موت کا غم فراموش ہو گا تیرے اس حکم کی تعمیل کرونگا - فی الحال تجھسے چند روز مہلت لیکے اپنی طبیعت کو بہلاؤنگا

اس اثنا مین نجدون جادو بھی مجلس مین آیا اُسنے وہ مہرہ سحر جو تیار کیا تھا نجد الریا کو دیا اور کہا جمشید بوقت جنگ اس مہرہ کو اپنے سر پر باندہے - وہ کسی سے مغلوب نہوگا - البتہ اسمین ایک نقص رہ گیا ہے - سو اس سے کچہہ ہرج متصور نہین - جمشید نے پوچھا وہ کیا نقص ہے نجدون نے کہا اس مہرہ کے اعمال قریب اختتام تہے ناگاہ میرے پسر رشید صرصر کے مرنے کی خبر گوشزد ہوئی - پہر مین کچہہ نہ کرسکا - اسمین یہ نقص رہگیا ہے کہ ہنگام جنگ بوقت نعرہ زنی جانب پائین جمشید سے بہی آواز نکلے گی جمشید نے کہا - کیا خود یاقوت کی کفش کاری سپہر واسطے کچہہ کم تہی کہ تو نے مہرہ میں یہ خاصیت رکہی

جو وقت جمشید کو صحت کلی حاصل ہوگئی سیاف خونریز اور ضرار منکوس ایک لاکہہ بچاس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے ملک بدران اور ملک ثاقب اور مصر ہم دلاور کیطرف اور جمشید اور نجد الریا جسے شیخ ہزارعالت بہی کہتے ہین جمعیت بیشمار سے عسکر صندلی پوش کی جانب روانہ ہوئے

احوال صاحبقران اکبر

صاحبقران اکبر جو خشگ جہان پیما پر سوار ہوا اول زینت البساتین میں آیا جسمین برج یاقوت واقع تہا - اس وقت حوض کے کنارے ... [illegible]

بنالہ صاحبان جمال زرین پوش آج بہا یاقوت پر سے جست کرکے [illegible]
تمام آداب و مجرا بجالائے۔ صاحبقران نے پوچھا تم کون ہو۔ اُن کے سردار جمیل
زرین قبا نے کہ وہ بھی ایک طفل زرین پوش یا ریکب [illegible] تہا کہا کہ ہم سب صاحب
برج کے غلام ہین۔ پہلے ہم تاثیر طلسم سے زنگی بچون کی شکل رکھتے تہے بسبب قتل ہونے [illegible] جب جمیل
بڑا تمساح جنی جو ستاسو برس سے برج یاقوت کا داروغہ ہے نکل نہنگ آیا اور ہمکو
لے لیا اور شہریار کے مقدم شریف کی اطلاع کی۔ صاحبقران نے فرمایا تمساح ہمارے
پاس نہ آیا۔ جمیل نے کہا۔ پیر و مرشد تمساح کا حاضر ہونا برج یاقوت کے کہلنے پر
منحصر ہے اور برج یاقوت اُس وقت کہلیگا کہ ظاہر طلسم اشرار و کفار کے وجود سے
پاک ہو اور برج مستور کے احکام ظاہر ہون صاحبقران اکبر نے پوچھا برج
یاقوت کا مالک کون ہے۔ جمیل نے کہا۔ ہمارے داروغہ کو شاید صاحب برج
کے حال سے آگاہی ہو۔ اُسنے ہمکو صرف اسقدر بتلایا ہے کہ تحفۃ الحدائق
کی پریزادین صاحب برج کی کنیزین اور تم اوس کے غلام ہو۔ صاحبقران
نے لوح کو دیکھا۔ جمیل کا بیان درست پایا

صاحبقران اکبر وہان سے تحفۃ الحدائق مین آیا۔ آئینہ دار و مشاطہ چہرہ دار
پریون نے مجلس عیش و طرب آراستہ کی۔ صاحبقران اکبر نے اوہم جنی کو جسنے
صاحبقران کو بصورت مرغ طالع شاہ کی محلسرا مین پہونچایا تہا۔ تحفۃ الحدائق
کی داروغگی دی۔ وہانسے حدیقۃ السفر لیا اور دوسرے دن روانہ ہوا۔ قلعہ طاوسیہ
سے بارگاہ گردون اساس اور رایت فلک ارتفاع حاصل کیا بلکہ اُسکا داروغہ
طاوس جنی مع فوج لشکر ہمراہ رکاب ہو لیا۔ قلعہ [illegible] مین رہواس جنی نے

لشکر ظفر اثر صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اب زمین کی چمک اور سرخی دور ہو گئی اور تمام بروج و فصائل اور قلعہ اور مکانات جو تاثیر طلسم سے یاقوت نگار معلوم ہوتے تھے سنگ سرخ شفاف مجلی کی معلوم ہوتے تھے۔ صاحبقران نے یہان ایک دن مقام کیا اور اوس آدمی کو جسے شہر یاقوت نگار مین اشجع اور اخرس سر روز دار پر آویزان کرتے تھے طلب کیا اور حقیقت پوچھی۔ اُسنے کہا مین ملکہ شمسہ تاجدار کی دایہ سمن بانو کا فرزند صلبی ہون میرا نام شمشاد ہے روان ایک روز مین نے پادری ایڈورڈس کی زبان سے طلسم سبع سباع کا حال سنا اور تمام خویش و بیگانہ کی نظر سے مخفی وزد دروازہ کی راہ سے طلسم مین داخل ہوا۔ سبزہ نودمیدہ اور اشجار گل و ثمر دار اور چشمہ ہاے آب روان اس کثرت سے اُس بیابان مین تھے کہ ہر قطعہ صحرا نمونہ جنت معلوم ہوتا تھا۔ جو وقت مین شہر سوادیہ کی قریب پہونچا ایک فیل مست سربلند دراز دندان میرے روبرو آیا اور مجھے کسیطرح کی اذیت نہ دی اہل شہر مجھے ساہول حاکم شہر کے پاس لے گئے ساہول نے مجھے شہر زرین حصار کو بھیجا بادشاہ نے مجھسے بزبان خود پوچھا کہ تو کس تقریب سے طلسم مین آیا ہے مین نے کہا بطور سیر آیا ہون۔ بادشاہ نے قاضی رئیس الابرار سے فرمایا تم اس جوان کا زائچہ طالع دیکھو۔ رئیس الابرار نے کہا اے شہریار از روے علم نجوم مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خود بھی معزز ہے اور اہل عزت سے کچھ نسبت قریبہ رکھتا ہے۔ ہمارے نزدیک ایسے صاحب عزت کو طلسم مین بھی ایک نوع کی مصیبت سے رکھنا مناسب ہے۔ بادشاہ نے کہا تو بارام یہان او وقت بسر کر کسی چیز کی تجھے تکلیف نہو گی انشاء اللہ تعالے ہم چند روز

مین بہ ترک شاہانہ تیری کتخدائی کرینگے - مین عیش و آرام سے زندگی بسر
کرنے لگا ایک دن سیر کنان تدبیر روشن ضمیر وزیر کے باغ مین پہونچا - اور
ملکہ گل افروز جسکا سرو چمن لقب ہے عاشق ہوگیا - اور دائیہ یاسمین نام کی بہر بانی
سے سرو چمن کی مجلس مین بار پاتا رہا - اسی اثنا مین ملکہ گوہر بزم افروز باطن
طلسم مین گئی اور سرو چمن کو بھی ہمراہ لے گئی - مین اُس کے جانے سے نہایت
مشوش ہوا اور دائیہ سے پوچھا کہ ملکہ بیرون طلسم نکلنے کے واسطے کچھ علامت بھی
رکھہ جاتی ہے یا نہیں - دائیہ نے کہا ہان ہر طلسم کے مونہہ پر ایک درخت چنار
کا ہے جس طلسم مین ملکہ جاتی ہے بطریق نشان ایک پارچہ زربفت یا کمخواب
کا شاخ درخت پر بنیر تین باندہ دیتی ہین - مین بعد مدت کی تلاش کے زمین دشت شعلہ
مین پہونچا اور ایک درخت چنار جسپر پارچہ زربفت لپٹے ہوئے تھے دیکھا اور اُسی
حالت بیخودی مین زمین مسطح کے اندر قدم رکھا ہنوز دو چار قدم ہی گیا تھا کہ
روبرو میرے ایک قلعہ آتشین درخشان دخیزان آیا اور خشمناک زدن مین وہ قلعہ
میرے گرد محیط ہوگیا - پھر مجھے کچھہ ہوش نہ رہا - جب ہوش و حواس درست
ہوئے اپنے کو طالع شاہ بادشاہ کے دربار مین موجود پایا - طالع شاہ نے
طریق اسلام کے باعث میری عزت و توقیر کی اور فتح جبی کے حوالہ کرکے
مدارات کا حکم دیا - جسوقت حضور نے طلسم سیاہ کو فتح کیا یہان فرقہ ابلیس
پرست نے بہت زور پکڑا اور طالع شاہ کو مع چند امرا زندان مین بھیجدیا
بعد ازان مجھے بھی فتح جبی کے مکان سے لے گئے اور ہر روز دار پر آویزان
کرتے تھے صاحبقران نے کہا خاطر جمع رکھہ تدین حضار مین بہ تحکیم بادشاہ

نشانہ تیر اخصد سرو چمن سے کردیگا

احوال مفسدان طلسم اور پہنچنا صاحبقران اکبر کا اونکے مقابلہ میں اور مغلوب ہونا جمشید کا اور خارج ہونا طلسم سے

تب جمشید ناحق شناس اور بہیرہ ہزار شناس نے قلعہ سور النجاس پر فوج کشی
کی اسعد ضبلی پوش بھی قلعہ سے نکلا اور بساط جنگ آراستہ کی اور مرحلہ ہجوم
میں ضرار منکوس اور سیاف خونریز نے معرکہ آرائی کی - سیاف نے اپنے
فرزند مصرم کو مقابلہ کو طلب کیا - اور وہ اوسکے ہاتھ سے زخمی ہوا - مزبدبہ ان
نجدون جادو نے اعمال سحر سے اونکو مدد دی

تب صاحبقران اکبر زمین شستشع سے باہر نکلا حارث دیو کو لشکر دون کی
خبر اخبار کے لیے روانہ کیا - حارث دیو نے لشکر میں پہنچکر دیکھا کہ تمام اہل فوج
کے اعضا بے حس ہورہے ہیں حارث کو یقین ہوا کہ یہ کسی ساحر کے سحر کا اثر
ہے - آخر حارث نے ملک بدران سے بھی ملاقات نہ کی اور ساحر کی تلاش
میں روانہ ہوا اور ایک کوہ پر دیکھا کہ ایک غار ہے جو اوسی کوہ کے اندر واقع ہے
دود غلیظ نکل رہا ہے اور ابر کی صورت ہوکر لشکر اسلام کیطرف میل کرتا ہے
حارث نے غار کے اندر نظر کی ایک جادوگر اعمال سحر پڑھتا ہوا نظر آیا - حارث
نہایت آہستہ قدمی سے غار کے اندر گیا اور بحالت بیخبری ایک ہاتھ نجدون کے
مونہہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اوسکی زبان حلق سے نکال لی - ہرچند
نجدون نے دست و پا مارے لیکن حارث نے اوسے گرفتہ و بستہ صاحبقران

کے پاس سے آیا اور لشکر اسلام اور نجدون جادو کی مفصل حقیقت عرض کی
صاحبقران نے نجدون جادو کو قتل کرنے کا حکم دیا اور خود بہ جماعت قوم آتبہ
کے دوش پر تخت رواں پر سوار ہو کر لشکر میں پہونچا اور دو گھڑی روز لشکر
کفار پر فوج کشی کی۔ جب سپاہ خونریز نے مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی فرار
کے مشورہ سے یہ لشکر قلیل گریز کی

ادھر صاحبقران اکبر مظفر و منصور کوچ بہ کوچ شہر زرین حصار کی طرف روانہ
ہوا۔ جب زرین حصار کے نواح میں پہونچا شارق شاہ نے بھی سنا اور
قاضی معین الابرار و ملکہ روشن گہر کی صلاح سے قلعہ محفوظیہ سے باہر نکلا اور بمشورہ
شہر زرین حصار میں تخت شاہی پر جلوس فرمایا اور ان سرداران اسلام
کو قید سے نجات دی جو سپہر دہر کے مکان میں قید تھے۔ مسلمانان طلسم جو
جان کے خوف سے جابجا مخفی تھے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان
امور کے طے کرنے کے لئے۔ شارق شاہ مع سرداران سلطنت صاحبقران
کی خدمت میں حاضر ہوا۔ صاحبقران نے کل امرائے لشکر کو استقبال کیلئے آگے
بھیجا اور اپنے تخت کے روبرو ایک نیم تخت پر جگہ دی۔

سپہر دہر جو اسعد صندلی پوش کے مقابلہ میں جنگ کر رہا ہے ایک دن
مجلس میں بیٹھا تھا کہ ابوالفتنہ شیطان مجلس میں آیا اور کہا اے محب صادق
میں آج تیرے واسطے ایک مژدہ جانفزا لایا ہوں۔ مگر تاوقتیکہ اپنا عمامہ
سر زمین پر نہ پھینک دے گا اور بطریق مشائخ میرے روبرو وجد و سماع نہ کریگا تو
وہ اخبار نہیں سنانے کا۔ نجد الریا نے دل میں کہا یہ بات ابوالفتنہ کی

دو علت سے خالی نہین یا اس نے سُنا ہے کہ معز الدین سبع سباع مین حیوانات طلسم کا لقمہ ہوا یا کسی ساحر زبردست کو میری مدد کیو اسطے لایا ہے اور اُس ساحر سے احکام لوح بند کرا ئے گا۔ یہہ سوچ کر شیخ نے اپنا عمامہ سر سے زمین پر پھینکدیا اور بآن شکل مقدس بے تکلف مجلس مین ناچنے لگا۔ اور یہانتک شیخ نے دہمال کی اور رقص بلنگانہ نا پا کہ چرخ کہا کر زمین پر گرا۔ جب ہوش و حواس بجا ہوئے ابوالفتنہ سے کہا اب وہ اخبار مجھے سُنا۔ ابوالفتنہ نے کہا ہر چند میرے لب کہے ہی تو یہہ خبر سُن لینا لیکن میرے بیان مین تجھے زیادہ تر لطف آئیگا۔ تمام اہل مجلس ابوالفتنہ کی طرف مخاطب ہوئے ابوالفتنہ نے کہا اے پیر مردود آگاہ ہو کہ بیخ کنندۂ اشرار و مستاصل کنندۂ کفار یعنی طلسم کشا مرحلہ چہارم مین پہونچا جمشید اور پیر دہر دل مین خوش ہوئے کہ وہان معز الدین درندگان طلسم کا طعمہ ہوا اور شیخ نے ابوالفتنہ کو گلے سے لگا کر پوچھا پھر کہا ہا ابوالفتنہ نے کہا طلسم کشا نے بزور بازوے صاحبقرانی اور بتائید اقبال طلسم کو فتح کیا اور مسواک ارک سلیمانی وحشان سے لایا اور بارگاہ گردون اساس اور رایت فلک ارتفاع اور گرز رستم وغیرہ تحائف طلسم اُسکے قبضہ مین آئے۔ بلکہ اکثر درندگان بیابان تیغ خون آشام شمشیر شعشعہ خورشیدی کے طعمہ ہوئے اور بقیۃ السیف نے اطاعت اختیار کی۔ از انجملہ حارث دیو جو بانی طلسم کے وقت سے شیر کے جامہ مین رہتا تہا اور حیوانات سباع کا بادشاہ تہا طلسم کشا کے ہمراہ رکاب ہے۔ جسوقت مخبر الریا نے یہہ اخبار جانگزا سُنا ہوش جاتی رہے اور ابوالفتنہ سے کہا اے مردود اگر اس خبر کے عوض میرے سینہ پر

زخم خنجر لگاتا مجھے گوارا ہوتا۔ ابو الفتنہ نے کہا او غمزدہ سُن کہ چند دن ہوا کہ
تیرے مددگار کو غار کوہ مین سحر مارث دیو گرفتہ دلبستہ لے گیا اور طلسم کشا نے
اُسے قتل کرایا اور سیاف خونریز و ضار منکوس کو جو مرحلہ سیوم کو فتح کرنے
گئے تھے شکست فاش دی نصف لشکر سے زیادہ غازیان اسلام کی شمشیر کا لقمہ
ہوا اور باقی مع ضار منکوس اور سیاف خونریز وہان سے بے سر و پا بھاگ گئے
شارق شاہ نے دوبارہ شہر زرین حصار کے تخت پر جلوس فرمایا سرداران
اہل اسلام کو جو تیرے مکان مین قید تھے رہا کیا اور سب سرداران صاحبقران
کی خدمت مین حاضر ہوا اور ملازمت حاصل کی۔ یہہ کہکر ابو الفتنہ مجلس سے غائب
ہوگیا۔ اور شیخ مردود نہائیت درد سے رویا اور کہا ظاہر اسباب ثابت ہوتا ہی
کہ میری مرگ کے دن بھی قریب پہونچے۔ جمشید نے شیخ کی ہر صورت دلجمعی
کی اور کہا میرا سر سلامت رہے اس دفعہ معز الدین اور اُسکے لشکر کا نام و نشان
نہین رکھنے کا۔ دوسرے دن سیاف خونریز اور ضار منکوس بھی ہزیمت خوردہ
شیخ کے پاس پہونچے۔ اور اپنی سرگذشت بیان کی۔ ان کے پہونچنے پہ اشرار طلسم
مین ایک قیامت کبرا برپا ہوئی اور ہر ایک کو بجائے خود یقین واثق ہوا کہ
اب طلسم کشا کے ہاتھ سے مرحلہ چہارم کا بھی محفوظ رہنا محال ہے۔ آخر کل اشرار
اور مفسدان طلسم نے مشورہ کیا کہ اسعد صندلی پوش کو طلسم کشا کے پاس جانے
کی اجازت دو۔ اور خود بھی اسی وقت زرین حصار مین پہونچو۔ اگر طلسم کشا جمشید کے ہاتھ سے
قتل ہوا۔ پھر اور اشخاص پہ غالب آنا کچھ مشکل نہین ہے۔ دوسرے دن جمشید اور پیر قہر
اسعد کو بھی پیغام بھیجا۔ اسعد کی خود آرزو تھی اُس نے اپنے لشکر کا کوچ کیا

اور بالا بالا اردوئے جنگلے میں پہونچا۔ اوسکی عقب میں بیر دہر اور جمشید بھی
فوجیں جرار کو روانہ ہوئے اور ایک میدان وسیع میں بعزم جنگ اپنا لشکر
نصب کرائے۔ صاحبقران نے شارق شاہ اور سرو چمن کا استقبال کیا اور ہر طرح
اور ملکہ ثاقب ضمیر و سرو روان کو اپنے طلسم میں سے خلعت ہائے فاخرہ عطا
کیے اور مناسب عمدہ بخشے۔ آخر موقعہ پر صاحبقران نے شمشاد روان اور
سرو چمن کی عشق و عاشقی کا شارق شاہ سے ذکر کیا اُسنے اوسیوقت قاضی
رئیس الابرار کو بلایا اور سرو چمن کا شمشاد روان سے عقد کر دیا۔ شارق شاہ نے
صاحبقران سے عرض کیا کہ وزیر روشن ضمیر کا چند روز پیشتر قلعہ محفوظیہ میں بجوار رحمت
الٰہی انتقال ہوگیا ورنہ آج وہ خود حضور کے ارشاد کی تعمیل کرتا۔ صاحبقران
نے ملاقات کی مجلسوں سے فارغ ہو کر بیر دہر اور جمشید کو لکھا تم اپنے معبود حقیقی
کو بھی پہچانو اور گرداب ضلالت و کفر سے باہر نکلو یا مقدمہ جنگ کو جلد تر فیصلہ
کرو۔ جمشید و بیر دہر نے جواب دیا کہ دو شنبہ آئندہ کو صف آرا ہونگے۔

جمشید تہیہ جنگ کر رہا تھا کہ ایکدن ایک اسپ پریپیکر پری چہرہ لشکر
میں آیا اور دو چار آدمیوں کو لگد و دندان سے زخمی کیا۔ جمشید اور شیخ کو
بھی خبر ہوئی کہ ایک مرکب پری نژاد طلسم کشا کے لشکر سے رہا ہو کر ہمارے
لشکر میں آیا ہے۔ جمشید نے کہا اے شیخ مرکب غیبی خاص میری تائید اقبال
اور مدد طالع سے لشکر میں آیا ہے بہرکیف اُسکو گرفتار کرنا چاہیے
میں اُسی مرکب برق دم کش پر سوار ہو کر معز الدین سے حرب کرونگا۔ لیکن
باوجود حکم اہل لشکر میں سے کوئی آدمی خوف سے اُسکے قریب نجاتا تھا دور سے

گرفتار کرنے کا ارادہ کرتے تھے ناچار جمشید مرکب کے قریب گیا مرکب نے جمشید
کے سینہ پر اس زور سے ایک لات ماری کہ بیہوش ہوکر زمین پر گرا۔ فضار شکوہ
اور پیر دہر جمشید کو خیمہ کے اندر لے گئے بعد ازان مرکب نے بزبان انسانی کہا کہ اے
بیوقوفو تا وقتیکہ میرا مالک میرے پاس نہ آئیگا کیا مجال کسی کی جو مجھے گرفتار کر سکے
اہل لشکر نے پوچھا تیرا مالک کون ہے مرکب نے کہا مین مرکب طلسمی ہون بجز ذات
ناپاک شیخ نجد الریا کے جو رکن اعظم طلسم مین شمار کیا جاتا ہے اور کسی کو اپنا
مالک نہین سمجھتا۔ جمشید نے شیخ کی ریش پر التعجب کو بوسہ دیا اور کہا تم
نے سنا یہ حیوان کیا کہتا ہے۔ بہرحال تکلیف کرو اور مرکب طلسمی کو
میری سواری کے واسطے لاؤ۔ حالانکہ شیخ مردود دل مین خوب جانتا تھا
کہ مین کہان اور مرکب طلسم کہان خدا جانے یہ کیا اسرار ہے مگر اہل لشکر کی
شرم حضوری سے مرکب کے روبرو آیا۔ مرکب نے کہا اے شیخ صاحب تم بے خطر
میری پشت پر سوار ہو اور دونو ہاتھ سے ایال خوب مضبوط پکڑ لو۔ شیخ
بادل ناخواستہ ترسان و لرزان پشت مرکب پر سوار ہوا ہنوز قائم نہ ہوا تھا
کہ مرکب نے شرارۂ آتش بارق لامع کی ملبند جست و خیز کی۔ اور تمام لشکر
مین شیخ کو اسقدر حیران و سرگردان کیا کہ قریب ہلاکت پہنچ گیا۔ نوبت
بجائے رسید کہ شیخ نے حالت دوڑ دش مین ایک جا زمین ہموار پر دانستہ
اپنے کو پشت مرکب سے گرا دیا۔ ہرچند کمر و سینہ مین شیخ کے ضرب شدید
پہونچی مگر جان سے سلامت رہا۔ فضار شکوہ شیخ کے علاج مین مصروف ہوا
اس اثنا مین ابوالفتنہ بطریق عبادت شیخ کے پاس آیا اور پوچھا اے دوست

دوست نصیب اعدا خیر ہے شیخ نے اپنی اور مرکب طلسمی کی حقیقت ابو الفتنہ کے روبرو بیان کی۔ ابو الفتنہ خوب ہنسا اور کہا وہ مرکب خونریز بہی دوستدار وخیر خواہ تمہارا تہا۔ افسوس کہ تم میری خوش طبعی اور مذاق کی داد نہیں دیتے ہین ہر بار تمسے ایک مذاق تازہ کرتا ہون لیکن با این ہمہ لشناس کا رنج میرے دل سے نہین جاتا۔ شیخ نے کہا اے سلطان خانہ خراب لشناس کا رنج اوس دن تیرے دل سے جائیگا جسدن مین مرونگا یا تو جہنم واصل ہوگا۔ ابو الفتنہ نے کہا البتہ یہہ کلمہ حق کہتا ہے

اسی طرح ہر روز ایک تازہ ظرافت ہیر وپہر اور رفتار منکوس وغیرہ سے کرتا تہا صاحبقران اکبر کو یہہ حقیقت سنکر بے ساختہ یعقوب حرانی یاد آیا اور اصلح جنی کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین جاؤ اور یعقوب حرانی کو لے آؤ۔ اصلح جنی ابو الحسن کے پاس پہونچا۔ ابو الحسن نے جو اول اصلح جنی کو نہ دیکہا تہا۔ حیرت زدہ پوچہا تو کون ہے۔ آصلح نے اپنی حقیقت بیان کی۔ ابو الحسن نے یعقوب کو بلاکر کہا تجہے صاحبقران نے یاد فرمایا ہے۔ یعقوب اصلح کے ہمراہ روانہ ہوا اور طرفۃ العین مین صاحبقران کی خدمت مین پہونچ گیا۔ صاحبقران نے اول یعقوب سے لشکر نصرت اثر کا حال پوچہا بعدہ ازان جمشید کی حقیقت ابتدائے انتہا تک بیان کی۔

شب ہجدہم اسفندار ماہ الہی مطابق نوزدہم رجب المرجب ۱۰ھ عربی کو مہ آتشیں قرار داد لشکر کفار سے صدائے طبل جنگ بلند ہوئی۔ مخبر وغیرہ جاسوسون نے لشکر نصرت اثر مین بہی خبر پہونچائی۔ صاحبقران نے کوس بلند آواز کو

بھیجنے کا حکم دیا جو شارق شاہ بادشاہ طلسم نے بروز ملاقات نذر کیا تھا۔ نیز
پریزادان تیز پر کو حکم دیا کہ شبا شب روانہ ہون اور ہر مرحلہ طلسم مین سے کل
سامان طلسمی جو جسم ہر ایک مقام مین بسیرہ دکر آئے ہین قبل از طلوع آفتاب
اردوی معلی مین پہونچا دین۔ تمام شب لشکرون کو کارسازی حرب اور
سامان جنگ مین گذری۔ ہنگام صبح صاحبقران نے مسجد بیضا مین جو خیمہ
کی شکل اور دیگر تحائف طلسم مین داخل تھی نماز گذاری۔ بعد ازان واسطے
تیار ہونے جنگ جہان پیما کے حکم دیا۔ طرف ثانی سے بھی تمام اکابر لشکر
حرب گاہ مین صف آرا ہوئے۔ شیر نے خود یاقوت نگار اور تال و نقش
پر رکھی اور نجدرون ساحر کا مہرہ سحر جسکا عمل بعد مرگ نجدرون بھی باقی رہا
تھا خود پر باندھا اور اسپ قرا قوزم پر سوار ہو کر میدان مین رزم مین آیا
کل سردار جلو مین تھے۔ شیخ اور ضار منکوس بنظر بزرگی ایک تخت پر بیٹھے
اس اثنا مین نجد الریا کا دوست صادق ابوالفتنہ شیطان بھی جنگ گاہ مین آیا
اور شیخ اور ضار منکوس کے درمیان بیٹھ گیا۔

صاحبقران عالم ستان نے بعد نماز و وظائف خلعت سلطانی زیب بدن فرمایا
اور سلاح طلسمی بہرست پاک جسم مبارک پر آراستہ کئے اور رایت فلک ارتفاع
یعقوب کو دیا اور جنید دولی وہر دولی کی خدمت ملک بداران اور ملک تا قیب کے نام
مقرر فرمائی اور میمنہ اور میسرہ عبد صندلی پوش اور صمصام نوجوان کو تفویض
کی۔ القصہ دلاوران شیر شکار اور بہادران فگار مرکبان پری پیکر پر سوار ہو کر
صاحبقران سے اولی میدان مصاف مین جا پہنچے۔ انکے بعد صاحبقران

گیتی ستان نے خنگ جہان پیما کے رکاب مین قدم رکہا۔ تمام اجنہ بہی
صورت انسانی مین ملبس ہوئے گوناگون سلاح جواہر نگار تن و توش پر لگاتی
ہوئے یمین و یسار صف بصف ہمراہ رکاب فیض نصاب ہوئے۔ ابو الخیر جنی
نے جبکو چتر یاقوت کی خدمت سپرد تہی سر مبارک پر چتر کو گردش دی۔
جمشید بن کافور کو جو اہل اسلام نے با چشم کور و پاپوشن بر سر دیکہا ہنسی کی
شدت سے تاب نہ رہی۔ یعقوب حرانی نے رایت فلک ارتفاع کو زمین پر
نصب کر دیا اور جمشید کے روبرو جاکر کہا اے حبشی سیاہ رو سبحان اللہ تونے
ممالک طلسم مین ایسی رونق بہم پہونچائی کہ آج تک کسی سلاطین ماضی و حال کو نصیب
نہوئی ہوگی۔ بانیان طلسم باانصاف تہے کہ اونہون نے تجہے بہی فیض طلسم سے
محروم نہ رکہا۔ ورنہ بیرون طلسم ہر ایک سے اپنی محرومی قسمت کی شکایت کرتا
کفش تو تیرے سر پر نصب ہے اور امید ہے کہ جسوقت نعرہ مارے گا علم
پاؤن سے بہی صدائے مہیب نکلے گی جسطرح ہمارے صاحبقران نامدار کو
اس طلسم مین لوح ذو جہتین دستیاب ہوئے تو صاحب نعرہ دو طرفین ہوا
یہہ بات بہی کسقدر اعزاز و افتخار کی ہے کہ بانیان طلسم نے کبہی بہی صاحبقران
کا ہم قافیہ کر دیا۔ جمشید کو حیرت ہوئی کہ یعقوب طلسم مین کسطرح پہونچا۔ آخر
یعقوب سے کہا۔ اے عیار پاجی زبان دراز مین جانتا ہون کہ معز الدین نے
تجہے طلسم مین بلایا ہے۔ مگر یاد رکہ یہان تیری قضا ہی لائی ہے یہہ کہکر بنظر
تادیب مرکب خرس صورت کو یعقوب کیطرف دوڑایا۔ یعقوب نے باد
صرصر کی مانند میدان سے خیز کی۔ قضارا ہنگام تعاقب جمشید کے مرکب

جمشید نے سکندری کہائی اور اُسکے سر سے خود زمین پر گرا۔ بجبر دگر نے خود سکے
حسب قاعدہ طلسمی تواتر ضربات کفش سر پر لگنی شروع ہوئی جمشید نے بمشکل
تمام خود سر پر رکھا اور بعض نفس منصب کی بادافتہ کو جو ہر لطمہ سپہر دہر کی تفضیح
زائد از رسائی مقصود ہے برحسب اس کے مین یہ مضمون گذرا کہ ایک پہول
بغل مین دبا لایا اور دو دستہ کہار جو یہ پہول اسقدر خوشرنگ و خوشبو ہو
سب اُنہون نے بلا وسواس پہول کو سونگہا۔ جس وقت سونگہنے پہول کے
ابوالعنبہ نے تیر سے پہونک دی۔ ناگاہ ایک شعلہ آتش پہول سے نکلا
اور دونو ملعونون کی ریش ناپاک کو جلا دیا۔ چہرہ دہرا اور ضارتنکوس اسقدر بدحواس
ہوئے کہ معلق زنان تخت سے زمین پر گرے۔ حاضرین معرکہ ہنسی کی شدت
سے بے دم ہو گئے جمشید اور صاحبقران کا بہی یہی حال تہا۔ یعقوب
حرانی اُسیوقت ضارتنکوس کے پاس پہونچا اور کہا اے دیوث
تف ہے تیری صورت پر۔ تو نے عبث پیشہ حکمت کو داغ بدنامی لگایا ہے
تعجب کی بات ہے کہ ہر جائے اور ہر مقام مین ہر ایک طرح سے تو ذلیل ہوتا ہے
گویا تمام جہان کی فضیحت تیری قسمت مین لکہی ہے۔ اس زندگی بے شرم
سے تیرا زمین کا پیوند ہونا بہتر ہے

المختصر صاحبقران نامدار اور جمشید نابکار مین اول نیزہ دری شروع ہوئی
وقت عصر صاحبقران نے جمشید کا نیزہ اپنے نیزہ کی ضرب سے گرا دیا۔
اسی طرح شمشیرین بہی مثل آرہ ہو گئین۔ ناچار مرکبون سے اُتر کر باہم کشتی مین
مشغول ہوئے۔ روز دوشنبہ سے ہنگامہ جنگ و پیکار شروع ہوا تہا جمعہ

تک رات دن باہم زور آوری اور کشش و کوشش مین سرگرم رہے جمشید صاحبقران کی اجازت سے ہر صبح و شام کہانا کہاتا تہا اور شراب پیتا تہا صاحبقران نے بہی اس عرصہ مین بطور تنقل دو تین بار کچہہ کہا لیا اور میدان جنگ ہی مین نماز گذاری رئیس الابرار نے یعقوب حرانی کے ہاتہہ صاحبقران کو کہلا بہیجا اے شہریار یہہ اُسی مہرہ سحر کا اثر ہے جو نجدون جادو نے جمشید کو دیا ہے۔ ورنہ جمشید کو کیا مجال تہی جو دو ساعت بہی تم سے حرب کرتا بہر حال جسطرح ممکن ہو آج ہی یعنے اسی روز و شب مین جمشید کو مغلوب کرو۔ اگر یہہ شب بہی مثل شب ہائے گذشتہ گذری اور روز شنبہ کو ساعت زحل شروع ہو گئی پہر جمعہ آئندہ تک یہہ ملعون تم سے کلہ بہ کلہ جنگ مردانہ کریگا ہر گز مغلوب نہین ہونے کا۔

راوی کہتا ہے کہ بیرون طلسم نجدون ساحر کی ایک زن محتالہ جیفہ گندہ دہن نام ہے اور اوس ملعونہ کے بطن سے ایک بچہ ہے جسکو النجد بن نجدون کہتے ہین۔ ایک دن النجد نے اپنی مادر ملعونہ سے کہا۔ تو اعمال سحر سے ایسا کوئی جنتر میرے واسطے تیار کر دے کہ مین تمام جہان کے پہلوانون پر غالب آؤن۔ اور کوئی بشر جنتر کے حال سے واقف نہو۔ جیفہ نے کہا۔ اے فرزند تیرے باپ نے ایک مہرۂ ایسا بنایا تہا کہ صاحب مہرہ سے کوئی جن و انس مقابلہ نہ کر سکے۔ چنانچہ اب وہ مہرہ جمشید کے پاس طلسم سبع سیارہ مین ہے۔ اور جمشید مہرہ کو سر پر باندہ کر معز الدین سے جو طلسم کشا ہے جنگ و حرب کر رہا ہے اور کسیطرح مغلوب نہین ہوتا۔ مین

طلسم میں جاتی ہوں اور وہ مہرہ لے آتی ہوں۔ بعد ازان بزور اسمائے سحر علیو انہ یعنی جبل کی
صورت جمعہ کے روز ہمین ہنگامہ جنگ میں پہونچی۔ کیا دیکھتی ہے کہ دونون طرف لشکر جرار صف
بستہ استادہ ہیں اور جمشید خود پرست اور معز الدین باہم زور آزمائی ہو رہی ہے۔ جیفہ نے
باہستگی تمام جمشید کے سر سے مہرہ کھول لیا۔ جمشید کشتی میں ایسا مشغول تھا کہ مہرہ کے کھلنے کی ہرگز
خبر نہوئی۔ جیفہ مہرہ لے کر جس راہ سے طلسم میں آئی تھی اسی راہ سے باہر نکل آئی۔ بروقت گم ہونے مہرہ
کے زور بازوئے جمشید کا زائل ہو گیا۔ صاحبقران نے جو جمشید کو مسلوب الحواس دیکھا ایک نعرہ ایسا کبیر
مار کر بقوت صاحبقرانی سر سے بلند کر لیا۔ جمشید نے ایک حالت یاس و ناامیدی میں کہا۔ اے معز الدین
میں خوب جانتا ہوں کہ تیرے مذہب میں بے اتمام حجت شرعی کسی آدمی کا ہلاک کرنا جائز نہیں مجھے
چھوڑ دے کیونکہ میں بیرون طلسم تجھ سے کر باب اور میدان داری کا قصد رکھتا ہوں۔ صاحبقران نے
جمشید کو آہستہ زمین پر رکھ دیا۔ یعقوب حرامی میدان میں موجود تھا جمشید کو کمند میں باندھ کر اپنے
لشکر میں لے آیا۔ بمجرد دستگیر ہونے جمشید کے لشکر اسلام نے حملوں کو جلوہ دیا اور پھر غدار منکوس نے
اپنی فوج روسیاہ کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیا دونوں لشکر مثل شیر و شکر جلد ہو گئے۔ اس ہنگامہ تیغ و خنجر
مین سیلاب خون موج زن اور ستم یہ ہوا کہ جوان پدر و پسر کی للکاری ہوئی۔ معز الدین نے ہر چند باپ کو دین
اسلام کی تلقین دی لیکن اس نے نہ مانا اور کلمۂ کلام سے شمشیر و خنجر کی نوبت پہونچی۔ معز الدین نوجوان
نے ایک ہی نیزہ بران ستان سے باپ کا کام تمام کیا۔ پیر و برادر غدار منکوس نے جو دیکھا کہ فوج
زیادہ لشکر معز الدین ہاتھ میں آیا اور قریب ہے کہ باقیماندہ بھی طعمۂ شمشیر ہون میدان جنگ سے بھاگ
سر و پا برہنہ ہو کر [illegible] مگر دلاوران لشکر اسلام نے انکو فرصت نہ دی اور گردن و گلو بستہ کر کے ظفر اثر میں
لے آئے۔ صبح کو صاحبقران نے اورنگ سلطانی پر جلوس فرمایا۔ امرائے جدید و قدیم دربار میں حاضر ہوئے
اور ہر ایک نے اشرفی و جواہر نذر گذرانا۔ صاحبقران نے بھی تمام امرا کو اعلیٰ خلعت ہائے فاخرہ
اور خدمات عمدہ سے ممتاز فرمایا۔ بعد اس کے جمشید کو پیش تخت طلب کیا اور غدار منکوس کو حاضر کیا۔ شیخ مردود
منافقانہ مسلمان ہوا۔ جب صاحبقران جمشید [illegible] اور غدار منکوس کی طرف مخاطب ہوا جمشید نے [illegible]

اشارہ ہو کہا۔ اے حمزہ الذین یہ کلمات تلقین وپند اُس وقت تجھی کہنے شایان ہیں کہ تو نے مجھے مردی
وعہد انجی مغلوب کیا ہوتا اگر لوح طلسم تیرے بازو پر بندھی ہوتی پھر میرا مغلوب ہونا غیر ممکن تھا اگر
تو کچھ حوصلہ شجاعت رکھتا ہے اے اصل میں صاحبقران روزگار ہے مجھے اور میرے استاد کو بعافیت
میرے لشکر میں پہونچا دے میں وہاں از سر نو ساماں جنگ حرب تیار کر کے کا تیغ بکف ہونگا۔ یا صاحبقران عالی مقدر

دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد

بزرگوں کا قول ہے کہ دشمن کو تباہ دینی گویا افعی مردم کش کو آستین میں پالنا ہے میرے نزدیک
بہت جلد ان کا رشتہ عمر قطع کرنا چاہیئے جمشید نے جو شیخ کی زبان سے بنی حق میں یہ الفاظ سنے
کمال برہم ہوا اور کہا۔ اُسے ولد الزنا کل ہی کا ذکر ہے کہ تو میری ہر طرح خوشامد کرتا تھا اور آج میرے ہی
روبرو میرے قتل کا فتوے دے رہا ہے

فی الجملہ صاحبقران اس بات پر راضی ہو گیا کہ جمشید اور ضارہنگوس کو بیرون طلسم پہونچا دیا جاوے
اسوقت ضارہنگوس نے کہا اب میں یہ التماس کرتا ہوں کہ حضور نے جمشید کی اتنی رعائیت کی ہے
تو دو چار سلاح مرقع نگار نگہانت طلسم میں سے جمشید کو بھی بخشو تاکہ یہ شخص یہاں سے محروم نہ جاوے
صاحبقران نے ضارہنگوس کے کہنے سے ایک ست سلاح زبرجد نگار جو طلسم قلعہ سیاہ کی امانت تھی جمشید
کو عطا کیے اور ایک شمشیر مرصع نگار ضارہنگوس کو عطا فرمایا۔ صاحبقران اسی فکر میں تھا کہ ان دونوں کو کیسے تہہ
لشکر میں پہونچاؤں کہ اسی اثنا میں درگاہ سالار نے اطلاع دی کہ ایک فیل طلسم بارگاہ کے دروازے
پر حاضر ہے اور بزبان انسان کہتا ہے کہ مجھے صاحبقران کی خدمت میں کچھ عرض کرنا ہے نام میرا
فیل اقبال ہے صاحبقران نے فیل اقبال کو اندر بلالیا اور آنے کا باعث پوچھا۔ اُس نے کہا میری
پیشانی پر کچھ عبارت لکھی ہے حضور اُس کو ملاحظہ فرمادیں صاحبقران نے فیل اقبال کی پیشانی کو
بنظر غور دیکھا یہ عبارت لکھی تھی۔ اے فاتح طلسم فیل اقبال کا ہیئت اصلی پر پہنچنا اسوقت موقوف
ہے کہ وہ بعد فتح طلسم طلسم کشا کے حکم سے جمشید اور ایک شخص کو جو دونوں دروازے سے طلسم میں آیا ہے
بیرون طلسم اُس کے لشکر میں پہونچا دے [illegible] فرمایا — تمم

تم دونوں استاد و شاگرد فیل اقبال کی پشت پر سوار ہو اور اپنے لشکر میں جاؤ۔ فیل اقبال نے جمشید سے کہا۔ تم دونوں استاد و شاگرد پشت بہ پشت میرے اوپر سوار ہو لو لیکن تیرا منہہ میری دُم کی طرف رہے اور ضرار منکوس کا منہہ دُم کیجانب ورنہ آئندہ راہ میں تم کو تکلیف ہوگی۔ جمشید اور ضرار منکوس اسی ترکیب سے سوار ہوئے۔ فیل اقبال ان کو لئے گرد و دروازہ کیطرف روانہ ہوا۔ جمشید نے رستہ میں ضرار منکوس سے کہا۔ اس بات کا نہایت افسوس ہے کہ مجھ سے عالم طلسم میں کوئی کار نمایاں ظہور میں نہ آیا۔ اگر میرے اہل لشکر ان سالار جہاں نگار کا حال پوچھینگے میں ان کو کیا جواب دونگا۔ ضرار منکوس نے کہا یہی جواب دینا کہ نصف طلسم معز الدین نے فتح کیا ہے اور نصف طلسم بیٹھا ہوا ہے کہ اگر میں طلسم فتح نہ کرتا یہ سلاح جہاں نگار جو خاص تحائف طلسم سے ہیں میرے ہاتھ نہ آتے۔ جمشید نے کہا خیر وہ نہیں معز الدین جب طلسم سے نکلنے والا ہے اس وقت تیری دروغگوئی کی قلعی تمام لشکر کو صاف ظاہر ہو جاویگی۔ ضرار منکوس نے کہا تو کیا کہتا ہے اول معز الدین کا طلسم سے نکلنا ہی محال ہے اور بالفرض نکلا بھی تو تیرا حریف ہے اس کے قول کی تکذیب کرنا بعض انسان کو تیری باتوں کا باور آئے گا اور بعض معز الدین کو راست گو سمجھیں گے۔ آخر تو نے بھی طلسم قلعہ سیلو کی سیر کی ہے بلکہ اب بھی دروازہ سے باہر نکلیگا۔

اس گفتگو میں جمشید نے فیل اقبال کے قد و قامت کی طرف خیال کیا تو ایک بار کم دیکھا۔ آخر حیرت زدہ پوچھا۔ اے حیوان یہ کیا اسرار ہے کہ حرزہ ستان میں تیری قامت اور شکل ہو گئی۔ فیل اقبال نے کہا روز اول جو مجھ سے اور تیری دو چار ہوئی تھی تو نے کہا تھا کہ مجھ سے قد و قامت میں سوار میری کا مرکب دراز قد ہے میں نے جواب دیا تھا کہ جب وہ وقت آئے گا تجھے میری درازی قد کا حال معلوم ہو جائے گا۔ سو وہ یہی دن ہے اب چشم غور سے میری قد و قامت کو دیکھ۔ جمشید نے کہا یہ بلندی قامت محض میری بلندی اقبال سے تجھ کو نصیب ہوئی ورنہ میں اول تیرے جسم کو کچھ سمجھا ہوں۔ دیو اقبال نے کہا۔ تمہاری بلندی اقبال میں کیا شبہ ہے جس وقت تم اپنے لشکر میں پہنچو گے تمہارے ستارہ اقبال کو زوال

تمہارا عروج ہوگا - جمشید نے غدار منکوس سے کہا تو نے سنا کہ اس فیل طلسمی نے کیا کہا غدار منکوس نے کہا - کلمہ حق کہتا ہے تو اپنی حقیقت اصلی کو دیکھ کہ ابتدا مین کون تہا اور اب کس رتبہ اعلے کو پہونچا ہے - جمشید نے دیو اقبال سے کہا - اگر تو میرے پاس رہے مین تجہے نہایت اعزاز و آرام سے رکہون اور ایسی نعمتیں کہلاؤن کہ تمام عمر نہ کہائین ہون اکثر دیوان طلسم معزالدین کے فرمان بردار ہین اگر تو بہی میری رفاقت قبول کرے گا کیا عیب کی بات ہے - دیو اقبال نے کہا - قصہ زمین بر سر زمین - اول تجہے تیرے لشکر مین پہونچا دون پہر جو کہے گا منظور کرونگا جس وقت اہل طلسم کو یہ اطلاع ملی کہ جمشید صاحبقران باطل بآن ہئیت کذائی طلسم مین سے نکالا جاتا ہے ہر مرحلہ کی مخلوق جوق جوق آتی تہی اور جمشید کی تضحیک کرتی تہی ۔

دیو اقبال باد صرصر کی مانند راہ قطع کرتا تہا اور طرفۃ العین میں مرحلہ چہارم سے درگذرا - اسی طرح ایک دن مین تمام مرحلات طے کر کے طلسم سے باہر نکل آیا اور شام کے وقت اس میل آہنی کے قریب پہونچا جسکی پیشانی پر وہ عبارت مذکورہ بالا لکہی تہی - جمشید نے دیو اقبال سے کہا - میرا لشکر شہر فردوسیہ کی فلان طرف مقیم ہے دیو اقبال نے بسخت زبانی جواب دیا اسے مادر بخطا کور باطن تیرے نشان دینے کی حاجت نہیں ہے مین خوب جانتا ہون جس جہنم مین تیرا لشکر ابتر فروکش ہے - جمشید نے جو یہ کلمہ دیو اقبال کی زبان سے سنا ہوش جاتے رہے - دیو اقبال وقت شب جمشید کے لشکر مین آیا قضارا لشکر کے کنارے پر ایک نان پز کی دوکان تہی - دیو اقبال نے تنور کی سیاہی سے خرطوم اپنی آلودہ کی اور وہ سیاہی جمشید اور غدار منکوس کے منہہ پر تا بگردن خوب ملی - جمشید نے غل مچایا - مگر دیو اقبال نے کچہ نہ سنا وہان سے براہ راست بہلول سقطی کے خیمہ کے قریب پہونچا جو بعد مین سقطی کے لشکر کا سردار اول تہا اور اتفاق سے اسوقت بیدین سقطی کے پاس بیٹہا تہا - دیو اقبال نے بہلول کو خرطوم سے اٹہا کر نہایت زور سے جمشید کے سینہ پر پٹکا - جمشید سے بہلول کو ایسا دہکا دیا کہ اس اجل رسیدہ کی جان نکل گئی ۔

بمجرد ہلاک ہونے بہلول کے لشکر میں چار طرف غل مچا کہ ایک فیل کوہ پیکر کہین سے لشکر
میں چلا آیا ہے اور دو آدمی سیاہ رو عجیب الخلقت پس و پیش اُس پر سوار ہین اُن دونون میں سے
ایک مرد تناور کے سر پر ایک خود یاقوت نگار رکھی ہے جس پر ایک کلغی نال نصب ہے
گروہ گروہ آدمی جمشید اور ضرار منکوس کی اشکال مضحک دیکھتے تھے اور خوف سے بھاگتے تھے
دیو اقبال نے جب دیکھا کہ لشکر کفار کے بے شمار آدمی میرے گرد و پیش جمع ہو گئے اُس نے
ایک ہی حملہ میں صدہا آدمیون کو خاک میں ملا دیا مردمان لشکر بھی با تیغ و تیر اور نیزہ
و شمشیر ہر طرف سے فیل اقبال پر حملہ آور ہوئے ہر چند جمشید فریاد کرتا تھا اور کہتا تھا اے
ظالمون کیا ظلم کرتے ہو میں جمشید صاحبقران ہون اور میری پس پشت میرا استاد ضرار
منکوس مچا ہوا ہے بجز اس حیوان کی جسم پر تیر یا نیزہ لگانے کا قصد کرو یہ فیل طلسم ہے
اسکو تمہارے حربہ سے ضرر نہ پہونچیگا اور ہم ناحق زخمی ہونگے لیکن اُس ہنگامہ میں
کون سنتا تھا کہ کیا کہتے ہین۔ نجاشی کے لشکر میں ایک پہلوان حرمان فیل جنگ نے
اکثر فیلان مست کو گرز و نیزہ سے ہلاک کیا تھا وہ گرز صد منی ہاتھ میں لیکر دیو اقبال
کے روبرو آیا اور نہایت قوت سے وہ گرز فیل اقبال کے سر پر مارا۔ فیل اقبال نے
گرز کی ضرب سے جنبش تک نہ کھائی اور حرمان اجل گرفتہ کو خرطوم سے اُٹھا کر اسطرح
مارا کہ نقش زمین ہو گیا۔ پھر کوئی آدمی خوف سے نزدیک نہ آیا۔ سو دور سے تیر تفنگ چلاتے
تھے جس وقت چند پیکان تیر کی ضرب جمشید اور ضرار منکوس کے سر و سینہ پر پہونچے ضرار
منکوس نے فیل اقبال کو حضرت سلیمان علیہ السلام اور حکیم استقلینوس الٰہی کی ارواح
پاک کی قسم دی اور کہا۔ اے حیوان ناطق برائے خدا ہمارے حال پر رحم کر اور ہمکو
اپنی پشت سے اُتار دے تاکہ اپنے لشکر میں جا دیں۔ فیل اقبال اُنکی فریاد و فغان کو
خیال میں نہ لایا صبح تک اسی طرح مردم کشی میں مشغول رہا۔ صبح کے قریب [illegible]
[illegible] کی راہ لی [illegible] نوبت [illegible] اقبال [illegible] وہان [illegible]

خاکروب- اُسمیں تمام لشکروں کی نجاست ڈالتے تھے- جمشید نے جو اُس مزبلہ کو دیکھا ضرار
منکوس سے کہا اے استاد اس مقام سے بہتر اور کوئی جائے عافیت نہیں ملنے کی- ہر چہ
بادا باد میں اس مزبلہ میں گرتا ہون آخر جمشید پلید نے اور بہ پیروی اُس کے ضرار منکوس نے
فیل کی پشت سے جست کی اور اس زور سے مزبلہ میں گرے کہ گردن تک نجاست
میں غرق ہو گئے- فیل اقبال جنہ لحظہ انکے حال پر کو بغور دیکھتا رہا بعد ازان جمشید سے
کہا اے ملعون اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَقَامَ الْحَقَّ فِي مَرْكَزِه اب میں رخصت
ہوتا ہون اور شہزادہ بدیع الدین عالی قدر صاحب قران اکبر کو تمہارے حال کی خبر کرتا
ہون مگر جز ولا تم میری خدمت گذاری کو لوح سینہ سے فراموش نکرنا- ضرار منکوس
نے کہا تو نے ہماری ایسی خدمت نہیں کی کہ تا دم مرگ یاد نہ رکھیں

دیو اقبال خندہ کنان طلسم کیطرف روانہ ہوا- جمشید و ضرار منکوس نجاست کے دلدل میں ایسے
پہنسے تھے کہ کسیطرح باہر نہ نکل سکتے تھے جسقدر جمشید قوت صاحبقرانی کو کام فرماتا تھا
اُسی قدر لجہ انجاست میں غرق ہوتا جاتا تھا آخر لعل بیگ قوم خاکروب پیشوا انکا نام لے
کر دریائے نجاست میں شناوری کی اور بہزار جد و جہد مزبلہ کے کنارے تک پہنچے
ہنوز باہر نکلے تھے کہ چند نفر خاکروب وہان آئے اور متعدد بورے نجاست سے لبریز مزبلہ میں
پہینک کر روانہ ہوئے- اس دفعہ جمشید اور ضرار منکوس نجاست میں گلو در گل ہو گئے بلکہ
قدرے نجاست اُنکے حلق میں بہی داخل ہوئی- القصہ بہزار مشکل مزبلہ میں سے باہر
نکلے- اتفاقاً مزبلہ کے قریب ایک جہیل پانی کا تھا اور اُس میں تمام لشکر کے دو دو آب پانی
پیتے تھے اور اُسی میں پیشاب بہی کرتے تھے بلکہ کل نقار لشکر کا وہی جہیل موضع طہارت
تھا- جمشید اور ضرار منکوس جو سر سے پا تک نجاست میں آلودہ تھے اور اُس وقت کہیں
اور پاکیزہ پانی نہ ملا ناچار انہون نے اُسی جہیل کے پانی سے اپنا تمام بدن اور منہ دہویا
- اگرچہ کثافت ظاہری دفع ہوئی مگر نجاست کی بو کو خضاب کی بو نے زیادہ

زیادہ تر مہکا دیا بعد ازان پیادہ پا لشکر کی طرف روانہ ہوئے - لشکر میں ہنوز اُلٹی
فیل طلسم کا ہر جائے غل و چرچا ہو رہا تھا اور چار طرف سے صدائے گریہ و زاری آتی تھی
کیا معنی کہ صدہا آدمی لشکر کے فیل اقبال نے ہلاک و پائمال کیئے تھے - اتفاقاً جمشید اور
خمارسنکوس کا فیلبان تمام مصری کے خیمہ کے روبرو گذرا ہوا جو ایک سردار عمدہ تھا - اُس کے
ملازموں نے کسی قدر اُن کو سمجھایا اور اپنے آقا کو خبر کی وہ سردار باہر خیمہ کے [illegible]
آیا اور خیمہ میں لے جاکر با طہارت تمام غسل کرایا وقت غسل جمشید نے [illegible]
کفش اتار کر رکھا - مگر کفش نے حسب معمول جمشید کے سر پر [illegible] جمشید
دل میں خوش ہوا اور کہا یہ جو تکلیف و فضیحت مقدر کی تھی [illegible] اب
آفت طلسمی سے تو نجات پائی - حکمائے پیشین اور بانیان طلسم کا یہ قول صحیح نکلا کہ بیرون
طلسم خود یاقوت کی تاثیر نہیں رہے گی جمشید نے کفش زرین کو [illegible] صندوق میں
رکھا بعد ازان لباس فاخرہ پہنا اور خود یاقوت نگار سر پر رکھا - اب [illegible] میں عسکر جمشید کے
آنے کی خبر ہوئی تھی ملازمت کے واسطے آتا تھا - جمشید نے دو چار لمحہ دربار عام کیا پھر
میں جاکر ناہید جنگی مقتولہ کے رنج میں نہایت درد سے رویا - ناہید جنگی کی
جیفہ جیفہ سردار خونخوار کی دختر بردہ [illegible] انیس و محرم راز مقرر ہوئی - خمارسنکوس اپنے خیمہ میں
آیا اور بوجہ اُن رنج و تکلیفوں کے جو طلسم میں اور بیرون طلسم میں اُٹھائیں تین روز تک باہر نہ نکلا

احوال صاحبقران اکبر فریب سپہر و ہراور قتل اُسکا اور حقیقت ہلاکت الوالقہ وزراء کا بیٹہ اور مرنا کا اُسکا

جبنی و شوران شمر ناؤ نیش سے

جو دہشت صاحبقران اکبر نے جمشید خدا پرست اور خمار سنکوس سے بسختی کہ طلسم [illegible] سے

انکو ادا ہوئے دوگانہ شکر جناب باری میں ادا کیا اور ایک ہفتہ کامل جشن فیروزی کا
حکم دیا۔ شیخ سنجد الریا جو منافقانہ مسلمان ہوا تھا اس فکر میں ہے کہ کسی تدبیر سے صاحبقران
کو ہلاک کرے۔ ایک روز ابو الفتنہ شیطان آیا اور شیخ مردود کا دل [illegible] کہا کہ آدمی
کے گوشت کا یخنی پلاؤ زہر آلود صاحبقران کو کھلا کر ہلاک کر۔ شیخ مردود اول دو چار روز بز
و گوسپند کے گوشت کا یخنی پلاؤ دستر خوان پر رکھتا رہا جب تسلی ہو گئی کہ اعتبار جم گیا
ایک دن صاحبقران کے ایک خدمتگار خاص محترم نام کو ذبح کر کے اس کے گوشت
کا یخنی پلاؤ پکایا اور دستر پر رکھ دیا صاحبقران لقمہ اٹھانے کو تھا کہ ابو الفتنہ بصورت
اہل دربار [illegible] آیا اور کہا یہ یخنی پلاؤ گوشت انسان کا ہے یعقوب نے گوشت
کو دیکھا فی الواقع انگشت کو چک محترم کی مع مہر نکلی۔ صاحبقران کے چہرہ کا رنگ غصہ سے
متغیر ہو گیا ہے اور یعقوب سے کہا کہ اس کھانے کو زمین پر پھینک دے وہ پلاؤ زہر
آلودہ جس جگہ گرا اس جگہ کی زمین نے مثل دیگ جوش کھایا اور جابجا شق ہو گئی یعقوب
پیر دہر کو صاحبقران کی بلا اجازت کشاں کشاں بارگاہ سے باہر لایا اور اول خوب
گنہگاری کرائی انگاہ عذاب شدید سے قتل کیا۔

ابو الفتنہ بعد قتل ہونے پیر دہر کے زالہ کاہنہ کے پاس گیا جو صاحبقران کے خوف سے ایک مکان
میں مخفی تھی زالہ پیر دہر کے قتل ہونے کا افسوس کیا۔ زالہ تار گئی [illegible] مستانی بھی
ابو الفتنہ کی بہن ہے زالہ نے ہزار حیلہ ابو الفتنہ کو اپنے پر مفتون کرنا چاہا [illegible] سرمہ
ظلم اسکی آنکھوں میں لگایا سرمہ ظلم کے لگانے سے یہ تاثیر طلسم زالہ ابو الفتنہ کی نظر [illegible]
میں نہایت خوبصورت معلوم ہوئی اور دل ابو الفتنہ دل سے فریفتہ ہو گیا۔ اور [illegible]
شروع کیا ایک دن زالہ نے موقع پاکر ابو الفتنہ کو ہلاک کیا اور ایک زن [illegible] کی
صورت [illegible] ہو کر صاحبقران کے لشکر میں گئی۔ اس ملعونہ نے اپنے جسم پر عطر بیہوشی
ملا ہوا تھا اس کی تاثیر سے جو شخص اہل لشکر میں سے قریب سے اس کو لگاتا

ظاہر ہونے کا وقت قریب آیا ہے ۔ جمیع ریشاں طلسم کو لائق ہے کہ احکام لوح کے پابند ہوں والسلام ۔ صاحبقران نے عبارت مذکورہ رئیسان طلسم کے روبرو بیان کی ۔ اور تخت یاقوت نگار پر سوار ہو کر جبل الاحکام کیطرف روانہ ہوا ۔ شارق شاہ و رئیس اخابرار و افگار بن تدبیر روشنضمیر و سیاق و سپہر و ملک فیروز و ملک ناقسیہ و ملک بدوان بن قباد و معزم بن سیاف و ملک اسعد جنی و ابو الخیر جنی و اقلیع قلعدار و اصلح جنی و تیران جنی و طائع شاہ و طاؤس جنی وزیواس جنی وغیرہ ارکین طلسم جن و غسان ہمراہ رکاب ہو لیئے ۔ جب جبل الاحکام کے دامنہ میں پہونچے صاحبقران نے وہ کوہ گردون شکوہ اس قدر رفیع و وسیع دیکھا کہ فلک الافلاک سے ہمسری کرتا تھا اور یکرہ زمین اسکی رفعت و عظمت کے روبرو ایک تودہ خاک معلوم ہوتا تھا ۔ بلندی کے علاوہ تمام سطح کوہ انواع و اقسام رنگ کے گل و ریاحین سے معمور و آراستہ تھی اور چشمہ ہائے آب رواں ہر طرف جاری تھے ۔ بالائے کوہ ایک مکان عالیشان خشت نما بغیہ قصر اخضر کی مانند خوش ترکیب و خوش وضع بنا ہوا تھا ۔ کوہ کے چار طرف متعدد زینے تھے اور زیر کوہ ایک گوشہ میں حکیم اقلیدس الہی کا عبادت خانہ تھا ۔ قاضی رشمس الاقمر نے کہا حضور اولی اس عبادت خانہ میں تشریف لیجاویں اور بعد ادائے دوگانہ شکر سو رہیں ۔ صاحبقران نے اس معبد بزرگ کی زیارت کی اور بعد نماز سو رہا ۔ عالم خواب میں حکیم اقلیدس الہی تشریف لائے اور فتح طلسم کی مبارکباد دی ۔ صاحبقران نے اسی عالم میں سلام کیا ۔ حکیم صاحب نے فرمایا اے نور العین حیدر آخر الزمان آگاہ ہو ۔ میں نے یہ طلسم مع جواہر خانہ تیرے اور تیری زوجہ ملکہ شمسہ تاجدار کے واسطے ترتیب دیا ہے ۔ تو اپنی قدر و منزلت سے آگاہ ہوا اور ہر وقت و ہر لحظہ دل کو معبود حقیقی کی یاد میں مشغول رکھ یہی امر دین و دنیا کی نجات کا باعث ہے

غیر ہیں از خدا بیگانہ اندگس ۔ بہار مشغولی ہمین است و بس

اور مناسب ہے کہ مجھ خاکسار ہیچکارہ کو بھی ثواب فاتحہ سے ضرور یاد کرنا تاکہ روز جزا میرا

ہاتھ تیری جد بزرگوار خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ کے دامن تک پہونچے۔ بسم اللہ بدولت واقبال جبل الاحکام پہ تشریف لے جا اور وہان کا بھی سیر و تماشا دیکھ۔ اُس مکان قدسی نشان کے نو طبقے ہین اور ہر طبقہ بعینہ طبقہ فلک کی صورت ہے۔ بعد بیان کرنے اس مجلہ کے حکیم صاحب غائب ہو گئے۔ صاحبقران کی بھی خواب رحانی سے آنکھ کھلی اور عبادت خانہ سے باہر تشریف لایا۔

صاحبقران مع تمام سلاطین وامرا بالائے کوہ پہونچا اور ایک مکان فلک نشان دو فرسخ سے دو فرسخ مربع دیکھا اور مکان کی چار طرف ایک فرسخ سے زیادہ میدان وسیع و دلکشا تھا اور ہر میدان مین درختان مثمر و غیر مثمر اور اشجار گل صباحین یاسمن و یاسمین ونسترن کثرت سے تھے۔ اور شاخہائے اشجار پہ ہزار در ہزار جانوران خوش رنگ اور مرغان خوش آہنگ حمد الہیٰ نواسنجی کر رہے تھے۔ صاحبقران نے کہا سبحان اللہ کوئی گلستان جہان مین اس کیفیت و نیز زینت کا نہ ہوگا جس آرائش و زینت کا یہ کوہ اور یہ مکان ہے۔ اور شارق شاہ کیطرف اشارہ کرکے کہا تم اکثر اوقات اس باغ کا سیر و تماشا دیکھتے ہوگے وہ بھی رئیس الابرار لے کہا خداوند نعمت یہ مکان بھی طلسم مین داخل ہے اور مکان کے چارون گوشون مین حکیم استقلیتوس کا ایک ایک معبد خانہ ہے جسطرح حضور نے زیر کوہ ملاحظہ فرمایا۔ اہل غرض اور حاجتمند اس معبد تک آتے ہین جو زیر کوہ ہے۔ غرض کسی مراد مند مضطرب نے جرات کی اور کوہ کیطرف قدم رکہا پھر ایک آتش غیب سے پیدا ہوتی ہے اور اس شخص کو صاف جلادیتی ہے۔ اگر ہزار آدمی ہون اُن مین سے ایک بھی زندہ نہین رہتا۔ اسی طرح دوسری طرف ہوائے تند و مہلک کا صدمہ پہونچتا ہے اور سمت سیوم سے ایک رو پانی کی مثل طوفان دریا آتی ہے اور طرف چہارم سے اس شدت کا گرد و غبار متصاعد ہوتا ہے کہ زمین و آسمان تک نظر نہین آتا اور اس غبار بلاخیز مین مراد مند بیچارہ کا نشان نہین ملتا۔ پھر حضور غور فرمائین کسکی مجال ہے کوہ پہ جانے کا قصد کرے

مگر جو اہل طلسم متقی و پرہیزگار چالیس دن ترک حیوانات کرے اور روزہ دار رہے اور رات
دن اسمائے جلیلہ پڑہے وہ لوح مستور تک پہنچ سکتا ہے - چنانچہ ایکبار مین اور شیخ نجد الریا ملعون
اُن اسماکی بزرگی کی برکت سے جو خاص اسی واسطے مقرر ہین اس مکان قائم نشان کے
طبقہ ہفتم تک پہونچے تہے جہان لوح مستور رکہی ہے باقی حال حضور نے سُن ہی لیا کہ مجہہ
لوح مستور کے حکم سے عمر طلسم سات سو برس کی یاد رہی اور شیخ کو سات ہزار برس کی

صاحبقران اکبر نے فرمایا اے قاضی صاحب تم بزور ریاضت اس مکان فیض بنیان
مین آئے الا شیخ ابلیس پرست کا ایسے مقام بزرگ مین پہونچنا خلاف عقل ہے یہ سُنکر الامیر
نے کہا - اصل حقیقت یہ ہے کہ شیخ نجد الریا ایک مسلمان زمیندار کا فرزند تہا اور اُس کی
اوقات بیشتر عبادت الہی مین گذرتی تہی - آخر میرا شاگرد ہوا اور اسمائے دعوت مجہہ سے
سیکہے - جس وقت کوہ سے شہر مین آیا اور عمر طلسم مین مجہسے اختلاف کیا خلائق شہر
زیادہ تر معتقد ہوئی - اسی اثنا مین وجدان حاکم مرحلہ ہفتم جسکا لقب پیر دہر بہی تہا
لاولد مرا - شارق شاہ نے وجدان کی جائے شیخ کو پیر دہر خطاب دے کر مرحلہ ہفتم کی حکومت
دی - بعد حاصل ہونے حکومت کے وہ مردود وسوسہ شیطانی سے سحر و ساحری کی طرف متوجہ
ہوا اعدائے زمانہ کا سامری و زردشت ہوگیا - مینے شارق شاہ سے بارہا کہا کہ وجدان
حاکم مرحلہ ہفتم کا بے اولاد مرنا اور ایسے مردود کا اُسکا جانشین ہونا شکست طلسم کی علامت ہے
مگر میری کہانی کون سنتا تہا

صاحبقران اس گفتگو کے بعد مع بادشاہ و امرا قصر مین داخل ہوا جسکی پیشانی پر قصر
رفعت لکہا تہا - طبقہ اول کی سقف مین کوکب قمر کو نصب دیکہا جسکی روشنی سے تمام قصر منور
ہو رہا تہا - تمام سامان وہان کا سبز رنگ تہا اور ایک گوشے مین مروارید و زمرد کے انبار

لگے تھے اور ہر ایک انبار پر ایک کاغذ سربستہ رکھا تھا۔ صاحبقران نے اوس کاغذ کو ملاحظہ فرمایا۔ اُس میں لکھا تھا کہ یہ گنج جواہر بیشے خاص طلسم کشا کی نذر کے واسطے امانت رکھا ہے طبقہ دوم میں شکل عطارد اور طبقہ سوم میں شکل زہرہ اور چہارم میں ہئیت آفتاب اور پنجم میں مریخ اور ششم میں مشتری اور طبقہ ہفتم میں شکل زحل دیکھی اور ہر طبقہ میں حسب رنگ کوکب فیروزہ والماس ویاقوت وزبرجد وغیرہ جو ہر ایک انبار ہے۔ طبقہ ہشتم کی سقف میں بجائے ثوابت ریزہائے الماس خورد و کلان اس ترکیب سے نصب تھی کہ بعد غور اون میں ایک شکل ظاہر ہوتی تھی۔ صاحبقران کو جو علم ہیئت میں دستگاہ کامل تھی اور طلسم اجرام واجسام میں ہئیت افلاک بالتفصیل وبالاجمال نظر سے گذری تھی یہان تمام منازل قمر اور کوکب سہیل اور قطب ہائے جنوبی وشمالی کو نظر اول ہی میں پہچان لیا اور رفقا کو اون کی حقیقت سے آگاہ کیا۔ طبقہ نہم کے ہر در و دیوار پر بخط جلی کچھ عبارت لکھی تھی۔ صاحبقران بلکہ تمام رفقا نے اُس تحریر کو پڑھا۔ بعد حمد الہی یہ لکھا تھا۔ تمام اہالی طلسم کو معلوم ہو کہ جمیع مرد و زن طلسمی اُس صاحب اقبال کی کنیز و غلام ہین جبکہ پیکر برج یاقوت مین تخت یاقوت نگار پر متمکن ہے۔ طلسم کشا سوائے اراک سلیمانی سے برج یاقوت کا دروازہ کہولے اور برج کے اندر داخل ہو وہان ایک میکدہ بیخودی ہے۔ جو جن وانس اُس میکدہ کی شراب پئیگا اُسکو اپنے حال ومآل کی خبر نہین رہنے کی۔ طلسم کشا کو لازم ہے کہ بعد داخل ہونے میکدہ بیخودی کے لوح ذوجہتین کو دیکھے والسلام

صاحبقران اکبر کا برج یاقوت مین داخل

ہونا اور میکدہ بیخودی مین جام شراب پی کر بیہوش ہوجانا اور سب ازدواج کا آنا اور جشن کرنا

صاحبقران نے طبقہ نہم مین ایک گوہر شبچراغ لیا جسکو کوکب دری بہی کہتے تہے بلکہ ہر طبقہ مین سے ایک ایک جواہر منتخب لیا باقی تمام گنج ہائے جواہر شارق شاہ کے سپرد کیئے اور ایک روز شہر زرین حصار مین جشن کرکے برج یاقوت کی سمت نہفتہ گرہائی وہان جمیل نے استقبال کیا۔ صاحبقران نے برج کو دیکہا۔ یہ تحریر تہا۔ اس اسم بزرگ کو تین بار پڑہو۔ تمساح جنی جو تمام قوم اجنہ مین قوی ہیکل اور زبردست ہے تمہارے پاس آدے گا۔ تمساح سے پوچہنا۔ تو مجہے پہچانتا ہے۔ تو وہ کہے گا مجہے بخوبی آگاہی ہے کہ تم صاحبقران اکبر اور فاتح طلسم سبع سباع ہو اور شل دیگر اہل طلسم کے میرے بہی حاکم ہو۔ تم کہنا۔ پس میری امانت ظاہر کر۔ تمساح اُس امانت کا نام پوچہے گا۔ کہنا کہ کوس شور انگیز مع نقارخانہ سلیمانی اور علم صاحبقرانی لادے۔ وہ اُسی وقت سامان مذکور لادے گا۔ تم شارق شاہ اور امرائے طلسم جن و بشر کو تالاب کے گرد صف بہ صف استادہ کرنا اور تمساح کو کوس شور انگیز کے بجانے کا حکم دینا۔ اُسوقت کل اہالی طلسم بالاتفاق چشم بند کہین "بادشاہ سلامت" جب تین بار کوس شور انگیز چوب سے آشنا ہوگا

اور اہالی طلسم پر ضرب پر بادشاہ سلامت ہین ہینگے اُس وقت برج یاقوت کا دروازہ ظاہر
ہوگا اور جہان تالاب ہے وہان ایک قطعہ زمین سطح سبزہ و گل سے معمور نظر آوے گا
جمیع رفقا کو اُس سبزہ زار مین قیام کرنے کا حکم دینا اور خود تنہا برج کے قریب جانا
اور دروازہ پر عصاے ادراک سلیمانی مارنا۔ دروازہ کھل جائے گا۔ بے تکلف و بے
خطر برج کے اندر داخل ہوجانا والسلام

تمساح نے کوس شور انگیز اور علم صاحبقرانی کے علاوہ سات سو جفت نقارہ ہاے
طلائی و نقرئی اور دو ہزار کرنا و نفیری مع سامان جلوس شہریاری حاضر کیا۔ اُس مین ایک
جفت کرنا رعد و رعدان نام بھی تھا۔ انکی صدا کوس شور انگیز سے بھی زیادہ بلند تھی۔
اسی طرح ایک نفیری کا صور انصلابت (?) خطاب تھا

صاحبقران اکبر نے سب مراتب جب ہدایت لوح طے کیے اور ادراک سلیمانی سے
دروازہ کھولکر برج کے اندر داخل ہوا۔ کیا دیکھتا ہے کہ وہ برج گویا ایک پارچہ یاقوت سے
ہر علم کا ہے اور برج کی چہار طرف غلام گردش بنی ہوئی ہے۔ اور وسط برج مین ایک بنگلہ
عالی شان یاقوت نگار ہے اور مکان کی پیشانی پر میکدہ بھی لکھا ہے۔ صاحبقران
نے میکدہ کا دروازہ بھی ادراک سلیمانی سے کھولا اور اندر داخل ہوا۔ وہان عجیب
تماشا نشاط روح افزا اور جلوہ ہوش ربا نظر آیا کہ میکدہ کی وسعت حقیقی ملوک تخت (?)
یاقوت نگار پر ایک پیکر طلسمی بہشت شمہ تاجدار کی صورت جلوہ گستر ہے اور راست
و چپ تخت کے چند کرسیان جواہر نگار خالی رکھی ہوئی ہین اور ایک جام الفرزنہ (?) بادہ ارغوانی
کا شمہ تاجدار کے ہاتھ مین ہے۔ حالانکہ وہ پیکر مصنوعی تھی لیکن وہ سرخ رنگ
رخسار اور گوشت و پوست بعینہ انسان کی مانند معلوم ہوتا تھا لکڑ ترکیب طلسمی سے

اوس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ شمسہ بہ لب تبسم ریز گویا صاحبقران کی طرف بغور دیکھ رہی ہے۔ صاحبقران نے جو مدت کے بعد محبوبہ کی صورت دیکھی بے اختیار ہائے کا نعرہ مارا اور زار زار رو دیا۔ جب فی الجملہ حواس درست ہوئے اُس پیکر کے قریب آیا پیکر کی پیشانی پر یہ شعر لکھا تھا۔

بگیر جام ز دست من اے سپہر وقار　　چگونہ بادہ نہ نوشی کہ میدہد دلدار

صاحبقران نے جو شعر پڑھا بقول "دیوانہ را ہوئے بس ست" بے پس و پیش جام تیز آب پیکر مصنوعی کے ہاتھ سے لے کر پی گیا۔ بمجرد اس کے میکدہ کی چار طرف سے سازہائے دلکشا اور نغمہ غم زدا کی آواز آنے لگی مگر کوئی ذیحیات نظر نہ آیا

اُس مکان کے چار طرف متعدد حجرے تھے اور اُن پر پردہ ہائے مرصع نگار افتادہ تھے۔ ناگاہ اون پردوں میں سے ایک پردہ اُٹھا اور پردہ کے اندر سے ایک نازنین ہم شبیہ شمسہ مانند کرشمہ جام شراب ہاتھ میں لیے ہوئے باہر نکلی۔ صاحبقران اُس حور وش کی طرف متوجہ ہوا کیا دیکھتا ہے کہ ملکہ نو بہار گلشن افسر و زمثل طاؤس طناز کمال آہستہ قدمی سے چلی آتی ہے۔ وہ پیکر صاحبقران کے قریب آئی اور اس طرح جھکی گویا جام شراب تواضع کرتی ہے۔ اسکی پیشانی پر یہ عبارت لکھی تھی۔ اے صاحبقران نامدار اے فلک کشائے عالی مقدار۔ مجھے اپنی خدمت گذاری اور تمہاری شفقت و عنایت سے یہ امید تھی کہ اول میرے ہاتھ سے جام شراب نوش فرمائیے مگر تم نے شخص مختصر جنسیت شمسہ کو مجھ پر ترجیح دی۔ خیر اب میرے ہاتھ سے بھی یہ جام شراب نوش فرمائیے۔ صاحبقران نے زبان سے کچھ جواب نہ دیا اور ایک حالت انفعال میں تو بہت اسکے ہاتھ سے بھی جام شراب لے کر پی لیا۔ ابھی دم نہ لیا تھا [illegible]

آواز آئی - نوبہار شمسہ کے تخت کے روبرو ایک کرسی پر بیٹھ گئی

ایک لمحہ کے بعد دوسرے پردے میں سے ناطقہ روشن بیان جام بر کف نکلی
اوسکی پیشانی پر یہ مضمون درج تھا - شمسہ تاجدار کے بعد میں ذی حق ہوں لیکن
حکیم قسطاس الحکمت کے لحاظ سے کچھ دم نہیں مار سکتی - اور اجازہ جام ہو کر پیش
کرتی ہوں - صاحبقران نے جو بر دم و بر لحظہ کیفیت طلسمی میں مبتلا ہوتا جاتا تھا ناطقہ
کے ہاتھ سے بھی جام لے لیا اور بے تکلف نوش فرمایا - ناطقہ دوسری کرسی پر بیٹھ گئی

پردہ سوم میں سے صبح دلکشا نے جام شراب نکلی - اسکی پیشانی پر لکھا تھا
اے شہریار ہر دلعزیز - تکلیف اور مجبوری جو تعلق خاطر ہے وہ بخوف نوبہار و ناطقہ
لیے [illegible] ہے یہ جام [illegible] میرے ہاتھ سے پیو تاکہ ظرفین کے دل کا غبار [illegible] ہو
صاحبقران نے وہ جام بھی پی لیا - صبح دلکشا کرسی سوم پر بیٹھ گئی

ان پردوں سے [illegible] کے پہلو میں اور دو پردے اقسام کے تھے لیکن اسقدر
لطف کے نہ تھے - ایک پردہ کے اندر سے ملاحت پری جام شراب بر کف آئی - اس کی
پیشانی پر یہ مضمون درج تھا - اے شہریار عظیم الاحسان میں بھی تمہاری لونڈی
ہوں - میرے ہاتھ سے بھی جام شراب نوش فرماؤ - صاحبقران جو اپنے حال میں نہ
تھا ملاحت پری کے ہاتھ سے بھی جام شراب لے کر پی گیا - ملاحت پری ملکہ نو
بہار کی کرسی کے پاس فرش پر جا بیٹھی

ملاحت پری کے بعد گوہر بزم افروز آئی - اس نے بھی جام مے پلایا - لیکن
پیشتر جام کے صدائے ساز و سرود میں بھی ترقی ہوتی تھی - اب یہاں تک نوبت
ہوئی [illegible] سارے [illegible] طاقت نہ [illegible] - صاحبقران ایک نگاہ

حیرت زنظر حسرت سے پھر ایک نازنین کی صورت دیکھتا اور یہ شعر پڑھتا تھا

کرم کن بار دیگر جام اے جان جہان ما را ۔ گر بخشد چو لطف تو دیگر با جان ما را

اور کبھی مضطرب ہوکر نوبت بہ نوبت ہر ایک پیکر کو سینہ سے لگاتا تھا

صاحبقران کو جب ایک رات ان میکدہ بیخودی میں گذرا شاہ ادہم
یعقوب اور تمام سرداروں کو ایک طرح کی تشویش پیدا ہوئی جب کوئی اور اسوقت
تسلی کی نکلی یعقوب حرانی اور ابوالخیر اور اصیح حبشی بیچ میں آئے۔ دیکھا کہ صاحبقران
کے موہ سے مجنونوں کی مانند کف جاری ہے ہر ایک عالم سرشاری میں ہر ایک
پیکر کے روبرو بہ آواز ضعیف ناتوان یہ شعر پڑھتا ہے

من مست جام عشقم از خود خبر ندارم ۔ گر مردہ دوبہ بینہ پروا اسے ندارم

یعقوب نے جو صاحبقران کی یہ حالت دیکھی بے اختیار آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے
ابوالخیر اور اصیح حبشی نے غل مچایا اور کہا یا صاحبقران عالیشان حیرت کی بات ہے کہ آپ سا
دانشمند آدمی پیکرہائے مصنوعی کے عشق میں ایسا مبتلا ہو کہ اپنے نیک و بد حال کی
کچھ خبر نہ رہے۔ ہم غلاموں کو زبان مبارک سے کچھ جواب دو تاکہ ہمارا ملال طبیعت
دفع ہو۔ صاحبقران نے ان کی بات کا کچھ جواب نہ دیا اور بدستور نعرہائے عاشقانہ مارتا
تھا اور متفرق اشعار عشقیہ پڑھتا تھا

اس قدر تدبیر یعقوب کی مشتہر میکدہ کی دیوار پر لکھی۔ بعد حمد الٰہی و نعت انبیا
علیہم السلام لکھا تھا۔ معزالدین فاتح طلسم ہفت سیارہ بیچ سنتور کے حکم سے برج یاقوت
میں آئے گا اور میکدہ بیخودی کے اندر پیکران مصنوعی جو اسکی معشوقوں کی پیکر ہیں
ہیں لیکن ایک جام شراب علمی پلاونگی۔ ہر وقت بیشتر کے معزالدین اسقدر از خود رفتہ

ہوگا کہ اُسکو اپنے حال و استقبال کی کچھ خبر نہ رہے گی۔ اگرچہ ہمنے شرابِ حبشی کے
اوصاف لوح مستور میں ظاہر کر دیے ہیں لیکن کیفیت طلسمی کے سبب معز الدین کو
مضمون لوح یاد نہیں رہتا گیا۔ پھر کچھ تشویش کی بات نہیں فضل الٰہی شامل حال چاہیے
اب معز الدین کی طبیعت کی اصلاح ہونی اس امر پر موقوف ہے کہ حکیم قسطاس الحکمۃ معز الدین
کا مربی و مددگار شمسہ تاجدار و ملکہ نوبہار و زہرا لقا اور صبح رنگت اور ملاحت پری
و مہ گوہر بزم اور زینت شارق شاہ معز الدین کی کل معشوقوں کو جسکے بیخودی میں پڑا ہے
اور اُسی مکان میں جو برج کی پس پشت واقع ہے ان نازنینوں کو جمع کرے۔ مگر اول
خواتین مذکورہ میں باہم صفائی دل کرانی ضرور ہے کہ ایک کو دوسری سے رشک
رقابت اور حسد نہ رہے اور جس وقت یہ خواتین اُس مکان میں جمع ہونگی اُن کو
بند حجرون کی پیشانی پر اپنا اپنا نام لکھا نظر آئے گا یہ شہر بانوان اُن
حجرون میں داخل ہو جائیں۔ چند لحظہ کے بعد اول شمسہ تاجدار حجرہ سے باہر
نکل کر اُس پیکر مصنوعی کو جو اُسمین متشکل ہے تخت پر سے فرش پر بٹھادے اور بجائے پیکر کے
خود تخت پر مستقل ہو بعد ازان ایک جام اُس شراب کا جو اُسی مکان کے اندر ایک
خم سربستہ میں رکھی ہے اپنے ہاتھ سے معز الدین کو دے۔ معز الدین کی کیفیت طلسم میں سرشار
ہے بلا عذر شمسہ تاجدار کے ہاتھ سے جام پی لے گا۔ بروقت پینے جام کے ایک حصہ مادہ
جنون اوسکے دل و دماغ سے زائل ہو جائے گا۔ اسی ترکیب کو تمام اور باقی دیگر خواتین
نوبت بنوبت ایک ایک جام شراب کا معز الدین کو پلا دیں انشاء اللہ تعالیٰ چند ساعت
میں اپنی ہیئت اصلی پر آجائے گا اور پھر اُسکے دماغ میں اثر طلسم باقی نہ رہے گا۔ مگر
یہ علاج بہت جلد کرنا چاہیے ورنہ بعد گذرنے دو ہفتہ کے کوئی تدبیر علاج پذیر نہ ہوگی

بلکہ طلسم کشا کی جان ضائع ہونے کا بھی گمان قوی ہے اور اگر طلسم کشا کے رفقا کو یہ
اندیشہ ہو کہ اس دو ہفتے کے عرصہ میں بہ سبب نہ کھانے غذا کے طاقت ساقط ہو جائیگی
تو اس امر سے خاطر جمع رکھیں دی جاتی ہے شراب جو پیکر ہائے ضیغمی ہوز الدین کے
پاس ہے ہیں قوت معدہ کے واسطے کافی ہیں اور اب جو شخص تا چہار روز بیہوش
خوابیق کے ہاتھ سے شراب پئیگا اول سے بھی زیادہ تر دل و دماغ کو قوت و تفریح
ہوگی۔ اسی باعث سے اس شراب کا نام شراب فرح نشاطین ہے۔ یعنی بار اول
فاتح طلسم کے ہوش و عقل میں فساد پیدا کرتی ہے اور بار دوم قوت و فرحت
بخشتی ہے۔ والسلام

یعقوب نے جو یہ عبارت دیکھی زیادہ تر متحیر ہوا۔ اصلح نے کہا۔ میں
جناب حکیم سقراطس کی خدمت میں جاتا ہوں اور حضرت کو صاحبقران کے حال
سے آگاہ کرتا ہوں۔ یہاں ابوالخیر نے شارق شاہ اور طالع شاہ وغیرہ کو صاحبقران
کے حال کی اطلاع کی۔ ایک ایک سردار میکدہ کے اندر جاتا تھا۔ اور
صاحبقران کو سلام کرتا تھا۔ صاحبقران کو یہ مرتبہ مدہوشی بہم پہنچا تھا کہ
کسی کے سلام و مجرے کی پروا نہ تھی۔ ناچار اہالی طلسم نے تمام گردش میں اپنے اپنے
بستر لگائے اور ملکہ گوہر بزم افروز بنت شارق شاہ اور سرو چمن بنت وزیر
روشن ضمیر مرحوم اور کوکبہ کیہان افروز دختر طالع شاہ اور نجمہ حسن آرا دختر
ملک بدر ان سبز قبا اور زیور سلطان بنت ملک فیروز وغیرہ پری زادیں اور
آدم زادیں صاحبقران کی پاسبانی کے واسطے مقرر ہوئیں

اصلح کو حارث دیو میں برج کے دروازے پر ملا اور دونوں مرغ وہم

کی مانند بہ کمال سرعت و استعجال بقعہ فیض میں پہونچے اور پیر دین کی معرفت بجناب عالی کی خدمت میں حاضر ہوئے حکیم صاحب نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں کہ تم معز الدین کا حال کثیر الاختلال مجھسے بیان کرنے کو آئے ہو۔ لیکن میں نے تمہارے آنے سے قبل معز الدین کا تماشہ دیکھا اور سب حال معلوم کیا۔ اب تم شاہزادہ معز الدین کے اردوے معلے میں جاؤ اور ابو الحسن جوہر کو یہ رقعہ دیکر ہمارے پاس لے آؤ۔

اصلح اور حارث کو رخصت کرکے ایک اسم جلیل آسمان کی طرف دم کیا۔ ایک ساعت گذری تھی کہ پیر دین ناورہ دراز دار اور شمسہ شیرین کار کی سواری بتجمل و حشمت بقعہ فیض میں آئی اور دونوں باتفاق گنبد میں گئیں حکیم صاحب نے شاہزادہ معز الدین کے مرض طلسمی اور اوسکے علاج کی کیفیت بیان کرکے نادرہ کو ملکہ نوبہار اور صبیح دلکش اور صاحت پری اور غنچہ شیرین کار کو طلوع روشن بیان سکے الئے کو بھیجا

اصلح اور حارث جب صاحبقران اکبر کے لشکر کے قریب پہونچے حارث ایک جاسے مخفی ہوگیا اور اصلح نے بصورت عیاران آدم زاد ابو الحسن کو حکیم صاحب کا رقعہ دیا۔ اُس میں لکھا تھا اے فرزند ابو الحسن ہم نے اصلح جنی اور حارث دیو کو یہ رقعہ تیرے پاس بھیجا ہے۔ بفور دیکھنے رقعہ کے امیر مجاہد الدین کو لشکر میں اپنا نائب خدمت مقرر کردے اور خود نہایت جلد حارث اور اصلح کے ہمراہ ہمارے پاس پہونچ۔ ابو الحسن نے امیر مجاہد الدین کو لشکر کی سرداری تفویض کی اور حارث کے دوش پر سوار ہوکر حکیم صاحب کی خدمت میں پہونچا۔ حکیم صاحب نے جوہر کی پیشانی کو بوسہ دیا اور دل سے

آخر سرگزشت طلسم کی بیان کی - اور فرمایا اب برج یاقوت مین شاہزادہ کی نوبت
قریب ختم پہونچ گئی ہے اگر اوس کا حوصلہ تو ہزارک ہوگا البتہ زندہ رہنا ممکن ہی
ورنہ وہ بیٹھے بیٹھے مین کام تمام ہو جا ویگا میرے تجھے خاص اس کام کے واسطے بلایا ہے
کہ تو قصر اخضر مین شمسہ تاجدار کے پاس جا اور شمسہ کو بچرب زبانی و شیرین کلامی
نوبہار اور ناطقہ روشن بیان اور صبح دلکشا کی ملاقات کیواسطے راضی کر - میری یا
مرضی ہے کہ شمسہ اور نجمہ اور صبح دلکشا وغیرہ مین باہم ایسی صفائی قلب
ہو کہ ایک کے دل مین کینہ شک باقی نہ رہے - اور باہم حسد نکرین - ہنوز
شمسہ تاجدار کو معز الدین اور نوبہار اور ناطقہ کی عشق و عاشقی کی - خبر نہیں جو وقت
وہ تیری زبان سے یہ حکایت سنیگی بکمال برہم ہوگی - تو بلطایف الحیل اور بمنت و خوشامد
شمسہ کی آتش غضب کو بجھانا اور بدلائل سلسلہ اُسکی تشفی خاطر کرنا - مین نے نوبہار
اور ناطقہ اور صبح دلکشا کو بھی اسی واسطے بلایا ہے - اگر معز الدین برج یاقوت مین ان
بیگمات معشوقی کے ہاتھ سے جام شراب نہ پیتا نوبت کا یہان تک نہ پہونچتی -
بلکہ جسوقت معز الدین لوح طلسم بیضا کے مطالع سے فارغ ہوتا یہ سب شہزادیان
بھی باہم قصر اخضر مین ملاقات کرتین مگر حکیم اسقلینوس کی خاص یہی مرضی تھی کہ
اس ترکیب سے اُن خواتین کی برج یاقوت مین ملاقات ہو خیر کچھ خوف کا مقام نہین
اور دو چار دن معز الدین تکلیف مین مبتلا رہیگا

اس گفتگو مین ملکہ نوبہار اور صبح دلکشا اور ملاحت پری کی سواری بھی
بہ تجمل تمام بقعہ فیض مین آئی اور جناب حکیم صاحب کی ملازمت حاصل کی - ابو الحسن
بھی ملکہ نوبہار اور صبح دلکشا سے ملا - حکیم صاحب نے بارہ دگر حال پراختلال شہزادہ

معز الدین کا ملکہ نوبہار و صبح دلکشا کو دو بیٹیاں عطا فرمایا کہ معز الدین
کا تندرست ہونا عشق تمہاری اور شمسہ کی ملاقات اور
صفائی دل پر موقوف ہے - اور بہتر ہے کہ تم اور
ناطقہ اور تیغ دلکشا بھی میسر ہے روبرو باہم
صفائی دل سے ملو - اگرچہ بھی تمہاری طبیعت میں تشنگی باقی رہے گی
پھر معز الدین کا بھی تندرست ہونا مشکل ہے - ملکہ نوبہار نے کہا کہ آپ کیا
فرماتے ہیں میں نے جو تمنا زہرہ کی زبانی شہزادہ کی علالت کا حال
سنا واللہ میرے ہوش و حواس بجا نہیں رہے - اور تمام خیالات فاسدہ دل
سے محو ہو گئے - ناطقہ اور صبح دلکشا سے خود ایک رتبہ عالی رکھتی ہیں - اگر
معز الدین ہزار شوہر اور سے نکاح کریگا میں ایسا امر کا ذکر بھی زبان پر نہ لاؤں
کی رشک و حسد شیوہ دگر ہے میں نے ان دونوں قسمت میں اپنی کبھی نہیں پائی کہ
اب مجھے کسی قسم کی جرات ہو - اسی اثنا میں ناطقہ و شمس بانو کی سواری
بھی آگئی - حکیم صاحب نے کمال اعزاز سے ناطقہ کو بقیہ قفس میں بلایا - ملکہ نوبہار
نے بھی بلایا - حکیم صاحب کے ناطقہ کی صورت تعظیم دی اور باہم بغلگیر
ہوئیں - ناطقہ نے جو اس سے قبل کبھی ابوالحسن کو نہ دیکھا تھا ملکہ نوبہار سے پوچھا
یہ مرد کون ہے جس سے حجاب نہیں ... نے ہمیں روپوش ہونے کا حکم
دیا - ملکہ نوبہار نے کہا کہ خبر آگئی ہے علم طلسم احرام و اجسام میں ایسا مرد ثانی
عرب بھی سے نہیں ملیں الاعمرہ عشرین کا مشہور ہوا کہ ابوالحسن جوہری شہزادہ
کا مشیر ہے اور یہ اور شہزادہ اسکو اپنے پدر حقیقی سے بھی زیادہ عزیز

بلکہ تو نے وعدہ بھی کیا تھا کہ کسی دن عند الفرصت یہ کہانی مجھے سناؤنگی پس اِس
وقت سے بہتر اور کوئی وقت فرصت نہین ملیگا - کیونکہ اسوقت ملکہ عادل بے خبر
آرام فرماتی ہین اور کوئی خواص بھی یہان موجود نہین - طرہ نے کہا اے شفیقہ
آگاہ ہو - شہزادہ معزالدین محض ہماری ملکہ آفاق کے سودائے محبت مین
اپنے دارالملک یعنی افریقیہ مغرب سے نکلا اور اثنائے راہ مین ایک بزرگ حکیم
قسطاس الحکمت سے اوسکی ملاقات ہوئی - حکیم قسطاس نے شہزادے کو
سیر کے واسطے ایک طلسم مین بھیجا - وہان دو پریزادین اور ایک آدم زاد
بیتری عورتین شہزادے سے منعقد ہوئین - شہزادے نے چند روز مین کل مرحلات طلسم
کی منزل بہ منزل سیر کی بعد ازان طلسم سے باہر نکل آیا - شمسیہ تاجدار نے جب
یہ فسانہ جگر دوز اور قصۂ جان سوز طرہ کی زبان سے سُنا ایک آتش رشک و
حسد دل و جگر مین مشتعل ہوئی اور بے اختیار آنکھ کھولدی - بعد ازان طرہ کو
کہا خلدانہ کو ہمارے پاس بلا لا - طرہ خلدانہ کو بلا لائی - ملکہ نے فرمایا اے خلدانہ
تجھے معزالدین اور ابوالحسن کے سر کی قسم جو حال مین تجھ سے پوچھون بلکم و زیاد
میرے روبرو بیان کر - ورنہ مین آزردہ ہونگی - خلدانہ نے کہا حضور ناحق
قسم دیتی ہین جو حال مجھے معلوم ہے مفصل خدمت عالی مین گذارش کرونگی
ملکہ نے کہا مینے کچھ حال شہزادہ معزالدین کا طرہ کی زبانی سُنا ہے باقی تیری
زبان سے سُنا چاہتی ہون - جب خلدانہ نے دیکھا کہ ملکہ شہزادہ کے حال سے
واقف ہوگئی ہے ناچار شہزادہ کی باقی داستان علی سبیل الاجمال ملکہ
کے روبرو بیان کی

ملکہ نے فرمایا سبحان اللہ کارخانہ تقدیر بھی عجیب تھا کچھ دم نہین مارا جاتا
یہان میرا یہ حال ہے کہ کوئی دم اور کوئی لحظہ بغیر خیال معز الدین کے نہین گذرتا
اور معز الدین کی یہ صورت ہے کہ وہ خاص میرے ہی عشق مین یہان تک پہونچا
لیکن میری مواصلت سے اول تین عورتون کے ساتھ منعقد ہوا۔ اور شبانہ
روز عیش و عشرت کی محفلین آراستہ کین۔ ہرگاہ تمام کاروبار دنیاوی سے
فرصت پائی نام خدا یہان بھی تشریف لائے۔ خیر

ما ز یاران چشم یاری داشتیم — خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم

بعد ازان ایک حالت رنج و ملال مین خوابگاہ کے اندر سے باہر نکل آئی۔ اور
دایہ سے معز الدین کا شکوہ شروع کیا۔ ملکہ شمسہ تاجدار اور سمن بانو دایہ ابھی
گفتگو مین سرگرم تھین کہ پریزادون نے ملکہ نوبہار اور ناطقہ روشن بیان اور
صبیح دلکشا وغیرہ کو قصر اخضر کی سقف پر پہونچا دیا۔ ابوالحسن نے ان شہزادیون سے
کہا تم ایک دو لحظہ یہان توقف کرو مین اول شمسہ تاجدار کے پاس جا کر امر کا استمزاج
لیتا ہون۔ ملکہ نوبہار نے کہا مناسب ہے ابوالحسن زینہ کی راہ سے محل مین آیا اور ایک
گوشہ مین مخفی سمن بانو دایہ اور ملکہ کی سوال و جواب سنے اور دلمین کہا خدا نے
شہزادہ کے حال طلسمی سے ملکہ کو آگاہ کیا ورنہ ملکہ اس قدر برافروختہ ہوتی آخرش
تاجدار کے پاس جاکر نہایت ادب سے سلام کیا۔ ملکہ نے ابوالحسن کی تعظیم و تکریم کی اور
فرمایا اے ابوالحسن مین اس عقد و مناکحت کے مقدمہ مین واللہ مجبور محض ہون کسی طرح
کو موافق احکام کتاب الطلسمات بلا شبہہ و شک معز الدین خداوند لوح طلسم بنا ہے۔ مگر
ہان نصیبہ طے ہونے صیغہ عقد کے راہ و رسم دنیاداری مین اپنی ذات کا اختیار

رکھتی ہون - پھر میرے معاملہ مین کسی مرد و زن کو دخل نہین - جوہر خوب ہنسا اور کہا میری بھی خدا سے یہی آرزو ہے کہ ایک بار تم دونون کو کب سعدین کا قران ہو جائے پھر تمکو اپنے قول و فعل کا اختیار ہے - ابو الحسن نے کہا تم ناحق طبیعت نازک کو آزار دیتی ہو تمہارا مرتبہ تمہارے ساتھہ ہے جو تعلق خاطر شہزادہ معز الدین کو تم سے ہوگا اور کسی منکوحہ سے ممکن نہین تم فضل الٰہی سے اصل کا حکم رکھتی ہو اور بی بیان فرع مین داخل ہین

ملکہ ابو الحسن کی باتون پر کچھہ ہنسی اور کچھہ ناراض ہوئی - بعد ازان کہا اے برادر تو یہ بیان کر کہ نوبہار اور ناطقہ اور صبح دلکشا کس صورت و لیاقت کی عورتین ہین - ابو الحسن نے کہا - بیان کرنا ایک طرف اگر مرضی مبارک ہو ان شہزادیون کو خدمت مبارک مین حاضر کر دون - شمسہ تاجدار نے کہا کسی دن کا مجھہ سے وعدہ کرو - ابو الحسن نے کہا - بس یہی وعدہ ہے کہ مین اسی وقت اُن کو تمہاری ملاقات کے واسطے لے آتا ہون - ملکہ خوب ہنسی اور فرمایا جس طرح حکیم قسطاس الحکمت نے معز الدین کے واسطے معشوقان دلفریب اور نازنینان جامہ زیب مہیا کر رکھی ہین شائد تجھے بھی کوئی عمل تسخیر بتا دیا ہے ابو الحسن نے کہا - عیاذاً باللہ تم کیا فرماتی ہو - جناب حکیم صاحب کی شان مین ایسے الفاظ گستاخ کہنے شایان نہین - چشم انصاف سے دیکھو - حکیم اسقلینوس الطبعی نے تمہارے اعزاز و اقتدار کا کیا کیا سامان بہم پہنچایا - اور کس کس طرح تم کو رونق دی - اسی طرح حکیم قسطاس کا حال شہزادہ معز الدین کی نسبت قیاس کرنا چاہئے - ہمارے حکیم صاحب کی یہ بھی بزرگی دیکھو کہ مجھے ایسا عمل تسخیر تعلیم

فرمایا ہے کہ اسی وقت اُن شہزادیون کو یہان طلب کر سکتا ہون - ملکہ نے
فرمایا - اس مین تامل کرنا نہ چاہیے - ابو الحسن نے کہا مجھے یہ تامل ہے کہ اون
کو بلاؤن اور تم اون سے بدخلقی پیش آؤ - ملکہ نے فرمایا - معاذ اللہ یہ تیری
غلط گمانی ہے - اُن بیچاریون نے میری کیا تقصیر کی ہے جو اون سے بداخلاقی
سے پیش آؤن - یہ سن کر زینہ کی راہ سے قصر اخضر کی سقف پر گیا - اور ایک لمحہ
کے بعد خلخال پا کی آواز آئی - ملکہ نے دایہ اور غزالہ اور گلرخ سے فرمایا
ثابت ہوتا ہے کہ اس عیار نے اُن خواتین کو اول سے محل کی سقف پر موجود کر
رکھا ہے اور خود بطریق استمزاج میرے پاس آیا - اب تم شمع اور فانوس
لے جاؤ اور اُن شہزادیون کو باعزاز و افتخار تمام میرے پاس لاؤ

جس وقت یہ خواتین عالی شان مجلس مین پہونچین اُن کے شعلہ حسن جہانتاب
اور نور جمال سے تمام مجلس روشن ہو گئی اور لباس و پوشاک کی بوے خوش
نے اہل مجلس کا دماغ معطر کر دیا - ملکہ شمسہ تاجدار نے بسر و قد تعظیم دی اور بساط
قدم شناسی استقبال کیا - ملکہ نوبہار اور ناطقہ روشن بیان اور ملکہ صبح دلکشا
بھی جناب حکیم صاحب کے حسب الایما ملکہ شمسہ تاجدار کو آداب و تسلیم بجا
لائین ملکہ شمسہ ہر ایک سے بغلگیر ہوئی اور ملاحت پری کی پشت پر ہاتھ رکھا

راوی کہتا ہے ملکہ شمسہ تاجدار کی مسند کے دست راست ناطقہ روشن بیان بیٹھی اور
دست چپ ملکہ نوبہار اور روبرو صبح دلکشا اور ملاحت پری کو ملکہ نوبہار نے
اپنی پس پشت بیٹھنے کا حکم دیا - شمسہ تاجدار نے ابو الحسن سے پوچھا - اے برادر
ہر چند تم پریزادون کے دوش پر قصر اخضر مین پہونچے ہو گے - لیکن مجھے اس بات کا

تعجب ہے کہ طلسم قصر اخضر تمہارا بالکل رائیگان ہوا - ابوالحسن نے کہا - مجھے نجم صاحب
نے ایک اسم بزرگ بتایا ہے - اُس کی برکت سے ہم یہان پہونچے - شمسہ تاجدار
نے پوچھا - نجم حکیم صاحب کے بھیجے ہوئے آئے ہو - ملکہ تو بہت مانع تہا - اگر ہم زندہ تو
حکیم صاحب نہ ہوتے اس صورت سے سرزدہ یہان نہ آتے - اے ملکہ عالم ورنیتو لا
عجب معاملہ جان گزار و بکار ہوا ہے کہ قابل گذارش نہین بلکہ اُسی باعث سے ہمیں
تمہارے جمال انور کی بھی زیارت میسر آئی - ملکہ شمسہ تاجدار نے فرمایا - جب تک مفصل
بیان نہ کرو گی یہ بات میرے فہم مین نہین آنے کی - ابوالحسن نے بیہوش ہونا شہزادہ
معز الدین کا میکدہ بیخودی مین اور حال اُس مضمون کا جو حکیم اقلیموس کیطرف سے
میکدہ کی دیوار پر لکہا تہا مفصل و مشرح بیان کیا - شمسہ نے فرمایا - ای بی بیو
بسم اللہ تکلیف کرو اور بار دگر مجھے ملو - مین خدائے بے نیاز اور معز الدین کے
سر عزیز کی قسم کہاتی ہون کہ مجھے تم سے کسی طرح کا رشک و حسد نہین - آئندہ
تمہارے دلون کی خدا تعالےٰ کو خبر ہوگی اُن شہزادیون نے متفق اللفظ کہا - اے
ملکہ عالم تم کیا فرماتی ہو جسطرح ہم شہزادہ معز الدین کو اپنے سر کا تاج سمجھتی ہین
اُسی طرح تم کو بھی اپنی عزیز جانتی ہین - ہماری کیا مجال جو تمہاری طرف سے
کسی نوع کا کینہ رکہین - غرض یہ چارون شہزادیان بار دگر بغلگیر ہوئین - اور ایک
ہی دسترخوان پر پہلو بہ پہلو کہانا کہایا - ملاحت پری ملکہ شمسہ کے ادب سے دسترخوان
پر نہ بیٹھی - ملکہ شمسہ نے کمال شفقت و دلداری سے ملاحت پری کو اپنے ساتھ کہانا کہلایا

جب یہ خواتین کہانے سے فارغ ہوئین ابوالحسن نے ان کے بہلانے کے لئے
مجلس طرب کی تحریک کی - پہلے رامشگران کرہ خاک کا رقص سرود پر ہوا پہر قاصدان

پریزادوں نے جو ملکہ نوبہار کے ساتھ آئی تھین اہل مجلس کو محظوظ کیا اور عالم سفلی مین عالم علوی کا بالمشافہ تماشا دکھلایا - وہ دن بھی اسی طرح گذرا - دوسری شب یہ شہزادیان مع خواص و خادمہ تختون پر سوار ہو کے برج یاقوت کی طرف روانہ ہوئین

اب برج یاقوت کا حال سنو کہ یہان اس عرصہ مین ملکہ گوہر بزم افروز بنت شارق شاہ نے چند بار اپنی خواصان پریزاد کو شمسہ تاجدار اور نوبہار کی خلوت و لباس سے آراستہ کیا اور وہ پریزادین اسی طرح جام شراب ہاتھ مین لے کر صاحبقران کے روبرو گئین - مگر صاحبقران نے ان کی طرف مطلق توجہ نہ کی اور اوسی طرح اشعار عاشقیہ ورد زبان تھے - اس اثنا مین حارث دیو پہونچا اور اوس نے یعقوب اور شارق شاہ کو حکیم قسطاس الحکمت اور ان شہزادیون کے آنے کا مژدہ دیا

جس وقت حکیم صاحب برج یاقوت مین تشریف لائے صاحبقران کی تحیر کا اونکو روز چہارم تھا - قوم اجنہ نے حکیم صاحب کی سواری کا تخت شارق شاہ کی مجلس مین رکھدیا - یعقوب اور شارق شاہ وغیرہ جملہ اہالی طلسم حکیم صاحب کی ملازمت سے مشرف ہوئے - حکیم صاحب ان سردارون کی ملاقات کے بعد شہزادہ معز الدین کے پاس آئے - ملکہ گوہر بزم افروز وغیرہ نازنینان طلسم بھی کمال ادب و لحاظ سے آداب و مجرا بجالائین - حکیم صاحب نے اول نگاہ عبرت سے شہزادہ کی صورت دیکھی پھر اوس دیوار پر نظر کی جہان وہ عبارت مذکورہ حکیم انتقلیوس کی طرف سے لکھی تھی - اس اثنا مین اصلح جنی ابو الحسن کو لایا

اُس کے عقب میں شمسۂ تاجدار اور ملکہ ماہ پارہ اور ناہید روشن جبیں اپنی اپنی جگہ
شمشیر بدست ابوالحسن کے اشارہ سے حکیم صاحب کو سلام کیا۔ اور دست
مبارک کو بوسہ دیا۔ حکیم صاحب نے بھی بکمال شفقت و مہربانی ملکہ کے سر پر ہاتھ رکھا
اور بیان کیا کہ میرے فرزند ارجمند تم کہا۔ اسی طرح ملکہ کو بیان کیا کہ فرزند گرامی اور
ناظم کو فرزند عزیز کہتے تھے اور صبح رنگ کا خطاب فرزند خلف تھا

بیچ باغ قدرت کے جلو میں ایک مختصر مکان بنا ہوا تھا جس کو تھا حکیم صاحب
ابوالحسن جوہر اور ان خواتین کو ہمراہ لے کر اُس مکان میں گئے۔ وہاں فرش یا
فروش سے کچھ سامان نہ تھا۔ البتہ گوشۂ مکان میں ایک خم کلاں شراب طلسمی سے
لبریز رکھی ہوئی تھی۔ حالانکہ اُس خم کو سات سو برس کا زمانہ گذر جاتا تھا۔ لیکن اُسی
صورت سے سر بمہر و سربستہ تھی۔ حکیم صاحب نے ملکہ کو بلایا۔ اور ناظم رستم یارانہ
اور صبح رنگ اور روحی اور گوہر اور افسر وزیر سے فرمایا۔ تم اس شراب
طلسمی میں سے ایک ایک جام بھر لو اور جس جس حجرہ کی پیشانی پر اپنے نام
لکھے دیکھو اُس میں داخل ہو جاؤ اور نوبت بنوبت صاحبقران کو شراب پلاؤ۔ یہ
سُنکر اور یاں حسب الحکم ایک ایک حجرہ میں چلی گئیں۔ حکیم صاحب نے شمسۂ تاجدار
سے فرمایا۔ اے فرزند ارجمند اول تو جام لیکر میکدہ بیخودی میں جا اور تخت پر
سے اُس پیکر مصنوعی کو جو تیری ہم صورت ہے فرش پر پھینکدے اور خود اُس تخت
پر جلوہ فرما۔ جب صاحبقران تجھ سے جام شراب طلب کرے بے تکلف
اُس کے ہاتھ میں دیدینا۔ شمسۂ تاجدار دوسری راہ سے میکدہ میں جاکر
تخت پر جلوہ فرما ہوئی۔ صاحبقران نے قاعدہ کے موافق شمسۂ تاجدار

کی طرف دیکھا اور فرمایا

زہے گلگون باردیگر اے جان جہان را گر بخشد چہ نقصان دیگر بار جان ما را

شمسہ تاجدار نے کہا اے شہزادۂ عالی قدر اے شہریار انگور دیکھ تو یہ
جام میرے ہاتھ سے پی تا کہ حالت بیخودی میں جیتا رہے گا۔ جس وقت صاحبقران
کے کان میں شمسہ تاجدار کی آواز پہونچی باوجود بیخبری بے اختیار آنکھ
کھول دی اور وہ جام اس ملکہ کے ہاتھ سے لیکر لاجرعہ پی گیا۔ اسی طرح ملکہ نوبہار
اور ملکہ ناظرہ روشن بیان اور ملکہ صبح دلکشا اور ملکہ مستہ اور گوہر زیم افروز نے بھی
پہلے بیٹھی چہروں میں سے لیکر و جام باری باری صاحبقران کو شراب پلاتی اور ہر
ایک نے جام دینے کے وقت وہی جملہ زبان سے کہا جو ان پیکروں کی پیشانی پر
لکھا تھا۔ صاحبقران جتنا جام شراب پیتا تھا اسی قدر ہوش و حواس بجا ہوتے
جاتے تھے۔ تا اینکہ جام آخر میں مادۂ جنون بالکل زائل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ
شمسہ تاجدار اور ملکہ نوبہار وغیرہ جملہ شہزادیاں جمع ہیں۔ بلکہ جناب حکیم
صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔ صاحبقران نے حکیم صاحب کو سلام کیا اور ایک
عالم استعجاب میں دست مبارک کو آنکھوں سے لگایا۔ حکیم صاحب نے بھی صاحبقران
کی پیشانی کو بوسہ دیا اور پوچھا اے فرزند تجھے اپنے حال و مال کی بھی کچھ خبر
ہے کہ کس بلائے طلسمی میں گرفتار تھا۔ بالآخر تمام سرگذشت طلسمی بیان
کی۔ صاحبقران نے کہا۔ اے قبلہ و کعبہ بجز اس کے کیا عرض کروں کہ
صانع حقیقی جل شانہ نے اس بندہ ناچیز کو بھی وہ قدرت و دستگاہ عطا
فرمائی ہے کہ تمام کارخانہائے خدائی میں دخل رکھتا ہے اور شعر کہو شمہائے

صنعت ہائے الٰہی اِس سے سرزد ہوتے ہین۔ سبحان اللہ حکیم استیلنوس الٰہی کو سات سو برس کا زمانہ گذرا اگر اُس کے احکام مستقبلہ مین آج تک سرِ مو فرق نہین آیا۔ حالانکہ مینے لوح مستور مین یہ مضمون دیکھا تھا کہ بُرج یاقوت کے اندر مے کدہ بیخودی ہے اور اُس میکدہ کی شراب آدمی کو بدمست و بیخود کر دیتی ہے۔ الا تاثیر طلسم سے میکدہ مین داخل ہونے کے وقت مضمون لوح میرے سینہ سے نسیاً و منسیا ہو گیا۔ حکیم صاحب نے فرمایا۔ اگر تم لوح مستور کے مضمون پر عمل کرتے بہار یہ شہزادیان ایک جا بے کسطرح جمع ہوتین۔ تم بھی دیکھو کہان شمسہ تاجدار اور کہان نو بہار اور ناطقہ اور کہان گوہر بزم افروز بنت شارق شاہ۔ آگاہ ہو کہ حکیم استیلنوس الٰہی مغفور نے محض ان خواتین ہی کی ملاقات کے واسطے اِس بُرج یاقوت اور میکدہ بیخودی کی بنیاد کی تھی۔ اب تمہین وصل اِس بلقیس ثانی یعنی شمسہ تاجدار کا مبارک ہو۔ صاحبقران نے کہا۔ اگر حکم ہو دو تین روز بُرج یاقوت مین اِن پریکرون کے ساتھ مجلس عیش و نشاط گرم کرون۔ حکیم صاحب نے فرمایا ہمنے تمکو تمہارے اعتقاد کے موافق ایک ماہ کامل (یعنی ایک ماہ طلسمی) کی اجازت دی۔ بعد ازان صاحبقران نے ابوالحسن سے لشکر ظفر اثر کا حال پوچھا۔ ابوالحسن نے کہا تمام لشکر اور سرداران لشکر خیر و عافیت سے ہین اور رات دن حضور کے انتظار مین گذرتا ہے۔ وقت روانگی یہ روایت مینے سُنی تھی کہ جمشید اور ضارمشکوس استاد و شاگرد نہایت نفیمت اور حال بد سے لشکر مین پہونچے۔ اگرچہ جمشید نے اپنا طلسم مین سے نکلنا اور بائین رسوائی لشکر مین پہونچنا مخفی رکھا ہے۔ لیکن کوئی لشکر ایسا نہین جہان اوسکی ذلت و خرابی کا چرچا نہ ہو

صاحبقران نے برج یاقوت مین سے باہر تشریف لا کر زینت العابدین کے دیوان عام مین تخت خسروانی پر جلوس کیا۔ جمیع بادشاہ اور امرائے طلسم آداب و مجرا بجا لائے اور بالاتفاق فتح طلسم کی مبارک بادودی۔ راوی کہتا ہے کہ متاع طلسمی سے ایک قندیل یاقوت برج یاقوت کی سقف مین اس صنعت کی آویزان تھی کہ وقت شب اوس کی روشنی سے تمام سطح برج کا روشن و منور ہو جاتا تھا اور شمع و فانوس کی روشنی کی کچھ حاجت نہ رہتی تھی

جس وقت صاحبقران بادشاہ اور امرائے طلسم کو رخصت کر کے برج کے اندر تشریف لایا ابوالحسن نے کہا۔ جب ہم اپنی معشوقون سے گرم صحبت ہین تو طرہ مشکین خال یعقوب جرانی کی معشوقہ کا موجود ہونا بھی مناسب ہے۔ صاحبقران نے کہا۔ یہ کیا مشکل ہے تم کسی جن کو حکم دو وہ طرہ کو لشکر مین سے لے آوے۔ مگر میرا ارادہ ہے کہ امیر محمد اور ملکہ سروسہی کو بھی یہان بلاؤن۔ جوہر نے کہا۔ مناسب ہے۔ حکیم صاحب نے فرمایا۔ سیف الدین اور امیر خلیل وغیرہ امرکو بھی طلب کرنا چاہئے کیونکہ مینے اُن سے اقرار کیا ہے کہ تمہاری معشوقان طلسمی سے ملاقات کرواونگا۔ صاحبقران نے حکیم صاحب سے کہا۔ مینے اس طلسم مین امیر یوسف کی نسبت مہر جبین پری کی دختر سے اور امیر محمد کی نسبت ماہ لقا خضر ابن جنی کی دختر سے اور یعقوب جرانی کی تیران جنی کی دختر سے کر دی ہے۔ پس ان پریزادون کو بھی یہان بلاتا ہون۔ نیز اس طلسم مین اکثر عورتین پریزاد ناکتخدا ہین اور میرے لشکر مین کئی سردار مثل امیر مبارز الدین اور امیر معظم الدین اور امیر مظفر الدین اور امیر علاء الدین اور امیر شجاع اور امیر غضنفر وغیرہ نوجوان اور مجرد ہین اگر مرضی مبارک ہو ان امرائے مذکورہ کو بھی یہان بلاون

اور ان پریزادان ناکتخدا سے اُن کو منعقد کر دوں۔ حکیم صاحب نے فرمایا

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

صاحبقران نے حسب الارشاد حکیم صاحب کے یعقوب حرانی کو اردوئے معلی میں واسطے لانے امیر یوسف اور امیر محمد اور بدر عالم اور ادریس نوجوان اور ابو المکارم وغیرہ کے بھیجا اور شرف افروز پری اور امارہ خاتون کو ملکہ نوبہار اور ناطقہ روشن بیان کی طرف سے طلسم اجرام و اجسام کی طرف روانہ کیا اور تاکید کی کہ حفیظ ثریا مکان اور مسعود نوجوان اور احمر اور اصغر اور دری شہری طلعت اور شہاب نوجوان اور اُن کی معشوقون کو مع قمر العینی رانی چندر بان اور خوش نواز پری اور محمودہ بانو اور عقیلہ گرم خو اور زہرہ روشن بدن اور شکیلہ گیتی آرا اور جمیلہ عالم افروز اور گوہر افروز بنت نعمان شاہ اور سعیدہ قمر طلعت کے جلد تر ہمارے پاس لاؤ۔ بعد ازاں اصلح جنی کے ہاتھ مالک تاج دار اور ترک سخت کمان کو بلایا اور حارث دیو کو حکم دیا تو پردہ قاف کو جا اور حضران جنی اور استبرق پری کی دخترون کو طلسم مین لے آ۔ حارث نے عرض کی۔ یا صاحبقران عالیشان یہ غلام بھی باین پیرانہ سالی اشجع جنی طال شاہ کے سپہ سالار کی دختر پر عاشق ہے۔ جس روز حضور نے مجھے بعینہ رسالت اشجع شہر خیوش اور اخرمن روسیاہ کے پاس بھیجا تھا اُس دن اشجع کی دختر صاحبہ نام اپنے باغ مین سیر کے واسطے گئی تھی غلام اُمین بھی وقت مراجعت اسی باغ کی طرف سے گذرا اور اُس پریزاد کی صورت پر بہزار جان و دل عاشق ہو گیا۔ لیکن حضور کے خوف سے کچھ دم نہ مارا۔ اب جو حضور کے دریائے رحمت اور بحر بخشش و کرم کو جوشش زن دیکھا اپنا درد دل بھی گذارش کیا۔ صاحبقران نے فرمایا۔ خاطر جمع

رکھیہ ہم اول تیرا ہی عقدہ حل کرینگے۔ حارث آداب بجا لایا اور پرده قاف کی راه لی۔ صاحبقران نے طالع شاہ جنی سے صارمہ بنت اشجع کا حال پوچھا۔ طالع شاہ نے کہا صارمہ بعد قتل ہونے اپنے باپ کے میرے ہی محل مین رہتی ہے مگر اُسکو حارث سے عقد کرنا منظور نہین

القصہ ایک ہفتہ کے عرصہ مین تمام زن و مرد طلسم برج یاقوت مین جمع ہو گئے حفیظ ثریا مکان اور منسطقہ زرین کمر وغیرہ زن و مرد اہالی طلسم اجرام و اجسام بہیئت اجتماع صاحبقران کا قدم بوس بجا لائے اور فتح طلسم کی مبارکباد دی۔ بعد ازان حکیم صاحب کے ملازمت سے مشرف ہوئے۔ صاحبقران نے ہر ایک کے حال پر شفقت خسروانی فرمائی اور تمام خواتین کو علی قدر مراتب زیور و جواہر بخشا اور معمورہ بانو اور عقیلہ تند خو اور شکیلہ گیتی آرا اور زہرہ روشن بدن اور گوہر افروز امیر جلال الدین اور امیر خلیل و امیر سلطان اور امیر زادہ سیف الدین کی معشوقون سے فرمایا۔ اے خواہران گرامی قدر حالانکہ مینے عالم مثال مین تمہاری صورتین دیکھی تھین الا بالمواجہ آج ملاقات ہوئی۔ خواتین مذکورہ نے بعد دعا و ثنا عرض کیا۔ اے شہریار مکرم ہم بھی شب و روز حضور کی قدمبوسی کی منتظر رہتی تھین لیکن ہماری مجال نہ تھی کہ بلا اجازت جناب حکیم صاحب خدمت مبارک مین حاضر ہوتے۔ اب جو حکیم صاحب اور حضور نے طلب کیا حاضر ہونے ہین۔ موقع پر صاحبقران نے حکیم صاحب کی خدمت مین عرض کی کہ حارث صارمہ کے عشق مین بدحال ہے اور صارمہ اُسکی مواصلت سے انکار کرتی ہے۔ حکیم صاحب نے فرمایا۔ تم مکدر نہ ہو۔ مین صارمہ کی رضامندی کی ایسی تدبیر بتاؤنگا کہ برعکس اُسکو حارث کی صورت پر فریفتگی کی

نوبت پہونچے۔ تم ایک لمحہ کے واسطے جامہ خورشیدی جو حکیم اقلیدس نے تمہارے واسطے
امانت رکہا تھا اور پارسی ایڈورڈ منس نے تمہارے تئین نذر کیا ہے مجہے دو۔
بعد ازان حارث سے فرمایا۔ تو یہ اسم پڑھ اور ایک جوان دیکھو کس صورت سے
اپنی تبدیل ہئیت کر۔ حارث نے اس اسم کی برکت سے اپنی تبدیل ہیئت کی۔
حکیم صاحب نے اُس کو جامہ خورشیدی پہنایا اور ایک حجرہ مین بند کر دیا۔ پہر
صارمہ کو اُس حجرہ مین کسی کام کے بہانہ سے بہیجا۔ صارمہ نے جو حارث کی وہ شکل
زیبا دیکہی حجرہ سے نکلنا دشوار ہو گیا۔ آخر بہزار مشکل باہر نکلی۔ حکیم صاحب نے
صاحبقران سے کہا۔ اب تم صارمہ کی صورت دیکہو کس وحشت مین چلی آتی ہے۔
صاحبقران نے بزم زبانی حال پوچہا۔ لیکن صارمہ نے شرم سے آنکہہ تک اونچی
نہ کی۔ صاحبقران نے اُسی وقت صارمہ کا حارث دیو سے نکاح کر دیا۔ حارث شکر احسان
بجا لایا۔ صاحبقران نے اُس اسم بزرگ اور جامہ خورشیدی کی تاثیر
حکیم صاحب سے دریافت کی۔ حکیم صاحب نے فرمایا۔ یہ اسم جزو کثیف کو
لطافت سے بدل کر دیتا ہے اور جامہ خورشیدی حکیم اقلیدس نے محض اسی لئے
بنایا ہے کہ اگر کوئی انسان یا پریزاد کریہ منظر ہو اور اُسکا معشوق اوس سے نفرت کرے
وہ شخص اس جامہ کو پہن کر کہے۔ اے جامہ طلسمی بحق اسمار الہی مین فلان آدمی
کی نظر مین شکیل معلوم ہوون۔ پہر وہ شخص تمام عمر اپنے محبوب کی
نظر مین صاحب جمال معلوم ہوگا۔

صاحبقران نے ابو المکارم کو جس کو خضر راہ خطاب دیا تہا بہرام سُرخ قبا کی
خواہر لعلانہ لعل پوش سے منعقد کیا مگر ابو المکارم کو بہی پہلے حارث دیو کی مانند جامہ

خورشید ہی پہنا جاتا تا کہ لطافت کی نسبت سر بن عمر و پر معلوم ہو - نیز حکیم صاحب نے ایسا ایک روغن ابوالمکارم کی ریش سفید پر ملا کہ سیاہ مطلق ہو گئی گویا خلقی سیاہ تھی ابوالمکارم کی سفارش سے حمیدہ زرافشان کو بھی صاحبقران نے طلسم میں بلا لیا اور بعد نوازش سلطانی مقربان خاص میں داخل کیا اور تاج افروز بنت مالک تاجدار سے عقد کر دیا - بعد ازان امیر محمد کو ماہ لقا بنت خضران جنی سحر اور امیر یوسف کو مہرجبین استبرق پری کی دختر سے منسوب کیا

قنطور بن سمطول دریا بارہی جسکو صاحبقران نے اپنے رفقا میں داخل کیا ہے اُس کی محبوبہ ملکہ گوہر بار مرجان شاہ جزیرہ ورافشان کے حاکم کی دختر ہے صاحبقران نے چند اجنہ کو حکم دیا کہ ملک دریا بار سے ملکہ گوہر بار کو بحفاظت طلسم میں لے آؤ - اور ایک رقعہ دیا کہ گوہر بار کے پلنگ پر رکھہ آنا - اجنہ گوہر بار کو شبا شب طلسم میں لے آئے - دوسرے دن جب مرجان شاہ کو خبر ہوئی اُس نے تلاش شروع کی - کنیزون نے رقعہ پیش کیا - تحریر تھا - اے مرجان شاہ خاطر جمع رکھہ - ملکہ گوہر بار ہمارے پاس بعزت و عصمت موجود ہے جس وقت تو قریہ فردوس میں آئے گا وہین گوہر بار سے تیری ملاقات ہو گی - مرجان شاہ تلاش دختر میں باساز و سامان جبل اعلے کی طرف روانہ ہوا - سمطول دریا بارہی کا باپ بھی بمظفر سپہر و تماشا اونہیں دنون میں قریہ فردوس میں پہونچا

جب یعقوب نے سرداران لشکر کو طلسم میں پہونچایا - امیر مجاہد الدین کی یہ شکایت بھی گوش گذار کی کہ صاحبقران اکبر نے مجھے طلسم میں کیون یاد نہ فرمایا صاحبقران نے اُسی وقت ایک شقہ اپنے ہاتھہ سے امیر مجاہد الدین کو لکھا - یا امیر

تم ناحق شکایت کرتے ہو مین بہی تمہارے حال سے کسی وقت غافل نہین ہون
مین نے اول ہی طلسم اجرام و اجسام مین نور الزمان شاہ کی دختر سے جو ارسلوے
الہی کے وقت سے پشت در پشت طلسم مین فرمانروا ہوتا آیا ہے تمہاری
نسبت مقرر کر رکہی ہے۔ اُسکا نام ملکہ سعادت بانو ہے اور اپنے پدر مرحوم
کی جگہ طلسم مین بادشاہی کرتی ہے۔ علاوہ برین ایک اور پریزاد فایقہ روشن
جبین نام جو ملکہ صبح دلکشا کی خواہر حقیقی اور پردۂ قاف مین جزیرۂ اشراق کی حاکم
ہے تمہاری مناکحت کے واسطے موجود ہے۔ فایقہ کی تصویر اصلح جنی کے ہاتھ ارسال
ہے اگر پسند خاطر ہو ہمین اطلاع دو والسلام۔ امیر مجاہد الدین کو فایقہ کی
صورت بدل پسند آئی۔ اور ایک عرضی اس عطیہ شاہی کے شکریہ مین صاحبقران
کی خدمت مین لکہکر اصلح جنی کو دی۔ صاحبقران نے ایک ایک مکان مکلف و
آراستہ تحفۃ الحدائق اور زینت البساتین مین ہر ایک امیر کو عیش و عشرت کے
واسطے دیا۔ اور پریزادان طلسم سبع سیارہ کو اُن امرا کے ساتھ منسوب کیا
جو طلسم اجرام و اجسام مین نہ گئے تھے۔ بعد مقرر ہونے ان نسبتون کے حکیم
صاحب نے چند شیشے شربت کے مجلس مین منگوائے اور تمام عاشق و معشوق کو وہ
شربت پلایا۔ صاحبقران نے شربت کے پلانے کا باعث پوچہا۔ حکیم صاحب نے فرمایا
اس شربت کے پینے سے ان تمام عاشق و معشوق مین تا دم مرگ اخلاص رہیگا
اور ایک دوسرے کو جان شیرین کی مانند عزیز سمجھے گا

صاحبقران نے ترک سخت کمان سے فرمایا اے برادر مین تیری محبوبہ ماہ
خوبان کو بہی بلاتا ہون تاکہ تو بھی یارون کے ساتھ شریک عیش ہو۔ مگر ترک سخت

کمان نے نہ مانا اور عرض کی کہ بغیر تکلیفات اور صعوبات کے وصل جانان مین کوئی لطف نہین ہے - جبکہ ماہ خوبان نے اپنا وصل ایک شرط سے مشروط کیا ہے تو پھر حضور ہی مجھے اجازت دین کہ مین ماہ خوبان کے ملک مین جاؤن اور اوس کے خواب کا جواب باصواب دون - صاحبقران نے ملکہ نوبہار کے ایک مصور بہزاد نام سے نقشہ جبل اعلےٰ اور قصر اخضر کا تیار کرایا - اور سلیم جبنی کو حکم دیا کہ سواجنہ کی جمعیت سے ترک سخت کمان کو اوس کے وطن مین پہونچادے - اور جو حکم تجھے دے بلاعذر بجالا - اور جب اپنے کام سے فارغ ہو ہمارے پاس مع عروس بیرون طلسم اردوے معلے مین پہونچادینا چند تحائف طلسم بھی ترک کو دیئے صاحبقران اکبر نے اکثر پریزادین اور نازنینین ملکہ گوہر بزم افروز اور سلاطین طلسم کی مقربون مین سے منتخب کر کے طیفور نیزہ باز اور الواح بن التوم اور سالک مصری و سیدی سالم وغیرہ امراے لشکر کے واسطے مقرر فرمائین - جس وقت اس قصہ سے فرصت پائی سامان عیش وطرب کے مہیا ہونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ شہر کے دونون طرف شمع وچراغ کی روشنی ہو - تمام امرا ہنگام روز صاحبقران کی خدمت مین حاضر رہا کرتے تھے اور وقت شب اپنی معشوقون سے گرم صحبت ہوتے تھے

امیر جلال الدین اور امیرزادہ سیف الدین اور امیر خلیل و امیر سلطان نے جو طلسم اجرام واجسام سے آنے کے بعد اب اپنی معشوقون سے ملے ہین - بہت شکوہ وشکایت کے بعد اپنی اپنی خلوتگاہون مین اپنی معشوقون سے بے تکلفی کے مستدعی ہوئے اُن نازنینون نے کہا تمہارا آقاے نامدار ہنوز ملکہ شمسہ تاجدار اور نوبہار وغیرہ کے وصل حقیقی سے محروم ہے اور تم ہم سے یہ منظور رکھتے ہو

امیرون نے کہا یہ عذر تمہارا بدتر از گناہ ہے۔ کیونکہ ہم طلسم جرام و اجسام مین تمہاری خلوت صحیح سے بہرہ اندوز ہو چکے ہین انکار کرنے سے کیا حاصل معشوقہ بانو معشوقہ امیر جلال البدیع اور عقیلہ گر مخدو قمر اسے حور پیکر معشوقان امیرزادہ سیف الدین و ملکہ زہرہ روشن بدن و جمیلہ عالم افروز امیر خلیل کی معشوقین اور شکیلہ گیتی آرا و ملکہ گوہر افروز امیر سلطان کی معشوقین خوب ہنین اور کیا آگاہ ہو جس وقت تم ہم سے کچھہ بے اعتدالی کرتے تھے ہم کسی بہانہ سے چلی جاتی تھین اور اپنے بدلے ایک زن جنیہ طلسم کو تمہارے پاس بھیجدیتی تھین تم تاثیر طلسم سے اُن عورتون کی اصل ہیئت سے واقف نہ ہوتے تھے ہمین داروغہ طلسم کا حکم ناطق تھا کہ خبردار امیرون سے سوائے صحبت پاکبازانہ اور کسی حرکت کی مرتکب نہ ہونا۔

صاحبقران کی محفل ہائے عیش و سرور کی اس قرینہ سے ترتیب ہوتی ہے۔ صاحبقران نامدار اور ملکہ شمسہ تاجدار تخت پر پہلو بہ پہلو جلوس فرماتے ہین اور شمسہ تاجدار کے برابر ناطقہ روشن بیان کا تخت اور ناطقہ کے پہلو مین گوہر بزم افروز کی کرسی ہوتی ہے۔ اور صاحبقران کے دست چپ ملکہ نوبہار تخت پر بیٹھتی ہے اور نوبہار کے پہلو مین صبح دلکشا کی نشست اور صبح کے برابر صاحت پری کی کرسی بچھتی ہے۔ ہر شب اسی ترتیب سے بزم نشاط آراستہ ہوتی ہے۔ اور رحیق مختوم کا دور مجلس مین چلتا ہے یہ رحیق مختوم وہ شراب ہے جسکو حکیم اسقلینوس الہی نے انواع واقسام کے گلہائے خوشبو دار مقوی دل و دماغ سے ترکیب دی تھی۔ اور خاص طلسم کشا کے واسطے یہ

شراب طہورہ ثانی طلسم مین امانت رکہی گئی تہی۔ ایک دن جناب حکیم قسطاس محفل مین تشریف لاے۔ اور مسواک اراک سلیمانی صاحبقران سے لیکر ملکہ شمسہ تاجدار کو دی اور فرمایا اے فرزند ارجمند اصل مین اس شاخ متبرک کی تو مالک ہے۔ شمسہ آداب بجالائی اور مسواک حکیم صاحب کے ہاتہہ سے لی ملکۂ نوبہار جو طلسم اجرام و اجسام کی خوباختہ اور سرامر مین بے تکلف ہے اکثر اوقات صاحبقران سے کلمات ظرافت و مذاق کرتی رہتی ہے مگر ملکہ شمسہ تاجدار کا یہ حال ہے کہ جس روز سے برج یاقوت مین تشریف لاتی ہے اس قدر شرم و لحاظ کی پابند ہے کہ آج تک صاحبقران سے بات تک نہین کی ایک صورت سے مثل پیکر تصویر نقاب افگندہ مجلس مین بیٹہتی ہے۔ ناچار ایک دن صاحبقران نے کہا اے ملکۂ آفاق بمجواے النظر الاولی لک و الثانی علیک ایک نظر دیکہنا یا باہم کلمۂ کلام کرنا عیب مین داخل نہین ہوسکتا۔ برائے خدا تم بہی کچہہ کہو اور ہمارے دل دردمند کی حقیقت سنو۔ شمسہ تاجدار نے باوجود خوش آمد و لجاجت بہی کچہہ جواب نہ دیا۔ اور مسواک اراک کو گاہے ہاتہہ مین لیتی تہی اور گاہے تخت پر رکہدیتی تہی۔ یعنی اسوقت یہی شغل معشوقانہ تہا۔ جب صاحبقران نے اس امر مین زیادہ تر اصرار کیا تو شمسہ تاجدار تنگ ہوئی اور زبان عربی مین کہا ایہا السلطان البیع ماذا تریدنی یعنی اے بادشاہ ساجت پناہ تو مجہہ سے کیا چاہتا ہے۔ صاحبقران نے جواب دیا ان یدان امراک یعنی مین تجہے دیکہنا چاہتا ہون۔ شمسہ تاجدار جو بالطبع ظریف تہی وہ چوب اراک صاحبقران کے روبرو رکہدی اور کہا خذ ھذا الاراک لو کنت مشتاقا لہ۔ یعنی یہ چوب اراک لے اگر اس کے مشتاق ہو۔ صاحبقران نے

ملکہ کی طبع رنگین اور ظرافت طبع پر آفرین کی اور فرمایا تھا اب یہ سواک یعنی مین
نہین چاہتا بجز تیرے ہرگاہ زبان عرب مین سواک مسواک کو بھی کہتے ہین پس اسکے
یہ معنی ہوئے کہ مین مسواک تجھے نہین چاہتا بلکہ تجھے چاہتا ہون۔ اس سوال جواب
کے بعد شمسہ تاجدار پھر اسی طرح سرنگون ہو گئی۔ صاحبقران جناب حکیم صاحب
کے گوشۂ عبادت مین پہونچا اور تمام حقیقت بیان کی حکیم صاحب نے فرمایا کہ
لوح ڈھونڈھتین اور مسواک اراک سلیمانی کو پانی مین غوطہ دو اور وہ پانی شمسہ تاجدار
کو پلاؤ مین بھی آتا ہون۔ صاحبقران نے حکیم صاحب کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اور حکیم صاحب
نے ان دو کو کب نامہ سے شہر پناہ [illegible] تین
مین بعد پڑھنے طلسم لوح بیند کے ہو گی

شمہ احوال شاہان مستغرق جو جبل اعلیٰ کے دامنہ مین مقیم ہین

جب ابو الحسن جوہر اور امیر جلال الدین وغیرہ طلسم سبع سماع مین پہونچے انکے
روانہ ہونے کے بعد یہان نصر ورق بریعی نے سرور بار ابو حاکم واشبوط دیلمی سے
کہا کہ تم دونون بادشاہ بصدق نیت میرا دین و ایمان قبول کر دیا میرے لشکر جدا اپنے
لشکرون کے خیام برپا کرو۔ ابو حاکم واشبوط نے تبدیل مذہب سے انکار کیا۔ اور اپنے
خیمے ایک طرف جدا استادہ کیے۔ اسی طرح آذر شاہ بادشاہ فرنگ اور سلطان شاہ مجرلی

مین باہم رنجش مزاج واقع ہوئی کیونکہ سلطان شاہ صاحبقران اکبر کا مداح تہا اور آذر شاہ جمشید کی مردانگی اور جواہر دلاوری کی تعریف کرتا تہا۔ خود جمشید کے لشکر مین عجیب حال تہا یعنی بازے تو یہ سمجہتے تہے کہ جمشید نے طلسم مین اکثر کار نمایان کئے اور بعض کہتے تہے کہ طلسم مین ذلیل ہوا اور خارج کیا گیا۔ نہنگ مصری عیار بہی جماعت آخر الذکر مین شامل ہے۔ ایک دن معاملات طلسم پر جمشید اور ضار منکوس مین تنزاع لفظی واقع ہوئی۔ نہنگ کو موقع ملا۔ اُس نے جمشید سے کہا تم نے طلسم مین کیا کار نمایان ظہور مین آئے ہم نے تو یہی تماشہ آنکہہ سے دیکہا کہ فیل طلسمی نے تم کو اور تمہارے اُستاد کو ایک حالت بے اختیاری مین مزبلہ پر پہینکدیا اور تم وہان سے بحال خراب لشکر مین پہونچے۔ جمشید نے کہا اے اعیار پاجی مصری صاعقہ رانی کی یہی دلیل واضح ہے کہ ایسے طلسم جانکاہ سے سلامت نکلا اور یہ سلاح زریہ جدنگار خاص تحفہ طلسم وہان سے لایا۔ مگر ہان مین اور معزالدین شکست طلسم مین شریک تہے۔ یعنی ایک طرف سے معزالدین مرحلۂ طلسم فتح کرتا تہا اور دوسری طرف سے مین۔ کیا ہوا اگر معزالدین نے حکیم فسطاسس کی مدد سے دو چار مرحلے زیادہ فتح کئے یا امتاع طلسم مجہے زیادہ اُس کے ہاتہہ سے آئے۔ ضار منکوس نے کہا تو عبث ایک اونے عیار سے جواب وسوال کرتا ہے۔ یہ کہہ کہ مینے اکثر مقامات طلسم مین معزالدین کی رفاقت اور جان بخشی کی ہے شائد یہ بات افکار زمانہ کے باعث تجہے یاد نہین ہے کہ تو نے مرحلہ پنجم مین وہ دیوار طلسم فقط میرے اعمال کی قوت سحر سے منہدم کی اور دیو بہتان کو جان سے مارا اگر وہ دیو کوہ پیکر تیرے ہاتہہ سے ہلاک نہ ہوتا کسی

نہ کسی مرحلہ مین معزالدین کو ضرور نقصہ کرتا۔ جمشید نے کہا ہان مجھے خوب یاد ہی
مگر مین اِس خیال سے نہین کہتا کہ خباثت مجھے تمام طرف کہے گی۔ نہنگ نے
کہا کیا حیرت کی بات ہے کہ مرحلات طلسم تمہ فتح کرو اور مستاج طلسم کا معزالدین
مالک ہو۔ ضارمنکوس نے کہا جمشید اِس حال سے واقف نہین مجھہ سے پوچھہ
آگاہ ہو کہ ملکہ نوبہتا پری نے جو معزالدین کی معشوقہ اور طلسم جرام مداجسہ آگی
بادشاہ ہے چند نفر اجنہ معزالدین کے نگہبان و مددگار مقرر کیے ہین وہی
جن ہنگام شدائد و مصائب معزالدین کی مدد کرتے ہین۔ جمشید نے کہا اے
اُستاد اُس فیل طلسم نے اِس وجہ سے مجھے رسوائے عالم کیا کہ مین نے
اُسکو بزور بازوئے صاحبقرانی رام کیا تھا۔ آخر حیوان تھا طلسم مین
تو میرا مقابلہ نہ کر سکا یہان اوس نے عوض لیا۔ ضارمنکوس نے کہا فیل
طلسم کا کچھہ گناہ نہین تیری ہی خطا ہے تو نے تین روز تک برابر اُس
حیوان کو چارہ کی جائے گیاہ طلسم کہلائی جو حیوان کو بدمست اور
دیوانہ کر دیتی ہے۔ یہ بھی تیری قوت طالع اور میری کاردانی کا باعث تھا کہ مین
اور تو ایسے فیل مست کے ہاتھہ سے سلامت رہے اگر ہماری جائے معزالدین
اور حکیم قسطاس ہوتے فیل طلسم کے ہاتھہ سے ہرگز زندہ نہ رہتے۔ بعض اہل
مجلس کو ضارمنکوس کی بات کا باور آگیا مگر نہنگ مصری جو ایک مرد عیار
پیشہ اور نیز ضارمنکوس کی دروغگوئی سے خوب واقف ہے۔ اوس نے کہا اے
سلطنت پناہ اُس روایت سے اصل مدعا یہان سے کیا حاصل جس صورت اور
تزک شان سے تم اپنے لشکر مین پہونچے وہ کل لشکروں مین اظہر من الشمس ہے

جمشید نے ایک حالت غصہ مین بدست خود نہنگ کو خوب کفشکاری کی۔ اسی اثنا مین
خبر پہونچی کہ ایک بادشاہ نقابدار نہایت کروفر سے آیا ہے اور ایک جوان سیہ
زاد اسکا سپہ سالار لشکر ہے وہ اپنی شجاعت و دلاوری کے روبرو کسی کو
جہان مین موجود نہین جانتا۔ یقین ہے کہ آج شام تک اسکے خیام لشکر
نواح گرد و پیش مین برپا ہون گے

عصر کے وقت بادشاہ نقابدار کے اعلام لشکر نمودار ہوئے۔ ہر
علم کے پرچم پر ایک تصویر بصورت مردان عرب بنی ہوئی تھی۔ لشکر کے وسط
مین ایک تخت مربع پر وہ بادشاہ نقابدار بتکبر تمام و شوکت مالا کلام سوار تھا۔ پیشا
پیش لشکر کے وہی سپہ سالار سر سے پانک دریائے آہن مین غرق ایک گرز
دو صد منی دوش ناپاک پر رکھے ہوئے رخش دیو پیکر پر سوار چلا آتا تھا۔ ہر لشکر
کے آدمی نقابدار کے لشکر کا تماشا دیکھنے گئے اور اس سپہ سالار کے قد و قامت
کو دیکھکر متحیر ہوئے۔ بادشاہ نقابدار نے ابو حاکم اور ملک نصر دون کے لشکرون کے
وسط مین اپنے لشکر کے خیمہ و خرگاہ استادہ کرائے۔ اور اسی شب سپہ سالار
کے نام طبل جنگ بجوایا۔ جاسوسون نے تمام لشکرون مین طبل جنگ کی خبر
پہونچائی۔ حسب دستور ہر لشکر مین طبل جنگ اور کوس عربی بجے جولان اندیشی
لشکر اسلام سے خبر و اخبار کے واسطے نقابدار کے لشکر مین گیا بلکہ تمام بادشاہون
نے اپنے اپنے عیار دریافت حال کے واسطے نقابدار کے لشکر مین بھیجے۔ یہ
تمام عیار خاص بارگاہ سلطان مین گئے۔ اس وقت بادشاہ نقابدار اپنے
سپہ سالار کو یہ نصیحت کر رہا تھا۔ اے نامدار جہان آج سے ہم نے تجھے

مرگ دشمن خطاب دیا۔ تو کل معرکۂ مصاف مین اپنا یہی نام ظاہر کرنا۔ دویم ہم تجہے یہ نصیحت کرتے ہین کہ ہر چند اس فرقۂ ناصب یعنی فرقہ اسلام سے زیادہ کوئی ہمارا دشمن جانی اور عدوے ایمانی نہین بلکہ ہمارے طریق مین اس فرقۂ تشنیع کا قتل و استیصال فرض العین ہے۔ الّا تو اول لشکر اسلام سے مرکہ آرائی نہ کرنا ہان جب ان سلاطین مختلف المذاہب کے لشکرون مین سے کوئی پہلوان یا مرد جنگجو تیرے مقابلہ کے واسطے نہ آئے۔ پہر تجہے لشکر اسلام سے بھی حرب کرنے کا اختیار ہے۔ اور بالغرض میدان داری مین اہل اسلام خود سبقت کرین پہر تو بھی اون کے قتل و ہلاکت مین قصور نہ کرنا۔ یہہ کہہ کر اپنی کمر کی شمشیر خاص سپہ سالار کو بخشی۔ سپہ سالار آداب بجالایا اور وہ شمشیر اُسی وقت کمر مین باندہ لی۔ عیارون نے یہ اخبار اپنے اپنے بادشاہون کو پہونچایا۔

دوسرے دن نہج کے وقت کل لشکر سازو بسامان حرب و پیکار سے آراستہ و مکمل ہو کر معرکہ جنگ مین صف آرا ہوئے اور سب سے اول وہی سپہ سالار نقابدار پیل مست کی مانند بصلابت تمام میدان مین آیا اور بطریق رجز یہ شعر پڑہا

منم مرگ دشمن جہان پہلوان نباشد بہ ہمچو منی در جہان

بعد ازان بہ لشکر کیطرف مخاطب ہو کر کہا اے دلاوران نامدار تمہارے لشکرون مین ایسا کوئی پہلوان جان فروش ہے جسکو اپنی جان عزیز نہ ہو اور میرے مقابلہ کے واسطے آئے۔ بمجرد اس صدا کے غلغلۂ زندگی ایک پہلوان القیم بن

کے لشکر کا میدان مین آیا۔ اور اُسن نے بغیر آگاہ کے حریف کے ایک
ضرب گرز نہایت قوت سے سپہ سالار کے سر پر لگائی۔ سپہ سالار نے باسانی
علیواز کے ہاتھہ سے گرز چھین لیا۔ اور بقوت دست و سینہ علیواز کو سر سے بلند
کر لیا۔ علیواز نے فریاد کی لسے پہلوان جہان پہلے مین بادشاہ بلاوزیج کا
ملازم تھا اب تیرا غلام حلقہ بگوشس ہون۔ سپہ سالار نے علیواز کو آہستہ
زمین پر رکھدیا۔ اور بادشاہ نقابدار کے عیار علیواز کو میدان جنگ سے
اپنے لشکر مین لے گئے۔ اسی طرح پندرہ پہلوان نامی اور سرداران گرامی القموس
زنگی کے سپہ سالار کے ہاتھہ شام تک دستگیر ہوئے۔ وقت غروب آفتاب
لشکرون مین طبل بازگشت بجے اور لشکر اپنے اپنے قیام گاہ پر چلے آئے۔ امیر
مجاہد الدین اور ابو حاکم اور راشبوط و یلمی وغیرہ بادشاہون کو اس سپہ سالار
کے حال مین کمال حیرت تھی۔ اگرچہ جمشید و ضار منکوس میدان جنگ مین نہ گئے
تھے لیکن اُنھون نے اپنے سرداران لشکر کی زبانی سپہ سالار کے نبرد کا حال
بخوبی سُنا۔ ہر لشکر مین سپہ سالار کی پہلوانی و جوانمردی کا چرچا تھا
امیر مجاہد الدین نے اپنے سرداران کو تاکید کی کہ خبردار جب تک وہ سپہ سالار
تمکو خود مقابلہ کے واسطے نہ بلائے تم اپنی طرف سے سبقت نہ کرنا۔ اگر تم مین سے
کوئی سردار اُسکے ہاتھہ سے قتل یا زخمی ہوا پھر مین صاحبقران کو کیا جواب دونگا

جس وقت سپہ سالار نے میدان جنگ مین اپنے لشکر سے مراجعت
کی بادشاہ نقابدار نے اُن پہلوانان مغیبہ کو دربار مین بلاکر پوچھا تمہارا دین
آئین کیا ہے اُنھون نے کہا ہمارے تمام ممالک محروسہ مین سوائے نام ایک چیز کی

خدایت پرستش کرتی ہے۔ یہان بھی ہمارا بادشاہ القیموس ایک بت پرستش کے واسطے
اپنے ہمراہ لایا ہے۔ بلکہ کل سرزبان لشکر کے گلے مین ایک ایک بت خورد طلائی ہر وقت
موجود رہتا ہے جو اس وقت ہماری گردن مین بھی ہے۔ بادشاہ نقابدار نے ملازمون کو حکم دیا
کہ ان قیدیون کو زندان مین لے جاؤ اور نہایت آرام سے رکھو کسی چیز کی تکلیف
نہ ہو جس وقت ہم کسی بادشاہ کا دین و آئین اختیار کرین گے یہہ مقید بھی ہمارے ساتھ
اُسی دین مین شریک ہونگے۔ ورنہ درصورت دیگر ابھی سزائے اعمال کو پہونچین گے

جب وہ شب گذری ہنگام طلوع آفتاب بدستور تمام لشکر جنگ گاہ مین صف آرا ہوے
اس دن بھی سپہ سالار نے جمشید و نجاشی کے لشکر کے چالیس جبار نامدار کو بستۂ کمند بھی
باندھا اور ملحوم بن مرارا اور اقمر بن قامہ وغیرہ دس پہلوانون کو تہ شمشیر ہلاک کیا
اور مظفر و منصور اپنے قیامگاہ پر چلا آیا۔ بادشاہ نقابدار نے شب کو ان پچاس
پہلوانون کو دربار مین بلایا اور پوچھا تمہارا دین و مذہب کیا ہے۔ حبشیون نے
کہا ہمارا دین عیسائی ہے اور ہم حضرت عیسی ابن مریم علیہ السلام کو اپنا خالق جانتے
ہین۔ بادشاہ نقابدار نے کہا توبہ کرو استغفر اللہ یہ کیا کلمہ کفر تم نے کہا خدا تعالی
بیٹے اور پدر سے منزہ ہے۔ ہان عیسی علیہ السلام بھی ایک رسول خدا تھے۔ اسکے بعد زنگیون سے پوچھا
تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ انہون نے کہا ہمارا طریق طبعی ہے۔ ہم بجز طبیعت مجردہ اور کسی کو
اپنا خالق نہین سمجھتے۔ نقابدار نے کہا لعنت ہے تمہارے طریق اور اس عقیدہ پر۔ الحق تم سے
زیادہ ملحد اور بدمذہب کوئی فرقہ نہ ہوگا۔ نعوذ باللہ تم صانع حقیقی کے منکر ہو اور
اس کارخانہ رنگارنگ کو بے اصل بے بنیاد جانتے ہو۔ خیر مجھے تمہارے دین و آئین سے
کچھ تعرض نہین۔ جو بندۂ خدا میرے سپہ سالار پر فنون سپہ گری مین غالب آئیگا

اُسی کا مذہب حق ہے۔ اِس سوال و جواب کے بعد اِن پہلوانون کو بہی زندان مین بہیجدیا اور وقت شب پہر اپنے لشکر مین کوس حربی بجوایا

تیسرے روز بہی سپہ سالار نقابدار بجز لشکر اسلام ہر ایک لشکر مین سے دس دس پانچ پانچ پہلوانون کو جو مجموع پچاس نفر ہوے گرفتہ و بستہ اپنے لشکر مین لے آیا۔ بعض ان میں از انہا مقید مین ایسے پہلوان صاحب زور تہے جو صاحبقران سے بہی بہ مشکل مغلوب ہوتے جس وقت یہ سردار گرفتار ہو گئے تمام لشکرون مین شور قیامت برپا ہوا

روز چہارم مضبوط بن ضابط جسکو شبو شہ نے ضابط کے مرنے کے بعد ضابط خطاب دیا تہا سپہ سالار نقابدار کے مقابل آیا۔ سپہ سالار نقابدار کے مقابل آیا۔ سپہ سالار نے بعض طرح طفلان نو آموز کو ادب دیتے ہین ضابط کو بہی کمند سے باندہ لیا۔ بعد از ان لشکرون کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ بدحال ان لشکرون کا جو مدار جنگ و حرب اپنا طفلان بے تمیز کی افواج پر رکہتے ہون۔ نصرون نے بہی یہ کلمہ سنا ملازمون کو حکم دیا کہ میرے سر پہ چتر شاہی کو گردش دو۔ راوی یون گذارش کرتا ہے کہ ملک نصرون کی سپاہداری کی یہی علامت تہی کہ جس دن وہ میدان جنگ کا قصد کرتا تہا اول اپنے سر پہ چتر کو گردش دلواتا تہا۔ اُس چتر پر ایک طرف مسلمہ کذاب و سجاح کی تعریف لکہی تہی اور دوسری طرف لا الہ الا اللہ مسیلمہ و سجاح رسول اللہ لکہا تہا۔ نصرون کے اہل لشکر بہی یہی کلمہ پڑہتے تہے

جس وقت ملازمون نے چتر کو گردش دی ملک نصرون نہایت تجمل و دبدبہ سے حربگاہ مین آیا اور قبل از حرب بآواز بلند مسیلمہ اور سجاع کی مدح شروع کی۔ بعد از ان سپہ سالار نقابدار کے روبرو آکر کہا اے پہلوان نامدار و اے جبار و تہور شعار آگاہ ہو آج

تیرے مقابلہ کے واسطے ایک پیغمبر زادہ آیا ہے اگر تو اسکے ہاتھ سے قتل ہوگا فرشتگان
مالک جہنم تجھے دست بدست نار جہنم میں پہونچا دینگے اور میری اطاعت میں ابواب
جنت تیرے واسطے کشادہ ہیں۔ سپہ سالار نے کہا خدا جانے تو کیا واہی تباہی بکتا ہے
مجھے ایسے ہزلیات کے استماع کا دماغ نہیں۔ جو شخص عمرو زید مجھپر غالب آئے گا وہی دین
اچھا ہے اور اسی کو پیغمبر زادہ سمجھونگا۔ خصوص تیری مانند ایک مرد نحیف و حقیر مجھ جیسے
پہلوان زور آور پر غالب ہوا بلاشبہ تیرے دین کی بزرگی مجھے ظاہر ہو جائیگی
ملک نصروان نے پوچھا تجھے شمشیر و نیزہ میں کس آلہ حرب سے جنگ کرنی منظور ہے سپہ سالار
نے کہا جس حربہ سے تیری مرضی ہو میں موجود ہوں۔ نصروان نے کہا شمشیر و گرز کی جنگ
میں قصہ کو طول ہوگا بہتر یہ ہے کہ میں اور تو فن کشتی میں امتحان کریں۔ سپہ سالار
خوب ہنسا اور کہا۔ تعجب کی بات ہے کہ تو مجھسے زور آزمائی کیا چاہتا ہے۔ اے شخص نحیف
و ناتوان میں جانتا ہوں کہ تیری اجل ہی دامنگیر ہے جو مجھسے یہ قصد رکھتا ہے نصروان
نے کہا دین صادق کی بزرگی اسی سے مراد ہے کہ ایک پشہ ضعیف فیل مست کو ہلاک
کرے۔ اس گفت و شنود کے بعد ملک نصروان اور سپہ سالار دونوں مرکبوں کی پشت پر
سے اتر کر باہم زور آوری میں در آئے اور تا وقت ظہر کشش و کوشش کرتے رہے
آخر کار ملک نصروان نے اول آسمان کیطرف کچھ دعا کی۔ بعد ازاں بقوت دست و سینہ
سپہ سالار کو سر سے بلند کر لیا اور گرد سر چرخ دیکر زمین پر آہستہ رکھدیا۔ نصروان کے
عیار سپہ سالار کے ہاتھ پاؤں باندھا چاہتے تھے مگر سپہ سالار نے کہا۔ اے اولاد
پیغمبر صادق مجھے تیرے دین کی فضیلت و بزرگی ظاہر ہو گئی اور جو عہد و قرار میں نے
جناب باری سے کیا تھا وہی ظہور میں آیا۔ اب ناحق مجھے دستگیر کرنا ہے نصروان

سپہ سالار کے سینہ سے اُتر آیا۔ سپہ سالار نے نصروان کے قدم نجس کو بوسہ دیا۔ نصروان نے وہی کلمہ باطل سپہ سالار کو تلقین کیا

اِس امر عجیب کے مشاہدہ سے تمام سلاطین اور سرداروں کے ہوش جاتے رہے ہر ایک نے کہا اسکی ذات ناپاک سے یہ توقع نہ تھی۔ ابوحاکم ضعیف العقیدہ اُسی وقت میدان جنگ مین نصروان کے پاس آیا اور صف ہی قلب سے نصروں کے سم مرکب کو بوسہ دیا اور اُسکا کلمہ پڑھا۔ ملک نصروں نے دست ناپاک ابوحاکم کی پشت پر رکھا اور کہا اے بادشاہ فرودیں الحمد للہ کہ اب تجھے میری بزرگی و پیغمبر زادگی کی قدر ہوئی

بروقت گرفتار ہونے سپہ سالار کے بادشاہ نقابدار نے اپنے کارپردازان سلطنت کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر کے خیمہ و خرگاہ ملک نصروان کے لشکر سے اِس قدر متصل برپا کرواؤ کہ دونوں لشکروں مین کچھ تفاوت نہ رہے۔ بعد ازان اُسی معرکہ مصافین خود بھی نصروان سے ملاقات کی نصروں شادی کنان و نقارہ نوازان اپنے قیامگاہ پر آیا اور علی الصباح سات نامے واسطے مطابعت و منظوری دین خود امیر مجاہد الدین اور جمشید خودپرست اور آزر غلو ملک فرنگستان سلطان شاہ مغربی اور ملک سلیمون تاجدار اور شبوط دیلمی اور القیموس زنگی کو لکھے اور چند سردار اُنکے لے جانے کے لئے منتخب کیے

بادشاہ نقابدار نے اُن پہلوانان مقید کو دربار مین بلاکر کہا۔ اے نامدارو آجتک تم میرے قیدی تھے اور اب تمہاری مرگ و زیست کا خلاصہ خلقت بنی آدم زبدہ اولاد مسیلمہ صدیق و سجاح مطہرہ صاحبقران روزگار یعنی ملک نصروں تاجدار کو اختیار ہے۔ گر تمکو اپنی جان عزیز ہے نیز آخرت پاک کیا چاہتے ہو اِس پیغمبر زادہ کی تلقین و تعلیم پر بصدق نیت عمل کرو اور شریعت مسیلمی مین داخل ہو۔ ورنہ بدترین عذاب سے

قتل کیے جاؤ گے۔ سرداروں نے کچھ جواب نہ دیا۔ ملک نصروان نے بدست خود ان سرداروں کے بند قید کہول دیے اور اپنے ساتھ دسترخوان پر کہانا کہلایا۔ بعد ازان ہر ایک سردار و پہلوان کو خلعت فاخرہ دیکر نہایت اعزاز و حرمت سے رخصت کیا۔ یہ سرداران بہیئت اجتماع نعرہ زنان ثناخوان بارگاہ سے باہر آئے۔ جمشیدیون نے کہا۔ کلمہ حق یہی ہے ہمارا آقا جمشید خود پرست ایک مرد سست مذہب بد اعتقاد ہے اُسکی خلقت مین اخلاق و مروت کا نشان تک نہین۔ ضابط بن شا ابر بوطہ نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ آجتک ہم نے ایسا سردار سے کسی بادشاہ کو باین تعظیم و تواضع پیش آتے نہین سنا۔ حالانکہ مین پیغمبر زادہ ہون مگر ملک نصروان کے خلق جبلی سے یہی جی چاہتا ہے کہ دین آبائی پر لعنت کرون اور ملک نصروان کی کفش برداری مین تمام عمر گذاردون۔ القیموسیون نے کہا۔ ہمارا بادشاہ احمق بددین ہے کہ خاص اپنے ہاتھ سے ایک بُت طلائی بنایا ہے اور پہر اُسی کو اپنا معبود سمجہتا ہے۔ سلطان شاہیون نے کہا ہمارا بادشاہ سلطان شاہ بیوقوف آفتاب کو سجدہ کرتا ہے۔ یہ نہین سمجہتا کہ آفتاب و ماہتاب و کوکب فلکی ہین۔ آزرشاہ اور اسلیموشاہ کا جو دین عیسوی تہا وہ بولے۔ فی زماننا دین عیسوی منسوخ ہو گیا ہے۔ ہمارے نزدیک بہی مسیلمہ صدیق کا طریق برحق ہے۔ غرض ان سرداروں کے طبیعتون مین ایسا فساد پیدا ہوا کہ علانیہ ملک نصروان اور اُسکے دین کی تعریف کرتے تہے۔ آخرکار بارد گر ملک نصروان کے پاس چلے آئے اور بصدق نیت ہی کلمہ کاذب پڑہا۔ نصروان نے کہا۔ اے دلاوران جہان مینے اول ہی کہا ہے کہ مین تم پر جبر نہین کرتا اگر تمکو فی الحقیقت میرے دین کی بزرگی ظاہر ہو گئی ہے۔ بسم اللہ قبول کرو۔ یہ تمہارا دولت خانہ ہے۔ تمام سرداران بارگاہ مین صف بستہ کرسیون پر بیٹھ گئے۔ ایک سرا خواجہ

سبے نظیر نام عصائے مرصع نگار ہاتہہ مین لیئے ہوئے دربار مین آیا اور بآواز بلند کہا۔ اے تابعان خلیفۃ اللہ دارائے امت خاص مسیلمہ آگاہ ہو کہ اس دین و آئین کا یہ قاعدہ ہے کہ جس ادنے و اعلے کو پیغمبرزادہ خلعت ہائے فاخرہ دیتا ہے جس طرح تم عطیہ شاہی سے بہرہ مند ہوئے وہ شخص بجز اُس خلعت شاہی کے دوسرا لباس نہین پہنتا۔ وہی خلعت پہنکر ہر روز دربار مین حاضر ہوتا ہے۔ بنابران تم بہی جبتک یہ خلعت کہنہ اور بوسیدہ نہ ہون خبردار دوسرا لباس نہ پہننا۔ سرداروں نے بطیب خاطر منظور کیا۔ ملک نصرون نے اُسی روز ہر ایک سردار کو عہدہ ہائے جلیل و مناصب عالی بخشے

ایلاج ربعی جسکو نصرون نے جمشید کا نامہ دیکر بہیجا تہا جمشید کی بارگاہ مین آیا اور نامہ دیا۔ جمشید نامہ کو دیکہہ کر آگ ہو گیا اور پرزے پرزے کر دیئے۔ بعد ازان ایلاج کے گوش و بینی کاٹ کر لشکر سے خارج کر دیا۔ خرستم تیغ زن امیر مجاہد الدین کے پاس نامہ لیگیا امیر کبیر نے زبانی جواب دیا کہ نصرون کے دادا مسیلمہ کے کذب سے پہلے سے لوگ واقف ہین سافین بلند قامت تین نامے لیکر سلطان شاہ اور آذر شاہ اور ملک اسلیمون کے لشکرون مین آیا۔ اُنہون نے کہا جس وقت شاہزادہ معز الدین تمہارا مذہب قبول کریگا ہم بہی سمجہہ لین گے۔ ہلکوم درشت جنگل نے اشبیطو یلمی اور القیموس زنگی کو نامے پہنچائے اُنہون نے نصرون کو کاذب کہا۔ اس پر ہلکوم نے شمشیر اُٹہائی اور القیموس کے ہاتہہ سے قتل ہوا

جس وقت ایلاج ربعی کے گوش و بینی بریدہ اور ہلکوم کے قتل ہونے کی خبر نصرون کو پہونچی غصہ سے تمام دربار نظر مین سیاہ ہو گیا اور اُسی وقت کہ وقت ظہر تہا لشکر مین طبل جنگ بجوا دیا۔ قاعدہ کے موافق تمام لشکرون مین کوس جنگ

کی صدا بلند ہوئی۔ اور ہنگام عصر عساکر قاہرہ رزمجو جنگگاہ مین صف آرا ہوئے سب سے
اول سپہ سالار نقابدار ملک نصرون کیطرف سے بکرود فر تمام حرب گاہ مین آیا اور قیموس
زنگی کے لشکر سے حریف مانگا۔ قابوس زنگی مقابل ہوا۔ سپہ سالار نے بعد جنگ گرز نیزہ
ایک خنجر آبدار اس ضرب سے قابوس کے سینہ مین مارا کہ قبضہ پشت سے گذر گیا۔ آخر جنگ
زنیوس زنگی اور رسیاقوس اور الجوس اور رمرم چند پہلوان القیموس کے میدان جنگ
مین آئے اور سپہ سالار نے شمشیر و نیزہ وغیرہ مختلف آلات سے ہلاک کیا۔ اس
ہنگامہ کشت و قتال مین نصف سے زیادہ شب گذر گئی۔ نصرون نے اپنے لشکر مین
بوقت بازگشت بجوایا اور اس شب چند ساعت ہی آرام کیا۔ بارہ دیگر طبل جنگ
بجوایا۔ قضارا بعد بجوانے طبل جنگ سپہ سالار کی طبیعت علیل ہوگئی اور بجائے اسکے
تند بط بن شبوہ میدان مین آیا اور اپنے باپ کے لشکر سے مرد مقابل طلب کیا
دل شاد دیلمی ایک سردار دانشمند شاہ کے حکم سے میدان مین گیا اور کہا۔ اے
پیغمبر زادہ حیف کی بات ہے کہ باوجود پیغمبر زادگی تو ایسے ایک مرد بدمذہب کا
رفیق ہو جسکے جد پاک کو اہل اسلام کاذب کہتے ہین اور رفاقت بھی ایسی کہ خاص
اپنے پدر شفیق سے جنگ و حرب کی نظر رکھتا ہے۔ مردان عالم تجھے کیا لعن و نفرین
کرینگے۔ بس یہی بات تیرے حق مین بہتر ہے کہ اپنے باپ کے لشکر مین چل اسنے
تجھے بلایا ہے۔ ہم وعدہ کرتے ہین کہ خداوند کے حکم سے تجھے بادشاہ بالاستقلال کردینگے
ضابط نے دل شاد کو ان کلمات پند و نصیحت کا جواب زبان شمشیر سے دیا اور
ایک ہی ضرب مین اسکا کام تمام کردیا۔ بیدار دیلمی دل شاد کا بھائی درخور میدان
مین گیا اور چند ساعت ضابطہ سے حرب و ضرب کرتا رہا۔ جب شمشیر و نیزہ سے

کچھ کارہ برآری نہ ہوئی دونوں مرکبوں پر سے اُتر کر خانہ زورہین در آئے۔ اشبوط نے
کہا۔ ظاہر اسباب ضابطہ مسحور ہے بجز میرے اور کوئی اسکو ادب نہین دینے کا۔ مین خود
میدان معرکہ مین جاتا ہون اور بہر صورت اُسکو اپنے لشکر مین لے آتا ہون
اُس نے فقط ایک قمچی ہاتھ مین لیکر فرزند رشید کی تادیب کے واسطے میدان مین پہونچا
اور بے تکلف چند ضرب قمچی نہایت زور سے ضابطہ کی پشت و پہلو پر لگائین
ضابطہ بیداد دیلمی سے جدا ہو گیا اور ایک تپانچہ باپ کے کلّہ پر اِس زور سے مارا
کہ سر گردان کر دیا اور ریش گرفتہ تمام میدان جنگ مین کشان کشان لیئے پھرا
اشبوط ایک ہاتھ سے اپنی ریش ناپاک کو چھڑاتا تھا اور دوسرے ہاتھ سے ضابطہ
کو مارتا تھا اور کہتا تھا۔ اے نطفہ حرام ولد القلب ہم مدت سے یہ مثل سنتے آئے
ہین۔ بازی بازی بریش بابا ہم بازی۔ سو آج یہ مثل میرے اور تیرے حال کے
مطابق ہے۔ ضابطہ عالت غصہ مین یہ بھی نہ سنتا تھا کہ کیا بکتا ہے اور اُسی صورت
سے لیئے پھرتا تھا۔ بیداد دیلمی نے جب دیکھا کہ ضابطہ اپنی حرکت شیطانی سے
باز نہین آتا ناچار وہ بھی ضابطہ کو لپٹ گیا۔ سپہ سالار نقابدار جس کا مرگ
دشمن لقب ہے باوجود علالت طبع میدان مین موجود تھا جو نہی ضابطہ کو سست و بیتاب
ہوئے سپہ سالار میدان مین آیا اور بیداد کے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر سر سے
بلند کر لیا اور اِس زور سے زمین پر مارا کہ مردہ صد سالہ کے برابر ہو گیا
اشبوط نے جو فرصت پائی ایسا بے محابا بھاگا کہ اپنے لشکر تک دم نہ لیا۔ ضابطہ
تعاقب کیا چاہتا تھا مگر سپہ سالار نے منع کیا

بعدہ سپہ سالار نقابدار میدان مین آیا اور اِسی طرف لشکر اسلام سے ہم آورد طلب کیا

شہید ہوا۔ صبح بدر الدین کی نیابت سے مقابلے کے واسطے گیا۔ سپہ سالار نے بعد
نہایت جدال و قتال کے تب ایک ہی ضرب شمشیر میں سید کو بہشت بریں میں پہنچایا۔ سالار خان
جو سپہ سالار کے رفقائے خاص میں سے ہے یہ دیکھ کر تاب نہ لایا اور بلا اجازت
اپنے مقام سے خرام کر کے میدان جنگ میں جولان کیا۔ تا غروب آفتاب دونو جوان مرد
باہم حرب و ضرب کرتے رہے۔ آخر کار سپہ سالار نے خان کو بھی کمند سے باندھ کر اپنے لشکر
میں لے گیا۔ وقت شب نصروان نے سالار خان کو نہایت اعزاز سے دربار میں بلایا اور
شراب و طعام کی تواضع کی۔ سالار خان نے کہا میں تمہارا اسیر ہوں اور اسیروں کی
ایسے کوئی شخص خاطر و مدارات نہیں کرتا۔ بہر حال میرے قتل کا حکم دو تاکہ میں
کشمکش سے نجات پاؤں۔ اگر یہ تعظیم و تواضع سے تمکو یہ خیال ہے کہ میں اپنی ملت
مقیدہ کی مانند تمہارا دین اختیار کروں گا۔ عیاذاً باللہ۔ یہ خیال فاسد اپنی طبیعت
سے دفع کرو بلکہ میرے روبرو بھولے بھی دین و مذہب کا ذکر زبان پر نہ لانا کیونکہ
میرے طریق میں بجز شریعت اسلام کے مذہب ذلیل و خراب ہیں۔ نصروان نے کہا
میں بھی تمہاری کسی بات پر معترض نہیں ہوتا۔ کھانا کھاؤ اور اپنے لشکر میں چلے جاؤ۔
سالار خان ملک نصروان کی شیریں زبانی اور فروتنی سے ایسا محجوب ہوا کہ نصروان کے
ساتھ کھانا کھایا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے نصروان نے ایک خلعت دیا۔ سالار خان
نے بہت انکار کیا۔ لیکن نصروان کی منت و سماجت سے پہن لیا اور اپنے لشکر کی
راہ لی۔ چند قدم ہی بارگاہ سے جدا ہوا تھا کہ خود بخود دل میں یہ وسوسہ شیطانی پیدا
ہوا کہ ملک نصروان کی مانند صاحب خلق و مروت کوئی بادشاہ جہان میں نہ ہوگا
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نصروان صادق القلب ہے اور اس کا طریق بھی حق ہے۔

آخر بار دیگر نصروان کے پاس آیا اور اُسکے مذہب مین داخل ہوا۔ الماس عزب عیار بھی
بصورت مبدل بارگاہ مین موجود تھا اُس نے نصروان اور سپہ سالار خان کے
سوال و جواب اور پھر اُسکے مذہب اختیار کرنے کا حال امیر
مجاہد الدین کی خدمت مین عرض کیا اِس خبر سے امیر مجاہد الدین کے چہرے کا رنگ
متغیر ہو گیا اور فرمایا۔ بات نصروان ضرور ساحر ہے خصوصاً جو خلعت پہناتا ہے وہ سحر سے
تیار کی گئی ہین

علی الصباح بعد آراستگی صفوف وہی سپہ سالار نغبدار نصروں کے لشکر سے میدان
مین آیا اور جمشید کے لشکر سے مرد مقابل طلب کیا۔ ارجاسپ مردار خوار جمشید کا خسر پورہ
یعنی جعفر مردار خوار کا بھائی جمشید کی اجازت سے سپہ سالار کے مقابلہ کے واسطے گیا اور
نیزہ وری شروع کی کہ کوہ ورندگان کے ایک درہ سے سم ہائے مرکب کی آواز آئی۔
کوہ ورندگان میدان جنگ کے دست راست واقع ہے اور وہ جوانان ترند ومنوذہم
کا مسکن تھا کل لشکر اُس درہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ناگاہ سیصد علم سیاہ و نشان ایک لکھ
سوار و پیادہ کی علامت درہ کوہ سے نمودار ہوئے اور ہر علم کے پھریرے پر سنجد حبیبی عمر بن سعد
ابن زیاد اور شمر ذوالجوشن اور شعث الکندی اور شیث ربعی کی صفت و ثنا لکھی ہوئی
تھی اور اعلام کی عقب مین ایک لشکر جرار و قہار سیاہ پوش مسلح و مکمل سامان حرب
و آلات جنگ سے آراستہ اسپان عربی پر سوار درہ کوہ سے باہر نکلا۔ پیشاپیش لشکر کے
ایک جوان قوی ہیکل تنومند بصلابت تمام و ہیبت ملا کلام تاج شاہی سر پر رکھے ہوے
اسپ نجدی پر سوار ایک علم سیاہ رنگ کے سایہ مین چلا آتا تھا اور اُس جوان تاجدار
کے عقب مین ایک بادشاہ ابلق ریش تخت زرنگار پر سوار تھا اور تخت کے برابر

اور ایک جوان انتابدار فیل کوہ پیکر پر سوار مشت مشت زر سکوک یعنی اشرفی
و روپیہ لشکر کے فقرا و مساکین کو دیتا تھا۔ جب یہ لشکر خونخوار جنگ گاہ میں پہونچا
اُس بادشاہ تخت نشین کے حکم سے ایک طرف صف آرا ہوا۔ چند نقیبان بلند آواز
لشکر تازہ وارد میں سے نکلے اور اُنہوں نے فریاد کی۔ اے اہل معرکہ آگاہ ہو کہ
ہمارے بادشاہ صاحب دستگاہ نے از روئے اخبار عالم یہ حال سنا ہے کہ اکثر بادشاہان
مختلف المذاہب قریہ فردوس میں جمع ہیں۔ لیکن ہمارے بادشاہ کو کسی بادشاہ سے
دشمنی و پرخاش نہیں اور نہ کسی کے دین و آئین سے غرض۔ البتہ نصرون بیعی اور
جمشید خود پرست سے عداوت دینی اور دشمنی قلبی ضرور ہے۔ بلکہ اسی سبب سے اس طرف
نہضت فرمائی ہے۔ جب بادشاہ ملک نصرون اور جمشید خود پرست کے قضیہ اور استیصال
سے فارغ ہولے گا پھر اپنے عدوے قدیم یعنی معز الدین بن اسمعیل کی طرف متوجہ ہوگا
جس وقت ملک نصرون نے سنا کہ یہ بادشاہ خاص میرے جنگ مجادلہ کے واسطے آیا ہے
متردد ہوا اور ارکان سلطنت سے کہا۔ ہر چند غور کرتا ہوں کہ میری اور اس بادشاہ
کی عداوت کا کیا باعث ہے مگر معلوم نہیں ہوتا۔ شیخ اسفل الدین وزیر نے کہا میرے
خیال میں یہ مرد تخت نشین دیار بکر کا بادشاہ ہے۔ کیونکہ جو اکثر آدمی دیار بکر کے
ہمارے ملک میں آتے ہیں اُنکی صورت اس بادشاہ کے مردمان لشکر سے بہت مشابہ ہی
ادہر ارجاس مرد ارخوار او سپہ سالار نعابار جنگ و حرب میں مشغول تہے چند ساعت
میں سپہ سالار نے ارجاس کو بھی دستگیر کر لیا اور اپنے لشکر میں بوقت بازگشتی بھجوا دیا۔
کل لشکر اپنے اپنے مقاموں پر چلے گئے۔ سوقت شب نصرون نے ارجاس کو بھی مجلس میں
بلایا اور مثل دیگران وہ خلعت پہنایا۔ ارجاس بھی معتقدان خاص میں داخل ہوا

امیر مجاہد الدین دلاور نے جولان اندلسی عیار سے فرمایا۔ بہتر یہ ہے کہ آج کی شب
لشکر نوزاد میں جا اور جسطرح ممکن ہو اُنکا حال دریافت کر۔ جولان وقت شب تبدیل
صورت لشکر تازہ میں پہونچا۔ ایک جائے بازار میں دو آدمی کچھ ذکر کر رہے تھے۔ جولان
نے غور سے اُنکی گفتگو سنی۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ اے فلان معاملات قضا و قدر کو دیکھ۔
کہاں دیار بکر اور کہاں قریہ فردوس۔ دوسرے نے کہا۔ ہاں بھائی تو سچ کہتا ہے لیکن اگر
ہمارا بادشاہ بکران شاہ اُس ساحرہ سے نکاح نہ کرتا۔ پھر ہم دیکھتے کہ یہاں کس طرح آتا اور
اُسکے لشکر کو یہ رونق ہوتی۔ جولان اندلسی سمجھا کہ یہ مرد تخت نشین دیار بکر کا بادشاہ
ہے اور بکران شاہ اسکا نام ہے۔ جولان وہان سے بارگاہ میں آیا۔ عجب شان کی دربار
اور اہل دربار نظر آئے۔ بارگاہ میں دو تخت برابر بچھے تھے۔ ایک پر بکران شاہ بیٹھا تھا
اور دوسرے پر نقابدار اور نیم تخت پر وہ جوان تاجدار متمکن تھا۔ اثنائے گفتگو میں
اُس نقابدار نے بکران شاہ سے کہا۔ تو دیکھنا میں کس طرح اُس فاحشہ قمرجہ کو رسوا و ذلیل
کرتی ہوں۔ بکران شاہ نے کہا۔ مجھے تیری ذات سے ہر طرح کی امید ہے۔ جولان دلیر
سمجھا کہ یہ نقابدار کوئی عورت ہے۔ مگر خدا جانے اس نے قمرجہ کس کو خطاب دیا۔ ناگاہ ایک
عیار بکرانی جلدرد نام دربار میں آیا اور کہا۔ آج ملک نصرون کے سپہ سالار نے
ادجاس مردارخوار جمشید کے ایک پہلوان کو میدان جنگ میں کمند سے باندھا۔
نقابدار نے کہا۔ ہمنے بتحقیق سنا ہے کہ اُس فاحشہ نے میرے بھائی مقتول کے تصدق
میں ہزار خلعت سحر تیار کئے ہیں۔ وہی خلعت نصرون ہر ایک سردار مقید کو پہناتا
ہے اور بزور علم سحر اُنکا مذہب تبدیل کرتا ہے۔ شاید ہنوز اُس مردود کو تیرے آنے
کی خبر نہیں ہوئی۔ بکران شاہ نے پوچھا۔ اے ملکہ اگر اُن خلعت ہائے سحر کو آگ میں جلا

بلکہ کچھ بھی اثر ہمارے ہاتھ میں باقی رہے یا نہیں۔ نقابدار لے گیا جس حالت میں وہ خلعت
جب گئے پیر مرتا فیروز بھی ہمراہ مسعود۔ جولان طلسمی نے تمام حال امیر حامد الدین کی خدمت
میں آ کر عرض کیا۔ امیر نے کہا تو آج کی شب نصیروں کے خیمہ گاہ میں جا۔ وہ سالار خان کو
قید سے مت نکالنے دے۔ جولان کو بھی ابوالحسن جوہر نے تھوڑے روغن ہفت رنگ دیا
تھا جو اس نے بوقت شب وہ روغن کسوت عیاری میں رکھا اور بہ تبدیل صورت ہو کر
نصیروں کے لشکر میں پہونچے۔ اور لشکر کی روشنیات مختلف سنتا ہوا نصیروں کی بارگاہ
میں آیا۔ اس وقت نصیروں اور نقابدار اور سپاہ کھانے سے فارغ ہو کر اپنی اپنی
خوابگاہ میں جا کر سو گئے تھے۔ جولان نے نصیروں کو دارو سے بیہوشی سے زیادہ تر
غافل کیا اور ساعت عطارد میں روغن ہفت رنگ ترکیب معینہ سے اپنے چہرہ پر ملا۔
جب دیکھ لیا کہ میری اور بے نظیر خواجہ سرا کی صورت میں کچھ فرق نہیں رہا بفن عیاری
بے نظیر کو تہ زمین میں دفن کر دیا۔ بعد ازاں پہلوانان عقیدہ کے پاس پہونچا
اور کہا۔ بادشاہ نے بعد سلام وہ خلعت تم سے طلب کئے ہیں جو شاہی دربار میں ان
خلعتوں کے عوض دو خلعت اور تازہ تمکیں ملیں گی۔ پہلوانوں نے بلا عذر اپنا اپنا
خلعت جولان کو دیدیا۔ جولان وہ خلعت لیکر بارگاہ کے دروازہ پر آیا اور بارگاہ
کا دروازہ بند کرا کر دروازہ کے باہر خلعتوں کا انبار کرایا اور فتیلہ عیاری سے
خلعتوں کے انبار میں چار طرف آگ لگا دی اور خود وہاں سے کنارہ ہو گیا
بمجرد اس عمل کے ایک دود غلیظ مختلف رنگ متصاعد ہوا اور اس طرح کی بوئے بد
پھیلی گویا تمام لشکر میں مرد جل رہے ہیں۔ علاوہ بو کے اس طرح کی آواز مہیب
شعلہ آتش میں سے آتی تھی کہ حاضرین کا زہرہ آب ہوا جاتا تھا

اُن سرداران سقیہ نے جس وقت خلعت اپنے جو اُن کو دیدیئے۔ ایک لحظہ کے
بعد خود بخود ہر ایک کے ہوش و حواس بجا ہوگئے اور اپنے کو ایک لشکر غیر مین دیکھا۔ آخر
تمام سردار حالت حیرت و استعجاب مین مبتلا اپنے اپنے خیمہ سے نکلکر ایک جائے جمع ہوئے
اور ایک نے دوسرے سے پوچھا۔ ہم ملک نصروں کے سپاہ کے ہاتھہ گرفتار ہوئے تھے پھر
اِن خیمون مین کس طرح پہونچے۔ اِس اثنا مین خلعت ہائے آتش زدہ کے شعلے بلند ہوئے
اِن سردارون نے جو بارگاہ کی طرف روشنی دیکھی بہیئت اجتماع اُس طرف روانہ ہوئے
جب قریب پہونچے وہی بوئے بدجرم سوختہ کی اُنکے دماغ مین بھی آئی اور تین تین
قطرے آب سیاہ کے ہر ایک سردار کے دماغ سے ٹپکے۔ بروقت نکلنے آب سیاہ کے اثر سحر
بالکل اُنکے سراپا سے دفع ہوا اور اب اِن سردارون کو اپنی سرگذشت مفصل یاد آئی
اور سمجھے کہ ہم علت سحر مین گرفتار تھے۔ پس اِن سردارون نے شمشیرین غلاف سے
نکالین اور باہم مشورہ کیا کہ بارگاہ مین چلو اور نصرون مردود سے اپنا انتقام لو۔
جولان بہ تعجیل تمام بارگاہ کے اندر آیا اور فتیلہ رفع بیہوشی نصرون کے دماغ پر رکھا
نصرون کی جو خواب مرگ سے آنکھ کھلی بے نظیر خواجہ سرا یعنی جولان سے پوچھا۔ یہ کیسا
شور و غل ہے۔ جولان نے کہا۔ خدا مسیلمہ اور سجاع ملعونون کو جہنم واصل کرے۔
جنکے روح ناپاک کی طفیل یہ ہنگامہ آرائی ہو رہی ہے۔ نصرون نے کہا خیر ہے۔ بے نظیر
علی نے کہا۔ خیر کیا ہے۔ وقت شب جولان اندلسی لشکر اسلام کا عیار ہمارے لشکر
مین آیا اور کسی ترکیب سے اُن خلعت ہائے سحر کی حقیقت دریافت کی۔ بعد ازان بے نظیر
خواجہ سرائی تمہارے معتمد الخدمت کو زمین کے اندر زندہ دفن کر دیا اور وہ
خلعت ہائے سحر جو تمنے سرداران سقیہ کو دیئے تھے بارگاہ کے روبرو آگ مین جلا دیئے

ابطال بس زنار زرین نے دیو سحر سے نجات پائی اور نکلے ہوش و حواس بجا ہوئے
وہ بہیئت اجتماع تمہاری تادیب کے واسطے بارگاہ مین آتے ہین۔ نصرون نے کہا۔
اسے نابکار کیا بکتا ہے۔ اگر ایک نطفہ زرین زمین کے اندر دفن ہوا پہر تو تین طرح ہے
جولان نے کہا مین ہی تیری جان کا مالک حضرت جولان اندلسی عیار ہون نصرون
نے جو یہہ جملہ سُنا حواس گم ہو گئے اور حیران ہو بارگاہ کے چار طرف دیکھنے لگے۔
وہان اس وقت کوئی نامور و خدمتگار بہی موجود نہ تہا جس سے جولان کو گرفتار
کروا تا۔ جولان نے ایسی دوہتڑ نصرون کے سر پر لگائی کہ تاج زرنگار سر سے زمین پر
گرا۔ جولان نے تاج بغل مین مارا اور وہان سے خسرا کے خیمہ کی طرف متوجہ ہوا مگر دلمین
دل کہتا تہا کہ بارالہا اُس کافرہ فاجرہ کو میری گرفتاری کی خبر نہ ہوئی ہو ورنہ پہر
اعمال سحر سے ان سرداروں کو گرفتار کرے گی

جب جولان محلسرا مین پہونچا اُس قحبہ کے بہی شور و غل سے آنکھ کھلی
اور کنیزون سے پوچہا۔ یہ کیا شور ہے۔ کنیزون نے کہا۔ شاید مردمان لشکر
مین خانہ جنگی ہو رہی ہے۔ ساحرہ نے کہا۔ منع کرو۔ یہ وقت ہماری استراحت
کا ہے۔ اِس اثنا مین جولان اندلسی بہی بے نظیر خواجہ سرا کی صورت وہان
پہونچا۔ ساحرہ نے پوچہا۔ اسے بے نظیر یہ کیا ہنگامہ برپا ہو رہا ہے۔ جولان
نے کہا۔ اے ملکہ مرگ تو مبارکباد۔ آگاہ ہو کہ جو عورت نقابدار بادشاہ
دیار بکر کے ہمراہ آئی ہے وہ اِس طرح کی زبردست ساحرہ ہے کہ اپنے علم و عمل
کے سوا ہرو سامری کو بہی موجود نہین جانتی اور کہتی ہے کہ مین ایک ایسی
ساعت نیک مین اپنے ملک سے سوار ہوئی ہون کہ ایک ہی جنبش لب مین

تمام جہان کو نہ کہ سیاہ و تاریک کر دونگی۔ بلکہ جسقدر اوقات تمہین یاد کرا سکی ہر بات پر رہتا ہے۔ اُس ملعون مقناطیس نے وقت پہلے لشکر پر شبخون مارا ہے۔ تو ابلیا ساحرہ بھی مرد ایک تمہارے ہمراہ شریک ہوگئی ہے۔ اسلئے بے نظیر یہ ساحرہ مرجان جادو کی خواہر ہے۔ جب اُسنے ہمارے ملعون کی مرگ کی خبر سُنی ہوگی تو مجھے یقین تو ان کا انتقام لینے آئی ہے میں تو یہ جانتی ہون کہ وہ بجز میرے دو کسی اہل لشکر سے غرض نہین رکھتی۔ اب میں پاتخانہ مین مخفی ہوجاتی ہون تو میرے حال کی اُسکو خبر نہ کرنا۔ جولان نے کہا۔ تم پاتخانہ مین ناحق پوشیدہ ہوتی ہو مین تمہاری صورت ایسی مبدل کر دیتا ہون کہ فرشتہ بھی نہ پہچانے۔ ساحرہ جولان کے بیان سے اسقدر خائف ہوئی تھی کہ جو جولان نے کہا وہی منظور کیا جولان نے اُس قحبہ کا ہتھ گردن تک ایسا مضبوط باندھا کہ لب و زبان کو بالکل جنبش نہ رہی۔ ایک مضغہ گوشت ہو گئی

ملک نصرون بارگاہ سے نکلا چاہتا تھا کہ سرداران رہائی یافتہ بارگاہ کے دروازہ پر پہونچے۔ اور ایک ایک ضرب شمشیر نصرون کے سر و گردن پر لگائی سالار رعان کی شمشیر ضرب سے گوش راست نصرون کا قلم ہوا اور ضابط بن اشبوط کی شمشیر پیشانی پر آئی اور ایک خط الف کی صورت پیشانی سے تا بینی ہو گیا۔ نصرون سراسیمہ وار تخت کے نیچے پوشیدہ ہو گیا اور اُسکے اہل لشکر با شمشیر و خنجر چار طرف سے ان سرداروں پر حملہ آور ہوئے۔ جولان اندلسی برق لامع کی مانند وہان سے روانہ ہوا اور امیر مجاہد الدین اور اشبوط اور القیموس وغیرہ بادشاہون کو اس ہنگامہ کی خبر کی۔ ان بادشاہون نے اپنے اپنے لشکر سے سرداروں کی

مرجان جادو سے رخصت لیکر ملک نصرون اپنے برادر کلان کے پاس آئی اور وہان سے
واپس جاکر نصرون کی ترغیب سے مرجان جادو کو زہر قاتل شراب مین پلایا۔ بعد ازان
اُسکا تمام زر و مال لیکر اپنے ملک مین چلی آئی۔ یہان ملک نصرون کو نہ پایا اور
اپنی مادر ہمدانہ سے اُسکا حال پوچھا۔ ہمدانہ نے کہا۔ تیرے جانے کے بعد نصرون باساز
و سامان جنگ جبل اعلیٰ کو روانہ ہوا ہے اور اِس ضمن مین وہان کا تمام حال بیان
کیا۔ یاقوتہ نے کہا۔ یہ امر بھی اتفاقی ہے کہ اکثر سلاطین ایک ہی جاے جمع ہین۔ ورنہ
مجھے نوبت بنوبت ہر ایک بادشاہ کے مُلک پر فوجکشی کرنی ہوتی۔ اب مین ایکہی
دفعہ اِن سلاطین کا قرار واقعی استیصال کرونگی یا وہ ہمارے دین و مذہب مین داخل
ہونگے یا معرض قتل مین آوین گے۔ تم دیکھوگی کہ چندہی روز مین مسیلمہ صدیق اور
سجاح صدیقہ کا طریق آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن ہوجاویگا۔ مگر ہان بظاہر ایک
مرد دلاور زمان کا میرے ہمراہ ہونا ضرور ہے اُسکو مین اپنی طرف سے میدان
مصاف مین بھیجونگی اور اُسکے سینہ پر اعمال سحر سے ایک نقش مثلث لکھدونگی
پھر وہ تمام جہان کے زور آورون سے بھی مغلوب نہ ہوگا۔ ہمدانہ نے کہا۔ ہمارے شہر مین
ایک پہلوان شدید لشداد نام جو پچھلے زمانہ مین تیرے بہائی نصرون پر عاشق تہا
اِس طرح کا بہادر صاحب زور ہے کہ تمام جہان مین کسی سے زبون نہین ہوسکتا۔
چنانچہ محف بن بکران بادشاہ دیار بکر کے فرزند کو جو نہایت زور آور اور قوی ہیکل
تہا اُسی نے میدان جنگ مین ہلاک کیا تہا یہ سنکر یاقوتہ شدید لشداد کے پاس پہونچی
اور کہا۔ تو میرے ہمراہ قریہ فردوس کو چل۔ مین اپنے لشکر کا تجکو سپہ سالار کرونگی
اور ایسا ایک عمل سحر تیرے سراپا پر ڈالونگی کہ طلسمات ثابت ہوجاوے گی تاکہ کوئی

موافق و مخالف تیرے حال سے آگاہ نہو۔ دوسرے جنگ مین اُس روغن کے اثر سے حریف
کا کوئی حربہ تیرے بدن پر کارگر نہوگا۔ مین نقاب افگندہ لشکر کی بادشاہ ہونگی اور
وہان یہ مشہور کرونگی کہ جو شخص عمرو زید سپہ سالار کو زبون کریگا وہی میرا حاکم ہے
اور اُسی کا مذہب میرے نزدیک حق ہے۔ شدید لشداد کو یاقوتہ نہایت پسند آئی
اور بدل اُسکا رفیق ہونا قبول کیا اور اُسکے ہمراہ جبل اعلے کو روانہ ہوا یاقوتہ
نے روانگی سے پہلے بذریعہ رقعہ نصرون کو اپنے آنے کی اطلاع کی اور چند امر بطریق
نصیحت و پند رقعے مین لکھے

یہ بھی واضح ہو کہ جو عورت بکران شاہ کی پشت پناہ ہے اُسکا نام جیفہ ہے اور وہ
مرجان جادو کی خواہر اور نجدون جادو کی منکوحہ ہے اور اُسکا ذکر طلسم سبع سیاع
مین ہوچکا ہے جب وہ بشکل غلیواز وہ مہرہ سحر جمشید کے سر سے کہول لائی اپنے فرزند
نجدون جادو کے سپرد مین امانت رکہا اور خود جزیرہ مرجانیہ مین اپنے بھائی کی
ملاقات کے واسطے گئی۔ وہان اُس نے یہ روایت سُنی کہ ایک شب مرجان جادو اور
اُسکی زوجہ یاقوتہ نے کثرت سے شراب پی اور مرجان جادو زیادتی نشہ سے مرگیا جیفہ
نے اپنے رفع شک کے واسطے مرجان کو قبر سے نکالا۔ کیا دیکہتی ہے کہ تمام جسم اُسکا سرسے
پا تک سبز ہورہا ہے۔ پس اُس نے خیال کیا کہ یہ کام بجز یاقوتہ کے اور کسی کا نہین جب
وہ حسب علم سحر مین کامل ہوگئی شوہر کو شراب مین زہر دیکر ہلاک کیا اور خود تمام مال و متاع
لیکر اپنے بھائی کے پاس نصیر آباد مین پہونچی۔ آخر جیفہ بصورت مبدل نصیر آباد مین
آئی اور بشکل گربہ نصرون کے محلسرا مین پہونچی۔ قضارا ہمدانہ یاقوتہ کی مادر ملعونہ
اُس وقت کنیزون سے یہی ذکر کر رہی تہی کہ دیکہو یاقوتہ نے اپنے شوہر کو کس ترکیب سے

ہلاک کیا اور بزور علم سحر کیا شمت و ثروت بہم پہونچائی ہے - اب جیفہ کا خیال
یقین سے مبدل ہوگیا اور ارادہ کر لیا کہ قریہ فردوس میں حیل کر یا قوت سے اپنے
بہائی کا انتقام لے - اس ضمن میں انجد بن نجدون کی پہلوانی و شجاعت کا بہی اطراف
و اکناف عالم میں شہرہ ہوگا - مگر سامان ظاہری کے واسطے کوئی بادشاہ صاحب فوج
و لشکر رفیق و مددگار چاہئیے - پس محلسرا میں سے شہر میں آئی - خلایق شہر سے یہ
حال سنا کہ ایک پہلوان زبردست شدید الشداد نام ملک نصرون کا رفیق ہے اسی
جوانمرد نے قحف بن بکران شاہ کو معرکہ جنگ میں ہلاک کیا ہے - اور بکران شاہ
شدید الشداد سے فرزند کا انتقام نہ لے سکا - جیفہ نے کہا - اس کام کے سرانجام کے واسطے
بکران شاہ سے بہتر اور کوئی بادشاہ نہیں ملنے کا - آخر الامر دوسرے دن شہر بکر میں
پہونچی اور صورت اپنی ایک زن جمیلہ کی شکل سے آراستہ کی اور سر سے پا تک لباس و
زیور پہن کر بکران شاہ کے محلسرا میں گئی - بکران شاہ اُس وقت مے کشی میں مشغول تہا
اُس نے جیفہ کی وہ صورت مصنوعی دیکہی شراب کے نشہ میں بے اختیار مفتون ہوگیا اور پوچہا
اے نازنین تو کون ہے اور یہاں کس مطلب کے واسطے آئی ہے - جیفہ نے اول سے آخر تک
سرگذشت اپنی خلوت میں بیان کی - بکران شاہ نے کہا - تیری بدولت و اکثر عقدے میرے
حل ہونگے - اول تو اپنے فرزند مقتول کا نصرون سے بخوبی عوض لونگا - دوئم ایک بادشاہ
جمشید جن کا خود نام میرا دشمن قوی جبل اعلی میں موجود ہے - چند بار میں نے چاہا کہ جمشید پر
فوجکشی کروں اور اپنے دل کی حسرت نکالوں - لیکن جرات نہ ہوئی - اُس مردود نے
شہر نصیبین میں میری قوم فرقہ خوارج کا اس قدر کشت و خون کیا ہے کہ وہ شہر مدت العمر میں
اپنی ہیئت اصلی پر آباد ہوگا - اب میں تیری مدد سے اُس کا قرار واقعی استیصال کرونگا

سوئم شداد بن عاد و ہفتم زوترین بن اسمٰعیل کو قتل کرین گا جو اولاد بوتراب سے ہے اور خاندان
بوترابی اور ہمارے خاندان مین پشت در پشت سے عداوت دینی چلی آتی ہے بعد ازان
بکران شاہ نے انجد کو جہان پہلوان خطاب دیکر اپنے لشکر کا سپہ سالار کیا اور بالشکر جرار
و فوج بیشمار مع سامان جنگ قریہ نردوس مین پہونچا

فی الجملہ ابھی نصروان اور یاقوتہ ساحرہ وغیرہ جو امان اندلسی کی عیاری ہی کا ذکر کر رہے
تھے کہ بکران شاہ کے لشکر مین طبل جنگ بجا اور دوسرے دن صبح کو عساکر گردون مآثر
میدان مصارف مین صف آرا ہوئے۔ بعد ازان انجد جہان پہلوان نہایت شان
و تجمل سے معرکہ کارزار مین آیا اور ملک نصروان کے لشکر سے مرد متقابل طلب کیا شمر گنج
نصیر آبادی مقابلہ کے واسطے گیا۔ انجد جملہ فنون سپاہ گری مین اس پر غالب آیا اور
سہل تلاش میں ایسی قوت سے زمین پر مارا کہ پیوند زمین ہوگیا۔ غرض اس دن بارہ پہلوان
نامی نصروان کے میدان مین گئے۔ انجد نے بعض کو جان سے مارا اور بعض کو دستگیر کیا۔ آخر
شدید الشداد متقابل ہوا۔ اول مرکبون کی پشت پر مردانہ وار شمشیر بازی کرتے
رہے۔ جب شمشیر و گرز سے قصہ فیصل نہ ہوا مرکبون پر سے اتر کر باہم دست و گریبان
ہوئے اور باقی قلیل دن اور شب اسی ہنگامہ مین گذری جیفہ ساحرہ نے جو دیکھا کہ انجد
فن کشتی مین حریف کو مغلوب نہین کر سکتا ایک اژدہا پر سوار ہوکر حربگاہ مین
آئی اور ایک اسم سحر شدید پر پھونکا بمجرد اس عمل کے شدید کے تمام بند زرہ کھل گئے
اور اسکا سینہ برہنہ مثل آئینہ تمام حاضرین معرکہ نے دیکھا جیفہ نے کف دست سے
قدرے آب سحر شدید کے سینہ پر اس زور سے مارا کہ وہ نقش مثلث جو یاقوتہ
نے شدید کے سینہ پر لکھا تھا بالکل دھو یا گیا جیفہ بعد اسکے اپنے لشکر مین چلی آئی

اِس دفعہ انجا رنے شدید کو بزور سینہ سر سے بلند کر لیا اور ایک چرخ دیکر سطح زمین پر مارا اور رشتہ کمند سے باندھ کر اپنے لشکر مین لے آیا

ملک نصروان کہ شدید الشداد کے گرفتار ہونے سے کمال رنج ہوا اور بادل مغموم خواہر کے پاس آیا۔ دیکھا کہ یاقوتہ ایک روغن بنا رہی ہے اور اسمائے سحر اُس پر متواتر دم کرتی ہے۔ نصروان نے پوچھا۔ اب تو کس شغل مین مشغول ہے۔ یاقوتہ نے کہا۔ مین ایک روغن اس خاصیت کا بنا رہی ہون کہ جسکے مونہہ پر یہ روغن ملدو اور اُسکو کبھی دشمن جانی کے روبرو بھیجو۔ یقین ہے کہ وہ دشمن کی ایذا سے محفوظ رہے۔ بلکہ برعکس دشمن اُس پر بدل مہربان ہو۔ اب مین یہ روغن اپنے مونہہ پر مل کر جیفہ ساحرہ کے پاس جاؤنگی اور اُس سے اپنی تقصیر و گناہ کا عذر کرونگی۔ نصروان نے کہا۔ میرے نزدیک بھی یہ امر بہت انسب ہے۔ دیر نگ کرنی لازم نہین۔ یاقوتہ نے اول وہ روغن سحر اپنے چہرہ پر ملا۔ بعد لندان جیفہ کے خیمہ مین پہونچی اور بے خبر سر اپنا جیفہ کے پانو پر رکھدیا جیفہ اول بہت توہم ہوئی۔ لیکن جب یاقوتہ آواز دردناک سے روئی جیفہ نے پہچانا کہ یہ وہی یاقوتہ فاحشہ ہے۔ یاقوتہ نے اُسی حالت گریہ مین کہا۔ اے خاتون مجھے قسم ہے تمہارے سر ناپاک اور سامری کی کہ مینے تمہارے بھائی مرجان جادو کو ہلاک نہین کیا۔ سو وقت شب کسی لعین زہردار نے وہ شراب پی لی تھی مینے عالم نادانستگی مین وہی شراب زہرآلود مرجان کو بھی پلا دی۔ جس وقت زہر کے اثر سے مرجان کا جسم سبز ہوگیا اُس وقت مین سمجھی کہ یہ شراب زہرآلود تھی۔ مگر پھر سمجھنے سے کیا ہوتا تھا۔ اِس تمہید دروغ سے جیفہ کو اسقدر غصہ آیا کہ بدست خود یاقوتہ کو خوب کفشکاری کی اور کہا۔ اے فاحشہ یہ عذر تیرا اس قابل نہین کہ میری طبیعت تجھسے صفا ہو۔ یاقوتہ نے

بکر رسہ کر منت و لجاجت کی - مگر جیفہ نے نہ مانا - لیکن یاقوتہ ملعونہ کی اجل جو جیفہ کے ہاتھ مقدر نہ تھی اس گفت و شنید مین انجہ بن نجیہ دان محل مین آیا - اور یاقوتہ کی صورت نرم و گرم پر مفتون ہو گیا اور مادر ناپاک سے اسکی سفارش کی - لاچار جیفہ نے بھی در گذر کی

دوسرے دن جیفہ یاقوتہ کو ایک مکان خلوت مین لے گئی اور پوچھا - ان لفیون کے قتل و استیصال کی کیا تدبیر کرین - یاقوتہ نے کہا - میری عقل ناقص مین یہ امر مصلحت وقت ہے کہ ایک روز ملک نصرون کی طرف سے شدید الشدید او میدان نبرد مین جائے اور معز الدین کے سردارون کو تہ تیغ کرے اور دوسرے دن انجد جہان پہلوان جمشید کے سردارون کو اپنے مقابلہ کے واسطے بلاوے اور تم ہم ملکر اعمال سحر شروع کرین جیفہ نے کہا میری مرضی ہے کہ مین اور تو کسی ایسے کوہ پر چلین جہان انسان کا گذر نہ ہو مین تجھے ایک عمل اعمال سحر سے بتاؤنگی وہ باعداد معین ایک چشمہ آب پر دم کرنا جب اسم کے نصف عدد تمام ہونگے اس چشمہ مین سے ایک دود غلیظ سیاہ متواتر نکلیگا اور رتق البتہ کوہ نزد پر تک پہونچیگا - پر منجمد ہو کر ابر غلیظ کی مانند تمام آسمان پر محیط ہو جاویگا اور صبح کے وقت اسمین آواز ہولناک مثل برق خاطف پیدا ہوگی جسکے صدمہ سے بیشتر آدمی لشکر حریف کے مر جائینگے اور اکثر کے زہرہ پانی ہو جائینگے بعد ازان یاقوتہ نے ملک نصرون اور بکران شاہ خارجی کی ملاقات کرائی اور خود مع جیفہ کوہ درندگان پر پہونچی - اور ایک چشمہ کے کنارہ پر اپنا عمل آغاز کیا شروع کیا - بکران شاہ اور ملک نصرون نے اسی وقت اپنے لشکروان مین طبل جنگ بجوائے اور ہنگام طلوع آفتاب حسب تعداد میدان مصاف مین لشکرون کی صفین

ہوئی۔ ہنوز کوئی پہلوان بعزم جنگ میدان مین نہ آیا تہا کہ ایک ابر غلیظ تیرہ و تار
مغرب کی طرف سے پیدا ہوا اور مثل دایرہ جمشید کے لشکر پر محیط ہوگیا اور اُسمین سے
بجاے آواز رعد اس طرح کی صداے مہیب زہرہ شگاف آئی کہ اُسکے صدمہ سے چار ہزار
انصار جمشید کے لشکر کے راہی عدم ہوئے۔ اہل لشکر نے اس واقعہ جانگزا کی جمشید کو
اطلاع کی۔ جمشید نے ضارمنکوس سے پوچہا یہ کیا بلاے آسمانی ہمارے لشکر پر نازل ہوئی
ضارمنکوس نے کہا میرے گمان مین یہ جیفہ اور ریا قوتہ ملعونہ کے سحر کا اثر ہے جمشید نے
کہا حیرت کی بات ہے کہ تو چاہ بابل بہی گیا اور اُن فرشتون سے علم سحر کی تعلیم
بہی پائی لیکن آج تک تم نے کوئی کام حسب خواہش تیرے وقوع مین آتے نہ دیکہا ضارمنکوس
نے کہا یہ دونو ساحر مین جیفہ اور ریاقوتہ اپنے محل مین ایسی کامل اور بلاے روزگار ہین
کہ مین اُنکا کسی صورت سے حریف نہین ہوسکتا

فی الجملہ انجد بن نجد دن میدان مین آیا اور جمشید کے لشکر سے مرد مقابل طلب کیا جمشید کے
دس پہلوان نامی مقابلے کو گئے ہمہ تن چہہ قتل ہوے اور چہ انجد نے منہ سے باندہ لئے
دوسرے روز شداد بن لشداد میدان مین آیا اور لشکر اسلام سے الواح بن التوہم اور
سالار رضوان کو زخمی اور مسعود بن ساکت اور یعقوب شیر دل بازو عمرانی اور اسمعیل دلاور اور
نبیل نامور وغیرہ سرداران شمتال بن سمائیل کو دستگیر کیا۔ وقت بازگشت لشکر ان
اور ملک نیمروز نے ان پہلوانون کو زندان مین بہیجدیا اور حکم دیا کہ جب پچاس پہلوان
جمع ہوجاوینگے پہر ہم اُنکو ایک دفعہ قتل کرینگے

شب وہ غنیم بہی وہی ابر غلیظ و سیاہ تمام لشکر دلن پر محیط رہا اور ہر لشکر کے صدہا
سوار و پیادہ آواز مہیب کے صدمے سے مرگئے

صاحبقران اکبر کا طلسم سے برآمد ہونا اور بدشکن نوروزی کا پایا جانا

راوی لکہتا ہے کہ صاحبقران اکبر کہی برج یاقوت مین جو بہترین مقامات طلسم ہے اور اُسکے سردار تحفۃ الحدائق اور زینت السلاطین تہن اپنی اپنی معشوقون کے ساتہہ سرگرم عیش ہوتے ہین اور رحیق مختوم نوش کرتے ہین اور گاہے طلسم کے صحراؤن مین جو طلسم اجرام و اجسام کی مرغزار عشرت کی طرح وسیع و شاداب ہین چوگان بازی اور صید افگنی کرتے ہین خاص صاحبقران اور اُسکی معشوقون کے جلوس کے لیئے ایک تخت مسدس ہے جو حکیم اسقلینوس الہی نے اِس تقریب کے واسطے بنایا تہا صاحبقران اکبر وسط مین رونق افروز ہوتا ہے اور معشوقین تخت کے گوشون پر جلوہ گر ہوتی ہین اِس عیش و عشرت نے صاحبقران اکبر کو ایسا مدہوش کیا کہ حکیم خمسطاس الہی نے جو میعاد دو ماہ کی مقرر کی تہی اُسپر بارہ روز زیادہ ہوگئے- ایک شب صاحبقران اکبر خواب استراحت مین تہا قریب طلوع صبح صادق عالم واقعہ مین کیا دیکہتا ہے کہ امیر مجاہدالدین دلاور رنجیدہ بلوال محزون ہے- اِس واقعہ وحشتناک سے بے اختیار صاحبقران کی آنکھ کہل گئی اور حارث دیو کو جو ہر وقت بطور نگہبانی برج کے دروازے پر موجود رہتا تہا حکم دیا کہ تو اِسی وقت بشکل انسانی امیر مجاہدالدین کے پاس جا اور لشکر کے بیگانے بدحال کا ایک رقعہ خبری لکہوا لا

حارث زمین خدمت کو بوسہ دیکر اُسی وقت لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوا اور ایسی تیز پری کو کام فرمایا کہ پیش از طلوع صبح صادق لشکر مین پہونچا- اُسی وقت بکران شاہ اور ملک نصرالدین کے لشکرون مین کوس جنگی بجتے تہے- حارث ایک

جوان وجیہ خوش قامت کی صورت امیر مجاہد الدین کے خیمہ مین آیا اور امیر کے پانو سہلانے
لگا۔ امیر کی جو آنکھ کھلی کیا دیکھتا ہے کہ بمقبول غلام کے عوض ایک اور جوان خوبصورت
میرے پانو سہلا رہا ہے۔ گمان گذرا کہ کوئی جادوگر میری ہلاکت کی غرض سے آیا ہے
آہستہ پہلو مین سے نیمچہ اُٹھایا۔ حارث دیو خوب ہنسا اور کہا یا امیر کیسے نصیب اعدا
میری نسبت کیا خیال طبیعت عالی مین گذرا ہے۔ مجھے اپنا مخالف تصور نہ فرماوین
مین صاحبقران اکبر کا مرسلہ آیا ہون اور حارث دیو میرا نام ہے۔ صاحبقران اکبر
نے خواب مین تمکو متردد دیکھکر مجکو بھیجا ہے۔ تم اپنا اور لشکر کا حال تحریر کردو امیر نے
حارث کو تمام حال سنایا اور عرضی مین بھی جیفہ و یاقوتہ کے سحر و جادو کا حال لکھا
حارث دیو امیر سے رخصت ہوکر امیر کی آمد کے سراغ پر کوہ درندگان پر پہونچا
دیکھا کہ ایک چشمہ پر دو عورتین مقابل بیٹھی ہوئی کچھہ پڑھہ رہی ہین اور لحظہ لحظہ
چشمہ کے پانی پر کچھہ دم کرتی ہین اور چشمہ مین سے ایک غبار سیاہ مثل دود آتش نکلکر
آسمان پر جمع ہوتا ہے اور ابر بنکر لشکر دون کی طرف جاتا ہے۔ حارث سمجھا کہ یہ
وہی یاقوتہ اور جیفہ جادوگرنیان ہین۔ فوراً پہر صورت اپنی ایک جوان خوش رو
زیبا قامت کی شکل سے تبدیل کی اور اُن ساحرنیون کے پاس گیا۔ یاقوتہ اور جیفہ نے
جو حارث کی وہ صورت زیبا دیکھی ایسی فریفتہ ہوئین کہ اپنا شغل بھی بھول گئین
جیفہ نے پوچھا اے جوانمرد تو کون ہے اور اس کوہ پر کہ درندگان سے پُر ہے
کسطرح پہونچا۔ حارث نے کہا آخر تمہاری طاقت سے کسی ارفع طاقت نے مجکو یہان
پہونچایا ہوگا۔ تم فلان غنچہ درختان مین فسردا فردا میرے پاس آؤ کہ مین تمہارے
[illegible] جیسا کہ مقام الدعوات مین سوکالان ہفت کوہ کیسے نے

معز الدین فرزند دلبند نے رخصت چاہی تمہارا بیان ہے مگر اپنے وصل سے شاد ہم
کرو گے جسکی تم اس وقت ہمال خواہان ہو

ام الحبیبہ حارث کے ہمراہ گئی اور درختون مین جا کر بے محابا حارث کی طرف بغلگیری
کے واسطے بڑھی۔ حارث نے فوراً اپنی جنس کی طرف رجوع کی اور اُسکو پکڑ کر چیر
ڈالا اور اُسکی لاش فرزندون کے آگے ڈالدی۔ بعد ازان بصورت اصل درختون سے
باہر نکلکر یاقوتہ کو بلایا اور اُسکے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔ حبیفہ اور یاقوتہ کے
ہلاک ہونے کے بعد اس طرح کا طوفان سیاہ برپا ہوا کہ زمین و آسمان تاریک
ہو گیا اور چارطرف آوازہائے ہولناک کا شور و غل ہوا۔ جب تاریکی رفع ہوئی
حارث دیو صاحبقران کی خدمت مین پہنچا اور امیر مجاہد الدین کی عرضی نظر اشرف
سے گذرانی۔ بعد ازان حبیفہ اور یاقوتہ کے قتل کا حال بیان کیا۔ صاحبقران
امیر مجاہد الدین کیطرف سے مطمئن ہو کر بعد نماز صبح حکیم صاحب کے پاس تشریف لائے
اور امیر مجاہد الدین کی عرضی دکھائی۔ حکیم صاحب نے فرمایا۔ اے فرزند ارجمند تم موافق
حساب ایام عالم اسباب ایک ماہ اور دو روز طلسم سبع سیارہ مین رہے جو از روئے حساب
طلسمی دو برس شمار مین آتے ہین۔ از انجملہ آٹھ مہینے کی مدت مین تم نے تمام طلسمات
طلسم فتح کیے۔ باقی ایام آمد و رفت اور عیش و عشرت مین گذرے۔ اب فقط تین روز کا
عرصہ جشن نوروز مین باقی رہتا ہے۔ تم بخیر و عافیت طلسم مین سے نکلو اور روز چہارم
لوح طلسم بیضا کو پڑھو۔ لیکن ہنوز حصار طلسم برطرف نہین ہوا۔ تم روبروئے لوح کے پانی
مین غسل کرو اور وہ پانی حصار طلسم کے چارطرف چھڑکو کہ پھر تمام حصار رفع ہوجائیگا
لیکن یہ امر اولی ہے کہ اسقدر لوح کا پانی حصار پر چھڑکو کہ اُسمین صرف ایک دروازہ

ظاہر ہو جو بعد رفع ضرورت پشت پوح کے پانی چہڑکنے سے بند ہو جائے گا۔ اِس صورت مین قوم آتشی کے مساکن بنی انسان کی نظر سے مخفی رہینگے اور معادنات جواہر بہی محفوظ و قائم رہینگے اور سلاطین طلسم وہ جواہر ہر سال بطریق پیشکش و ہدیہ تمکو بہیجا کرینگے

صاحبقران نے اسی دن سلاطین طلسم کو دربار مین بلایا اور شارق شاہ کو بدستور شہر زرین حصار کی سلطنت عطا فرمائی اور خرشید بن شارق کو جو دوازدہ سالہ تہا ہمراہ رکاب لیا۔ ملک بدران اور ملک ثاقب اور صرصر نوجوان اور سعید بن اسعد اور ارطال زحل ہیئت وغیرہ سردار بہی ہمراہ رکاب دولت نصاب ہوئے اور اُنکے فرزند ہر مرحلہ مین قائم مقام مقرر کیئے گئے

راوی کہتا ہے کہ شکست طلسم سے اول فنون طلسمی کے باعث ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلہ تک پندرہ روز کی راہ تہی۔ اب بعد فتح ہونے طلسم کے تیس یا چالیس فرسنگ سے زیادہ فاصلہ نہین رہا۔ لیکن زمین مزروعہ سرحاصل اور معادن فلزات و جواہرات اِس قدر ہر مرحلہ مین موجود ہین کہ وہان کا حاکم پانچ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے فرمان روائی کرتا ہے سلاطین طلسم نے ایک لاکھ فوج بندوبست و انتظام کے واسطے طلسم مین مقام بمقام معین کی اور خود سات لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے صاحبقران روزگار کے ہمراہ ہوئے اِسکے علاوہ چار ہزار دیو قوی ہیکل حاملان بارگاہ گردون اساس تہے جنکا حاکم حارث دیو تہا

صاحبقران اکبر دربار سے محلسرا مین تشریف لایا اور کُل خواتین انسان و پریزاد کو اپنے اپنے مقامات کو رخصت کیا اور ملکہ شمسہ نا جدار اور خلداننہ ماہر و کو مع گوہر بزم افروز بنت شارق شاہ کے قصر اخضر مین پہونچوا دیا۔ ملکہ نوبہار اور صبح دلکشا اور

بالمقدر روشنی بیان وغیرہ لے بوقت رخصت حکیم صاحب کے قلعہ اخضر مین آمد و رفت کی
کی اجازت لی تاکہ تاریخ الاعظم یعنی خورشید نامہ سنین اور ملکہ شمسہ تاجدار کے جشن عروسی
کا تماشا دیکھین

جب صاحبقران عالی درجات نے ان کو بہت عزت سے رخصت پائی ابوالحسن جوہر اور امیر خلیل امیر
سلطان جمیع سرداران اور حکیم ابوالمحاسن و اخشیجان کو بھی اپنے روانہ ہونے سے
اول اردوئے معلے کو روانہ فرمایا۔ اور ملک بادزان سبز قبا کو حکم دیا کہ قبل از غروب
آفتاب پیشخانہ معلے بیرون طلسم لیجاؤ۔ بعد ازان لوح زر جہتی کا پانی حصار طلسم پر
چھڑکا۔ بمجرد اسکے ایک دروازہ عالیشان وسیع و بلند الذراع رنگ سے منقش حصار طلسم مین
نظر آیا حکیم صاحب نے فرمایا کہ اے صاحبقران عالی وقار اب مین بھی رخصت ہوتا ہون انشاءاللہ
العزیز جس وقت خورشید نامہ ختم ہوگا اور شمسہ تاجدار کے عقد کا وقت پہونچیگا مین بھی
آجاؤنگا۔ حکیم صاحب کے تشریف لیجانے کے بعد صاحبقران نے بھی ساعت سعید مین جبل اعلی
کی طرف رخصت فرمائی

جس وقت حارث دیو نے جیفہ اور یاقوتہ کو ہلاک کیا لشکر اسلام و جمشید کے تمام
سرداران مقید کے دست و پا خود بخود کھل گئے اور انہوں نے اپنے خیمون سے نکلکر اون زندان
کے پاسبانوں کا خوب کشت و خون کیا بعد ازان انہوں نے اپنے لشکر کی راہ لی

جیفہ اور یاقوتہ کا معمول تہا کہ ہر روز طلوع آفتاب کے وقت اپنے اپنے لشکر مین
آجاتی تہین لیکن اُس روز دوپہر کامل بکران شاہ اور نصرون ربیعی جیفہ اور
یاقوتہ کا انتظار کرتے رہے۔ جب انکے آنے کا وقت گذر گیا اِن دونون بادشاہون
کے دل مین اضطراب پیدا ہوا اور مہتر زرنگ اور مہتر بکرانی عیارون سے کہا

تم کوہ درندگان پر جاؤ اور اُنکے تیکہنے بدست ہمین آگاہ کرد عیاروان سفلہ لہٰذا
اُس کوہ پر بجبر ساحرون کے اور کسی انسان کا گذر نہین ہوسکتا کیونکہ تمام کوہ پر
جانوران درندہ پرندکے مسکن ہین اور اُنکے ہاتہہ سے آدمی کا سلامت رہنا
ممکن نہین۔ آخر انجد کوہ درندگان پر جانے کے لیئے تیار ہوا۔کیونکہ اُسکی اُس مہرہ
سحر سے جو اسکی مان نے اُسکے سر مین رکہدیا تہا خاطر جمع تہی۔بکران شاہ نے
چند نفر تفنگچی انجد کے ہمراہ کردیئے۔انجد ایک حالت یاس و ہراس مین زیر کوہ پہنچا
دو شیر ببر درہ کوہ سے نکلے اور انجد کے سد راہ ہوئے۔انجد نے بآسانی فقط چماق
آہنی سے اُن حیوانون کو ہلاک کیا اور کوہ پر پہونچا۔رفتہ رفتہ اُس چشمہ کے پاس آیا
جہان جیفہ اور یاقوتہ نے اپنا عمل ناپاک شروع کیا تہا۔کیا دیکہتا ہے کہ تمام سطح زمین
خون سے رنگین ہو رہی ہے اور ایک طرف جیفہ اور یاقوتہ کے استخوان بیکار
افتادہ ہین۔انجد نے ہائے کی اور سمجہا کہ کوئی دشمن قوی کوہ پر پہونچا اور اُس نے
اُنکو ہلاک کیا۔آخر چند استخوان بطریق نشان لیئے اور کوہ پر سے بحال خراب گریان
و نالان بکران شاہ کے پاس آیا۔بکران شاہ اور نصرون دونون کو جیفہ اور
یاقوتہ کے مرنے سے سخت رنج ہوا اگرچہ شدید الشداد نے اُنکی خاطر جمع کی اور بہت
لاف و گزاف اپنے زور و قوت کے بارے مین کہے اور ساحرون کو بُرا کہا
انجد کو شدید کی باتون سے بہت غصہ آیا اور کہا وہ دونو تو ساحرہ تہین
لیکن مجہے سحر سے ہمیشہ نفرت رہی ہے اگر تجکو اپنی پہلوانی پر غرور ہے تو اول
مجہہ سے مقابلہ کر۔شدید الشداد کو بہی غصہ آگیا اور کہا کہ مین خود تجہے یہی بات چاہتا تہا
آخر دونون جنگ و جدل مین مصروف ہوئے۔جب نصرون اور بکران شاہ نے

دیکھا کہ بظاہر ان کے دل صاف نہین ہوسکتے - لاچار دونون کے ہتھیار لی
لئے اسمعیل اور شدید الشداد باہم جانانہ میدان میں ور آئے اور تا غروب آفتاب شش
بہشت اور بکلا بکلا جنگ مردانہ کرتے رہے

عین گرمی جنگ مین عیاران لشکر نے ملک نصرون اور بکران شاہ کو اطلاع دی کہ سلطان ابو الحسن اور تمام سرداران لشکر اسلام جو صاحبقران کی حسب الطلب طلسم سبع سباع مین گئے تھے آج لشکر ظفر پیکر مین داخل ہوے اور خبر ہے کہ کل خود صاحبقران اکبر بھی بدولت و اقبال اردوے معلے مین داخل ہوگا - ملک نصرون اور بکران شاہ نے جو یہ اخبار تازہ سُنا اسمعیل اور شدید سے کہا اسے دلاور ہمین تمہاری جوانمردی اور زور آوری کا حال بخوبی ظاہر ہوگیا - اب تم ہماری خاطر سے جدا ہو جاؤ - کل معز الدین بھی طلسم سے نکلنے والا ہے میدان مصاف مین نام آوری کرنا اور لشکر اسلام کو جوہر شجاعت و پہلوانی دکھلانا - یہ پہلوان بھی ہشت مُشت سے کاہل ہوگئے تھے دل مین سمجھے کہ یہ بات بکران شاہ درست کہتا ہے آخر کشتی سے دستبردار ہوئے

ایک شب حکیم اسقلینوس الہی نے پادری ایڈورڈس کے خواب مین تیر لفافہ لاکر بتایا اے ایڈورڈس اسی وقت ابو عامر کے پاس جا اور اُسکو محلسرا میں لے جا - وہان شرقی دیوار ایک دروازہ مقفل اس رنگ اور اس وضع کا دیکھوگے - تو اپنے ہاتھ سے دروازہ کا قفل کھولنا اور ابو عامر کو ہمراہ لے کر اُس دروازہ مین داخل ہوجانا وہ دروازہ ایک نقب کی راہ ہے - اور نقب خاص طلسم سبع سباع کے دروازہ سے ملحق ہوتی ہے - تم دونو اُسی نقب کی راہ سے

طلسم کے دروازے پر پہنچو اور صاحبقران اکبر کا استقبال بجا لاؤ۔ وقت روانگی
کافور خواجہ سرا کو حکم دو کہ وہ تمام سرداران لشکر کو مع جلوس شاہی سرحد طلسم
پر لیجائے۔ کیونکہ کل روز جمعہ کو سعد اکبر کی ساعت مین شام کے وقت
صاحبقران عالی شان طلسم ہفت سباع سے برآمد ہوگا۔ ہمارے حکم سے ابو عامر
کو اپنے داماد کا استقبال کرنا واجبات سے ہے۔ اس خواب رحمانی سے پادری
ایڈورڈس کی آنکھ کھلی اور اسی وقت ابو عامر کے پاس گیا ابو عامر نے بعد تعظیم و
تکریم پوچھا اے بزرگ اس وقت خلاف عادت تمہارا تشریف لانا حیرت کی بات ہے
پادری نے کہا تم میرے ہمراہ چلو مجھے تم سے ایک کار ضرور درپیش ہے۔ ابو
عامر پادری کے ساتھ ہو لیا پادری سے جو مستورات محل و پوشش نہ ہوتی تھین
وہ بے تکلف ابو عامر کے ہمراہ محلسرا مین گیا۔ اور کافور ناظر کو حکم دیا کہ کل سرداران
دربار اور اکابر لشکر کو باسامان شاہی اور جلوس خسروانی صاحبقران کے استقبال
کے لئے دہانہ طلسم پر لے جا۔ ناظر کافور نے اوسی وقت ابو شمیر دانا وزیر اور
ابو حامد فردوسی اور الجاحم نامدار اور داروس نصرانی اور قاروس نامور
جمیع سرداروں کو رقعے لکھے اور تاکید کی کہ باین جلوس جمعیت شہر کے دروازے
پر حاضر ہو اور میرا انتظار کرو۔ پادری ابو عامر کو محلسرا کے نخلستان مین لایا۔ ابو عامر
خاموش ہمراہ تھا اور یہ نہ جانتا تھا کہ پادری کا اصل منشائے طبیعت کیا ہے۔ تا جدیکہ محل کے
زیر دیوار پہونچے کہ جدھر کو مسے منفصل تھی۔ وہان ایک دروازہ مقفل نظر آیا۔ پادری نے اپنے ہاتھ سے
قفل کھولا۔ ابو عامر نے دروازے کے اندر ایک نقب دیکھی سرفراز غلام شمع روشن ہاتھ مین
لے کر آگے ہو لیا۔ اُسکے عقب مین پادری ایڈورڈس اور ابو عامر بھی روانہ ہوئے لیکن

ابو عامر عجیب وغریب خیالات مین مستغرق چلا جاتا تہا۔ پادری نے جو ابو عامر کو حیران وتعجب دیکہا اپنے خواب کا حال بیان کیا۔ ابو عامر نے کہا تمہارے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ حکیم اسقلینوس الہی بہی صاحبقران اکبر کا ہم مذہب تہا جو اُسکو ہر امر مین صاحبقران کی تعظیم وتکریم کی رعایت ہے۔ پادری نے جواب دیا اگر حکیم اسقلینوس الہی شریعت محمدی کو بہتر نہ جانتا مین بہی تمکو اِس دین متین کے اختیار کرنے کی تلقین نہ کرتا غرض اِسی قسم کی باتین کرتے ہوئے دروازہ نقب سے باہر نکلے۔ یہ دروازہ خاص دروازہ طلسم کے مقابل تہا۔ اُسی وقت صاحبقران اکبر کی سواری ہمایون بآن بان وحشمت مذکورہ طلسم کے دروازہ سے برآمد ہوئی۔ پادری نے سواری کے قریب جاکر صاحبقران کو بآواز بلند فتح طلسم کی مبارکباد دی۔ صاحبقران نے جو پادری اور ابو عامر کو دیکہا بہ نظر بزرگی خنگ جہان پیما سے اُترا اور اُن سے بغلگیر ہوا۔ بعد اُن ایک نے دوسرے کی خیر وعافیت پوچہی۔ پادری نے کہا یا صاحبقران عالی مقدار وقت شب عالم واقعہ مین حکیم اسقلینوس الہی میرے پاس تشریف لائے اور حضور کے استقبال کا حکم دیا۔ اب ہم حکیم بزرگ کے حسب الحکم خدمت عالی مین حاضر ہوئے ہین صاحبقران نے ابو عامر کو ایک تخت زرنگار اور پادری کو ایک فیل طلسمی پر سوار کرایا

ادہر ابو الحسن جوہر نے مع امرا اردوے معلے مین داخل ہوکر امیر مجاہد الدین سے ملاقات کی اور کہا کہ صبح کو پیشخانہ والا یہان پہونچے گا اور بوقت عصر صاحبقران بدولت واقبال خیمہ معلے مین داخل ہو جائے گا۔ حکم ہو کہ تمام امرا دستے والا صاحبقران کے استقبال کے واسطے زیر کوہ جائین اور منار طلسم تا لشکر نصرت اثر دورویہ صف بہ صف استادہ ہون اور باقی اہل لشکر کوہ پر سے صاحبقران کی

سواری کا تماشا دیکھیں۔ تمام لشکروں میں بھی یہ خبر شائع ہوئی کہ کل شاہزادہ
معز الدین طلسم سبع سباع سے برآمد ہوگا۔ سب بادشاہ مع اپنی اپنی فوج و لشکر کے
بنظر تماشا میدان اور قلہ ہائے کوہ پر عرض و طول میں دو رویہ صف بہ صف استادہ
ہوئے۔ دست راست لشکر اسلام اور ابو عامر فردوسی کا لشکر تھا اور دست چپ کل لشکر
اس اثنا میں کوس رعد آواز کی صدا باین ہیبت و صلابت منار طلسم کی طرف سے آئی
کہ حاضرین میدان اور اہل کوہ کے دماغ ہل گئے۔ ہر فرد بشر ایک حالت حیرت و استعجاب
میں منار کی طرف دیکھنے لگا۔ چند لحظہ کے بعد چار ہزار فیلان کوہ پیکر فلک رفعت ابر
ظلمت کی مانند طلسم کے دروازہ سے باہر نکلے انکی پشتوں پر بارگاہ گردوں اساس
کا سامان لدا ہوا تھا۔ ان فیلان بار بردار کے گردو پیش دس ہزار جن فراش قوی ہیکل
جنکی شان میں تشکل باشکال مختلفہ صادر ہوا ہے بصورت انسانی بلباس ہائے
زرنگار اس شان سے آتے تھے کہ انکے لباس زرنگار کے شعاع سے تماشائیوں کی
آنکھیں بند ہوئی جاتی تھیں۔ جب یہ سلسلہ لشکر ظفر اثر کے قریب پہونچا فراشان
چابکدست نے طرفۃ العین میں بارگاہ گردوں اساس کو نصب کر دیا اور اسکے قبہ
خورشید منظر کو فلک الافلاک تک پہونچایا۔ بعد ازاں ملک بدران سبز قبا حاکم مرحلہ اول
بالباس سبز اور سلاح زمرد نگار تیس ہزار سوار سبز پوش کی جمعیت سے باہر نکلا انمیں
پندرہ ہزار سوار کے یراق زمرد نگار اور پندرہ ہزار سوار کے سلاح الماس نگار
تھے۔ واضح ہو کہ ملک بدران کے ملک میں جو زمرد و الماس کی کانیں ہیں اسنے
اسمیں سے نصف لشکر کو سلاح زمرد نگار اور نصف کو سلاح الماس نگار تقسیم کیے لیکن
جو سلاح صاحبقران اکبر نے ملک بدران اور دیگر سلاطین طلسم دمہرستان

داران سلطنت کو عطا فرمائے ہین وہ تحائف طلسم مین محبوب ہوتے ہین اور
وہ طلسم آبگینہ سبز سے ہاتھ آتے تھے۔ زمرد اور الماس طلسمی و کانی مین جتنا آفتاب
و روشنی ستارہ کا فرق ہے۔ ملک بدران کے ساتھ سہیل خان سپہ سالار اور پرتو
بن سہیل اور کلیل الملک وزیر اور نجوم قمر آبادی وغیرہ سردار و امرا مرکبان تیز رو
پر سوار بنہایت انتظام و ترتیب سے صف بستہ چلے آتے تھے۔ ملک بدران کے بعد
ملک فیروز کبود پوش مرحلۂ دوئم کا حاکم مع سرداران افلاک زرین علم اور ازلاک
زرین لوا اور اخلوج سخت پنجہ اور سرکوش فیسر و زرہ حصاری اور اشیم کوہ فنون
ور طلسم سے برآمد ہوا۔ ملک فیروز کے لشکر کے سلاح فیروزہ نگار تھے۔ اسی جلوس و
سامان سے ملک ثاقب نیر انداز حاکم مرحلۂ سوئم با یراق ہائے سردار یدنگار اور
سعود بن اسعد صندلی پوش و ارطال زحل ہیئت اور مصرم بن سیاف خونریز جملہ
سرداران طلسم اپنے اپنے فوج و لشکر سے با جلوس شاہی اور لباس ہائے گوناگون
روانۂ طلسم سے نکلے۔ بعد ازان صاحبقران عالیقدر سلیمان مرتبت کی سواری
ہمایون بس جلوس و ترتیب برآمد ہوئی کہ دست راست شارق شاہ اور اسکے ارکین
سلطنت و کابرث کرمشال اطول زرین قبا اور بہلول کج کلاہ اور زنہبان زرین
حصاری و درخشان زرین جسم اور زرسوم بلند پیشانی اور شمنان تا جدار تین سو
پہلوتن نامدار اور سرداران با وقار پچاس ہزار سوار سلاح یاقوت نگار کی جمعیت سے
سواری کے ہمراہ تھے

راوی گذارش کرتا ہے کہ اگر تمام بادشاہان طلسم کے سردار و پہلوانان
کے نام بالتفصیل لکھے جائین تو ایک کتاب مرتب ہو۔ اسی لیئے کسی قدر نام لکھ گئی

غرضکہ جو سلاطین مخالف و موافق جبل العلا کے دامنہ مین سب جمع ہین ہر وقت دیکھنی جلوس صاحبقرانی اور دبدبۂ سلیمانی کے اُنکے ہوش بجا نہ رہے۔ ہر ایک پیکر تصویر کی مانند حیران و نگران تہا۔ دولتخواہون نے اُسی وقت درگاہ باری مین سجدۂ شکر ادا کیئے اور مثل گل شگفتہ ہو گئے۔ برعکس دشمنان کو رباطن آتش حسد و رشک سے جلکر خاکستر ہو گئے۔ اِنمین اول درجہ ابو حاکم اور دوئم درجہ جمشید کو سمجہنا چاہیئے

القصہ صاحبقران روزگار یعنی شہزادہ معز الدین نامدار اِس شان سے خنگ جہان پیما پر سوار تہا کہ جامہ سبز سلیمانی ابو عامر کا نذر کیا ہوا زیب بدن اور تاج آفتاب سر پر تہا۔ اور تمام سلاح رستم وستان قامت سراپا قیامت پر آراستہ تہے جن کا ہر جواہر گوہر شبچراغ کی مانند درخشان تہا۔ اور جامۂ سلیمانی پر زرہ صد مثقالی مزین تہی۔ نیمچہ دیوکش خار اشگاف حمائل اور شمشیر شعشۂ خرشیدی کمر مین اور سپر رستم پس پشت لگی ہوئی تہی۔ یہ سپر بہی حکیم اقلیموس الہی نے خاص صاحبقران کے واسطے طلسم مین امانت رکھی تھی۔ اور بجائے گل چار دانہائے یاقوت رمانی اس آب و تاب کے سپر پر نصب کیئے تہے کہ اُن پر نظر قائم نہ ہوتی تہی۔ گرز رستم ایک ارابہ پر سواری کے پیشاپیش تہا۔ غرض اِس شان و تجمل سے قدم بہ قدم سواری آتی تہی جسکے تزک کے سہ بر و سکندر و دارا کے حشم و اقتدار کو بہی ایک نمود بے بود سمجہنا چاہیئے۔ تمام سلاطین قوم آتشی طالع شاہ اور تیران جنی اور رہبر سبز پوش اور اقلیع قلعدار اور سعدان جنی اور ہرمز جنی اور قائد جنی وغیرہ وغیرہ بصورت انسان نوجیہہ و خوش شکل و خوش وضع بہ لباس ہائے گوناگون سواری کے پیشاپیش تہے۔ باقی فوج جنی

اور اکب جنی اور سمران جنی اور جمیل اور ادہم اور طاؤس جنی اور ریواس جنی وغیرہم چار سو اجنہ تاج ہائے مرصع نگار سر پر رکہے ہوئے پا پیادہ جلو مین چلے آتے تہے۔ اُن کے عقب مین فوج و لشکر انسان و بنی الجان صف بہ صف چلا آتا تہا جسکا شمار مثل ستارہائے آسمان ہرگز نہ ہوسکتا تہا۔ اور خنگ جہان پیما کے روبرو چار قدم فاصلہ سے ابو الخیر جنی کے دوش پر رایت فلک ارتفاع تہا۔ اُس وقت صاحبقران کے جلو مین رایت فلک ارتفاع کی صورت بعینہ چتر کی مانند مدور تہی اور دور اُسکا پانچ گز۔ لیکن ہنگام جنگ یکبارگی تاثیر طلسم سے اسقدر بلند ہو جاتا تہا کہ جانوران ہوائی کی نظر بہی اُسکے انتہا تک نہ پہونچتی تہی۔ اور پرچم علم سے صدائے الاسلام حق والکفر باطل حاضرین معرکہ جنگ کے گوش زد ہوتی تہی

جس وقت صاحبقران اکبر طلسم سبع سیاع سے بر آمد ہوا اُس وقت ملکہ شمسہ تاجدار بہی قصر کے ایک غرفہ مین متمکن تہی اور دوربین کشف الیقین سے صاحبقران کی سواری کا تماشا دیکہ رہی تہی۔ بلکہ جملہ خواتین قصر بہی یعنی خلدانہ ماہرو و سمن بانو دایہ اور رعنا اور حفیظہ اور رگوہر بنام فروزہ و چتر افروز پری اور مشاطہ پری اور آئینہ دار پری جو بالفعل ملکہ شمسہ تاجدار کی خواصان باختصاص مین داخل ہین ملکہ کی خدمت مین حاضر ہین۔ ہرگاہ جلوس سواری صاحبقران گیتی ستان ملکہ شمسہ کی نظر سے گذرا مسبب الاسباب کی درگاہ مین سجدۂ شکر بجالائی

راوی کہتا ہے جس وقت شدید الشداد نے صاحبقران کے جمال انور کو دیکہا بہزار جان و دل مفتون ہوگیا۔ اور دل مین کہا سبحان اللہ اس شہزادہ عالیقدر نے باوجود جسم حقیر و قامت صغیر ایسے کارہائے نمایان ظہور مین آئے۔ بلاشبہہ

یہہ عدو اِس شہزادہ عالیقدر کے دین برحق کی ہے۔ بہرحال ایسے جوانمرد دلاور روزگار سے بطریق آزمایش ایک مرتبہ نبرد آزمائی کرنی ضرور ہے۔ اگر معز الدین جنگ شمشیر و گرز یا فن کشتی مین مجہہ پر غالب آیا پہر مین بہی بلا عذر اُسکا حلقہ غلامی آویزہ گوش کرونگا اور یہہ چند نفس زندگی اِسی بہادر دوران اور دلاور زمان کی خدمت مین گذار دونگا

فی الجملہ صاحبقران عالیشان روز جمعہ کی سلخ دوازدہم مین جو سعد اکبر سے متعلق ہے بدولت و اقبال بارگاہ گردون اساس مین داخل ہوا سرداران نامدار اور بادشاہان با اقتدار نے علے قدر مراتب اشرفی و جواہر نذر گذرانا صاحبقران امیر مجاہد الدین سے بہ عاطفت پیش آیا اور اُسکی اُن خدمات کی نسبت جو صاحبقران کی غیبت مین ظہور مین آئی تہین رضامندی ظاہر کی بعد ازان حکم دیا کہ ان پریزادان دلکش کا محفل رقص و سرود شروع ہو جو طلسم سبع بلع سے ہمراہ آئی ہین جسوقت مجلس گرم ہوئی اور چارطرف سے صدائے تہنیت اور صدائے مبارکباد آئی صاحبقران نے اہلکاران سلطنت کو حکم دیا کہ صنادیق خزائن کے مونہہ کہلوا دو اور اذن عام دو کہ ہر ایک شخص محتاج و غیر محتاج بقدر حاجت ہمارے خزانہ عامرہ سے زر نقد لیکر اپنی روائے حاجت کرے بمجرد اِس حکم کے کارپردازان عالی ہمت نے ہر ایک فرد بشر کو اسقدر زر سرخ و سپید دیا کہ بے نیاز ہو گیا۔ صاحبقران نے فرمایا اسکے بخشش خاص کہتے ہین اب ہماری مرضی ہے کہ ہر وقت دوانبار زر سرخ و سپید کے بارگاہ کے دروازہ پر موجود رہین اور جس محتاج کے دونون کف دست مین جسقدر روپیہ اشرفی آسکے بے تکلف لیجائے۔ اگر کوئی اہلکار کسی حاجتمند کا متعرض

حائل ہوگا اُسکو سزائے بدری جائے گی۔ راوی کہتا ہے کہ شہزادہ معز الدین کا
دست خیر تا دم حیات اسی طرح جاری رہا۔ اگرچہ بطریق سیر و تماشا اور صید و شکار
کے واسطے بہی سوار ہوتا تہا چند شتر اعرابی پر از زر سرخ و سپید دایم الاوقات
سواری کے ہمراہ رہتے تہے۔ اور اثنائے راہ مین فقرا و مساکین کو مشت مشت
زر دیا جاتا تہا

بعد فتح طلسم سبع سباع لشکر نصرت اثر صاحبقران اکبر کا علاوہ قوم آتشی کے
از روئے حساب نو لاکہہ سوار و پیادہ شمار مین آتا تہا۔ اگر ان سلاطین کے لشکر
جو بالفعل قریہ فردوس مین موجود ہین ایک جائے جمع ہون پہر بہی لشکر صاحبقرانی
کو غلبہ ہے۔ ابو عامر کو اس شان و شوکت کے دیکہنے سے یقین کامل ہوگیا کہ خوانندۂ
لوح طلسم بیضا یہی صاحبقران عالی شان ہے۔ صاحبقران بہی ابو عامر کی تعظیم و
تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتا تہا۔ پادری ایڈورڈس نے ابو عامر
کی جانب سے صاحبقران سے کہا کہ کل روز چہارم غرہ ماہ فروردین ہے حضور بدولت
و اقبال لوح طلسم بیضا کی عبارت مخمسہ سالہ سے ہمین آگاہ کرین اور شاہ نامۂ
خیر تیدی کو از اول تا آخر بگوش جان سنین۔ صاحبقران نے کہا مین ہر طرح سے حاضر
ہون۔ ابو عامر نے پادری کے حکم سے مجلس جشن نوروز کے مقرر ہونے کی خوشخبری
پہر ہی اہل مجلس بہی مع صاحبقران فاتحہ خوانی مین شریک ہوئے

جب مجلس رقص و سرود ختم ہوئی ابو عامر صاحبقران سے رخصت ہوا۔ صاحبقران
کو جو ابو حاکم اور ابو عامر کی باہم دشمنی و خصومت کا حال بخوبی معلوم تہا چند نفر
اجنہ ابو عامر کے ہمراہ کر دیئے۔ اور حکم دیا کہ بہت ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ تنہائی

راہ مین ابو عامر کو کوئی صدمۂ سخت پہونچے۔ دوسرے دن ابو عامر نے اپنے ملکاران
سلطنت کو اُن مضمون کی تیاری و آراستگی کا حکم دیا جہان ہمیشہ مجلس جشن نوروز
منعقد ہوتی تہی۔ یہان صاحبقران نے جمشید خود پرست اور نجاشی بادشاہ ملک حبش اور
اشبوط دیلمی اور ابو حاکم فردوسی اور القیموس زنگی اور ملک نصرون ربعی اور
بکران شاہ خارجی اور آذر شاہ بادشاہ فرنگ اور سلطان شاہ چشمہ نشین اور ملک
اسلیمون تاجدار ملک النوبہ کل سلاطین کو اِس مضمون کے نامے لکھے کہ جس بادشاہ کو
مجہہ سے جنگ و مجادلہ کا دعوے یا خیال ہو بسم اللہ میدان مصاف مین آئے اور بہر صورت
اپنے دل کی حسرت نکالے۔ مجہے تین دن فرصت ہے۔ روز چہارم مجلس کتاب خوانی
شروع ہوگی پہر اُس دن سے باب جنگ و جدال بالکل مسدود ہو جائیگا اور جو بادشاہ
محض جشن نوروز کا تماشا دیکہنے آئے ہین مجہے اُن سے کسی طرح کی پرخاش نہین
بلکہ وہ میرے مہمان ہین۔ جولان اندلسی اور محمود خراسانی وغیرہ عیاران نامدار
یہہ نامہائے مذکور لیکر اِن سلاطین کے لشکرون کی طرف روانہ ہوئے۔ یعقوب
جرانی نے عرض کی یا صاحبقران جمشید پلید کا نامہ غلام کو مرحمت ہو۔ صاحبقران نے
فرمایا مبارک ہے۔ یعقوب اُسی وقت نامہ لیکر جمشید کی بارگاہ پر پہونچا۔ اُس وقت
جمشید اور ضار منکوس اور نجاشی ایک ہی خیمہ مین گرم صحبت تہے۔ حاجب باشی نے خبر کی
کہ یعقوب جرانی صاحبقران اکبر کا نامہ لایا ہے۔ اور بار چاہتا ہے۔ جمشید نے کہا آنے دو
یعقوب نے بارگاہ مین جا کر خاص جمشید کے ہاتہہ مین نامہ دیا۔ جمشید نے مضمون نامہ کو خوب
غور سے دیکہا۔ ادہر ضار منکوس کے کان مین کہا کہ اُستاد مین معز الدین کو مصلحتاً یہ جواب
لکہتا ہون کہ اب مجہے فقط جشن نوروز کا تماشا دیکہنا منظور ہے اور ضمن تماشے مین

جنگ و جدل کا کچھہ لطف نہین - بہرکیف میری طرف سے دلجمعی رکھو - مگر تو اپنے اعمال سحر کے شغل سے غافل نہونا - مین مجلس کتاب خوانی مین ایسی حرکات شیطانی کرونگا کہ تمام مجلس اور اہل مجلس درہم و برہم ہوجاوین اور معزالدین کو بجز میری منت و خوشامد کے کچھہ بن نہ آئیے - ضار منکوس دیو سحر اور نجاشی کو یہہ رائے جمشید کی پسند آئی جمشید نے صاحبقران کو بہی جواب لکہا اور ایک خلعت فاخرہ یعقوب کو دیا - یعقوب نے کہا مجھے اس انعام سے معاف رکھو - مین صاحبقران عالیقدر کی بدولت اس قدر مستغنی ہو رہا ہوں کہ کسی کی خلعت و انعام کا خواہان نہین - ضار منکوس نے کہا اے حرافی معزالدین کی مصاحبت سے ایسا خلل تیرے دماغ مین آیا ہے کہ عنایت شاہی کو خیال مین نہین لاتا - اور بر رو انکار کرتا ہے - یہہ وہی جمشید صاحبقران ہے جسکا نمک تونے مدت مدید کہایا ہے - یعقوب نے کہا حکیم صاحب مین تمہارے فرمانے سے سمجہا کہ جمشید نے اپنی خواہر طرہ شکین خال کے عقد کا خلعت دامادی مجھے نہ دیا تہا اب عنایت ہوتا ہے - خیر اس تقریب کی خلعت لینے سے مجھے بہی کچھہ عذر نہین - یہہ کہکر وہ خلعت بغل مین مارا - وقت روانگی جمشید سے کہا اے مبتنی الاصل خوب یاد ہوگا کہ فلان کوہ پر شاہ ہیچ دپوچ نے تجھے ہدائیت کی تہی اور تو اس درویش کی حسب ہدائیت طلسم سبع وسباع مین گیا - لیکن تیری زندگی باقی تہی - اور ایسا ہی سخت جان تہا کہ ایسے طلسم مہلک سے سلامت نکلا - اگر شاہ ہیچ دپوچ وہ تمہید دفعی تیر سے روبرو بیان نہ کرتا اور

اور باغ سبز نہ دکہاتا پہر تو بہی اس طلسم مین ہرگز نہ جاتا ہے۔ آفرین ہے
اُس غدار سیدہ کو کہ عجب داستان سراپا بہتان سے تجہے طلسم مین
بہیجا۔ بلکہ اپنے عیار نہنگ مصری سے پوچہہ کہ ایک دن زیر کوہ فلان
غار مین دو شیر آدم کش نے اُسکو آلیا اور قریب تہا کہ ہلاک کرین مگر
اوس بزرگ نے اون درندون سے اوسکی جان بچائی۔ البتہ اسبات
کی مجہے بہی حیرت ہے کہ فقیر صاحب نہنگ کے ساتہہ دوستی کرین اور تجہے
ایک طلسم جانگزا مین نہ بہیجین۔ نہنگ مصری نے جو یعقوب کی زبانی یہہ
روایت سنی ہوش جاتی رہی۔ اور ایک نظر حیرت سے جمشید کیطرف
دیکہا۔ جمشید نے یعقوب سے کہا یہہ قصہ تو اسطرح مفصل بیان کرتا ہے
کہ گویا اُسوقت شاہ ہیچ و پوچ کے ساتہہ تہا۔ یعقوب نے کہا مجہے مدت
دراز سے شاہ ہیچ و پوچ کی خدمت مین نیاز ہے۔ اُس نے یہہ حال میرے
روبرو بیان کیا تہا۔ اگرچہ جمشید کو عاقب کی بدزبانی اور سخت کلامی پر
غصہ آیا۔ الا خوف سے دم نہ مارا۔ کہ اگر مین یعقوب کو کچہہ تادیب کرتا
ہون۔ مبادا معز الدین چند نفر اجنہ کو حکم دے اور وہ ایک لمحہ مین میرے
لشکر کو خاک سیاہ کردین بہر حال خاموش ہو رہا۔ لیکن نہنگ مصری
عیار دل مین سمجہا کہ بلا شبہہ و شک وہ فقیر شاہ ہیچ و پوچ یہی یعقوب تہا
اور اسی عیار طرار نے جمشید کو طلسم سبع سباع مین بہیجا اور پہر وہان سے
بامین ذلت و رسوائی نکلوایا۔ مرحبا عیاری اِسکو کہتے ہین۔ عیار بہی کیا
کہ گویا ہماری جسم و گوشت پر طلسم بندی کی۔ اور ہم اِس شخص کے

حال سے اصلاً آگاہ نہ ہوئے - خیر وہ قصہ گذر گیا اب کسطرح یہہ عقدہ حل ہو - پہر چہ بادا باد ایک بار یعقوب کے پاس چلو اور اس معما کو دریافت کرو جب جولان اندلسی اشبوط دیلمی کے لشکر مین گیا اتفاق سے ابو حاکم اور اشبوط و انقیموس زنگی ایک ہی خیمہ مین جمع تہے - جولان نے ان بادشاہون کو جدا جدا نامے دیئے - انقیموس نے چند خوان زر بیہا نامہ پر سے نثار کیئے اور جولان سے کہا اے مہتر عیاران مین بعزم جنگ و جدال نہین آیا لیکن جو بادشاہ خواہے نخواہے مجہہ سے بجنگ و مقابلہ پیش آ ئیگا - پہر مین بہی حاضر ہون - ہان جسوقت صاحبقران کو اپنے تردد اور جنگ سے فرصت حاصل ہوگی پہر اُسوقت جو مقتضائے وقت ہوگا عمل مین لائینگے - اشبوط دیلمی نے کہا اے جولان مجہے دیمی کے آنے کا انتظار ہے - جو حکم خداوند دیلم کی جناب سے جنگ و جدال کے بابت مین پہونچیگا مین صاحبقران کو آگاہی دونگا جولان نے کہا اے بیوقوف اس گفتگوئے بیہودہ سے کیا حاصل تو یہی جواب کہدے جولان سے بیوقوف کہنے سے اشبوط کو غصہ آیا اور جولان کے گریبان کیطرف ہاتہہ دراز کیا - جولان نے ایسی چالاکی اور چابکدستی کو کام فرمایا کہ جبتک اشبوط تخت پر سے حرکت کرے تاج مرصع کار اُس کے سر سے اوتار لیا اور برق دار بارگاہ سے باہر نکل آیا - بارگاہ کے دربان یا چہ سب وچماق جولان پر حملہ آور ہوئے - جولان نے دو چار

در بالون کو خنجر سے مارا اور خود صحیح و سلامت نکل گیا - اشبوطہ نے ایک حالت انفعال مین دوسرا تاج سر پر رکہا - حاضرین مجلس نے کہا اے پیغمبر ویلم تم نے اسوقت بہت درگذر کی اور اپنی شان و لیاقت کی طرف دیکہہ کر اُس عیار گستاخ سے انتقام لیا - اشبوطہ نے کہا یہ بردباری و تحمل خاص نشان پیغمبری ہے یعنی جب تک کوئی انسان ایسے نفس بعد بردبار نہین ہوتا خداوند ہی اُسکو رسالت پر مامور نہین کرتا - ہم مین بغیر حکم وحی کسی کار نیک و بد کا مجاز نہین - پہر کسطرح اوس عیار پاجی سے اپنی بے آبروئی کا عوض لیتا - القیموس نے کہا اگر تجہے جولان کی تنبیہ دینے کی وحی نہ آئی تہی پہر تو نے ناحق تخت پر سے حرکت کی اور ایک عیار کے ہاتہہ سے ذلت پائی اشبوطہ نے کہا جو ذلت خداوند کیطرف سے عائد ہو وہ ہمارے فخر و اعزاز کا باعث ہے حاضرین مجلس اس عذر بیہودہ سے خوب ہنسے -

الیاس مغربی نے اندرسنا اور ساطان شاہ اور ملک اسلیہون تاجدار کو نامہائے صاحبقرانی پہونچائے - اُن بادشاہون نے نامون کی نہایت عزت و توقیر کی اور متفق اللفظ و المعنی یہی جواب لکہے یا صاحبقران عالیشان ہمین حضور سے ہرگز جنگ و پیکار کی نظر نہین - اگر تم ہم تماشائیون کے حال پر عنایت خسروانی فرماؤ اور حکم دو ہم بہی بزم جشن مین حاضر ہون - اور اس غرائب التواریخ یعنی شاہنامہ خورشیدی کو سنین -

محمود خراسانی نے ملک نصردون اور بکران شاہ خارجی کو نامے

دئے اونہون نے نامون کو نہایت غور سے دیکھا اور شدید الشدا
کے اصرار سے طبل جنگ بجوایا۔
صاحبقران نے جب سب بادشاہون کے نامون کے جواب دیکھے
اپنے لشکر مین طبل جنگ کا حکم دیا۔ دوسرے دن تمام لشکر اپنے اپنے
مقام پر صف آرا ہوئے۔ شدید الشداد میدان رزم مین نہایت شوکت
وحشمت سے آیا اور لشکر اسلام سے مرد مقابل طلب کیا۔ الواح بن التوام
نے جنگ جہان پیمائی رکاب کو بوسہ دیا اور عرض کی یا صاحبقران عالیقدر
حضور کو خوب روشن ہے کہ اس پہلوان زبان دراز نے اوسی ساحرہ
ملعونہ کی سحر کی قوت سے مجھے میدان جنگ مین دستگیر کیا تہا۔ اب معاملہ
سحر و ساحری درمیان نہین امیدوار ہون کہ حضور شدید کے مقابلہ کی
غلام کو اجازت دین تاکہ مین اپنا انتقام لون۔ صاحبقران نے فرمایا مبارک
ہے۔ الواح بن التوام شیر غران کی مانند میدان جنگ مین گیا۔ اور دونو
نیزہ وری مین درآئے۔ جب نیزہ وری مین درجہ مساوی رہا ایک نے
دوسرے کے سر پر گرز مارا شدید نے الواح کے گرز کی ضرب بآسانی رد
کی۔ مگر جب شدید نے گرز مارا تو الواح کے ہاتہ کو لغزش ہوئی اور
الواح کی گردن و شانہ کو مجروح کرتا ہوا مرکب کی گردن پر لگا اور وہ
بیگناہ گرز کی ضرب سے زمین پر گرا۔ شدید نامور کے دل مین جو
صاحبقران کی ملازمت کا خیال تہا اُس نے دانستہ الواح کو دوسری ضرب
لگائی۔ عیاران لشکر اسلام الواح کو میدان سے لشکر مین لے آئے

صاحبقران نے فرمایا مین قصہ کو طول نہین دیتا اور خود میدان مین جاتا ہون۔

بعد برآمد ہونے طلسم کے شہزادہ نے یہہ قاعدہ کلیہ مقرر کیا ہے کہ جب بذات خود بقصد جنگ میدان مین جائے ابوالحسن جوہر ایک ترنج ہوا اسے آسمانی کیطرف پھینکے اور صاحبقران اُس مین تیر مارے آج بھی موافق قاعدہ کے ابوالحسن نے آسمان کیطرف ترنج پھینکا۔ صاحبقران نے اس قادر اندازی سے تیر مارا کہ ترنج کے بیچ سے صاف گذر گیا۔ اور بار دگر سلاح جنگ قامت پر چست کئے اور خنگ جہان پیما کے تنگ و زیر تنگ کو دیکھا بعدازان باین جلال و شوکت حربگاہ مین آیا کہ شدید کے ہوش بجا نہ رہے۔ جب مقابلہ کی نوبت پہونچی صاحبقران نے بآسانی اپنی نیزہ کی ضرب سے شدید کا نیزہ زمین پر گرا دیا۔ اور ضربات گرز سپر فولادی پر روکین۔ جب شدید آلات حرب مین صاحبقران کا حریف نہ ہو سکا زور آزمائی کی درخواست کی اور مرکبون کی پشت سے اوتر کر باہم زورآوری اور فن کشتی مین سرگرم ہوئے۔ شدید چہ پہر کامل صاحبقران سے کشش وکوشش کرتا رہا۔ آخر دوسرے دن صاحبقران کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر ایسے تین زور متواتر کیے کہ تمام منافذ بدن سے دہوان نکل گیا۔ لیکن لنگر صاحبقران کو جنبش تک نہ ہوئی۔ صاحبقران نے فرمایا ہوشیار ہو جا اب میری نوبت ہے۔ اور نعرہ اللہ اکبر مار کر زور اولی ہی مین مثل پرکاہ شدید کو سر سے بلند کر لیا اور چاہتا تھا کہ چرخ دے کر سطح زمین پر

مارے لیکن شدید نے اوسی عالم مین کہا یا صاحبقران مین غضور کے مطیعان خاص مین ہون میرے ہلاک کرنے سے کیا حاصل صاحبقران نے آہستہ شدید کو زمین پر رکہدیا۔ یعقوب حرانی اور محمود خراسانی شدید کو میدان سے اردوے معلےٰ مین لے آئے۔ صاحبقران بہی بارگاہ مین داخل ہوا اور ساز و سامان جنگ بدن سے اوتارے بعد ازان حکم دیا کہ بزم عیش و نشاط گرم ہو۔ اور شدید کو بلا کر فرمایا اے دلاور ہمین منظور ہے کہ تو بہی ہماری فہرست رفقا مین داخل ہو۔ شدید نے دست بستہ عرض کی یا صاحبقران خوش نصیب ہے کہ مجہسے آقاے تاجدار جوہر شناس کے زمرہ ملازمون مین محسوب ہون۔ صاحبقران نے شدید کو خلعت فاخرہ دیا اور اوسکی کرسی الواح کے زیر دست بچہوائی۔ شدید نے صاحبقران کے خوف سے کچہہ دم نہ مارا خاموش اوسی کرسی پر بیٹہہ گیا الواح نے جو سنا کہ صاحبقران نے میرے بائین دست شدید کو کرسی دی ایک عرضی لکہی اور صاحبقران سے درخواست کی شدید کو مجہسے بالا دست کرسی عطا ہو۔ صاحبقران بعد دیکہنے عرضی کی الواح کی ظرف و آدمیت سے بہت خوش ہوا اور شدید کو خاص الواح کی کرسی عنایت فرمائی۔ شدید نے الواح کی جوانمردی اور حوصلہ عالی کی صاحبقران کے روبرو حد سے زیادہ تعریف کی

دوسرے دن صاحبقران عالیقدر نے تمام جن و پریزاد کو رخصت دی سواے طالع شاہ اور اقلع قلعدار اور میر سبز پوش وغیرہ سلاطین طلسم کے جسکو واسطے دیکہنے تماشا جشن نوروز کے جریدہ طور پر بدین شرط اجازت

دی کہ شکل انسان میں ہیں اور کسی انسان کو تکلیف نہ دین

جسوقت ابوعمار اور پادری ایڈورڈس صاحبقران اکبر سے رخصت ہوکر شہر میں آئے پادری نے روزنامچہ بزرگ کو دیکھا۔ یہہ عبارت لکھی تھی۔ جب طلسم سبع سباع طلسم کشا کے ہاتھہ سے فتح ہوا اور فاتح طلسم سوا ارکان سلیمانی طلسم سے لے آئے۔ بلاشبہہ وشک وہی نامدار عالی قدر شمسہ تاجدار کا زوج ہے۔ اُس شہزادہ عالی مرتبہ کو واجب ہے کہ بعد طے کرنے امور طلسمی کے جم غفیر کے سامنے لوح طلسم نبصا کی عبارت پڑہے۔ اور شاہ نامہ خرشیدی کو جو دستور العمل خسروانی ہے بتوجہ دل سنے۔ ہم اُس عصر کے پادری کو حکم دیتے ہیں کہ وہ بالائے کوہ قصر اخضر میں جائے جہان شمسہ تاجدار رہتی ہے قصر کے اندر شمال و مشرق کے مابین ایک حجرہ پادری کو نظر آئیگا۔ اور اوس حجرے کا قفل بجز ملکہ شمسہ تاجدار کے اور کسی بشر کے ہاتھہ سے نہیں کہلنے کا۔ پادری شمسہ سے حجرے کا قفل کہلوا کر حجرے کے اندر جائے۔ وہاں نو خیمے زربفتی و مخمل کاشانی کا جنکا نام خیام مرفوعات ہے مع سائبان زرکار اور استادہائے جواہر نگار امانت رکہے ہین بلکہ فرش و فرودستش وغیرہ تمام سامان خیام بہی موجود ہوگا۔ اُن خیمون کو حجرے سے نکلوائے۔ اور ان صفحون پر جہان مجلس جشن نوروز ہوتی ہے برپا کرائے۔ وہ فرش بہی خاص اُنہی صفحون کے واسطے امانت رکہا ہے۔ علاوہ ازین اُسی حجرہ مین بجائے آب شیرین ایک خزانہ گلاب خالص دوآتشہ کا ہے اور خزانہ کے چار طرف موافق تعداد صفحہائے

نشانہ ملقہ ہاے طلائی لگے ہوئے ہین - بروقت آراستگی بزم جشن پادری عصر خاص اپنے ہاتھ سے اُن حلقون کو پیچ دے طرفۃ العین مین وہ گلاب طلسمی صفہون کے حوضون مین داخل ہوگا - تا عدیکہ ہر ایک حوض آب گلاب سے لبریز ہو جائیگا - یہہ گلاب وہ گلاب طلسمی ہے کہ صدہا سال سے اُس کے رنگ اور طعم و بو مین فرق نہین آیا - اس حجرہ طلسم کا بھی ظاہر ہونا شمسہ تاجدار کے شوہر نامدار کی علامت قوی سمجھنا چاہئے - آیندہ یہہ سوال مستقبلہ بھی ہمین از روے علم زائچہ دریافت ہوا ہے کہ اُس زمانہ مین ابو عامر اور ابو عالم دو بھائی شہر فردوس کے بادشاہ ہونگے پادری عصر اُن بادشاہونکو بدل مستقیم اور براہین واثق سمجھائے اور تلقین کریگا کہ وہ دین و مذہب عیسوی سے باز آئین - اور جو طریق کہ طلسم کشا کا ہو اختیار کرین کیا معنی کہ اُس زمانہ مین وہی دین مبین حق ہوگا -

پادری ایڈورڈس نے روزنامچہ کی عبارت ابو عامر کو دکھائی - ابو عامر نے کہا اے پادری صاحب مجھے بجبر قبول کرنے دین اسلام کے تمام وصیت و نصائح صاحبقرانی بدل منظور ہین باوجودیکہ شریعت محمدی کی بھی فضیلت و حقیقت مجھے بخوبی ثابت ہوگئی مگر مین ابھی اس بلنے مین متردد ہون -

ابو عامر اور پادری ایڈورڈس اُسیوقت بالاے کوہ قصر احضر کے دروازہ پر پہونچے - ملکہ نے قصر کا دروازہ کھلوا دیا - ابو عامر اور پادری دو نو محل مین گئے جو قبل اس کے کبھی نہ گئے تہے - اس رونق و شان و تکلف کا وہ قصر عالی دیکھا کہ گویا بہشت شدادی کا نمونہ تہا - ابو عامر اور پادری ہر مکان کو بہ نظر اعجاب دیکھتے ہوئے شمسہ تاجدار کے محل خاص مین پہونچے - پادری ابو عامر اور شمسہ کو

حسب نشان روزنامچہ مغرب و شمال کے تا بین لایا۔ فی الواقع ایک حجرہ دیکھا جس کے دروازے کو قفل زر نگار لگا ہوا تھا۔ قفل کے صیقل سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اسی وقت قفل لگایا گیا ہے۔ تمام خواتین اور خواصان محل نے پادری سے کہا کہ ہم ہر روز اس طرف آتی ہین لیکن آجتک یہہ حجرہ ہماری نظر سے نہین گذرا۔ پادری نے قریب سے حجرے کو دیکھا۔ یہہ اشعار بخط جلی پیشانی پر لکھے تھے۔

جو حکم یافت ز درگاہ ایزد متعال ٭ قضا شکست بہا ہے طلسم مقصد سال
رسید خسرو صاحبقران درین منزل ٭ برائے اوست مگر تخت دولت و اقبال
زنے کہ سلطنت او کند چندین سال ٭ کنون بخانہ نشیند بہ پیش آن ہمال

ملکہ شمسہ تاجدار نے پادری کے حسب الحکم انگشت سیاہ سے اُس حجرے کا قفل کھولا۔ اور کنیزان حبشیہ کو حکم دیا کہ حجرے کے اندر سے جو سامان رکھا ہے وہان سے نکال لاؤ۔ کنیزین حجرہ مین گئین اور خیام مذکور الصدر مع سامان زر نگار اور فرش و فروش وغیرہ باہر لے آئین۔ پادری نے چند نفر اجنہ فراش صاحب بزم سے طلب کئے۔ اور اُن خیمون کو زیر کوہ لاکر اُسی ترتیب و شکل معینہ سے اون صفحہائے عالی پر استادہ کرایا اور موافق حکم روزنامچہ بزرگ خزانہ مذکور سے حوضون کے تمام حوضون کو گلاب خالص سے لبریز کیا۔

راوی کہتا ہے کہ خیمون کے استر مین اسقدر نقش و نگار عجائب روزگار تھے کہ تماشائی کی آنکہ کو اُن کے دیکھنے سے سیری نہوتی تھی۔ اور بعینہ گلستان بہار گلہائے رنگارنگ کا لطف آتا تھا۔ سی طرح تصاویر کے عالم کو قیاس

کرنا چاہئے۔ غرضکہ وہ خیام اندر سے بجائے خود ایک تماشاگاہ کا حکم رکھتی تھے۔ اور باہر سے اسقدر سپید و براق و مجلی تھے کہ نظر قایم ہوسکتی تھی اور ان صفوں کی ترتیب کے موافق ان خیام کی تکلف و آرایش مین بھی علی قدر مراتب فرق تھا۔ یعنے خیمہ اول سے خیمہ دویم تکلف اور زینت ظاہری مین بہتر تھا اور خیمہ دویم سے خیمہ سویم خوشتر علی ہذا القیاس۔ اسی تفریق سے ہر خیمہ مین باعتبار تکلف و ہم باعتبار سامان و فروش فرق تھا۔ جب باوری نے آراستگی خیام سے فرصت پائی صفہ نہم پر بدستور ابو عامر کا تخت بچھوایا اور تخت کی دست چپ اپنی کرسی رکھوائی اور دست راست جس کرسی مرصع نگار پر شمسہ تاجدار روز جشن جلوس فرماتی تھی آج اس کرسی پر کتاب مستطاب یعنی شاہنامہ خورشیدی اور لوح طلسم ہیبتناک رکھی گئی اور اوس کرسی مرصع نگار کے برابر ایک تخت مسدس مروارید نگار کہ وہ بھی صاحبقران اعظم کے وقت سے قصر اخضر میں ایک حجرہ کے اندر دھرا رکھا تھا فراشان پریزاد نے واسطے صاحبقران اکبر کے بچھایا۔ علاوہ ازین چہار سو کرسیان طلائی و نقرئی جو خیام مرفوعات سے متعلق تھین چار طرف مثل دو قرینہ سے بارگاہ مین بچھائین اور ہر کرسی کے روبرو ایک ایک صندلی طلائی رکھی گئی اور ان صندلیون پر نرگسدان و گلابپاش اور چند صراحی و جام مرصع و فوفل نگار اور عود سوز طلائی جملہ سامان مجلس آراستہ ہوا۔ صاحبقران کے رفقائے درجہ اعلے کے واسطے چند نیم تخت ہائے تھے جو ملک مغرب کے بادشاہ اور صاحبزادے ہیں۔

یہہ تو ظاہر ہی ہے کہ نوروز گل و لالہ اور شقایق و ریاحین کے پیدایش کا موسم

مین ہوتا ہے۔ پس جسطرف نظر جاتی تھی ہر قطعہ صحرا ایک چمن پر بہار و تختہ زمرد نگار نظر آتا تھا۔

پادری لیڈر وڈس نے ابو عامر سے کہا اے بادشاہ فردوسیہ جس مرد خدا جب اقبال کے واسطے ہر سال مجمع جشن منعقد ہوتا تھا اب وہ فضل آلہی سے یہان رونق افزا ہوا۔ پس بوجہ چشمہ تاجدار کو خلائق کے روبرو کرنے سے کیا حاصل۔ ملکۂ آفاق مع خواتین محل قصر اخضر کے دروازہ پر تشریف رکہے گی اور محفل کتاب خوانی کا تماشا دیکہے گی۔ ابو عامر نے کہا۔ بہتر ہے۔ پادری نے بعد آراستگی صاحبقران کو اس مضمون کا رقعہ لکہا۔

اے صاحبقران گیتی ستان و اے سلالۂ دودمان سید آخر الزمان کل روز یکشنبہ ہے اور یکشنبہ کی ساعت نہم مین جو سعد اصغر سے متعلق ہے تحویل آفتاب برج حمل مین ہوگی اور وہی ساعت فیروز تمہارے جلوس مبارک کی بہی تخت کامرانی و اورنگ جہانبانی پر مقرر ہے۔ بنابران بندگان درگاہ یہان رونق افروز ہون اور آوان سعید مین تخت صاحبقرانی پر جلوس فرماوین مگر اسوقت جامہ خورشیدی ضرور زیب بدن فرمانا اور خنجر یاقوت جو صنفوان جبل نشین نے نذر کیا ہے کمر مبارک مین باندہنا تاکہ لوح طلسم بیضا کے پڑہنے کی استعداد تمکو حاصل ہو۔ باقی امور موافق احکام لوح عمل مین لانا۔ ابوالحسن نے صاحبقران کے حکم سے پادری کو جواب لکہا کہ ہم روز فردا انشاء اللہ تعالے تمہاری حسب درخواست اُسی ساعت مین تشریف لاوینگے۔

دوسرے دن صاحبقران باسامان سلطانی مع حکیم اخشیجان و حکیم

ابو المحاسن خنگ جہان پیما پر سوار ہوکر محلس جشن نوروز کی طرف روانہ ہوا۔ سرداران نامور اور اکابر لشکر گردون ماثر یعنی ابو الحسن جوہر۔ اور امیر مجاہد الدین دلاور اور امیر جلال الدین فیروز یمنی اور امیر شجاع الدین و امیر مبارز الدین و امیر غضنفر علی و امیر یوسف و امیر سلطان و امیرزادہ امیر محمد و امیر جعفر و یعقوب حرانی و محمود خراسانی و شدید الشداد اور دیگر امرای اعلے ہمراہ رکاب فیض انتساب ہوئے۔ اثنای راہ مین تین عیار تین رقعے سربستہ آرزو شاہ بادشاہ فرنگ اور اسلیمون تاجدار ملک النوبہ اور سلطان شاہ مغربی کے لائے۔ صاحبقران نے اونکو بخوشی محفل جشن مین شامل ہونے کی اجازت دی۔ اوسیوقت ایک عیار نے جمشید پلید کا رقعہ دیا۔ اُسمین لکھا تہا۔ اے شہزادہ مغرب زمین ہم جانتے ہین کہ تو دعوی صاحبقرانی رکہتا ہے۔ اور صاحبقرانون کا یہہ بہی ایک نشان ہے کہ وہ دوست و دشمن کا خوف نہین کرتے۔ اگر یہہ امر واقعی ہے۔ پہر تو مجہے بہی اجازت دے تاکہ مین بہی جشن نوروز مین آؤن۔ اس امر سے بہمہ وجوہ خاطر جمع رکھ کہ جسقدر ہمراہیون کی اجازت ہو گی اُسیقدر رفقا میرے ساتہہ آوینگے ابو الحسن جوہر نے بایمائے صاحبقران اکبر اُسی رقعہ کی پشت پر لکہا۔ ہمنے بخوف انبوہ انتظام کیا ہے۔ لیکن اگر تیرے رفقا زیادہ تر مشتاق ہین مضایقہ نہین اُنکو بہی ہمراہ لے آنا۔ جو وقت بارگاہ مین اجتماع زیادہ ہوگا۔ مہتممان بزم جشن از خود انتظام کردینگے۔ دربارون کے قواعد سے تو خوب واقف ہے کیونکہ تیرا باپ کافور بادشاہ مصر کا خانہ زاد سرکار مصر کا

دستور دان ہے۔ اس جواب سے جمشید کی طبیعت برہم ہوئی۔ مگر ضرار منکوس شاہی جشن سے غصہ کو فرو کیا۔

تاہم شرارت سے باز نہ آیا اور صاحبقران اکبر سے اول محلس مین داخل ہوا۔ اور بے تکلف میخواری شروع کی۔ ابوعامر کو یہہ امر ناگوار گذرا۔ پادری ہڈ ورڈس نے کہا۔ اندیشہ کا مقام نہین۔ شیطان الرجیم کی خلقت ہی آدم سے اول ہوئی تہی۔ جب جمشید کا دماغ شراب کے نشہ سے گرم ہوا۔ ابوعامر سے کہا۔ اے بادشاہ فردوسیہ بپاسخاطر میرے ارباب طرب رقص و سرود کا حکم دو۔ اسی قسم کی اور بے موقع فرمائشین کین اور اثنائے کلام مین خلاف تہذیب کلمات استعمال کئے۔ عیارون نے سرراہ صاحبقران کو خبر کی۔ امیر محمد اور یعقوب حرانی نے باصرار اجازت لی اور بزودی محفل جشن مین پہونچے۔ القیموس زنگی اور اشہوط دیلمی نے بہی اپنے اور ابوحاکم کے واسطے استجازت کی۔ اور صاحبقران اکبر نے سرسواری معدود سرداروں کی معیت سے انکو شمول کا مجاز کیا۔ اسیطرح ملک نصرون اور دیگران شاہ خارجی کے بہی رقعے آئے اور منظوری صادر ہوئی۔

جسوقت امیر محمد اور یعقوب حرانی صفحہ بزم پر پہونچے جمشید بدستور ہذیان بک رہا تہا۔ ابوعامر نے امیرزادہ کی نیم قد تعظیم دی۔ امیرزادہ اور یعقوب حرانی کے واسطے جو کرسیان مقرر تہین وہ اونپر متمکن ہوئے۔ ضرار منکوس نے جمشید سے کہا۔ تیرے ادب دہندہ آپہونچے۔ اب زبان کو بند کر۔ مگر وہ کب باز آتا تہا۔ ناچار یعقوب نے کہا اے جمشید لعنۃ اللہ علیک بارے

خیر و عافیت سے ہے۔ صنعاء منکوس و سرنگون ہو گیا۔ مگر جمشید نے ایک نگاہ
قہر سے یعقوب کو دیکھا اور کہا۔ اے عیار تو میرا ہمسر و ہمچشم نہین۔ ہوش سے
بات کر۔ یعقوب نے کہا۔ خدا نہ کرے۔ مین تیرا ہمچشم ہون۔ کیا معنی کہ تو ایک آنکھ
سے کور ہے۔ اور میری دونو آنکھین بحافظ حقیقی کی مہربانی سے سلامت ہین
البتہ ہمسری کا دعوی ضرور ہے کہ تیری ہمشیرہ طرہ مشکین خال مجھسے منعقد ہوئی
جمشید کے روبرو ایک سفلدان نقرئی رکھا تھا ایک حالت غیظ و غضب مین
وہ سفلدان نہایت زور سے یعقوب کے سر پر مارا۔ یعقوب نے سر جھکا لیا
اور اس ترکیب سے وہ ضرب دفع کی۔ مگر وہ سفلدان امیرزادہ امیر محمد کے زانو پر لگا
اس حرکت سے امیرزادہ کی نظر مین زمین و آسمان سیاہ ہو گیا اور بحالت غصہ کرسی
پر سے اوٹھا۔ جمشید بھی اپنی کرسی سے اوٹھا اور امیرزادہ سے دست و گریبان
ہو گیا۔ امیرزادے نے ایک مکا نہایت زور سے مارا اور وہ
خود با قوت مع عمامہ سر پر سے اوتار کر فرش پر پھینکدیا۔ محفل مین چار طرف
شور و غل مچا اور ہر ایک نے بآواز بلند کہا کہ فعل برا امیرزادے بدمست ہو رہے ہے۔
ہنوز جمشید اور امیر محمد ہشت دشت مین سرگرم تھے کہ صاحبقران نامدار کی
آنے کا مجلس مین شور ہوا۔ جب سواری اُن صفوں کے قریب پہونچی
تمام خلائق آداب و مجرا بجا لائی اور ہر فرد بشر نے کہا۔ بادشاہ سلامت۔
صاحبقران خلائق کا سلام و مجرا لیتا ہوا صفہ تخت پر پہونچا۔ وہان یہ تماشا
دیکھا کہ جمشید اور امیر محمد باہم دست و گریبان ہو رہے ہین۔ ابو الحسن اول
ان کی گاؤزوری کا تماشا دیکھتا رہا بالآخر امیرزادہ امیر محمد سے کہا اے طفل

تند مزاج یہہ محفل عشرت ہے یا معرکہ جنگ ۔ امیرزادہ ابوالحسن کی تہدید
سے جدا ہو گیا اور کہا ۔ اے سلطان یہنے حتی الوسع درگذر کی ۔ لیکن اس حبشی
بچہ کے خصائل شیطانی سے تم خوب واقف ہو ۔ جمشید اُسوقت شراب کے
نشہ مین تمام حاضرین مجلس کو بے تحاشا گالیان دے رہا تہا ۔ ابوالحسن کو
بہی دشنام دہی سے یقین آیا کہ اسی نالائق نے پیشدستی کی ہے اور
جمشید کے روبرو آکر کہا اے مردک اب تو ہوش و ہواس لے اپنے درست
کر بیحیائی کی بہی ایک حد ہوتی ہے ۔ صاحبقران عالی مقدار نے جمشید سے
بزبان شرع فرمایا ۔ اے مرد تو نے ہمین کس مضمون کا رقعہ لکہا تہا اور اب
کیا شور و شر کر رہا ہے ۔ جمشید بیباطن نے صاحبقران کی فہمائش کو منت
و لجاجت پر حمل کیا اور دل مین کہا ۔ اس سے بہتر اور کوئی وقت انتقام
لینے کا ہاتہ نہین آنے کا یہ کیا سمجہے کہ حریف بے سلاح ہے آخر اُس مردود
نے شمشیر مثل بخت عطارد غلاف سے نکالکر بقوت تمام صاحبقران کے سر پر
لگائی ۔ صاحبقران جو بفضل الہی سے کواکب ہفتگانہ کا نظر یافتہ اور فنون
مبارزت مین یکتائے روزگار تہا اُسنے بقوت پنجہ و دست جمشید کے
ہاتہ سے شمشیر چہین لی ۔ بعد ازان زنجیر کمر مین ہاتہ ڈالکر بآسانی سر سے
بلند کر لیا ۔ لیکن ایام زندگی جمشید کے باقی تہے کہ زنجیر کمر کے دو حصے ہو گئے
اور وہ زمین پر گرا ۔ صاحبقران نے آہستہ ایک پاؤن جمشید کے سینہ
پر رکہہ دیا اور فرمایا سہہ ہے شرط کہ تجہے زمین کا پیوند کر دون ۔ جمشید نے
اوس ظالم اس مین مثل دیو دنگان ایک قہقہا مارا اور کہا اے معزالدین

اب ہین سمجہا کہ یہہ مجلس نشاط ہے معرکہ رزم نہین - صاحبقران نے ہنسکر
پاے مبارک جمشید کے سینہ سے اوٹہا لیا - جمشید بمشکل تمام فرش پر سے
اوٹہا اور بدمستون کی مانند دانستہ پہر پیچ کہاکر زمین پر گرا - حاضرین
اُس عذر بدتر از گناہ سے خوب ہنسے

فی الجملہ صاحبقران اکبر نے ساعت سعید مین تخت صاحبقرانی پر قدم
رکہا - تخت کے دست راست حکیم اخشنجان اور دست چپ حکیم ابو المحاسن کرسیون
پر متمکن ہوئے - صاحبقران کے رفقا مین سے جنکی نسبت لفظ امیری عاید
ہوتا تہا وہ بہم تختون پر اور باقی کرسیون پر بیٹہے - ابو عامر اپنے مقرہ
تخت پر بیٹہا پادری ایڈورڈس نے ابو حاکم سے کہا - اے کوتہ اندیش
تو بہی بدستور اپنے بہائی ابو عامر کے پہلو مین تخت پر بیٹہہ مگر اُس نے
نہ مانا اور باقی سلاطین کی ذیل مین ایک کرسی پر بیٹہا

قصر اخضر کے دروازے پر ایک مکان نہایت وسیع و بلند بنا ہوا ہے
اور چار طرف اُس مکان کے بے شمار شبکے ہین اور ہر شبکہ اثر طلسم سے
بجائے خود دوربین کشف الیقین کا حکم رکہتا ہے یعنی ہر شے دور کی اسقدر
قریب نظر آتی ہے گویا زیر دیوار محل ہے اور عجیب تر یہہ ہے کہ اہل دروازہ
اہل جشن کی گفتگو تک بخوبی سنتے ہین باوجودیکہ جبل لعلی کا
تین فرسخ کا ارتفاع ہے اور ہنگامہ جشن زیر کوہ برپا ہو رہا ہے
حکیم اسقلینوس الہی نے خاص اس غرض سے یہہ طلسم بندی کی تہی
کہ شمہ تاجدار و دیگر خواتین اُن شبکون مین سے جشن نوروز کا تماشا

دیکہین - البتہ جسوقت ملکہ شمسہ تاجدار شاہزادہ معزالدین نامدار سے منعقد ہوگی پہر اُن شبکون کا بہی اثر طلسم جاتا رہے گا - خلاف دوربین کشف الیقین کے کہ وہ تحایف طلسم مین داخل ہے اور اوسکی تاثیر ہمیشہ باقی رہے گی - حکیم قسطاس الحکمت نے بہی طلسم سبع سیاح مین شمسہ تاجدار سے فرما دیا تہا کہ تم قصر اخضر کے دروازے پر فلان مکان مین مع خواتین و خواصان محل تشریف رکہنا اور اُن شبکون مین سے بزم جشن مین بخوبی تماشا دیکہنا - اسی سبب سے شمسہ تاجدار سریر الاظہار یعنے تخت مسدس مع چند تخت و کرسی ہائے طلائی و جواہر نگار برج یاقوت مین سے ہمراہ لے آئی ہے اور اب مع ملکہ نوبہار اور ناطقہ روشن بیان اور صبح دل کشا اور ملاحت پری اور گوہر بزم افروز اُن تخت و کرسیون پہ متمکن ہوئی اور جمشید بدنہاد کی بدمستی اور صاحبقران کے ادب دینے کا تماشا دیکہہ کہ ملکہ نوبہار سے فرمایا - تم اس حبشی روسیاہ کی حرکتین دیکہتی ہو کسقدر بے عزت شریر النفس ہے - ملکہ نوبہار نے کہا - اے ملکۂ آفاق قسم ہے حضور کے سر مبارک کی - اگر مین مجاز ہوتی اس ملحد راندہ درگاہ الہی کا ہر پارچہ بدن سگ و شغال کو کہلاتی - مگر جناب حکیم صاحب کے خوف سے کچہہ دم نہین مارا جاتا

ناظرین بستان خیال کو واضح ہو کہ صاحبقران کے جشن کتخدائی کو ایک سال کامل کا طول ہوگا - جس کی تفصیل آیندہ جلد مین کی جائیگی

خاتمہ بوستان خیال جلد ششم

الحمد للہ کہ جلد ششم بھی ختم ہوئی اور نہایت مسرت سے یہہ امر تحریر کرتے ہین کہ ہمکو اِس ذریعہ سے اپنے ایک قدیم اور بے تکلف مکرم دوست کے نام نامی کے مشہور کرنے کا موقع ملا - خان احمد شاہ صاحب بہادر پچیس برس سے برادران بزرگ کی مانند دل و جان سے مہربان اور رنج و شادی مین ہمارے شریک الحال ہین

ہم خانصاحب بہادر کی دلی عنایت اور بے ریا محبت کے ایسے ممنون ہین کہ اُنکا بیان کرنا ذرا مشکل امر ہے

اشتہار

بستان خیال

(جلد اول و دوئم و سوئم و چہارم و پنجم و ششم)

یہہ چہہ جلدین چھپ کر برائے فروخت موجود ہین - بمقابلہ دلچسپی مضامین و محنت مولف قیمت بہت کم تجویز کی گئی ہے

بوستان خیال جلد ہفتم زیر طبع ہے — المشتہر سید نادر علی سیفی مالک و مہتمم مطبع سیفی لاہور

بوستان خیال جلد ہفتم

یہہ جلد چھپ رہی ہے اور رہبر ہند کے اُن خریدار دنکو جو زر پیشگی عنایت کرتے ہین اُسکی اوراق ہر پرچہ کے ساتھہ بھیجے جاتے ہین۔ امید ہے کہ رہبر ہند کے تمام خریدار حساب کی صفائی پر توجہ فرمائینگے تاکہ اس دلچسپ کتاب کے اوراق مفت ہدیہ ہوں اس جلد کے ختم ہونے پر اسکی قیمت تجویز ہوکر عام شائقین کتاب کیلئے اسکا اشتہار دیا جائیگا

المشتہر سید نادر علی سیفی مالک و مہتمم مطبع سیفی لاہور

بوستان خیال پر احباب کی آراء

زبانی اور تحریری جو اظہار پسندیدگی بوستان خیال کی بابت بعض احباب نے فرمایا ہے ان سب کا چھاپنا ہم طول عمل مین داخل سمجھتے ہین اور اس لئے چند خطوط کا انتخاب شائع کیا جاتا ہے جسے صحیح تقریظ کا درجہ دیا جائے تو بیجا نہ ہوگا

انتخاب خط جناب خان بہادر سردار محمد حیات خانصاحب پولیٹیکل منشی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر

مہربان من جناب سیفی صاحب سلمہ۔ تسلیم آپکے پرچہ اخبار کے ساتھہ بوستان خیال کے پرچہ نمبر ۱ سے ۳۲ تک پہنچے۔ مین اُسکی عمدگی کی وجہ سے دلی مسرت سے اسکا خواہشمند ہون

تحریر ۲۶ ستمبر ۱۸۸۱ء نیاز مند محمد حیات خان از سیالکوٹ

انتخاب خط جناب منشی دیوید اس صاحب منصف

جناب سیفی صاحب زاد عنایۃ تسلیم واقعی کتاب بستان خیال نہایت مغتنم ملاحظہ گزری

ہے - یہہ کتاب آپکے مطبع کی یادگار ہے - ۱۱ ستمبر ۱۸۹۱ء دیو داس مصنف

انتخاب خط منشی قادر بخش صاحب سوداگر انارکلی -

کرمفرمائے بندہ جناب سیفی صاحب ادام عنایتہ تسلیم - واقعی کتاب بوستان خیال نہایت غم غلط کرنیوالی ہے - یہہ کتاب آپکے مطبع کی یادگار رہیگی - ۲۲ دسمبر ۱۸۹۱ء زیادہ آداب

انتخاب خط مرزا جہانگیر صاحب عرضی نویس شاہ پور

حضرت شاہ صاحب دام عنایتہ - اسلام علیکم - مینے چند صفحات بوستان خیال کا ملاحظہ کیا اسکا مجھکو شوق ہے آپ بشتہار قیمت اسکا بھیجدیں -

۲۳ - اکتوبر ۱۸۹۱ء - مرزا جہانگیر بیگ عرضی نویس شاہ پور

انتخاب خط جناب منشی رگ نندن لال صاحب سپروائزر ضیعہ تعمیرات لدھیانہ

مہربان من جناب سیفی صاحب دام عنایتہ تسلیم - یہہ کتاب لاجواب آپکے مطبع کا فوٹو ہے جس سے پژمردہ دلوں کو شگفتگی حاصل ہوتی ہے

الراقم رگ نندن لال سپروائزر لدھیانہ یکم جنوری ۱۸۹۲ء

انتخاب خط مولوی شہسوار الدین احمد صاحب مدرس اول فارسی مدرسہ ضلع ہوشیار پور

پہلا حصہ خیال بوستان خیال کا پہونچا - ازبس شکرگذار ہوں - الفاظ شکریہ مل نہیں سکتے اسواسطے صحیح شکریہ سے معذور ہوں - جو اوراق بوستان خیال آپ اجلد کرکے بھیجتے ہیں وہ تا انقضائے تعطیلات اپنے پاس جمع رکھیں اور ۲۳ - اکتوبر ۱۸۹۲ء کو جمع کرکے بھیجیں مجھے خوف ہے کہ یہاں پرچہ ضمیمہ ضایع نہ ہو جائے - جو قدر اسکا مجھکو ہے دوسرے کو کاہیکو ہوگا

الملتمس شہسوار الدین احمد ۲ - اگست ۱۸۹۲ء

عنایت فرمائے بندہ زاد محبتہٗ تسلیم - مزاج مبارک - حضرت بندہ آپکے کلام اعجاز

الیہام کا دل دادہ ہے بے لگاوٹ عرض کرتا ہون کہ خدا جانے آپ کی تحریر مین کیا
اثر ہے جو پڑہتا ہو دل ہاتہ سے دیدیتا ہے۔ زبان نہین کہ آپ کی تعریف کرون
خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست
اب التماس یہہ ہے کہ ایک پرچہ بستان خیال کا جو غالباً ۲۹ اپریل سنہ الیہ کی اخبار مین
آیا تہا خوبی قسمت سے گم ہوگیا۔ لہذا امیدوار ہون کہ ایک کاپی جلد سویم کی صفحہ
۴۱ سے ۴۸ تک ارسال فرمائیے گا۔ تو بعید از بندہ نوازی نہوگا۔ مین آپکا ہمیشہ
ممنون رہونگا

بندہ منوہر لال خلف الصدق رائے بہادر منشی کشن سروپ صاحب مدار المہام ریاست دہولپور سلطان ۱۹۲ء ۱۲ جولائی
عنایت فرمائے من سید نادر علی سیفی زاد نوازشہ
بعد تسلیم آنکہ۔ بوستان خیال جلد سویم کے ختم ہونے کا شکریہ ادا کرتا ہون
بندہ منوہر لال خلف رائے کشن سروپ دیوان ریاست دہولپور

انتخاب خط جناب خان یوسف خان صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور
مشفق و مکرم بندہ جناب شاہ صاحب سید نادر علی شاہ زاد عنایتکم
تسلیم و نیاز کے بعد التماس ہے کہ اوراق بستان خیال جلد دوئم و سویم ہمراہ اخبار
رہبر ہند پہونچتے رہے ہین۔ در اصل یہہ کتاب عمدہ غلط تصور رہوئی ہے اسکی
عمدگی کی تعریف جہانتک ہو بجا ہے۔ جلد اول بستان خیال بہی بذریعہ قیمت طلب پارسل
ڈاکخانہ بہیجدیوین۔ یہ ہر چہار حصے بستان خیال آپ کی مطبع کے بطور یادگار کے رکھے جاوینگے
۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۲ء آپکا نیازمند بندہ یوسف خان از ٹانڈہ

انتخاب خط جناب حاجی محمد شاہ نواز خان صاحب رئیس موضع شاہ نواز خان ضلع منٹگمری

ایک عمدہ ناول جو آپ کی پرچہ کی ساتھہ ہوتا ہے میرے پاس نا مکمل ہی باقی اوراق بھیجدین ۔ الراقم حاجی محمد شاہ نواز خان ۔

انتخاب خط جناب منشی رام چند صاحب سیارجنٹ بارڈ پولیس پشاور

مہربان من جناب سیفی دام اقبالہ ۔ تسلیم ۔ مین بہت شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ بوستان خیال کی اوراق مجھے ہر پرچہ کے ساتھہ بھیجتی ہین ۔ واقعی یہہ بے مثل قصہ ہی جسکے میری پژمردہ دل کو خوشی ہوتی ہی ۔ راقم رام چند سیارجنٹ از پشاور

انتخاب خط جناب مفتی محمد داؤد صاحب وکیل عدالت پشاور

جناب من تسلیمات ۔ جلد اول و دویم بستان خیال کی نیازمند نے مطالعہ کین واقعی اس قسم کی کتابین دل کو خوش کرنے کے لئے نیازمند کی نظر سے پہلے نہین گذرین آ نہایت عمدہ طریق سے آپ نے اُسکا اختصار عبارت فرماکر بہت خوش اسلوبی سے تالیف کیا ہی امید کہ ایک جلد بستان خیال جلد سویم بذریعہ ویلیو پی ایبل جو عمدہ کاغذ ٹمی پہ ہو ارسال فرماوینگے ۔ ادنے قسم کا کاغذ مطلوب نہین ہے ۔

۲۸ دسمبر ۱۸۹۲ء ۔ راقم کمترین مفتی داؤد پلیڈر شہر پشاور

انتخاب خط جناب منشی عبد العزیز صاحب نائب تحصیلدار اینڈ داونخان

جناب عنایت فرمائی بندہ منشی نادر علی صاحب سیفی سلام علیکم ۔ آپ براہ مہربانی بستان خیال ہر سہ جلد کا کاغذ سیرام پوری بذریعہ ویلیو پی ایبل پارسل بوا ایسٹی ڈاک ارسال فرماوین ۔ اُنکے مطالعہ کا کمال شوق ہے ۲۱ ۔ دسمبر ۱۸۹۲ء عبد العزیز نائب تحصیلدار

انتخاب خط جناب خان بہادر منشی محمد امتیاز علی صاحب وزیر اعظم ریاست بہوپال

بقلم دیوان رو ڈاپرشاد صاحب

میونسپل کمیٹیان جنکی آبادی بیس ہزار سے زیادہ ہے اور ڈسٹرکٹ کمیٹیان عہ میونسپل کمیٹیان جنکی
آبادی بیس ہزار سے کم ہے عہ میونسپل کمیٹیان جنکی آبادی دس ہزار سے کم ہے اور لوکل بورڈ
فہرست عہدہ داران پنجاب جو سہ ماہی وار مطابق سول لسٹ انگریزی
چھپتی ہے اسکی سالانہ قیمت مع محصول حسب ذیل ہے
سرکار و والیان ریاست (سے) جاگیرداران و دیگر اہل ثروت (عہ) ہزار
سال سے کم آمدنی والے (للعہ) تین ہزار سال سے کم آمدنی والے (سے)
سال سے کم آمدنی والے (عہ) تین سو سال سے کم آمدنی والے و طالب العلم (عہ)
اشتہارون کی اجرت: اخبار رہبر ہند و رسالہ سیلف گورنمنٹ مین
فی کالم نمبر فی صفحہ (للعہ) ہر نمبر کیواسطے لئے جاتے ہین۔ لیکن جبکہ ایک اشتہار ایک ماہ سے زیادہ
چھپایا جاتا ہے تو ایک چہارم کی اور جبکہ ایک سال سے زیادہ کیواسطے شائع ہوتا ہے تو نصف اجرت کی تخفیف
چھپائی کا کام: اردو فارسی عربی ہندی سنسکرت غرض ہر زبان کی
و کتب نہایت عمدہ اور صحیح و ارزان نرخ پر اس مطبع مین چھاپے جاتے ہین
عام شرائط: اخبار و رسالہ و فہرست کی قیمت خواہ سہ ماہی آنی چاہیے البتہ معتبر
کیواسطے پیشگی قیمت ادا کرنیکے لئے ایکماہ کی میعاد مقرر ہے ورنہ بشرح مابعد وصول قیمت
(۲) چھپائی کے کام کے واسطے نصف اجرت پیشگی داخل کرائی جاتی
کا کام حوالہ نہ کیا جائیگا تا وقتیکہ پوری اجرت وصول ہو جائے۔
(۳) روپیہ بپابندی شرائط ڈاکخانہ آنا چاہیے اور اگر کسی وجہ سے ضائع ہو جاوے
مطبع مین نہ پہونچے گا تو مطبع جوابدہ نہوگا۔
(۴) ہر قسم کی تحریرات باداے محصول آنی چاہئین۔ المشتہر مہتمم مطبع
سید حسن علی